Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اول — جلد یازدہم

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت شہر ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۱۸۹۰ء

اصول وضوابط وشرح قیمت رسالہ وضمیمہ

(۱) یہ رسالہ اور اسکا ضمیمہ دونو ماہواری ہین (۲) ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ شائع ہوتا ہوا ہے (۳) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ نہین فروخت ہوتا رسالہ بدون ضمیمہ بیسکتا ہے (۴) رسالہ کا اصول اغراض ہین

(الف) اصول اسلام اور سرکار فرمانروائے عظام سے حضور صاحب مستحق معاشرت ہون بحث کرنا۔

(ب) اہل اسلام کے مختلف فرقون کی باہمی اتحاد و اتفاق مین کوشش کرنا۔

(ج) مسلمانون کی دنیاوی ترقی کے مضامین شائع کرنا۔

(د) پولیٹیکل مضامین سے جسکا مذہب سے تعلق ہو بحث کرنا اور قوم کی مذہبی امور قومی گورنمنٹ مین باادب پیش کرنا اور گورنمنٹ کے حقوق سے جسکی مذہب مین ہدایت ہو قوم کو آگاہ کرنا۔

(۵) ضمیمہ کا ذمہ صرف مسائل فریقہ مذہب محدثین سے بحث کرنا ہے۔

(۶) قیمت رسالہ عموماً سالانہ ہے خواص اربوسار اہل اسلام) بنظر اعانت لوجہ عنایت فرمانے ہین بعض اشخاص جن کی آمدنی چالیس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین ہے عایت روپیہ لیتے جاتے ہین جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہین ان سے روپیہ چودس روپیہ یا ہوا ہی آمدنی نہین رکھتے پر علی الضاعت رکھتے ہین اور اس رسالہ کی اشاعۃ کرتے ہین انہون دعا خیر ضمیمہ کی عام قیمت تین روپیہ ہے خاص چھ روپیہ ہے رعایتی عصر اوسنے ۱۲ ر آخری ۱۸ ر تک

(۷) ان مراسلہ جمعہ کا تصنیفہ وتقرری خریداردن کے بیان پایا ہین ہے۔

(۸) خط کتابت وار سال زر مہتمم کے پورے نام وخطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہیے

(۹) سبیل ارسال زر بخیر منی آرڈر یا ہنڈی ہو کرنی نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا

ابوسعید محمد حسین مہتمم رسالہ اشاعۃ لاہور

مطبع مفید عام لاہور میں چھپا

فہرست مضامین رسالہ ہذا نمبر ۱

(۱) کیفیت سالانہ لائق توجہ معاونین اشاعۃ السنۃ

(۲) خریداران اشاعۃ السنۃ کو اطلاع۔

(۳) ایک کارخیر کی شہادت

(۴) اخزدہ طبع کتاب ہدایۃ

(۵) بقیہ مضمون اقسام ملازمت پر مخالف و موافق کی شہادت

(جس مین ایک خط سائلی ملا صاحب کا رسالہ کا جواب ہے)

اشتہار

مراسلہ ہتعلق لفظ وہابی کے متعلق اس وقت تک جو کارروائی گورنمنٹ اور پبلک کی طرف سے ہوئی ہے اور وہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ ۔ ۷ ۸ جلد ۹ وغیرہ مین شائع ہو چکی ہے اس کو انگریزی مین ترجمہ کرکے بطور رسالہ چھپوایا گیا ہے جسکی قیمت ایک روپیہ ہے اس کے طالب رکھنا تاکہ جلد درخواست کرین ورنہ تھوڑی مدت کے بعد وہ اس رسالہ کو نہ پاسکین گے کیونکہ

(باقی صفحہ ۲)

اختیار کیا ہے ہو سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا ۔

جواب

آیات ثلثہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون الظالمون الفاسقون سے حکم کفر و ظلم و فسق کا اہل اسلام پر کہ جنہون نے عہدہ منصفی نصاری قبول کیا ہے ہرگز نہین ہو سکتا ۔ توضیح اس کی یہہ ہے کہ نزول ان آیات کا یہود و نصاری کے حق مین ہوا ہے ۔ یہود اشراف قوم پر جو مرتکب زنا ہوتے تہے باوجود پائے جانے شرائط حد رجم کے حکم رجم کا جاری نہ کرتے تہے اور اوس حکم کو جو توریت مین مصرح ہے چہپاتے تھے اور اسی طرح قصاص مین تغیر و تبدیل احکام آلہی کرتے تہے ۔ یعنے دو شخصون کو عوض خون ایک شخص کے قتل کرتے تہے ۔ اور مرد کو عوض خون عورت کے قتل نہ کرتے تہے سو اون کے حق مین الکافرون الظالمون فرمایا اور نصاری نے جب عدول کیا ۔ احکام انجیل سے فرمایا اون کے حق الفاسقون الخارجون عن امر اللہ عزوجل چنانچہ دیکہنے سے ان سب آیات کے اول سے آخر تک یہ بات ظاہر و عیان ہے قال الاصم الاوّل والثانی فی الیہود

ترجمہ اصم نے کہا ہے پہلا اور دوسرا حکم (کافر و ظالم ہونے کا) یہود پر لگایا گیا ہے ۔ تیسرا (فسق) لا نصاری پر ۔ ایسا ہی تفسیر کبیر مین ہے ۔ (بصفحہ ۶۰۷ جلد ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

مین اب پہاڑ پر نہین بھاگ سکتا - نہو کہ مجھ پر ایسی کوئی مصیبت پڑے کہ مین مرجاؤن -
۲۰ - اب دیکھ یہ شہر قریب ہے کہ مین اس مین بھاگ جاؤن اور وہ چھوٹا ہے مرضی ہو
تو وان بھاگ کر جاؤن کیا وہ چھوٹا نہین ہے سو میری جان بچیگی - ۲۱ - تب اُس نے
اُسے کہا کہ دیکھ مینے اسبات مین بھی تیری عرض قبول کی کہ اس شہر کو جسکے واسطے
تو نے کہا غارت نہ کرون گا - ۲۲ - جلدی کر اور وہر بھاگ کیونکہ جب تک تو وان
نہ پہونچے مین کچھ کر نہین سکتا ہون - اسواسطے اُس شہر کا نام صغر رکھا گیا - ۲۳ -
اور جسوقت لوط صغر مین داخل ہوا سورج کی روشنائی زمین پر پھیلی - ۲۴ - تب
خداوند نے سدوم اور عمورہ پر گندبک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان پر سے
برسائی اور اُسنے اُن شہرون کو اور اُس سارے میدان کو اور اون شہرون کے
سب رہنے والون کو اور سب کچھ جو زمین پر اُگا تھا - نیست و نابود کیا - (توریت
طبع مذکور ص ۲۱)

اس بیان صریح توریت سے اس قول کا دروغ ہونا ثابت ہے تو پھر
کیونکر ممکن ہے کہ یہ قصہ جس مین اکاذیب درج ہین صادق قصہ ہے اور خدائے
صادق نے اپنی کلام صادق مین اسکو بلا رد و انکار نقل فرمایا ہے - غالباً یہہ اون
یہودیون کا افترا ہے جو نبی مواب کے دشمن تھے اور وہ اون سے لڑتے رہتے تھے -
انہون نے اس قصہ کو وضع اور توریت مین درج کرکے موآبیون کو حرامی بتاکر اپنی عداوت
کو پورا کیا (واللہ اعلم)

اور حافظ ابن القیم کی پہلی عبارت مین جو بیان ہوا ہے کہ "توریت مین
حضرت لوط کو نبی قرار دیا ہے اور یہ کئی وجہ سے محروف ہے" اسکی تائید و
تصدیق توریت کی کتاب پیدائش کے باب ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۲۲ - سے
ہوتی ہے *

اسکے باب ۲۲ مین کہا ہے۔ "ان باتون کے بعد یون ہوا کہ خدا نے ابرام کو آزمایا اور اُسے کہا کہ اے ابرام۔ وہ بولا کہ دیکھ مین حاضر ہون۔ تب اُسنے کہا کہ تو اپنے بیٹے۔ اپنے اکلوتے جسے تو پیار کرتا ہے۔ اضحاق کو لے اور زمین موریاہ مین جا اور اُسے وہان پہاڑون مین سے ایک پہاڑ پر جو مین تجھے بتاؤن گا سوختنی قربانی کر لے چڑھا۔ ۳۔ تب ابرام نور کے تڑکے اُٹھا اور اپنے گدھے پر چارجامہ کسا اور اپنے ساتھ دو جوان اور اپنے بیٹے اضحاق کو لیا اور سوختنی قربانی کی لکڑیان چیرین اور اُٹھکر اُس جگہ جو خدا نے اُسے فرمایا تھا چلا۔ ۴۔ تیسرے دن جب ابرام نے اپنی آنکھ اُٹھا کر اوس جگہ کو دور سے دیکھا۔ ۵۔ تب ابرام نے اپنے جوانون سے کہا تم یہان گدھے پاس رہو مین اوس لڑکے کے ساتھ وہان تک جاؤن گا اور سجدہ کر کے پھر تمہارے پاس آؤن گا۔ ۶۔ اور ابرام نے سوختنی قربانی کی لکڑیان اپنے بیٹے اضحاق پر رکھین اور آگ اور چھری اپنے ہاتھ مین لی اور دونون ساتھ ساتھ چلے۔ ۷۔ تب اضحاق نے اپنے باپ ابرام سے کہا کہ اے میرے باپ اُسنے جواب دیا کہ اے میرے بیٹے مین حاضر ہون اُسنے کہا دیکھ کہ آگ اور لکڑیان تو ہین پر سوختنی قربانی کے لئے برّہ کہان۔ ۸۔ ابرام نے کہا کہ اے میرے بیٹے کہ خدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانے کے لئے برّہ کی تدبیر کرے گا۔ سو وے دونون ساتھ ساتھ چلے۔ ۹۔ اور وے اُس مقام پر جسکی بابت خدا نے اُس سے کہا تھا پہنچے۔ تب ابرام نے وہان ایک قربان گاہ بنائی اور لکڑیان چُنین اور اپنے بیٹے اضحاق کو باندھا اور اوسے قربان گاہ مین لکڑی کے اوپر دھر دیا۔ ۱۰۔ اور ابرام نے اپنا ہاتھ بڑھا کر چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے ۱۱۔ اونہین خداوند کے فرشتہ نے اُسے آسمان سے پکارا کہ اے ابرام! اے ابرام! وہ بولا مین حاضر ہون ۱۲۔ پھر اُس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر مت بڑھا اور اُسے کچھ مت کر۔ کہ اب مینے جانا کہ تو خدا سے

ڈرتا ہے اسلئے کہ تو نے اپنے بیٹے ہان اپنے اکلوتے کو مجھ سے دریغ نہ کیا۔ (توریت طبع مذکور ص ۲۴ و ۲۵)

ان آیات مین صاف تصریح ہے کہ حضرت اسحٰق ذبیح ہین۔ اور وہی ابراہیمؑ کے اکلوتے بیٹے ہین۔ اور یہ امر بیان باب ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷ کے صریح مخالف ہے۔

اسکے باب ۱۵ مین ہے۔ ان باتون کے بعد خدا کا کلام رویا۔ مین ابرام پر اترا۔ اور کہا کہ ابرام تو مت ڈر مین تیری سپر اور تیرا بہت بڑا اجر ہون۔ ۲۔ ابرام نے کہا کہ اے خداوند خدا تو مجھ کو کیا دیگا مین تو بے اولاد جاتا ہون اور میرے گھر کا مختار دمشقی الیعزر ہے۔ ۳۔ پھر ابرام نے کہا کہ دیکھ تو نے مجھے فرزند نہ دیا اور دیکھ میرا خانہ زاد میرا وارث ہوگا۔ ۴۔ تب خداوند کا کلام اوس پر اترا اور اوسنے کہا کہ یہ تیرا وارث نہ ہوگا بلکہ جو تیری صلب سے پیدا ہوگا وہی تیرا وارث ہوگا" (توریت ص ۱۶)

اور باب ۱۶ مین ہے۔ اور سری ابرام کی جورو کوئی لڑکا نہ جنی اور اُس کی ایک مصری لونڈی تھی جس کا نام ہاجرہ تھا اور سری نے ابرام سے کہا کہ دیکھ خداوند نے مجھے جننے سے باز رکھا۔ آپ میری لونڈی کے پاس جائے۔ شاید اوس سے میرا گھر آباد ہووے اور ابرام نے سری سے بات سنی۔ ۳۔ سو ابرام کی جورو سری نے بعد اسکے کہ ابرام کنعان کی زمین مین دس برس رہا تھا اپنی مصری لونڈی ہیکے اپنے شوہر ابرام کو دیا کہ اُسکی جورو ہو۔ ۴۔ اور وہ ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور جب اُسنے معلوم کیا کہ مین حاملہ ہوئی تو اپنی بی بی کو حقیر جانا۔ ۵۔ تب سری نے ابرام سے کہا کہ ناانصافی جو مجھ پر ہوی تیرے ذمہ ہے۔ مینے اپنی لونڈی تجھے دی۔ اور اب جو اُسنے آپ کو حاملہ دیکھا تو مین اُسکی نظرون مین حقیر ہوگئی۔ میرا اور تیرا انصاف خداوند کرے۔ ۶۔ ابرام نے سری سے کہا کہ تیری لونڈی تیرے ہاتھ مین ہے۔ جو تیری

نگاہ مین اچھا ہو تو اُس کے ساتھ کر۔ تب سری نے اُسپر سختی کی اور وہ اُسکے سامنے سے بھاگ گئی ۔۷۔ اور خداوند کے فرشتہ نے اُسے میدان مین پانی کے ایک چشمے کے پاس پایا یعنے اُس چشمہ کے پاس جو صور کی راہ پر ہے ۔۸۔ اور اُسنے کہا کہ اے سری کی لونڈی ہاجرہ تو کہان سے آتی ہے اور کدھر جاتی ہے وہ بولی کہ مین اپنی بی بی سری کے سامنے سے بھاگی ہون ۔۹۔ اور خداوند کے فرشتہ نے اُسے کہا کہ تو اپنی بیبی کے پاس پھر جا اور اُسکی تابع رہ ۔۱۰۔ پھر خداوند کے فرشتہ نے اُسے کہا کہ مین تیری اولاد کو بہت بڑہاؤن گا۔ کہ وہ کثرت سے نہ گنی جاے ۔۱۱۔ اور خداوند کے فرشتے نے اُسے کہا کہ تو حاملہ ہے اور ایک بیٹا جنے گی اُسکا نام اسمٰعیل رکھنا۔ کہ خداوند نے تیرا دکھ سُن لیا۔ ۱۲۔ وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اُسکے برخلاف ہونگے اور وہ اپنے سب بھائیون کے سامنے بود و باش کریگا ۔ ۱۳۔ اور اُس نے خداوند کا نام جو اُس سے ہمکلام تھا یون لیا کہ اے خداوند تو مجھپر نظر کرنے والا ہے۔ کہ وہ بولی کیا مین یہان دیکھنے کے بعد دیکھتی ہون ۔۱۴۔ اس سبب سے اُس کنوئین کا نام بیرلحی رائی رکھا وہ قادس اور برد کے درمیان ہے ۔ ۱۵۔ اور ہاجرہ ابرام کے لئے بیٹا جنی اور ابرام نے اپنے بیٹے کا نام جو ہاجرہ جنی اسمٰعیل رکھا۔ ۱۶۔ اور جب ابرام کے لئے ہاجرہ سے اسماعیل پیدا ہوا۔ تب ابرام چھیاسی برس کا تھا"۔

اور باب ۱۷ مین ہے ۱۵۔ اور خدا نے ابرام سے کہا کہ تیری جورو سری جو ہے تو اُسکو سری مت کہا کر بلکہ اُسکا نام سرہ ہے ۔۱۶۔ اور مین اوسے برکت دون گا اور اوس سے بھی تجھے ایک بیٹا بخشون گا ۔ یقیناً مین اُسے برکت دون گا کہ وہ قومون کی ماں ہوگی اور ملکون کے بادشاہ اُس سے پیدا ہون گے ۔۱۷۔ تب ابرام مونہہ کے بل گرا اور ہنسکے دل مین کہا کہ کیا سو برس کے مرد کو بیٹا پیدا ہوگا۔ اور کیا

سرہ جو نوے برس کی ہے جنے گی - ۱۸ - اور ابرہام نے خدا سے کہا کہ کاش کہ اسمٰعیل تیرے حضور جیتا رہے - ۱۹ - تب خدا نے کہا کہ بیشک تیری جورو سرہ تیرے لئے ایک بیٹا جنے گی تو اسکا نام اضحاق رکھنا اور مین اُس سے اور بعد اُسکے اُسکی اولاد سے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہے قایم کرون گا - ۲۰ - اور اسماعیل کے حق مین مینے تیری ہی دیکھ مین اُسے برکت دون گا اور اُسے برومند کرون گا - اور اُسے بہت بڑھاون گا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور مین اوس سے بڑی قوم بناؤن گا -" (توریت طبع مذکور ص ۱۸ بغیرہ)

ان آیات مین صاف تصریح ہے کہ چھیاسی برس کی عمر تک حضرت ابرہیم علیہ السلام بے اولاد رہے - وہ اولاد کے طالب ہوے - تو حضرت ہاجرہ کے شکم سے اُن کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام عطا ہوے جو اُن کے اکلوتے بیٹے تھے - اور آپ کی سو برس کی عمر تک وہی ایک فرزند رہے - سو برس کے جب آپ ہو گئے تب حضرت اسحٰق علیہ السلام بلا دعا و درخواست پیدا ہوے - جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ باب ۲۲ کے بیان مین اہل کتاب کی تحریف ہے اسمین اولاً حضرت اسحٰق کو ذبیح کہنا صحیح نہین ہے - اور اگر ان ہی کو ذبیح کہنا صحیح ہو تو پھر اُن کو اکلوتا کہنا صحیح نہین -

الغرض بہ شہادت قرآن اس مین دو تحریفین ہوئی ہین اور بشہادت توریت ایک تحریف سے تو یہ بیان خالی نہین -

اور ابن القیم کی دوسری عبارت مین جو قصہ یہودا کی زنا کاری کا بیان ہوا ہے - **وہ پیدایش** کے باب ۳۸ مین بالفاظ ذیل منقول ہے ۶ - اور یہودا نے اپنے پلوٹھے عیر کے لئے ایک عورت بیاہ لایا - جسکا نام تمر تھا - ۷ - اور عیر یہودا کا پلوٹھا خداوند کی نگاہ مین شریر تھا - سو خداوند نے اُسے مار ڈالا -

تب یہودا نے اونان کو کہا کہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جا اور اپنی بھاوج کا حق ادا کر اور اپنے بھائی کے لئے نسل چلا - ۹ - لیکن اونان نے جانا کہ یہ نسل میری نہ کہلائیگی اور یوں ہوا کہ جب وہ اپنے بھائی کی جورو پاس جاتا تھا تو نطفہ کو زمین پر ضائع کرتا تھا تا نہ ہووے کہ اوس کا بھائی اُس سے نسل پاوے ۱۰ - اور اُس کا یہ کام خداوند کی نظر مین بہت بُرا تھا - اسلئے اُسنے اُسے بھی ہلاک کیا - تب یہودا نے اپنی بہو تمر کو کہا کہ اپنے باپ کے گھر مین بیوہ بیٹھی رہ - جبتک کہ میرا بیٹا سیلہ بڑا ہو - کیونکہ اُسنے کہا نہ ہووے کہ وہ بھی اپنے بھائیون کی طرح مرجاوے - سو تمر اپنے باپ کے گھر مین جا رہی - ۱۲ - اور بہت دن گذرے کہ سوع کی بیٹی یہودا کی جورو مرگئی اور جب یہودا کو اُس کا غم بھولا تو وہ اپنے بھیڑون کی پشم کے کترنے والون کے پاس تمنت مین اپنے دوست اردلامی حیرہ کے ساتھ گیا - ۱۳ - اور تمر سے یہہ کہا گیا کہ دیکھ تیرا سُسر اپنی بھیڑون کی پشم کترنے کے لئے تمنت کو جاتا ہے - ۱۴ - تب اُسنے اپنی بیوگی کے کپڑون کو اُتار پھینکا اور برقع اوڑھا اور اپنے کو لپیٹا اور عینیم کے مدخل مین جو تمنت کے راستہ پر ہے جا بیٹھی - کیونکہ اوس نے دیکھا تھا کہ سیلہ بڑا ہوا اور مجھے اُس کی جورو نہ کر دیا ہے - ۱۵ - یہودا اُسے دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کسبی ہے کیونکہ وہ اپنا مونہہ چھپائے ہوئے تھی - ۱۶ - اور وہ راہ سے اُسکی طرف کو پھرا اور اُسے کہا کہ چلئے اور مجھے اپنے ساتھ خلوت کرنے دیجئے - کہ اُسنے نجانا کہ یہ میری بہو ہے - وہ بولی کہ تو میرے ساتھ خلوت کریگا مجھے کیا دیگا - ۱۷ - وہ بولا کہ مین گلے مین سے ایک بکری کا بچہ بھیجون گا - اوسنے کہا کہ تو مجھے جبتک اُسے بھیجے کچھ گرو دیگا - ۱۸ - وہ بولا کہ مین کیا گرو تجھے دون - وہ بولی کہ اپنی چھاپ اپنا بازو بند اور اپنی لاٹھی جو تیرے ہاتھ مین ہے - اُسنے دیا اور اوس کے ساتھ خلوت کی اور وہ اوس سے حاملہ ہوئی - ۱۹ - پھر وہ اُٹھی اور چلی گئی اور برقع

اُتار رکھا اور رانڈ سالی کا جوڑا پہن لیا - ۲۰ - اور یہودا نے اپنے دوست عدلامی کے ہاتھ بکری کا بچہ بھیجا - تاکہ اوس عورت کے ہاتھ سے اپنا گرو پھیر لاوے - پر اُسنے اُسکو نہ پایا - ۲۱ - تب اُسنے اُس جگہ کے لوگون سے پوچھا کہ وہ بیسوا جو عینیم کے راستہ پر نظر آتی تھی کہان ہے وہ بولے کہ یہان کبھی نہ تھی ۲۲ تب وہ یہودا کے پاس پھر آیا اور کہا مین اُسے نہین پا سکتا ہون - اور وہان کے لوگ یہی کہتے ہین کہ کبھی وہان نہین تھی - ۲۳ - یہودا بولا کہ خیر وہی لیوے - نہ ہو کہ ہم بدنام ہوون دیکھ مینے تو بکری کا بچہ بھیجا پر تو نے اُسے نہ پایا - ۲۴ - اور یون ہوا کہ قریب تین مہینے کے بعد یہودا سے کہا گیا کہ تیری بہو تمر نے زنا کیا اور دیکھ اُسے چھنالے کا حمل بھی ہے - یہودا بولا کہ اُسے باہر لاؤ کہ وہ جلائی جاوے - ۲۵ - جب وہ نکالی گئی اُسنے اپنے سسر کو کہلا بھیجا کہ مجھے اوس شخص کا حمل ہے جسکی یہ چیزین ہین - اور کہا کہ دریافت کیجے کہ یہ چھاپ اور بازو بند اور عصا کسکا ہے - تب یہودا نے اقرار کیا اور کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ صادق ہے کیونکہ مین نے اُسے سیلہ کو نہ دیا لیکن وہ آگے کو اوس سے بہتر نہوا - ۲۷ - اور اُس کے جننے کے وقت مین یون ہوا کہ اُس کے پیٹ مین توامان تھے - ۲۸ - اور جب وہ جننے لگی تو ایک کا ہاتھ نکلا اور دائی جنائی نے پکڑکے اوس کے ہاتھ مین نارا باندھکر کہا کہ یہ پہلے نکلا - ۲۹ - اور یون ہوا کہ اُس نے ہاتھ اپنا پھر کھینچ لیا اور کیا دیکھتی ہے کہ وہ نہین اُسکا بھائی نکل آیا - اور وہ بولی تو کیا ہے پھاڑتا ہے یہہ پھاڑ تجھ پر آوے گی - سو اوس کا نام پھارس رکھا گیا جسکے ہاتھ مین نارا باندھا تھا نکل آیا

بجز عصا صاد سے چاہیے لفظی تحریف ان کتب کا لازمہ ہوا تو خطی غلطی ہی انکے لئے مناسب ہے +

اور اُسکا نام ضارہ رکھا گیا (توریت طبع مذکور ص ۵۰ واہ)

اس قصہ کے بعض الفاظ کو گو نقل و بیان ابن القیم سے اختلاف ہے مگر اسکے اصل مقصود مین کہ یہود انے اپنی بہو سے زنا کیا اتفاق ہے۔

اِس قصہ کے وضعی اور محرف ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اِس قصہ مین پھارس کو ولد الزنا قرار دیا ہے اور ولد الزنا کا حکم استثنا باب ۲۳۔ آیت ۲ مین بیان ہوا ہے کہ اوس کی دس پشت تک کے لوگ خدا کی جماعت مین داخل نہ ہون گے۔ و معہذا کتاب روت کے باب ۴۔ آیت ۱۰۔ اور انجیل متی کے باب ۱۔ آیت ۶ مین حضرت داود نبی کو اس پھارس کے سلسلہ نسل مین دسوین جگہ شمار کیا ہے اِس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ اس بیان مین۔ کہین نہ کہین تحریف و افترا یہودیون کا دخل ضرور ہے۔ یا اصل قصہ محض جعلی ہے اور یہود اسے زنا نہین ہوا اور اگر ہوا ہے تو پھارس اس زنا سے پیدا نہین ہوا۔ وہ اسی زنا کا تخم ہے تو حضرت داؤد علیہ السلام اسکی نسل سے نہین۔ وہ (معاذ اللہ) اُسکی نسل مین ہین تو اِس حکم استثنا مین تحریف ہوئی تھی کہ زانی کی اولاد دس پشت تک خدا کی جماعت مین داخل نہین ہو سکتی

بہو مثلاً ابن القیم نے یہودا کی بہو کا نام تامار لکھا ہے۔ اور اس عبارت مین اتر ہے وہ ان چھت پر دیکھنے سے زنا کا وقوع ہونا بیان کیا ہے۔ یہان عنیم کے رہنے مین۔ و علی ہذا القیاس اور اختلاف ہے جس سے اصل مقصود مین فرق نہین آتا اور یہ اختلاف بھی موجودہ توریت ہی کے نسخون کے اختلاف کا ثمرہ معلوم ہوتا ہے۔ مسلمانون کو اس اختلاف کے پیدا کرنے سے کوئی فایدہ نہ تھا۔

اب ہم اپنے ہم ان دعاوی کی تائید وتصدیق کے لئے حوالجات مذکورہ کی اصل عبارت نقل کرتے ہین -

پھارس کا اسی زنا سے پیدا ہونا تو عبارت منقولہ بالا مین بیان ہو چکا ہے

نسلِ زنا کا خدا کی جماعت مین داخل نہ ہونا آیاتِ ذیل مین ہے - جو استثنا ۲۳ مین ہین

جسکے خصیے کچلے گئے ہون یا آلت کاٹی گئی ہو - وہ خدا کی جماعت مین داخل نہووے حرامی بچہ خداوند کی جماعت مین داخل نہووے - اسکی دس پشت خداوند کی جماعت مین شامل نہووے - (توریت طبع مذکور ص ۲۶۰)

حضرت داؤد علیہ السلام کا نسلِ پھارس سے ہونا روت ۴ کی آیات ذیل مین مذکور ہے -

۱۸ - سو پھارس کا نسل نامہ یہ ہے کہ پھارس سے حصرون پیدا ہوا - ۱۹ - حصرون سے رام پیدا ہوا اور رام سے عمیناداب پیدا ہوا - ۲۰ - اور عمیناداب سے نحشون پیدا ہوا اور نحشون سے سلمون پیدا ہوا - ۲۱ - اور سلمون سے بوعز پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید پیدا ہوا - اور عوبید سے یسی پیدا ہوا اور یسی سے داؤد - (توریت طبع مذکور ص ۳۵۳) اور انجیل متی کے باب اول مین ہے -

(۳) اور یہودا سے پھارس اور زارح تمر کی پیٹ سے پیدا ہوئے اور پھارس سے حصرون* پیدا ہوا اور حصرم سے ارام پیدا ہوا - اور ارام سے عمیناداب پیدا ہوا اور عمیناداب سے نحشون پیدا ہوا اور نحشون سے سلمون پیدا ہوا - اور سلمون سے

---

* حصرون اور حصرم اور رام اور ارام کا جو دونون عبارتون مستثناہ انجیل مین اختلاف پایا جاتا ہے یہ ان ہی کتابون کا اثر ہے +

بوعز پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید روت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور عوبید سے یسی اور یسی سے داود بادشاہ (متی کی انجیل مطبوعہ مطبع مذکور ص ۱)

اس سے بھی عجیب تر ایک مثال تحریف لفظی کی ہم بیان کرتے ہیں۔ جس سے اہل ایمان کے رونگٹے کھڑے ہوں گے۔ توریت کی کتاب خروج میں حضرت ہارون نے گوسالہ پرستی بنایا ہے اور خدا پرستوں کے زمرہ سے خارج کیا۔ جسکے کذب و افترا ہونے پر قرآن بھی شاہد ہے۔ اور بوجود توریت جسمیں یہ افترا پایا جاتا ہے نیز شاہد ہے۔ چونکہ اسی قصہ کے بعض الفاظ سے ہم اقنوم میں افترا پایا جانا ثابت کیا چاہتے ہیں اسلئے اس مقام کی تمام عبارت نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں خروج کے باب ۳۲ میں ہے۔

اور جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ پہاڑ سے اترنے میں دیری کرتا ہے تو وے ہارون کے پاس جمع ہوے اور اُسے کہا کہ اُٹھ ہمارے لئے معبود بنا کہ ہمارے آگے چلیں۔ کیونکہ یہ موسیٰ جو ہمیں مصر کے ملک سے نکال لایا ہم نہیں جانتے کہ اُسے کیا ہوا۔ ۲۔ ہارون نے اُنہیں کہا کہ زیور سونے کے جو تمہاری جوروؤں اور تمہارے بیٹوں اور تمہاری بیٹیوں کے کانوں میں ہیں توڑ توڑ کے مجھ پاس لاؤ۔ ۳۔ چنانچہ سب لوگ سونے کے زیور جو اُن کے کانوں میں تھے توڑ توڑ کے ہارون کے پاس لائے ۴۔ اور اُس نے اُن کے ہاتھوں سے لیا اور ایک بچھڑا ڈھالکر اُسکی صورت حکاکی کے ہتھیار سے درست کی اور اُنہوں نے کہا کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہیں مصر کے ملک سے نکال لایا۔ ۵۔ اور جب ہارون نے یہ دیکھا تو اُس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی۔ اور ہارون نے یہ کہکے منادی کی کہ کل خداوند کے لئے عید ہے۔ ۶۔ اور وے صبح کو اُٹھے اور سوختنی قربانیاں چڑھائیں اور سلامتی کی قربانیاں گذرانیں۔ اور لوگ کھانے پینے کو بیٹھے اور کھیلنے کو اُٹھے۔ ۷۔ تب خداوند نے موسیٰ کو کہا کہ اُتر جا کیونکہ تیرے لوگ جنہیں تو مصر کے ملک سے چھڑا لایا۔ خراب ہوگئے ہیں۔

والثالث فی النصاری کذا فی التفسیر الکبیر۔ وقال قتادۃ والضحاک نزلت ھذہ الآیات الثلثہ فی الیھود دون من اسلم من ھذہ الامۃ وعن البراء بن عازب رض فی قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون والظالمون والفاسقون کلھا فی الکافرین وفی لباب التاویل ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون یعنی ان الیھود لما انکروا حکم اللہ تعالی المنصوص علیہ فی التوریۃ وقالوا انہ غیر واجب علیھم فھم کافرون علی الاطلاق بموسی والتوریۃ و بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والقرآن واختلف العلماء فیمن نزلت ھذہ الآیات الثلثہ وھو قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک

ترجمہ

قتادہ وضحاک (تابعین) کا قول ہے۔ یہ تینوں آیتیں یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں نہ بحق اس امت کے گنہگاروں کے۔ اور براء ابن عازب سے ان آیات کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ سب کافروں کے حق میں ہیں (ان اقوال کا اصل فتوی میں پتہ نہیں بتایا مترجم نے ان اقوال کو بعینہا معالم التنزیل میں صفحہ (۲۸۲) پایا

لباب التاویل میں ہے یہ آیات یہود کے حق میں ہیں۔ اونہوں نے خدا کے حکم سے جو توریت میں بیان ہوا ہے انکار کیا اور یہ کہا کہ اسکی تعمیل ان پر واجب نہیں ہے تو وہ کافر مطلق ہوئے حضرت موسی و توریت کے بھی منکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن کے بھی علماء کا اس بابمیں اختلاف ہے کہ ان آیات کے مورد نزول کون لوگ ہیں۔ مفسرین کی ایک

۸ - وے اُس راہ سے جو میں نے اُنہیں فرمائی جلد پھر گئے ہیں - اُنہوں نے اپنے لئے ڈھلا ہوا بچھڑا بنایا اور اُسے پوجا اور اُس کے لئے قربانی ذبح کر کے کہا کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہیں مصر کے ملک سے چھڑا لایا - ۹ - پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ میں اِس قوم کو دیکھتا ہوں کہ ایک گردن کش قوم ہے - ۱۰ - اب تو مجھ کو چھوڑ کہ میرا غضب اُن پر بھڑکے اور میں اُنہیں بھسم کروں - اور میں تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤں گا - ۱۱ - تب موسیٰ نے خداوند اپنے خدا کے آگے منت کر کے کہا کہ اے خداوند کیوں تیرا غضب اپنے لوگوں پر جنہیں تو مستہزوری اور زبردستی کے ساتھ مصر کے ملک میں سے نکال لایا بھڑکتا ہے - ۱۲ - کس لئے مصری بولیں اور کہیں کہ وہ اُن کو یہاں سے بدی کے لئے نکال لے گیا - تا کہ اُن کو پہاڑوں میں مار ڈالے اور اُن کو روے زمین پر سے ہلاک کرے - اپنے غضب کے بھڑکنے سے باز رہ اور اپنے لوگوں کو بدی پہنچانے سے پھر جا - ۱۳ - تو ابرہام اور اضحاق اور اسرائیل اپنے بندوں کو یاد کر - جن سے تو نے اپنی ہی قسم کھائی - اور اُن سے کہا کہ میں تمہاری نسل کو آسمان کے تاروں کی مانند بڑھاؤں گا - اور یہ سارا ملک جسکے حق میں نے کہا سو میں تمہاری نسل کو بخشوں گا کہ ابد تک اُسکے مالک ہوں - ۱۴ - تب خداوند نے اُس بدی سے جو چاہا تھا کہ اپنے لوگوں سے کرے پچھتایا - ۱۵ - اور موسیٰ پھر کر پہاڑ سے اُتر گیا اور شہادت کے دونوں تختے اُسکے ہاتھ میں تھے - وے تختے لکھے ہوے تھے - دونوں طرف اِدھر اور اُدھر لکھے ہوئے تھے - ۱۶ - اور وے تختے خدا کے کام سے تھے - اور جو لکھا ہوا سو خدا کا لکھا ہوا - اور اُن پر کندہ کیا ہوا تھا - ۱۷ - اور جب یشوع نے لوگوں کی آواز جو للکار رہے تھے سُنی - تو موسیٰ سے کہا کہ لشکر گاہ میں لڑائی کی آواز ہے - ۱۸ - موسیٰ بولا کہ یہ تو نہ فتح کے شور کی آواز - نہ شکست کے شور کی آواز

بلکہ گانے کی آواز مین سنتا ہون - ۱۹ - اور یون ہوا کہ جب وہ لشکرگاہ کے پاس آیا اور بچھڑا اور راگ ناچ دیکھا - تب موسی کا غضب بھڑکا اور اُسنے تختے اپنے ہاتھون سے پھینک دیئے اور پہاڑ کے نیچے توڑ ڈالے - ۲۰ - اور اُس نے اُس بچھڑے کو جسے اُنھون نے بنایا تھا اور اُس کو آگ سے جلایا اور پیسکر خاک سے بنایا اور اُسکو پانی پر چھڑک کر بنی اسرائیل کو پلایا - ۲۱ - اور موسی نے ہارون کو کہا کہ ان لوگون نے تجھ سے کیا کیا - کہ تو اون پر ایسا بڑا گناہ لایا - ۲۲ - ہارون نے کہا کہ میرے خداوند کا غضب نہ بھڑکے - تو اس قوم کو جانتا ہے کہ بدی کی طرف مایل ہے - ۲۳ - سو اونھون نے مجھے کہا کہ ہمارے لئے ایک معبود بنا - جو ہمارے آگے چلے کہ یہ مرد موسی جو ہمین مصر کے ملک سے چھڑا لایا - ہم جانتے کہ اُسے کیا ہوا - ۲۴ - تب مینے اُنھین کہا کہ جس کسی کے پاس سونا ہو وہ توڑ لاوے - اونھون نے مجھے دیا - اور مین نے اُسے آگ مین ڈالا - سو یہ بچھڑا نکلا - ۲۵ - اور جب موسی نے لوگون کو دیکھا کہ وے بے قید ہو گئے - کہ ہارون نے اُنھین اُن کے مخالفون کے روبرو اُن کی رسوائی کے لئے بے قید کرایا تھا - ۲۶ - تب موسی لشکرگاہ کے دروازے پر کھڑا ہوا - اور کہا جو خداوند کی طرف ہو سو میرے پاس آوے - تب سب بنی لاوی اُس پاس جمع ہوے - ۲۷ - اور اُسنے اُنھین کہا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے فرمایا ہے کہ تم مین سے ہر مرد اپنی کمر پر تلوار باندھے - اور ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک تمام لشکرگاہ مین گذرتے پھرو اور ہر مرد تم مین سے اپنے بھائی کو - ہر ایک آدمی اور اپنے دوست کو - اور ہر ایک آدمی اپنے قریب کو - قتل کرے - ۲۸ - اور بنی لاوی نے موسی کے کہے کے موافق کیا - چنانچہ اُس دن لوگون مین سے قریب تین ہزار مرد مارے پڑے - ۲۹ - اور موسی نے کہا کہ آج خداوند کے لئے اپنے تئین مخصوص کرو - ہر ایک مرد اپنے بیٹے - اور اپنے

بھائی پر حملہ کرکے تاکہ وہ تمہین آج ہی برکت دیوے - اور آج اپنے اوپر برکت لاؤ ۳۰- اور دوسرے دن صبح کو یون ہوا کہ موسی نے لوگون سے کہا کہ تم نے بڑا گناہ کیا - اور اب مین خداوند کے پاس اوپر جاتا ہون - کہ شاید مین تمہارے گناہ کا کفارہ کرون - ۳۱- چنانچہ موسی خداوند کے پاس پھر گیا - اور کہا کہ آہ - ان لوگون نے بڑا گناہ کیا کہ اپنے لئے سونے کا معبود بنایا - ۳۲- اور اب کاش کہ تو اُن کا گناہ معاف کرتا - مگر نہین تو مین تیری منت کرتا ہون کہ مجھے اپنے اُس دفتر سے جو تو نے لکھا ہے - میٹ دے - ۳۳- اور خداوند نے موسی سے کہا کہ جس نے میرا گناہ کیا ہے - مین اُسی کو اپنے دفتر سے میٹ دون گا - ۳۴- اور اب روانہ ہو کہ لوگون کو جہان مینے تجھے کہا ہے لے جا - دیکھ میرا فرشتہ تیرے آگے چلے گا - لیکن مین اپنے مطالبہ کے دن مین اون سے اون کی خطا کا مطالبہ کرون گا - ۳۵- اور خداوند نے اون کے بچھڑے بنانے کے سبب - جسے ہارون نے بنایا تھا - لوگون پر مری بھیجی" (توریت مطبع مذکور ص ۱۱۴)

اس قصہ مین افتراء تحریف کی وجود پر قران کی یہ شہادت ہے جو سورۃ طہ مین

قال فانا قد فتنا قومك من بعدك واضلهم السامری ۝ فرجع موسی الی قومه غضبان اسفا قال یقوم الم یعدکم ربکم وعدا حسنا افطال علیکم العهد ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم فاخلفتم موعدی قالوا ما اخلفنا موعدك بملکنا ولکنا حملنا اوزارا من	ارشاد ہے خدا یتعالے نے (موسی کو) فرمایا ہمنے تیرے پیچھے تیری قوم کو جانچا ہے - اور سامری نے انکو بہکا دیا - موسی غصہ مین بھرتا اپنی قوم کیطرف پھرا (تو) بولا اے میری قوم خدا نے تمہین اچھا وعدہ نہ دیا تھا کیا اُسکی مدت بڑھ گئی تھی (نہین) بلکہ تم نے

زینۃ القوم فقذفناھا فکذلک القی السامری ۝ فاخرج لھم عجلاً جسداً لہ خوار فقالوا ھذا الھکم و الہ موسی فنسی ۝ افلا یرون الا یرجع الیھم قولا و لا یملک لھم ضراً و لا نفعاً ۝ و لقد قال لھم ھرون من قبل یقوم انما فتنتم بہ و ان ربکم الرحمن فاتبعونی و اطیعوا امری ۝ قالوا لن نبرح علیہ عکفین حتی یرجع الینا موسی ۝ قال یھرون ما منعک اذ رایتھم ضلوا ۝ الا تتبعن افعصیت امری ۝ قال یابنؤم لا تاخذ بلحیتی و لا برأسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل و لم ترقب قولی ۝ قال فما خطبک یسامری ۝ قال بصرت بما لم یبصروا بہ فقبضت قبضۃ من اثر الرسول فنبذتھا و کذلک سولت لی نفسی ۝

(طٰہٰ ۶ ۴ ۵ ۵)

یہ چاہا کہ تم پر خدا کا غضب اُترے - سو تنے میرے عہد (حکم) کا (کہ خدا کی اطاعت پر قائم رہنا یا میرے پیچھے چلے آنا) خلاف کیا وہ بولے ہمنے اپنے اختیار سے تیرے حکم کا خلاف نہیں کیا ولیکن ہمکو قوم (قبط) کے زیور کا بہت سا بوجھ اُٹھا پڑا تھا اُسکو ہم نے (بھٹی مین جلانے کو) پھینک دیا - سامری نے بھی اُسمین پھینک دیا (جس سے) اُنکو بچھڑا نکال دیا جو آواز دار جسم تھا پھر وہ لوگ بولے تمہارا اور موسی کا معبود یہ ہے - وہ بھول گیا (کہ دوسرے معبود کی تلاش مین گیا ہے) اُنھون نے یہ خیال نہ کیا کہ وہ بچھڑا انکی بات کا جواب نہین دیتا اور نہ اُن کے نقصان اور نفع کا اختیار رکھتا ہے (پھر وہ معبود کیونکر ہو سکتا ہے) بیشک ہارون نے اُن سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ اے میری قوم اس بچھڑے سے) تمہارا امتحان ہوا ہے (کہ تم اسکو پوجتے ہو یا خدا کو) تمہارا رب تو وہ ہے جو تمپر رحم کرتا ہے (نہ بچھڑا جو کچھ نہین کرتا) تم میرے پیچھے لگو - اور میرا کہا مانو (یعنے اس بچھڑے کی عبادت نکرو) وہ بولے ہم تو اس (کی پوجا) پر جمے رہین گے - جبتک موسی ہمارے پاس پھر آوے - موسیٰ نے ہارون سے کہا تجھے میرے پاس جانے سے

کہنے روکا۔ جب تو نے دیکھا تھا کہ وہ لوگ بہک گئے ہین۔ کیا تو بھی میرا نافرمان ہوگیا۔ اُسنے کہا اے میری ما کے بیٹے۔ میری ڈاہڑی نہ پکڑ اور میرا سر۔ مین (اس سے) ڈرا کہ تم کہوگے تو نے بنی اسرائیل مین (ان سے الگ ہوکر) پھوٹ ڈال دی اور میری بات یاد نرکھی (میرے پیچھے میری جگہ تم اور سنوار تا رہ) موسی نے اسامری سے کہا تجھے کیا ہوگیا۔ وہ بولا مینے دیکھ لیا جو کسی نے نہ دیکھا پھر مینے بھیجے ہوئے (جبرئیل کے پاؤن کے نیچے سے مٹھی بھرلی اور وہ مینے (اس بچھڑے مین) ڈال دی۔ (جس سے اُسمین جان پڑگئی) میرے جی نے ہی مجھے یہ بات اچھی بتائی"

اس شہادت سے صاف ثابت ہے کہ بچھڑا سامری نے بنایا اور پوجوایا تھا حضرت ہارون علیہ السلام اُسکے بنانے مین شریک نہین ہوئے اور نہ اُسکے پوجے جانے مین خوش ہے۔ وہ اُس کی عبادت سے مانع رہے اور قوم کو عبادتِ خدا کی طرف بلاتے رہے۔

توریت کے بعض الفاظ کی شہادت اس قصہ مین تحریف وافترا کے وجود پر اس طور پر پائی جاتی ہے کہ اسی باب خروج کی آیت ۲۳ مین بیان ہے کہ خدا نے موسیٰ سے کہا کہ جسنے میرا گناہ کیا ہے مین اُسی کو اپنے دفتر سے مٹا دونگا اور آیت ۳۵ مین ہے کہ خدا نے اُس بچھڑے کے بنانے کے سبب لوگون پر مری بھیجی اور آیت ۱۸ مین ہے کہ اوس جرم گوسالہ پرستی کے سبب تین ہزار آدمی ایک دن مارے اور یہ بات ثابت وسلم ہے کہ حضرت ہارون ان تینون ہزارون مین کسی ترا مین شامل و شریک نہین کئے گئے وہ وبا (مری) کے عذاب مین مبتلا ہونے سے قتل کئے گئے اور نہ خدا کے دفتر سے اُنکا نام مٹایا گیا بلکہ وہ اوسوقت اور اُسکے بعد بھی خدا کی بارگاہ مین برگزیدہ اور مقدس قرار

پھر پہلو زبور ۱۰۶ آیت ۲۶ جنمین اون کو مرنیکا حکم کیا گیا ہے اور زبور ۱۰۶ آیت ۱۶ وہ جنمین ہارون کو مقدس کہا گیا اور یہ بیان ہارے کہ خدا نے اُسکے حاسدون کو بھی نہین مٹا دیا تھا"۔ اور یہ واقعہ اوس واقعہ کے عالم سے پہلے ہوا ہے۔

دیئے گئے اور اون ہی کی نسل مین کاہن کا عہدہ مقرر رہا ہے جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہی کہ وہ بچھڑا بنانے یا اُسکے پوجوانے مین شریک نہین ہوئے - ہوتے تو ان سزاؤن سے نہ بچتے -

اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کی عبارت مین اور حافظ ابن القیم کی پہلی عبارت مین جو بخت نصر کے عہد مین توریت کا ضائع ہو جانا اور امام رازی کی عبارت مین محافظین توریت کا کم ہو جانا و بنا راً علیہ اسمین وقوع تحریف کا آسان ہونا بیان ہوا ہے اُسکی تائید و تصدیق عیسایون کے اقوال ذیل مین پائی جاتی ہے (جو کتاب اعجاز عیسوی مین منقول ہین)

باب اول کتاب اول مقابیس مین ہے کہ انیٹوکس شہنشاہ فرنگستان نے اورشلیم کو فتح کرکے عہد عتیق کی کتابون کے جتنے نسخے جہان سے اُسے ملے پہاڑ کر جلادیئے اور حکم دیا کہ جسکے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلے گی یا وہ شریعت کی رسم بجالاویگا مار ڈالا جاویگا اور ہر مہینے مین تحقیق اُسکی عمل مین آتی تھی اور جس کے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلتی یا ثابت ہوتا کہ وہ رسم شریعت بجالایا وہ مارا جاتا - اور کتاب تلف کی جاتی تھی -

ملنر کا تلک اپنی کتاب مین جو ۱۸۴۳ء مین بلدہ ڈربی مین چھپی ہے صفحہ ۱۱۵ مین لکھتا ہے کہ علما کا اسپر اتفاق ہے کہ اصل نسخہ توریت اور اسی طرح اصل نسخے اور کتابون عہد عتیق کے شہر اورشلیم اور ہیکل کے ساتھ ہاتھون لشکر بخت نصر سے غارت ہوے - اور جب صحیح نقلین اونکی پھر بہ طفیل عزرا کے ہوئین وہ نسخے نقلون کے بھی حادثہ انیٹوکس مین ضائع ہوئے اور پھر گواہی اون کتابون کی صداقت کی نہ تھی جب تک کہ مسیح اور حواریون نے اون کی صداقت کی گواہی نہ دی تھی ،،

صاحب تبیین الکلام (جو باوجود مسلمان ہونے کے الفاظ توریت و

* بواقعہ ولادت مسیح سے ایک سو اکسٹھ برس پیشتر ہوا ہے

انجیل کے دعوی صحت اور ان کتب کی حمایت مین عیسائیون سے کم نہین) ان واقعات کو تسلیم کرتے ہین اور بنا رآ علیہ ان کتب مین وقوع اغلاط اور کمی کے قائل ہوگئے ہین گر اوسکو آپ تحریف لفظی سے نہین کہتے غلطی یا کمی سے تعبیر کرتے ہین جسمین آپ اپنی خاص اصطلاح کے پابند ہین -

آپ تبیین الکلام کے صفحہ ۴۳ مین فرماتے ہین " بعض علماء مسیحی کہتے ہین کہ یہ بات بے بنیاد ہے کہ مقدس کتابون مین سے کوئی تحریر جاتی رہی ہے - بلکہ مقدس تحریرون مین سے نہ کوئی تحریر کھوئی گئی ہے اور نہ کھوی جا سکتی ہے - مگر اپنے دعوے کے اثبات کے لئے وہ ایسی دلیلین پیش کرتے ہین جو کسی طرح کافی نہین ہین - اون کی دلیلون کا طرز کلام یہ ہے کہ مقتضاے حکمت کا یہ نہین ہے کہ جو کتاب روح قدس کی تائید سے وجی تھی پھر اوسکو ایسا معدوم کر دے کہ پھر ہاتھ نہ آسکے اور اگر وہ انسان کی تربیت کے لایق نہ تھین تو اون کو پہلے ہی کیون دیا تھا - مہذا ایمان دار لوگ ہمیشہ اون کتابون کو عزیز رکھتے ہین اور وہ دور دور پھیل گئی تھین - پھر کیونکر معدوم ہو سکتی ہین - علاوہ اسکے اگرچہ اون کتابون* کو الہامی لکھنے والون نے لکھا ہو - مگر یہ ضرور نہین کہ وہ بھی الہامی ہون اسلئے کہ الہامی لکھنے والون کی ہر تحریر کا الہامی ہونا ضرور نہین ہے - اسلئے وہ کتابین مقدس کتابون مین داخل نہ تھین سوائے اگلے زمانہ مین ہر ایک چھوٹی سی تحریر کو بھی کتاب کا اطلاق کیا کرتے تھے - پس اون کتابون کے بعض مطالب جو روحانی ترقیت سے متعلق نہ تھے تو اون کے نہ ملنے سے بائبل مین کچھ نقصان نہین - مگر یہ ظاہر ہے (صاحب تبیین الکلام

* یعنے جو گم اور تلف ہوئی ہین ۔

فرماتی ہین کہ ادنی تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دلیلین کافی نہین ہین جو کتاب روح قدس کی سے دی گئین ہون - اُس کے معدوم ہو جانے سے حکمت الٰہی مین کچھ نقصان نہین ہو سکتا اگر ایک ہی کتاب انسان کی ہر حالت کی تربیت کر کافی ہوتی تو اولڈ ٹسٹمنٹ* کے بعد نیو ٹسٹمنٹ کی حاجت کاہیکو ہوتی - ایمان دار لوگ بلا شبہ الہامی کتابون کو عزیز رکھتے ہین - مگر عام مصیبت کی حالتون مین جو انسان کو بمقتضے اوسکی ضعیف فطرت کے نہایت درماندہ کر دیتی ہین (خصوصاً وہ پے در پے کی مصیبتین جو یہودیون پر پڑین) ایسی عزیز تحریرون کا جاتا رہنا کچھ خلاف نیچر کے نہین ہے - علی الخصوص ایسی حالت مین کہ وہ ایک جگہ جمع تھین - بلکہ متفرق ٹکڑے لوگون کے پاس تھے - ان کتابون کے الہامی نہونے پر کوئی دلیل نہین ہے - خصوصاً جبکہ خود الہامی لکھنے والون نے اون سے استخراج کیا ہو - یا اونکی طرف اشارہ کیا ہو - فرض کیا جاوے کہ ان کے تمام مطالب کتب مقدسہ مین ہون اور کتب مقدسہ کو اون کی حاجت نرہے ہو مگر اس مقام پر اسکی بحث نہین ہے بلکہ صرف اتنا کلام ہے کہ اور بھی معتمد اور صحیح کتابین تھین جو اب معدوم ہین اور یہ بات ایسی طرح پر ثابت ہے کہ اس سے بڑے بڑے علماء مسیحی نے اقرار کیا ہے -

مفرڈ صاحب اپنی کتاب سوالات السوال مین جو ۱۸۴۳ء مین لنڈن مین چھپی ہے ذیل سوال دوم مین لکھتے ہین کہ یہ کتابین جنمین حضرت مسیح علیہ السلام کو ناصری کہا گیا تھا (اور جسکا ذکر مقدس متی* نے باب ۲ درس ۲۳ مین لکھا ہے)

---

* اولڈ ٹسٹمنٹ عہد نامہ قدیم توریت وغیرہ - نیو ٹسٹمنٹ عہد نامہ جدید انجیل وغیرہ * انجیل مطبوعہ مرزاپور ص ۳ ملاحظہ ہو (ایڈیٹر)

تیت و بلوہ ہوگئی تھین اسلئے کہ جو کتابین نبوتی کی جو دن کی تھین حضرت یحیٰ کو ناصری تھین لکھتے ہین ذکریا ہم صاحب اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ پیغمبر کی بہت سی کتابین پیدا ہوگئی ہین اسلئے کہ یہودیون نے غفلت سے بلکہ بیدینی سے بعض کتابون کو کھو دیا اور بعض کو جہاڑ الا اور بعض کو جلا دیا

تفسیر ڈاینلی مین ہے۔ کہ اس بادشاہ رکشخصہ یعنے سلیمان علیہ السلام نے اوس دانائی کو جو اوس نے پائی انسانون کے فائدہ کے واسطے استعمال مین لانا چاہا۔ اور بہت سی کتابین اونکی تعلیم کے واسطے لکھین۔ مگر حضرت عزرا نے صرف تین کو مقدس کتابون مین داخل کیا اور باقی (یعنے جنکو مقدس کتابون مین داخل نہین کیا) یا تو وہ مذہبی تربیت کے لئے نہین بنائی گئی تھین یا ایک زمانہ کے گذر جانے کے سبب خراب اور ناقص ہوگئی تھین۔

تفسیر ڈاینلی مین ذیل شرح درس ۲۵ باب ۱۴ کتاب دوم سلاطین کے لکھا ہے کہ یونس پیغمبر کا حال اس مقام پر ہے۔ اور اس مشہور پیغام مین جو نینوے کو لے گئے تھے ہے اور اون پیشین گویون کو جن سے اوس نے بادشاہ یربعام کو سریا کے بادشاہ سے لڑنے پر دلیری دی کسی جگہ لکھا ہوا نہین پاتے۔ اسکا سبب صرف یہی نہین ہے کہ بہت سے پیغمبرون کی تحریرین ہمارے پاس نہین ہین بلکہ یہ بھی ہے کہ پیغمبرون نے بہت سی پیشین گویون کو لکھا ہی نہین۔

غرضکہ ہر طرح سے یہ بات ثابت ہے کہ ان مقدس کتابون کے سوا اور بھی کتابین تھین جو مدت سے ناپید ہوگئی تھین۔

یہ توریت اور محافظین توریت پر حوادث واقع ہونے اور اوس کے سبب الفاظ کے بدل جانے اور کتب کے کھوئے جانے کا بیان ہے۔ ایسی ہی انجیل اور انجیل والون پر مصائب واقع ہوئی ہین جن سے انجیل مین وقوع تحریف و تبدیل سہل و آسان تھا۔

لارڈ نمز ساتوین جلد اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۳ ۵ مین لکھتا ہے کہ مارچ کے مہینے

۱۹۰۰ء جلوسی ویو کلیشین مین فرمان جاری ہوا کہ کلیسی گرائی جاوین اور کتب مقدسہ جلائی جاوین - پھر صفحہ ۵۲۳ مین لکھتا ہے کہ یوسی بیس بڑے غم سے کہتا ہے کہ اُسنے بچشم خود دیکھا کہ کلیسی بسیارے گرائی گئی اور کتب مقدسہ بارہ دمین جلائی گئین - اور ولیم میور صاحب اپنی تاریخ کلیسا کے جو ۱۸۴۴ء مین چھپی ہے صفحہ ۱۲۹ مین لکھتے ہین کہ ۳۰۳ء مین ایک نہایت سخت اشتہار کیا گیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیحون کا عبادت کے واسطے جمع ہونا ممنوع اور باعث قتل کا ہوگا عبادت خانے مسمار اور اوجاڑے جاوین - عیسائیون کی کتابین تلاش کرکے جلائی جاوین الخ - پھر صفحہ ۱۳۰ مین لکھتے ہین کہ عیسائیون کی کتابین خصوص خدا کی پاک کتاب جسکو وے اپنی جان کے برابر عزیز رکھتے تھے اوسکی جتنی جلدین تلاش سے ملین جلائی گئین اور جسکے یہان نہین پائی گئین یا جنے چھپا رکھین اور دینر سے انکار کیا سخت عذاب مین پہنسا " - ایسا ہی صاحب اعجاز نے نقل کیا ہے "

اور حافظ ابن القیم کی ہدایۃ الحیارت مین جو بیان ہوا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے کتاب توریت صرف بنی لیوی کو دی تھی - عامہ بنی اسرائیل کو اونکی شرارت و اختلاف کے خوف سے سپرد نہ کی تھی (جس سے محافظین توریت کے پہلے ہی زمانہ سے قلت ثابت ہوتی ہے) اسکی تصدیق کتاب استثنا و کتاب دوم سلاطین و کتاب دوم تواریخ سے ہوتی ہے -

استثنا کے باب ۱۷ مین ہے ۱۸ یون ہوگا کہ جب وہ (یعنے بادشاہ وقت) اپنے تخت سلطنت پر جلوس کرے تو اپنے واسطے شریعت کی ایک نقل اُسمین سے جو لاوی کاہنون کے حضور ہی کتاب مین لکھے " (توریت صفحہ ۲۵۳)

اور اسکے باب ۳۱ مین ہے ۹ - اور موسی نے اس شریعت کو لکھا اور بنی لیوی

هم الظالمون. ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الفاسقون فقال جماعة من المفسرين ان الايات الثلاثة نزلت في الكفار ومن غير حكم الله من اليهود وان المسلم اذا ارتكب كبيرة لا يقال انه كافر وهذا قول ابن عباس وقتادة والضحاك ويدل على صحة هذا القول ما روى عن البراء بن عازب قال انزل الله تبارك وتعالى هذه الايات في الكفار كلها اخرجه مسلم وعن ابن عباس قال ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون الى قوله الفاسقون هذه الايات الثلث نزلت في اليهود خاصة قريظة ونضير اخرجه ابوداؤد انتهى - مگر چونکہ اعتبار واسطے عموم لفظ کے ہے نہ واسطے خصوص سبب کے اور لفظ من معرض شرط مین واسطے عموم کے ہے جیسا کہ ثابت ہوا فن اصول من تو اب جس مین یہہ صفت پائی جاوے اور عمل کرے ویسا ہی جو یہود و نصاری کرتے تھے تو وہ بیشک داخل اس وعید مین ہے یعنی کافر ہی ہے اور ظالم ہی اور فاسق ہی اور یہی معنے ہین عموم حکم کے -

ترجمہ جماعت قابل ہے کہ یہ یہودیون وغیرہ کفار کے حق مین نازل ہوئی ہین جو خدا کی حکم کو بلاتی ہین کیونکہ مسلمان کسی گناہ کا مرتکب ہوگا (یعنی کسی حکم کا خلاف کریگا) تو وہ کافر نہ کہلائیگا - یہی ابن عباس (صحابی) وقتادہ وضحاک (تابعیون) کا قول ہے اور اس قول کی صحت پر یہ حدیث دلیل ہے جو براء بن عازب سے صحیح مسلم مین (صفحہ ۰، جلد ۲) مروی ہے کہ یہہ آیات کافرون کے حق مین نازل ہوئی ہین اور ابن عباس سے ابوداؤد مین (صفحہ ۱۲۸) مروی ہے کہ یہ تینون آیتین خاصکر یہودیون کے حق نازل ہوئی ہین ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کاہنون کے جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اُٹھاتے تھے اور اسرائیل کے سارے بزرگون کے حوالہ کیا - ۱۰ - اور موسی نے اُنہین یہ کہکے فرمایا کہ ہر ایک سات برس کے اخیر چھٹکارا دینے کے معین وقت پر خیمون کی عید مین - ۱۱ - جب کہ سارا اسرائیل خداوند تیرے خدا کے آگے اوس جگہ پر جسے وہ پسند کریگا حاضر ہوا کرے - تو تو اس شریعت کو پڑھکے سارے اسرائیل کو سنایا کر ×× ×× ۲۴ اور ایسا ہوا کہ جب موسی اس شریعت کی باتون کو کتاب مین لکھ چکا اور وے تمام ہوئین - ۲۵ - موسی نے لاویون کو جو خداوند کے عہد کے صندوق اُٹھاتے تہے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لیکر خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل مین رکھو تاکہ وہ تمہارے برخلاف گواہ رہے - ۲۷ - کیونکہ مین تیری بغاوت اور تیری گردن کشی کو جانتا ہون - دیکھ کہ ہنوز مین جیتا اور آج کے دن تک تمہارے ساتھ ہون - تم نے خداوند کی بغاوت کی ہے - تو میرے مرنے کے بعد کتنا زیادہ کروگے - ۲۸ - اپنے فرقہ کے سارے بزرگون اور منصب دارون کو مجھ پاس جمع کرو - تاکہ مین یہ باتین اون کے کانون تک پہنچا دون - اور آسمان اور زمین کو اون پر گواہ کرون ۲۹ - کیونکہ مین جانتا ہون کہ میرے مرنے کے بعد تم اپنے تئین خراب کروگے - اور اوس راہ سے جسکی بابت مینے تم کو حکم دیا ہے پھر جاؤگے - اور کہ آخری دنون مین تمپر بدی پڑیگی - اسلئے کہ تم خداوند کے حضور بدی کروگے کہ اپنے ہاتھ کے کامون سے اُسے غصہ دلاوگے - ۳۰ - سو موسی نے اس گیت کی باتین اسرائیل کی ساری جماعت کو کہہ سنائین - یہان تک کہ وے تمام ہوئین (توریت ص ۲۸۳ و ۲۸۴)

ایسا ہی کتاب دوم سلاطین کے باب ۲۲ - آیت ۸ اور کتاب دوم تواریخ باب ۳۴ - آیت ۱۴ مین مذکور ہے - کہ یہہ کتاب لاوی کاہنون کے پاس

رہی ہے۔

ان شہادات سے بخوبی ثابت ہے کہ جو علماء اسلام نے توریت مین تحریف لفظی واقع ہونے کی وجہ اوس کے محافظین کی قلت اور مختلف اوقات مین اون کی قتل و ذلت بیان کی ہے یہ اون ہی کی معتبر کتابون سے ثابت ہی۔

ایک سبب اس تحریف کے واقع اور سہل الوقوع ہونے کا اون کی کتابون مین بہی یہ بیان ہوا ہے کہ ابتدا سے بہت صدیون تک اِن کتابون کے لکہنے کا انتظام کافی اور دستور اچھا نہ تھا اسلئے اون مین تبدیل و تغیر کا دخل ہوا۔ یہ دخل ملحدون اور دین کے دشمنون سے بہی ہوا ہے اور بعض دیندارون اور دین کے نادان دوستون سے بھی ہوا ہے۔ اونہون نے کسی مسئلہ حق کی تائید یا ناحق کی تردید کی غرض سے اپنی طرف کچھ گٹہا بڑہا دیا اور حسبۃً للہ (خدا کے واسطے) حق مین جہوٹ ملایا یا حق کو چہپایا۔

ایک کتاب تاریخ مین جو ۱۸۵۰ء مین بلدہ لنڈن مین مطبع چارلس ڈالمین صاحب مین چہپی ہے مذکور ہے کہ "اگلے زمانہ مین لوہے یا پیتل یا ہڈی کی سلائی سے سیسے یا لکڑی یا موم وغیرہ کے تختون پر نقطون کے نقش کھودا کرتے تہے اور پہر سب سے پہلے مصر والے درخت پیپرس کے پتے ان تختون کے بدلے استعمال مین لائے۔ پہر شہر پرگمس مین خس کی وصلی ایجاد ہوئی اور آٹھوین صدی مین روی اور ریشم سے کاغذ تیار ہوا اور تیرہوین صدی مین کپڑے سے بنایا گیا اور قلم کا ایجاد ساتوین (صدی) مین معلوم ہوتا ہے اور اگلے زمانہ مین کتاب ایک ہی طرف لکہی جاتی تہی اور لپیٹ کر رکہتی تہے اور کھولنے کے وقت بڑی جگہ درکار ہوتی تہی بعد اوس کے مربع ورقون پر دو طرفہ لکہنا شروع ہوا۔ پس اِس بات سے واضح ہے کہ نسبت اس زمانہ کے اگلے زمانہ

مین لکھنا - ترجمہ کرنا اور پڑھنا اور کتاب کو حفاظت سے رکھنا بہت ہی مشکل تھا اور جعل اور تحریف کا ہوسکنا خواہ ارادہ بد سے ہو یا اور سبب سے اوسوقت کی کتابون مین بہت ہی آسان تھا اور خرابیون مذکورہ سبب سے زیادہ توریت اور انجیل مین اس کی قابلیت بلحاظ محدودن کے ہتی" - ایسا ہی اعجاز مین نقل کیا ہے -

ہارن صاحب اپنی تفسیر مین لکھتے ہین - "ایک سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیان یا تبدیلیان ہین جو کسی فریق کے مطلب براری کے لیے دانستہ کی گئی ہون خواہ وہ فریق دوست ہو یا بدعتی ہو - یہ بات تحقیق ہے کہ اون لوگون نے جو دیندار کہلاتے تھے ارادتاً بعض خرابیان کین - یا تبدیلیان اس دم راندیشی سے کی گئی تھین کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اوسکو تقویت ہو - یا جو اعتراض اوس مسئلہ پر ہوتا وہ ہو نہ سکے" - ایسا ہی تبیین الکلام مین ہے -

یہان شائد کوئی عیسائی یا کوئی مسلمان اون کا ہمخیال یہ اعتراض کرے کہ قران مجید کو لکھنے کا سامان بھی ابتدا مین ایسا ہی تھا - وہ ہڈیون - پتھرون - اور کھجور کی شاخ کے چھلکون پر لکھا جاتا تھا (چنانچہ صحیح بخاری مین منقول ہے) لہذا اسمین بھی تلف وتغیر کا احتمال ہے اور ممکن ہے کہ اس مین اسلام کے دشمنون یا نادان دوستون نے کچھ گھٹا بڑھا دیا ہو -

اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر قران مجید صرف ان ہی چیزون پر لکھا جاتا اور کوئی دوسرا آلہ یا معیار اسکی حفاظت کا نہوتا - تو اسکے بعض حصہ کے تلف وتغیر کا احتمال تھا ولیکن وہ پہلے ہی زمانہ مین کاغذون کے صحیفون مین لکھا گیا - جیسا کہ اور چیزون پر لکھا گیا تھا اور علاوہ بران وہ سینون کے صفینون مین جمع ہوتا رہا - جب سے وہ نازل ہونا شروع ہوا تب سے ہی مسلمانون نے

اسکو یاد کرنا شروع کر دیا۔

اسی بخاری مین ابن مسعود سے مروی ہے کہ مینے کئی اوپر ستر سورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مونہہ (یعنی زبان مبارک) سے یاد کر لی تھین۔

عن عبد اللہ قال اخذت من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضعا وسبعین سورۃ - (بخاری ص۷۴۸)

عاصم کی روایت مین ہے کہ باقی قران آپ کے اصحاب سے اخذ کیا تھا۔

زاد عاصم عن عبد اللہ واخذت بقیۃ القران عن اصحابہ (قسطلانی ص۵۰۹ ج ۷)

اور صحیح بخاری مین قتادہ سے مروی ہے کہ مینے انس رض سے پوچھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین قران کس نے جمع کیا تھا (یعنے حفظ کیا اور لکھ لیا) اونہون نے فرمایا قبیلہ انصار سے چار شخصون - ابی بن کعب اور معاذ بن جبل زید بن ثابت و ابو زید نے - جس سے اون کی مراد یہ ہے کہ قبیلہ انصار سے بنی خزرج

عن قتادہ قال سالت انس بن مالک من جمع القران علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربعۃ کلہم من الانصار - ابی بن کعب - ومعاذ بن جبل و زید بن ثابت وابو زید - (بخاری ص۷۴۸)

مین چار تھے جنہون نے قران کو حفظ بھی کیا اور لکھ بھی لیا تھا - کیونکہ دوسرے قبائل سے قران مجید کو لکھنے اور یاد کرنے والے اور لوگ بہت ہوئے ہین -

اس حدیث کی شرح مین قسطلانی نے کہا ہے کہ صحیح بخاری مین ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ مین اپنے گھر کے صحن مین جسقدر قران مجید نازل ہو چکا تھا نماز مین پڑھا کرتے - حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے

وقد صح في البخاري انه بنى مسجد
بفنا دارهما فكان يقرأ القران اي
ما نزل منه اذ ذاك وجمع
على القران على ترتيب النزول
وقال ابن عمر فيما رواه النساى
باسناد صحيح جمعت القران فقرأت
به كل ليلة الحديث وعد ابو عبيدة
القراء من الصحابة من المهاجرين
الخلفاء الاربعة وطلحة وسعد او
وابن مسعود وحذيفة وسالما و
ابا هريرة وعبد الله بن السائب
والعبادلة ومن النساء عائشة
وحفصة وام سلمة ولكن بعض
هولاء انما الكمل بعد صلعم وعد
ابن ابي داؤد في كتاب الشريعة من
المهاجرين ايضا تميم بن اوس الداري
وعقبه بن عامر ومن الانصار عبادة
بن الصامت وابا حليمة معاذا
ومجمع بن حارثة وفضالة بن عبيد
مسلمة بن مخلد وممن جمع ايضا ابو موسى
الاشعري بناء وكذا الدان وعمر ابن العاص

بھی قران کو ترتیب نزول کے مطابق جمع
کیا تھا - اور ابن عمر سے نسائی نے بسند
صحیح نقل کیا ہے کہ اونہون نے بھی
قرآن جمع کیا تھا - اور ہر شب اس کو
(نماز مین) پڑھا کرتے - ابو عبید
نے قران کے قاریون مین مہاجرین
سے چارون خلفاء - طلحہ - سعد -
ابن مسعود - حذیفہ - سالم - ابوہریرہ
عبداللہ بن السائب اور چارون
عبداللہ اور مستورات سے حضرت
عائشہ وام سلمہ کو شمار کیا ہے - لیکن
ان مین بعض نے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بعد اوس کو پورا
کیا تھا - ابن ابی داؤد نے کتاب
الشریعہ مین مہاجرین سے تمیم داری
وعقبہ بن عامر کو بھی شمار کیا ہے
اور انصار سے عبادہ بن صامت
وابو حلیمہ معاذ - مجمع بن حارثہ و
فضالہ بن عبید و مسلمہ بن مخلد
کو بھی شمار کیا ہے - ابو موسی اور
عمرو بن عاص وسعد بن عبادہ وغیرہ

وسعد بن عبادۃ وبالجملۃ فیتعذر ضبطہم علی ما لا یخفی ۔ (قسطلانی ص۵۱)

وغیرہ نے جن سب کا شمار مشکل ہے جامع قران تھے"

صحیح بخاری مین حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

عن انس ان رھطا ذکروا ان وعصیۃ وبنی لحیان استمدوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عدوہ فامدھم بسبعین من الانصار کنا نسمیہم القراء فی زمانہم (بخاری ص۵۸۶)

ستر قاریون (یعنے قران کے حافظون) کو بنی لحیان وغیرہ کی مدد کے لئے اُنکے ساتھ بھیجا جن کے ساتھ اونہون نے غدر کیا۔

صحیح بخاری وغیرہ مین زید بن ثابت سے روایت ہے کہ عہد صدیقی مین یمامہ کی لڑائی مین لوگ کثرت سے مقتول ہوے تو حضرت عمر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا اس قتل مین قران کے قاری یعنے حافظ بھی شامل ہو جائین اور قران کا بہت سا حصہ جاتا رہے۔ تب اونہون نے حضرت صدیق اکبر (جو خلیفہ وقت تھے) درخواست کی کہ وہ بھی قران کو جو لوگون کے پاس متفرق مکتوب لکھا ہوا یا محفوظ (زبانی یاد) ہے ایک جگہ لکھوا دین۔

ان زیدبن ثابت قال ارسل الی ابوبکر مقتل اہل الیمامۃ فاذا عمر بن الخطاب عندہ قال ابوبکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القران وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذھب کثیر من القران وانی اری ان تامر بجمع القران × × × قال زید قال ابوبکر انک رجل شاب عاقل لا نتہمک وقد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتتبع القران فاجمعہ × × × ×

اونہون نے اس کام پر زید بن ثابت کو مامور کیا۔ زید نے شاخون کی ہڈیون پتھرون اور کھجور کی شاخ کے چھلکون پر لکھے اور

فتتبعت القرآن فجمعه من العسب و اللخاف وصدور الرجال حتی وجدت آخر سورة التوبة مع ابی خزیمة الانصاری لم اجدها مع احد غیره۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حتی خاتمة براءة فکانت الصحف عند ابی بکر حتی توفاه الله ثم عند عمر حیاته ثم عند حفصة بنت عمر (بخاری ص ۷۴۶)

حافظون کے سینون سے قرآن کو اخذ کرکے ایک جگہ جمع کر دیا۔ اون کے لکھے ہوئے صحیفے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین آپ کے پاس رہے۔ آپ کے بعد (خلافت عمری مین) حضرت عمر کے پاس۔ آپ کے بعد حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سعادت مہد مین بہی قرآن سب کا سب لکہا گیا تھا۔ پر وہ ایک مصحف مین موجودہ ترتیب سے مرتب

بخ وانما ترک النبی صلی الله علیه وسلم جمعه فی مصحف واحد لان النسخ کان یرد علی بعضه فلو جمعه ثم رفعت تلاوة بعضه لادی الی الاختلاف والاختلاط فحفظه الله تعالی فی القلوب الی انقضاء زمن النسخ فکان التالیف فی الزمن النبوی والجمع فی الصحف فی زمن الصدیق والنسخ فی المصاحف فی زمن عثمان وقد کان القرآن کله مکتوبا فی عهده صلی الله علیه وسلم لکنه غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور (قسطلانی ص ۴۹۷)

قال السفاقسی فکان جمع ابی بکر خوف ذهاب شیء من القرآن بذهاب حملته اذ انه لم یکن مجموعا فی موضع واحد وجمع عثمان لما کثر الاختلاف فی وجوه قرائته حین قرؤا بلغاتهم حتی ادی ذلک الی تخطئة بعضهم بعضا فنسخ تلک الصحف فی

نہ تھا اوس کی سبھی سورتین متفرق اوراق اور ٹکڑون پر لکھی ہوئی تھین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سورتون کو ایک جگہ اور خاص ترتیب سے اسلئے مرتب نہ کیا تھا کہ آپ کو وحی کا انتظار تھا جس مین نسخ آیات کا بھی احتمال تھا -

عہد صدیقی مین ان سب سورتون کو یکجا کیا گیا - تو ان زبان اور محاورات مختلف

مصحف واحد مقتصر من اللغات علی لغة قریش اذ هی ارجحها - (قسطلانی ص ۵۰۱ ج ۷)

نقل السیوطی ان کتابة القران لیست بمحدثة فانه صلعم کان یامر بکتابته ولکنه کان مفرقاً فی الرقاع وغیرها وانما امر الصدیق بنسخها من مکان الی مکان مجتمعاً وکان ذلک بمنزلة اوراق وجدت فی بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فیها القران فجمعها جامع وربطها بخیط حتی لا یضیع منها شیٔ (لمعات شرح مشکوٰة)

ان ابن عباس حدث عن رسول الله صلعم قال اقرأنی جبرئیل علی حرف فراجعته فلم ازل استزیده ویزیدنی حتی انتهی الی سبعة احرف (بخاری ص ۷۴۶)

عن ابی بن کعب قال لقی رسول الله صلی الله علیه وسلم جبرئیل فقال یا جبرئیل انی بعثت الی امة امیین منهم العجوز والشیخ الکبیر والغلام والجاریة والرجل الذی لم یقرء کتاباً قط قال یا محمد ان القران انزل علی سبعة احرف (جامع ترمذی ص ۱۳۰)

اقوام عرب کو جنمین بعض الفاظ و آیات کو وہ اقوام عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے پڑہتے تہے لیا گیا تھا۔ خاص قریش کی زبان ومحاورات کو جنمین پہلے قران نازل ہوا تھا اور آخر اسی کا تقرر حضرت کے فعل اخیر سے ہو گیا تھا مخصوص بہ کتابت نہ کیا تھا۔

حضرت عثمان کے عہد خلافت میں ان الفاظ و آیات کے اُن مختلف زبانون ومحاورات مین

وقیل سبع اللغات لسبع قبایل من العرب متفرقة فی القران فبعضه بلغة تمیم وبعضه بلغة ازد وربیعة وبعضه بلغة هوازن وکذلك سائر اللغات ومعانیها واحدة۔

قسطلانی ص ۵۰۴ ج ۷)

وقال ابن الجزری تتبعت القران صحیحها وشاذها وضعیفها ومنکرها فاذا هی ترجع الی سبعة اوجه من الاختلاف لا تخرج من ذلك وذلك اما فی الحرکات بلا تغیر فی المعنی والصورة نحو البخل ویحسب بوجهین ام بتغیر فی المعنی فقط نحو فتلقی ادم من ربه کلمات و ادکر بعد امة واما فی الحروف بتغیر المعنی لا الصورة نحو تبلو وتتلو وتنجیك ببدنك وننجیك ببدنك او عکس ذلك نحو بسطة وبصطة او بتغیرهما نحو اشد منکم ومنهم ویاتل ویتال وفامضوا الی ذکر الله واما فی التقدیم والتاخیر نحو فیقتلون ویقتلون وجاءت سکرة الحق بالموت او فی الزیادة والنقصان نحو اوصی ووصی والذکر والانثی لم قسطلانی ص ۵۰۴ ج ۷)

ان حذیفة بن الیمان قدم علی عثمان وکان یغازی اهل الشام فی فتح ارمینیة واذربیجان مع اهل العراق فافزع حذیفة

پڑھے جانے کے سبب مسلمانوں میں اختلاف واقع ہوا اور ایک نے دوسرے کو اپنے محاورہ کی مخالفت کے سبب جھوٹا کہنا شروع کیا تو حضرت عثمان نے صرف ایک زبان و محاورہ قریش پر (جس میں پہلے نزول قرآن ہوا تھا اور اُسی پر آخر استقرار ہوا) سبھی مسلمانوں کو متفق کرنا اور دوسرے محاورات کی استعمال کو

اختلافهم فی القرأة فقال حذیفة لعثمن یا امیر المومنین ادرك هذه الامة قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود والنصاری فارسل عثمان الی حفصة ان ارسلی الینا بالصحف ننسخها فی المصاحف ثم نردها الیك فارسلت الی عثمان فامر زید بن ثابت وعبد الله ابن الزبیر وسعید بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها فی المصاحف وقال عثمان للرهط القرشیین الثلثة اذا اختلفتم انتم وزید بن ثابت فی شیء من القرآن فاکتبوه بلسان قریش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمن الصحف الی حفصة وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواه من القرآن فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق قال ابن شهاب واخبرنی خارجة بن زید بن ثابت سمع زید بن ثابت قال فقدت ایة من الاحزاب حین کنا ننسخ المصحف قد کنت اسمع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقرأ بها فالتمسناها فوجدناها مع خزیمة بن ثابت الانصاری من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فالحقناها فی سورتها فی المصحف (بخاری ص ۷۴۶)

* واختلف هل کانت العرضة الاخیرة بجمیع الاحرف السبعة او بحرف واحد منها وعلی الثانی فهل هو الحرف الذی جمع علیه عثمان الناس

قال اسمٰعیل القاضی فی احکام القران بعد ان حکی الخلاف فی ذلک ظاھر الایات یدل علی ان من فعل مثل ما فعلوا و اخترع حکما یخالف بہ حکم اللہ وجعلہ دینا یعمل بہ فقد لزمہ مثل ما لزمھم من الوعید المذکور حاکما کان او غیرہ کذا قال ابن حجر العسقلانی فی شرح الایات۔ قال ابن مسعود والحسن والنخعی حکم ھذہ الایات عامۃ فی الیھود وفی ھذہ الامۃ فکل من ارتشی و بدل الحکم وحکم بغیر حکم اللہ فقد کفر وظلم وفسق والیہ ذھب السدی (لباب التاویل) کافر تو اسلئے کہ اوسنے حکم خدا اور رسولؐ کو جو منصوص علیہ ہے تحریف اور تبدیل کیا اور اوسکو غیر واجب جانا اور دوسرا حکم اپنی طرف سے بنا کر اوس جگہہ قایم کیا اور اوسکو حکم خدا اور رسولؐ

ترجمہ قاضی اسمٰعیل نے احکام القران مین اس آیہ کے مورد نزول مین اختلاف مذکور بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ ان آیات کے ظاہر معانی سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص ایسا کام کرے جو یہود نے کیا تھا یعنے کوئی حکم مخالف حکم خداوندی اپنے پاس سے تجویز کرے۔ اور اسکو حکم دین واجب العمل قرار دے۔ اسپر ان آیات کے وعید وارد ہوتی ہے حاکم وقت ہو خواہ کوئی اور۔ ایسا ہی حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان آیات کے شرح مین کہا ہے۔ ابن مسعود (صحابی) حسن بصری اور نخعی (تابعیون) نے کہا ہے ان آیات کا حکم عام ہے یہودیون اور اس امت کے لوگون کو شامل ہے۔ ان مین سے جو کوئی رشوت لے اور حکم خدا کو بدل دے (یعنے اس حکم کی جگہہ کوئی اور حکم دین مین داخل کرے) اور اس کے موافق فیصلہ کرے۔ وہ کافر ظالم فاسق (بھی) کچھہ ہے۔ ایسا ہی سدی نے کہا ہے (لباب التاویل)

بخوف اختلاف موقوف کرنا چاہا - تو انہی صحیفون کو حضرت حفصہ کے پاس سے منگوا لیا اور قران کے حافظون اور ماہرون سے چار شخصون کو جن مین بعض نزول قران کے وقت آنحضرت صلعم کے کاتب قران تہے حکم دیا کہ جن الفاظ و آیات کے محاورہ عربی مین اختلاف واقع نہو اون کو قریش کی زبان لکہو - اونہون نے ہر ایک آیت پر تحریری شہادتون کے علاوہ متعدد* لوگون کی زبانی اور یادداشت

اوغیرہ فعند احمد وغیرہ من طریق عبیدۃ السلمانی ان الذی جمع علیہ عثمان الناس موافق للعرضۃ الاخیرۃ ونحوہ عند الحاکم من حدیث سمرۃ واسنادہ حسن وقد صححہ ہو" (قسطلانی ص۵۰۸ ج ۷)

* وعن ابی العالیۃ عن ابی بن کعب عند عبد اللہ ابن الامام احمد انہم جمعوا القران فی المصاحف فی خلافۃ ابی بکر وکان رجال یکتبون ویملی علیہم ابی بن کعب فلما انتہوا الی ہذہ الایۃ ثم انصرفوا صرف اللہ قلوبہم بانہم قوم لا یفقہون وظنوا ان ہذا اخر ما نزل من القران فقال لہم ابی بن کعب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقرانی بعدہا آیتین لقد جاءکم رسول من انفسکم الی وہو رب العرش العظیم وعند احمد قال اتی الحارث بن خزیمۃ بہاتین الاتیین لقد جاءکم رسول الی عمر بن الخطاب فقال من معک علی ہذا قال لا ادری واللہ انی اشہد لسمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعیتہا وحفظتہا فقال عمر وانا اشہد لسمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قسطلانی ص۱۸۳ ج ۷)

کی شہادتیں بھی لیں اور اتفاق شہادت سے قریش کی زبان میں قرآن کے چند نسخے لکھے جو مختلف آفاق میں بھیجے گئے۔

وعند ابی داود ان عمر رضی اللہ تعالی عنہ قام فقال من کان تلقی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیئاً من القرآن فلیات بہ وکانوا یکتبون ذلک فی الصحف والالواح والعسب قال وکان لا یقبل من احد شیئاً حتی یشہد شاہدان وہذا یدل علی ان زیدا کان لا یکتفی بمجرد وجدانہ مکتوبا حتی یشہد بہ من تلقاہ سماعاً مع کون زید کان یحفظ فکان یفعل ذلک مبالغۃ فی الاحتیاط

ولابی داود ایضاً من طریق ہشام بن عروۃ عن ابیہ ان ابا بکر قال لعمر ولزید اقعدا علی باب المسجد فمن جاء کما بشاہدین علی شیئ من کتاب اللہ فاکتباہ وجاءہ ثقات مع انقطاعہ لعل المراد باشاہدین الحفظ والکتاب او المراد انہما یشہدان ان ذلک المکتوب کتب بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او انہما یشہدان ان ذلک من الوجوہ التی نزل بہا القرآن وکان غرضہم ان لا یکتب الا من عین ما کتب بین یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم لا من مجرد اللفظ والمراد بصدور الرجال الذین جمعوا القرآن وحفظوہ فی صدورہم کاملاً فی حیاۃ صلی اللہ علیہ وسلم کابی بن کعب ومعاذ بن جبل (قسطلانی ص ۲۹۰)

وکانت خمسۃ علی المشہور فارسل اربعۃ وامسک واحداً۔ قال الدانی فی المقنع اکثر العلماء علی انہا اربعۃ۔ ارسل واحداً

ان دونون موقعون کتابت قران پر ایک ایک آیت بجز ایک ایک شخص کی کسی کے لکھی ہوئی نہ پائی گئی - ان آیتون کو زبانی متعدد شہادتون سے تصدیق کرکے درج قران کیا گیا -

یہ پہلے زمانہ کے حفظ و کتابت کا حال ہے - اسکے بعد ہر زمانہ مین ہزارون نسخے قران کے لکھے گئے - اور لاکہون نے قران کو سینہ بسینہ حفظ کر لیا -

اس اہتمام و انتظام کے ساتھ اس قران مین تلف و تغیر اور کسی دوست یا دشمن کی مداخلت کا کیا امکان اور احتمال تھا - یا اب ہے یا آیندہ ہو سکتا ہے -؟

قران کی حفظ و کتابت مین اس اہتمام و انتظام کے پائے جانے اور توریت وغیرہ کے حفظ و کتابت مین اسکے فوت ہونے کی وجہ ایک قدرتی ہے - جسکو قران مجید اور موجودہ توریت نے بیان کیا ہے - وہ یہ ہے کہ قران کی حفاظت کو خدا تعالے نے اپنے ذمہ لے لیا تہا اسلئے وہ اب تک ہوئی اور آیندہ بھی جب تک دنیا ہے ہوتی رہے گی - اور توریت کی حفاظت اہل توریت کے سپرد ہوئی تہی وہ اسوقت تک ہوئی جب تک اہل توریت مین استقامت اور صلاحیت رہی - جب اہل استقامت دنیا سے اٹھ گئے اور اون کی جگہ ناخلف پیدا ہوئے تو وہ حفاظت بھی جاتی رہی *

للکوفة واخر للبصرة واخر للشام وترك واحداً عنده وقال ابو سالم فیما روی عنه ابن ابی داؤد کتب سبعة مصاحف الی مکة والشام والیمن والبحرین والبصرة والکوفة وحبس بالمدینة واحداً (مسلطانی ص ۵۰۱) (دیکھو بخاری ص ۸۴۶ جسکی ایک حدیث حاشیہ ص ۱۲۹ مین منقول ہی)

قران مین ارشاد ہے کہ یہ ذکر (یعنے قران) ہمنے اوتارا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہین۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ الحجر ع ۱

اور توریت کے حق مین فرمایا ہے ہمنے توریت اُتاری ہے جس مین ہدایت اور نور ہے۔ اسپر انبیاء اور ربانی علما حکم کرتے رہے اسلئے کہ وہ اوس کے محافظ بنائے گئے اور وہ اوسپر گواہ تھے"

انا انزلنا التوراۃ فیہا ھدی ونور یحکم بہا النبیون الذین اسلموا۔ والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیہ شہداء (مائدہ ۷۶)

توریت کی کتاب استثناء کے باب ۴ مین ہے۔ ۲۔ تم اس کلام مین جو مین تمہین فرماتا ہون کچھ زیادہ نہ کیجیو اور نہ اوس مین کم کیجیو۔ تاکہ تم خداوند اپنے خدا کے حکمون کو جو مینے تم تک پہونچاے۔ حفظ کرو"

اور باب ۱۲ مین ہے۔ ۳۲۔ تم ہر ایک بات پر جسکا حکم مین تمہین دیتا ہون دہیان رکھکے عمل کیجیو تو اوس سے زیادہ نہ کرنا اور نہ اوس سے کم کرنا"

ایسا ہی انجیل کے حق مین مکاشفات باب ۲۲ مین کہا گیا ہے۔ ۱۸۔ کیونکہ مین ہر ایک شخص کے لئے جو اس کتاب کی نبوت کی باتین سنتا ہے یہ گواہی دیتا ہون کہ اگر کوئی ان باتون مین بڑہا دے تو خدا اُن آفتون کو جو اس کتاب مین لکھی ہین اوسپر بڑہا دیگا۔ ۱۹۔ اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتون مین سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اُس کا حصہ کتاب حیات سے اور شہر مقدس سے اور ان باتون سے جو اس کتاب مین لکھی ہین نکال ڈالیگا"

اس قدرتی وجہ کی اگر کوئی وجہ پوچھے اور یہ سوال کرے کہ یہ سب کتابین خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھین تو خدا نے ان سب کی حفاظت کیون نکی۔ صرف قران کی حفاظت اپنے ذمہ کیون لی۔ اور حفاظت توریت اور ون کے سپرد کیون

کی تو یہ سوال لایق جواب نہین ہے ۔ اور اس کا جواب ہمارے ذمہ نہین ہے ۔
جو اس سوال کو صحیح سمجھے وہ پہلے اور قدرتی امور کے متعلق اس قسم کے سوالات ذیل کا
جواب دے ۔

(۱) چاند و سورج دونون خدا کی مخلوق ہین تو خدا نے سورج کو کیون بڑا بنایا ۔ اور
منور بالذات کیا ۔ اور چاند کو کیون چھوٹا بنایا اور روشنی مین سورج کا محتاج کیا ۔
(۲) نبی سبھی خدا کی طرف سے ہین تو خدا نے بعض انبیا کو بعض پر فضیلت کیون
دی ۔ جس سے کوئی فرقہ (یہودی عیسائی و مسلمان) انکار نہین کرتا ۔
(۳) بعض نبیون کو عمر کیون زیادہ دی اور اون کی امت بڑھا دی اور بعض نبیون کی
عمر اور امت کم کی اور بعض کی پیروی کسی سے نہ کرائی ۔ بلکہ امت کے ہاتھ سے
اون کی جان لی ۔ اور اون کی حفاظت نہ کی اس سے بھی کسیکو انکار کی گنجایش نہین ۔
۴ مسجدین سبھی خدا کی ہین تو خدا نے مسجد کعبہ کو ابتک کیون غیرون کے حملے سے بچایا اور بیت
المقدس کو دو دفعہ کفار کے ہاتھ سے کیون خراب ہونے دیا اس سے بھی کوئی انکار نہین کر سکتا ۔
ان سوالات کا جواب کوئی نہ دیسکے تو اس سوال کا جواب بھی ہمارے ذمہ نہ سمجھین ۔
ومعہذا ہم اس وجہ کی وجہ اس قدر بیان کر سکتے ہین کہ چونکہ قران مجید و فرقان حمید
آخری فرمان خداوندی تھا اور اسکی تعمیل کا زمانہ بھی اخیر دنیا تک قرار دیا گیا تھا
اور اس فرمان کے لانے والے نبی آخر الزمان تھے جن کے بعد کوئی نبی نہونا تھا جو
درصورت وقوع تحریف و تبدیل اسکی اصلاح و تکمیل کرتا اسلئے خدا نے اس
فرمان کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی ۔ اور توریت و انجیل کے بعد چونکہ قران مجید
نازل ہونا تھا اور اس سے اس فساد کا تدارک جو عدم حفاظت توریت و انجیل کے
سبب وقوع مین آیا ممکن تھا اور حضرت موسی و عیسی علیہما السلام کے بعد آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا آنا بھی علم الٰہی مین مقرر تھا جنکی ہدایت و تبلیغ سے صلاح کا

کام اہتمام کو پہنچنا تھا - اسوجہ سے خدا تعالےٰ نے قرآن کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیا اور توریت و انجیل کی حفاظت کو اہل توریت و انجیل کے سپرد کیا -

اسی حکمت مخفی کے مطابق معاملہ ظہور مین آیا - توریت و انجیل کو یہود و نصاریٰ نے بدلا اور اصل دین موسوی و عیسوی کو بگاڑا تو نبی آخر الزمان کا ظہور ہوا*

* حضرت موسیٰ کے بعد حضرت عیسیٰ کا آنا اور اولڈ ٹسٹمیٹ (عہد قدیم) کے ہوتے نیو ٹسٹمیٹ (عہد جدید) لانا ہمارے بیان (وجہ الوجہ) کا مؤید ہے - توریت کی حفاظت خدا تعالیٰ اپنے ذمہ لیتا اور اوس کتاب اور دین موسوی مین تغیر و تبدل کا دخل نہوتا تو حضرت مسیح انجیل کیون لاتے اور تکمیل توریت کا دعوی کیون کرتے حضرت مسیح اور انجیل کو خدا نے تب ہی بھیجا جبکہ دین موسوی کا بگاڑ ہوا* - اور توریت مین نقصان و تغیر واقع ہوا اوسی ضرورت و اصول کے مطابق خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کو بھیجا جبکہ انجیل اور دین عیسوی مین بگاڑ اور نقصان و تغیر واقع ہوا - چنانچہ گاڈفری ہگنس کی کتاب اپالوجی کے ترجمہ حمایت الاسلام کے صفحہ ۹۳ مین ہے "ضرورت ایک شخص کی ان خرابیون کی تصحیح و ترمیم کے لئے جو دین عیسوی مین ہوگئی تھین اور جن سے دنیا مین خون کا ابلہ آگیا تھا بخوبی ظاہر ہے" اور اوس کے صفحہ ۹۴ مین ہے - "اس سے انکار نہین ہو سکتا اور نہ کیا جائیگا کہ دنیا کے معاملات کو ایک نہایت عجیب طور پر عیسیٰ کے مذہب محرف کے لئے ایک مصلح کی حاجت تھی" - گاڈفری ہگنس نے اپنی کتاب مین یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسلام نے عیسوی مذہب کی خوب اصلاح کی ہے - بلکہ اسلام بعینہ اصلاح یافتہ عیسائیت ہے کیا ایسا ہی اور محققین اہل یورپ کا خیال ہے

* دیکھو صفحہ ۱۱۵ و ۱۲۱ و ۱۲۲ رسالہ نمبر ۴

اور قرآن سے نزدیک اجلال فرمایا - جس سے اس فساد کا تدارک ہوا اور نقصان عمل میں آیا -

اس وجہ کو کوئی صاحب کافی نہ سمجھیں تو ہم پھر وہی جواب دینگے کہ اس سوال کا جواب ہمارے ذمہ نہیں ہے - یہ خداوند تعالیٰ یا قدرت سے سوال کرنا چاہیئے - سائل مسلمان ہے تو وجہ مذکور کو قرآن میں دیکھ لے اور اس وجہ کی وجہ خدا سے پوچھے اور اگر وہ عیسائی ہے تو یہ وجہ توریت کی کتاب استثنا اور مکاشفات یوحنا میں ملاحظہ کرکے اپنے خداوند سے سوال کرے کہ او باپ! تو نے توریت و انجیل کو ہمارے سپرد کیوں کیا تھا ان کی حفاظت کو اپنے ذمہ کیوں نہ لیا جیسے کہ مسلمانوں کے

ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو مطبوعہ لنڈن واقعہ اکتوبر ۱۸۸۸ء میں ایک مضمون بعنوان "عیسائیت اور اسلام" چھپا ہے جو مضمون نہ بحث کو بعد بسیار تمام و رنج ہوگا* آخیر بڑے زور شور سے ثابت کیا گیا ہے کہ عیسائی مذہب باطل پر مشتمل ہے توریت کی آمیزش سے ایسا ذلیل توہم ہوگیا تھا کہ اگر اسکا بانی (حضرت مسیح علیہ السلام) اوسکو دیکھتا تو پہچان نہ سکتا - اسلام اصلاح فرقہ عیسایت کی شکل میں آیا تھا جس نے اس کی کل مذہب کو چن دنیا اور کل عیسائی ایشیا اور افریقہ کو نگل لیا اور اپنے میں جذب کرلیا اور وہ خراب شدہ مذہب غلطی سے عیسایت کہا جاتا تھا صرف یورپ کے وحشیوں کے پاس رہگیا تھا"

آنحضرت صلعم کے بعد بھی اگر کسی اور نبی کا آنا خدا کے علم میں مقرر ہوتا تو قرآن میں بھی نقصان و تغیر واقع ہوتا اور اسکی اصلاح کو لئے اسی اصول کے مطابق کوئی نبی مبعوث ہوتا مگر چونکہ یہ کتاب آخری کتاب تھی اور یہ نبی بھی آخری تھے لہذا خدا نے اس اصول روش قدیم کو بدلدیا اور قرآن کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیلیا اور جو اگر و کہا"

خدا خداوند عالم نے قرآن کی حفاظت کو اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اور اسے پورا کر کے دکھایا۔

قرآن مجید کی جمع و تالیف کے حالات کو عیسائیون نے حسب عادت قدیم بگاڑ کر نقل کیا ہے اور اس سے بڑے نتائج نکالے ہین ان نتائج کا بیان و جواب اس مضمون کے خاتمہ پر ہوگا انشاء اللہ تعالی۔

اسمقام مین جو حال ہمنے بیان کیا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ قرآن مجید کی ابتدائی حالت ضبط و کتابت ایسی خوفناک نہ تہی جس سے قرآن مین تلف و تغیر کا وقوع یا امکان ہوتا۔ جیسا کہ کتابت توریت کی ابتدای نازک حالت کے سبب اسمین تغیر واقع ہوا۔

منقولہ بالا عبارات اہل اسلام مین جن کی تائید و تصدیق کے لئے کتب سابقہ اور اہل کتاب کی عبارات منقول ہوئی ہین تحریفات لفظی توریت کی مثالون کا ذکر و بیان ہوا ہے۔

اب ہم تحریفات لفظی انجیل کی مثالین بیان کرتے ہین۔

بحث تحریف لفظی انجیل

حافظ ابن حزم کی کلام مین جو حافظ ابن حجر کی عبارت فتح الباری مین منقول ہوا ہے تحریف لفظی انجیل کی صرف ایک یہ مثال بیان ہوئی ہے کہ انجیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا وصف و حال مذکور تھا اہلکتاب نے اسکو نکالدیا ہے اور اس دعوی کے ثبوت مین اونہون نے وہ قول خداوندی پیش

ذلک مثلہم فی التوراۃ ومثلہم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستوی علی سوقہ (الفتح ۴۶)

جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب کو ایک کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے جس کا پتھا پتلا سا نکلتا ہے پہر وہ مضبوط ہوکر موٹا اور اپنی نال پر کھڑا ہو جاتا ہے۔

اِس دعوی کی اِس جز کا ثبوت کہ انجیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ذکر تھا قران کی بہت سی آیات مین پایا جاتا ہے از انجملہ ایک وہ آیت ہے جس مین ارشاد ہے کہ وہ جو رسول اُمّی کے پیروی کرتے ہین جسکو وہ توریت و* وانجیل مین اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہین

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل۔

(اعراف ۱۹۶)

واذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوریۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف ۱۶)

واز انجملہ یہ آیت ہے جس مین ارشاد ہے کہ (حضرت) عیسی نے بنی اسرائیل کو کہا کہ مین خدا کا رسول ہوکر تمہاری طرف آیا ہون۔ کتاب توریت کی جو میرے آگے ہے تصدیق کرتا ہوا اور ایک رسول کی جو میرے پیچھے آئیگا جسکا نام احمد ہوگا خوشخبری سناتا ہوا۔

ان آیات مین صاف تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام انجیل مین لکھا ہوا تھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ موجودہ انجیلون مین جنکو عیسائی انجیل کہتے ہین اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام و نشان نہین ہے۔ اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے جو مسلمانون مین یقین کے ساتھ تسلیم کیا جاتا ہے اور کیا جائیگا کہ ان انجیلون مین لفظی تحریف ہوئی ہے۔ اور انمین سے آنحضرت صلعم کا ذکر نکالا گیا ہے۔

مگر جن مسلمانون کا اسلام اب یوروپین ہو رہا ہے وہ صرف ان آیات کے بیان کو

* توریت کی کتاب استیسا وغیرہ مین آنحضرت کی بشارت موجود ہے دیکھو صفحہ ۱۸۸ [illegible]

کافی نہ سمجھیں گے۔ جبتک کہ ان آیات کی تائید میں یورپین مصنفوں کے اقوال نہ سنیں گے۔ ان کے افہام (سمجھانے) یا افحام (چپ کرانے) کی غرض سے ہم بیان قرآن کی تائید میں یورپین مصنفوں کے اقوال پیش کرتے ہیں۔

پس واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و بشارت جنکا آیات مذکورہ بالا میں ذکر ہے۔ انجیل یوحنا کے باب ۱۴۔ آیت ۱۶ و باب ۱۵۔ آیت ۲۶ و باب ۱۶۔ آیت ۷ میں اس پیرایہ میں وارد تھی کہ مسیح نے فرمایا "میں جاؤں گا تو تمہارے پاس فارقلیط بھیجونگا"

فارقلیط عبرانی یا سریانی یا خالدیہ زبان کا لفظ ہے جسکے معنے ستودہ کے ہیں جو ٹھیک احمد یا محمد کے وصفی معنے کا ترجمہ ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے اس پیشین گوئی میں یہی لفظ فارقلیط فرمایا تھا۔ یوحنا نے آپ کے کلمات کو اپنی انجیل میں بزبان یونانی کہا تو اس لفظ (فارقلیط) کا ترجمہ پیرکلایطوس یا پیرکلیطا Periclyte یا پیرا کلیوط سے جس کے معنے بھی ستودہ یا احمد کے ہیں کیونکہ عیسائیوں نے اسمیں دونوں تحریفوں (لفظی اور معنوی) سے کام لیا۔

اس لفظ پیرکلایطا یا پیرکلیوط کو بھی بدل دیا۔ اور اس کی جگہ لفظ پیراکلیط Paraclete. لکھا۔ جو تسلی دہندہ کے معنی ہیں اور اسکے معنے میں بھی تصرف کیا کہ اس سے کوئی شخص ہمہود و مخصوص مراد نہیں بلکہ روح حق۔ روح القدس مراد ہے (جو ہر شخص سے جسکو عیسائی انتخاب کریں متعلق ہو سکتی ہے) بناء علیہ ارنہوں نے انجیل یوحنا کے باب ۱۴ و ۱۵ میں تسلی دینے والے کی تفسیر میں لفظ یعنے روح حق ۱۶ ملا دیا۔

مسلمان اس لفظ پیرکلیط میں لفظی و معنوی تحریف واقع ہونے پر شہادت قرآن

نوٹ

لائق توجہ ناظرین انگریزی خوان

سیل صاحب کے ترجمہ قرآن میں اس لفظ کا بجاوہی لکھا ہے جو ہمنے انگریزی میں لکھدیا ہے اور اسکا لفظ سنتے ہیں ہم لوگ پیرکلیط سوکرتی یا پیرکلایطا سوکرتی اسی طرح ہمنے ان تین قرآن کی ہر سہ لفظ پیرکلیط کو کاٹ ڈالا نے تحریف کی کہ یہ بزرگ پیغمبر اسلام ہیں ہی اصل کتاب کی پیدائش سے بھی نہیں سکتی کہ اسمیں اسکا بھی ذکر ہے اور اسکی تصحیح بھی کی۔

ان الفاظ اور اس قسم کے دوسرے انگریزی یونانی الفاظ کو (جو اس مضمون میں لکھے گئے ہیں) ناظرین مسیح نقطہ کو اور ہر نہیں ہو سکتی کیونکہ ہماری زبان والے ناظرین ہر گز اس قسم کے غیر زبان کے لفظوں کو یاد نہیں رکھ سکتے اور نہ ان کو ضرورت ہے ہمیں کچھ پڑھ کر ہمیں سمجھنا چاہیے اور لفظ کا ہجا

ایڈیٹر

بتایا اور ظالم اسواسطے کہ اوسنے وضع شے فی غیر موضعہ کیا یعنی اللہ کے حکم کو مٹایا اور اُسکی جگہہ اپنی طرفسے ایک حکم بناکر قایم کیا اس سے زیادہ کیا ظلم ہوگا اور فاسق اسلئے کہ اوسنے خروج کیا اطاعت اور حکم خدا و رسول سے قال الامام[1] فی التفسیر الکبیر فی شرح ھذہ الایۃ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاؤلیک ھم الکافرون المقصود من ھذا الکلام تھدید الیھود فی اقدامھم علی تحریف حکم اللہ تعالی فی حد الزانی المحصن یعنی انھم لما انکروا حکم اللہ المنصوص علیہ فی التوریۃ و زعموا انہ غیر واجب فھم کافرون علی الاطلاق لا یستحقون اسم الایمان لا بموسی والتوریۃ ولا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم والقران انتہی فی التفسیر[2] النیشاپوری فی شرح ھذہ الآیۃ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاؤلیک ھم الظالمون ثم انہ سبحانہ تعالی لما بین حکم الزانی المحصن فی التوریۃ ھو الرجم والیھود

ترجمہ

[1] امام رازی نے تفسیر کبیر جلد ۳ مین بصفحہ ۶۰۳ فرمایا ہے کہ ان آیات سے یہودیون کو اس حکم کی تحریف پر جو زانی کی سزا مین ہے ڈرانا مقصود ہے انہون نے اس حکم خداوندی سے جو توریت مین صاف بیان ہوا تہا انکار کیا اور اوس کو غیر واجب العمل سمجہا لہذا وہ کافر مطلق ہوئے نہ وہ حضرت موسی اور توریت کی ماننے والے کہلا سکتے ہین نہ آنحضرت اور قران کے"

[2] تفسیر نیشاپوری مین ان آیات کی شرح مین کہا ہے کہ خدا تعالی نے توریت مین زانی کا حکم بیان کیا اور یہودیون نے اسکو بدل دیا تو قران مین یہہ بیان ہوا کہ ہمنے توریت مین یہ حکم دیا تہا کہ جان کے بدلے جان ماری جائے اور آنکہہ کے بدلے آنکہہ پہوڑی جائے تا آخر آیات جس مین ارشاد ہے کہ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

یقین رکھتے ہین یہ وہ عیسائیون کے قائل ساکت کرنے کے لئے ان کی انجیلون کے ثبوت مین یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ مقدس برنباس کی انجیل مین اس موقعہ پر لفظ پریکلیط یا پرکلیطوس موجود ہی جو فارقلیط کا ٹھیک ترجمہ ہے۔

اور خاصکر معنوی کے ثبوت مین یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ اگر لفظ پرکلیط ہی کو اصلی فرض کر لیا جاوے اور اُس کے معنی بھی تسلی دینے والے کے مسلم ہون تو بھی اُس سے روح القدس مراد نہین ہو سکتی کیونکہ اس لفظ کے مصداق کی نسبت مسیح نے فرمایا کہ مین جاؤن گا تو وہ آئیگا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایسی چیز ہے جو مسیح کے وقت مین موجود نہ تھی اور روح القدس مسیح کیوقت مین موجود بلکہ اون کے ساتھ رہتی تھی۔ اور مسیح کے آسمان پر جانے سے پہلے حواریون کو بھی مل چکی تھی۔ چنانچہ متی باب ۳۔ آیت ۱۱ مین ہے وہ (عیسیٰ مسیح) تمہین روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا اور آیت ۱۶ مین ہے اور یسوع بپتسمہ پاکے ڈہین پانی سے نکلکے اوپر آیا دیکھو کہ اوس کے لئے آسمان کھل گیا۔ اور اوس نے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا۔ اور یوحنا ۲۰ مین ہے ۲۱۔ اور یسوع نے پھر اون سے کہا تمپر سلام جسطرح باپ نے مجھے بھیجا ہے مین بھی اُسی طرح تمہین بھیجتا ہون۔ ۲۲۔ اور اسنے یہ کہکر اونپر پھونکا اور کہا کہ تم روح قدس لیو۔ پھر اس روح قدس کی نسبت مسیح کا وہ قول کہ مین جاؤن گا تو وہ آئیگا۔ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ **مسلمان** اس سے یہ بھی نتیجہ نکالتے ہین کہ اس تسلی دینے والے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مراد ہو سکتے ہین اور یہی اسکے مصداق ہین۔

عیسائی دلیل اوّل کے جواب مین یہ کہتے ہین کہ انجیل برنباس جعلی ہے

کسی نے عیسوی سے پہرے ہوئے نے تصنیف کی ہے - یہ سینٹ برنباس کی تصنیف نہین ہے - بعض جو کسی قدر انصاف کے مدعی ہین یہ کہتے ہین کہ یہ انجیل سب کی سب جعلی نہین ہے خاص اس لفظ متنازعہ فیہ مین جعل ہوا ہے سو یہی مسلمانون نے کیا ہے -

اور دلیل دوم کے جواب مین وہ کچھ نہین کہتے - اور نہ کچھ کہہ سکتے ہین لہذا اس دلیل کے متعلق مسلمانون کو اور کچھ کہنے کی ضرورت نہین ہے -

مسلمان دلیل اوّل کے جواب الجواب مین کل کتاب کے جعلی ہونیکی نسبت یہ کہتے ہین کہ دین مسیحی کے قدیمی مصنفون نے جو ایماندار تسلیم کئے گئے ہین اس کتاب کو صحیح و اصلی تسلیم کیا ہے اور اُس کا دوسری زبانون مین ترجمہ کیا ہے اور اُسکو خوب رواج دیا ہے - متاخرین (جارج سیل وغیرہ) نے جو پکے عیسائی تھے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ یہ کتاب بہ تمامہ جعلی نہین ہے -

اور وہ (مسلمان) خاص لفظ متنازعہ فیہ کے جعلی ہونیکی نسبت یہ کہتے ہین کہ کتاب مغرب مین تمہارے کتب خانون کے صندوقون مین اور تمہاری مذہبی درس و تعلیم مین اور مسلمان بیچارے مشرق مین - نہ وہ تمہارے کتب خانون کے داروغہ بنے اور نہ مذہبی مدرس و معلم قرار پائے پھر اس کتاب کے سبھی نسخون کی تبدیل و تحریف پر کیونکر قادر ہو گئے -

مسلمان اس بات کی تائید مین نقارہ کی چوٹ کے ساتھ عیسائیون کو یہہ کہتے ہین کہ اگر کسی نسخہ مین جو ہمارے ہاتھ مین ہے ہمنے یہ تحریف کر لی ہے تو تم ہمکو کم سے کم ایک ہی ایسا قلمی نسخہ قدیم انجیل برنباس کا دکھاؤ جسمین یہ لفظ تمہارے مدعا کے مطابق لکھا ہوا موجود ہو -

عیسائی اسکا جواب کچھ نہین دے سکتے اور نہ کوئی نسخہ قدیم جسمین لفظ پیراکلیط

مرقوم ہو دکھا سکتے ہین جس سے مسلمانون کا بول بالا اور اُن پر جعلسازی کی تہمت لگانیوالون کا مُنھ کالا ہوتا ہے ۔

انجیل برنباس اور اصل لفظ متنازع فیہ انجیل یوحنا کے متعلق ایک مشہور و معروف عالم یوروپ گاڈفری ہیگنس صاحب نے دلچسپ بحث کی ہے ۔ جس سی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انجیل برنباس جعلی نہین ہے ۔ اور نہ اسمین مسلمانون نے کچھ جعل کیا ہے اور انجیل یوحنا مین جس لفظ مسیح کا ترجمہ پیراکلیط سے کیا گیا ہے وہ لفظ فارقلیط تھا جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مراد ہو سکتے ہین ۔ اِس مقام مین اُنکی کلام کے چند فقرات نقل کرنے مناسب ہین جن سی ہمارے اِس مختصر بیان کی تفصیل و تائید ہوگی ۔ اور اون مسلمانون کے ایمان کو جو یوروپین اقوال کی شہادت سے مطمئن ہوتے ہین ۔ تازگی اور ترقی حاصل ہوگی ۔ گو ان فقرات کی نقل مین کسی قدر تطویل ہے ۔

گاڈفری ہیگنس کی کتاب کے ترجمہ حمایت الاسلام مین ہے :-

۱۵۷* ۔ مسلمانون نے بیان کیا ہے اور اب بھی اُن کا یہی قول ہے کہ یہ شخص محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)* ہی تھے جنکی نسبت مسیح علیہ السلام نے پیشین گوئی کی تھی جسطرح کیخسرو کی پیشین گوئی اشعیا نے کی تھی کہ دونون کے نام لیدیئے گئے تھے اور مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ عیسی علیہ السلام نے جو آپ کا نام لیا تھا تو

---

* یہ نمبر اس کتاب کے فقرات کے ہین جو کتاب کے صفحہ (۸۱) سے شروع ہوتے ہین ۔

* لفظ رسول اللہ اور جملہ صلوتیہ ہمنے بپاس ادب و تعظیم رسول اللہ صلعم لگا دیا ہے اصل ترجمہ مین صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "محمد" ہے (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

نہ اُس لفظ سے جیسا کہ زبان یونانی اور ہماری تواریخ انجیلی مین ہے یعنی پیریکلیطاس بلکہ اِس لفظ سے پریکلیوطاس جسکے معنے تشفی دہندہ کے نہین بلکہ محمود یا ممتاز کے ہین جو عربی مین لفظ محمد کے معنے ہین اور عیسائیون کی انجیل مین ابتدا مین منجملہ اُن دونون لفظون کے دوسرا ہی لفظ تھا مگر مسیح پھیلانے کے لئے اوسکو تحریف کر دیا گیا اور عیسائی اِس بات سے انکار نہین کر سکتے کہ اون کی کتب موجودہ حال مین تحریفین ہین یا اختلاف وارد ہوا ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہین کہ اِس عبارت کے چھپانے کے لئے تمام تحریرین دستی غارت کر دین گئین تحریرات دستی کی غارت ہو جانیکا انکار نہین ہو سکتا اور یہ وہ بات ہے جسکی نسبت جواب باصواب دینا مشکل ہے اور قدیمی کتابون کی نسبت تو یہ ہے کہ چھٹی صدی سے قبل کی ایک بھی موجود نہین[۲]۔

۱۵۸ - اِسکے جواب مین یہ کہین گے کہ ٹرٹولین اور دوسرے قدیمی مصنفون کی عبارتون سے ثابت ہو سکتا ہے کہ انجیلی تواریخون کی قرارت صحیح قدیم زمانہ مین محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پیشتر ایسی ہی تھی جیسی اَب ہے اور اِسی لئے اون مین تحریف نہین ہوئی مگر اس صورت مین یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ ان قدیمی مصنفون کی تصنیفون مین تحریف نہین ہوئی جو کر شاید ہوئی ہو کیونکہ جن لوگون نے انجیل کی تواریخون کی قدیمی تحریرات دستی کو غارت کیا ہے اونہون نے ایک وصلی کو از سر نو لکھنے مین کیا تامل کیا ہوگا جبر ایک قدیمی مصنف کی تصنیف لکھی ہوئی تھے۔ اس امر کو اول درجہ کے عقانی عیسائیون نے تسلیم کیا ہے کہ اور اور مقصدون کے لئے اون مین تحریف ہوئی ہے[۳] اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایک صورت مین تحریف کرینگے وہ دوسری مین بھی کرینگے اور چونکہ لفظ مذکور عبرانی قرار دیا گیا ہے پس اگر غلط لکھا گیا ہو تو گمان غالب ہے کہ ابتدا سے

عیسائی مورخون نے جو دنیا مین سب سے بڑھکر جھوٹے ہین اپنے خاص مطلب کے لئے جھوٹ بولا ہو ورنہ گمان ضعیف ہے کہ یوحنا حواری عبرانی شخص نے کوئی غلطی کی ہو کیونکہ وہ عبری اور یونانی دونون زبانین سمجھتا تھا اور اگر بالفرض فضیلت کی بگڑی زبانون کی اوسکو نہ ملی ہو اور یہین وجہ لفظ یونانی کلیطاس کو بجاے کلیوپاس کے غلطی سے کر دیا ہو تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یوحنا کی اصل متن مین تحریف ہوئی ہے۔

۱۵۹- مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ یہ مشہور بات ہے کہ بہت سے عیسائیون کو بموجب پیشین گوئی کے ایک شخص کا انتظار تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بناوٹ رومی پادریون اور پروٹسٹنٹ نے قوانین مذہبی کی اوس عبارت پر کرلی وہ عام نہ تھی اسکی نظیر دوسری صدی مین مان مینی اُس سے ہے جو ٹرٹولین کی بہ نسبت پہلے ہوا ہے اوس کو اوس کے پیرو شخص موعود سمجھتے تھے جس سے کہ اوسکے دشمنون کو موقعہ ملا۔ کہ اوس کی نسبت ازراہ کینہ کے بے اصل بات مشتہر کردین کہ وہ روح القدس ہونے کا دعویٰ باطل رکھتا ہے ایسے ہی اشخاص خصوصاً مان مینی اُس کی بدولت انجیلی تواریخون مین جھوٹ ملایا گیا اور یہ ماجرا محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانہ سے بہت پہلے ہوا جبکا اصلی تشفی دہندہ ہونا بوجہ آپ کی کامیابیون کے ثابت ہے اور نیز مان مینس کے زمانہ کے بعد مگر محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانہ سے بہت پیشتر مینس کو بھی اوسکے پیرووں نے شخص موعود قرار دیا اور مانشو بوسوبرنے ثابت کیا ہے کہ اوس کے پیرو بڑے عالم اور طاقتور فرقے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اور سب کی بہ نسبت اُس زبان کو غالباً بہتر سمجھتے تھے جس مین عیسیٰ علیہ السلام نے پیشین گوئی کی تھی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بارہ زبانہ

یہ اصل یہ ہے کہ ۱۴۴ ہزار آدمی جو ہر ایک قبیلہ بنی اسرائیل سے مہر کئے ہوئے تھے اور جنکی نسبت لکھا ہے کہ وہ عورتون کے ساتھ ملوث نہ ہوئے تھے۔

آتشین مین شخص معہود کو تمیز نکر سکے لیکن نتیجہ سے ثابت ہوا کہ مینس شخص موعود نہ تھا اور اوسکے پیرو غلطی پر تھے۔

۱۶۰ - یہ بھی اون کا بیان ہے کہ یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ عیسای اگر مناسب سمجھتے تو قیمتی تحریرات دستی کو محفوظ رکھ سکتے تھے جیسا کہ بہت سے اولیاء کی لاشون کو اونہون نے باآسانی رکھا ہے مثلاً یوحنا اور مریم اور پطرس اور پولس وغیرہ کی لاشین جو اطالیہ مین ہر روز نظر آتی ہین۔

۱۶۱ - اہل اسلام جن کی سماعت اس معاملہ مین ضرور ہونی چاہئے اس بات سے نہ چوکین گے کہ عیسائیون سے باصرار کہین کہ اس غلط ترجمہ کے چھپانے کے لئے کل تحریرات دستی غارت کردی گئین یا اون مین جھوٹ ملا دیا گیا اور اگر ایسا نہ تھا تو وہ غارت کیون کردی گئین اور عیسائیون کو اس کے جواب باصواب دینے مین بہت کچھ دقت ہوگی کیونکہ تحریرات دستی کی غارت گری سے انکار نہین ہوسکتا اسلئے کہ وہ موجود نہین مگر مسلمان اس سے بڑھکر یہ کہین گے کہ اگر خود عیسائیون کی دلیل پیش کیجاے تب بھی مطلب ثابت ہے کہ وعدہ تو ایک تشفی دہندہ کا تھا پھر یہ کہنا ظہور بارہ زبانہ آتشین کا وہی شخص موعود ہے محض فضول ہے۔ اور درحقیقت محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی اُس شخص کے مصداق ہین اور آپ کے سوا اور کوئی ایسا نہین ہوا۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہین کہ حواریون کے قوانین اور خود عیسائیون کی کتاب سے کسی طرح پر پایا نہین جاتا کہ روح القدس کا حواریون مین آجانا تشفی دہندہ موعود کا آنا ہوا اور صرف زبان سے ایسے دعوی کی تصدیق نہین ہوسکتی۔

۱۶۲ - مسلمان یہ بھی کہین گے کہ پنٹی کاسٹ کی ضیافت مین کہتے ہین کہ یہ

* اس ضیافت پنٹی کاسٹ کا ذکر اعمال کے باب دوم مین ہے بصفحہ ۱۵۵ - انجیل مطبوعہ مرزاپور (اڈیٹر)

تشفی دہندہ حواریون کے پاس آیا یعنی یقیناً ایک بیدہ زبانہ آتشی نے ہر ایک حواری پر طاری ہوکر اوسی لحہ اُن کو سب زبانین بولنے کی طاقت بخشی اس باجرا سے اوس شخص کو جسکے دل مین تعلیم سے تعصب نہ آگیا ہو ایک عجیب طور ایک شخص کے آنے کا معلوم ہوتا ہے اور ضرور نہین کہ وہ فیض روح القدس ہی ہووے کیونکہ یوحنا کے بیسوین باب کی بائیسوین آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی رحلت سے تھوڑا پیشتر یہہ فیض اون کو عطا کر دیا تھا یعنی نتیجہ کاسٹ کی ضیافت کو جسکا ذکر ہم کر رہے ہین دو مہینے بھی نہ گذرے تھے کہ فیض مذکور عنایت کیا تھا۔

۱۶۳ - قوانین دینیہ کی کتاب مین کہین نہین پایا جاتا کہ یہہ زبانہائے آتشین جن سے کہ سب زبانین بولنے کی طاقت عطا ہوتی تھی تشفی دہندہ موعود ہین اور جو ایسا ہوتا تو ضرور کتاب مذکور مین ہوتا۔

۱۶۴ - اگر اس کے جواب مین یہہ کہا جاے کہ وہ عطایا جن کا بیان متی کی انجیل مین ہے اور فیض روح القدس جسکا بیان یوحنا کے بیسوین باب کی بائیسوین آیت مین ہے صرف چند روزہ تھے اور پھر لے لئے گئے تو مسلمان جواب دینگے کہ یہ صرف ایک حیلہ ہے جسکی تصدیق متن یعنے اصل انجیل مین نہین عیسائیون کی اپک کتاب کی اُن عبارتون کو اہل اسلام بطور دلیل اون کے خلاف انتخاب کر سکتے ہین گو اونکو خود سند نہین مانتے۔

۱۶۵ - مسلمانون کی دلیل کو بابت ترجمہ لفظ پیرکلیطوس بجاے پیرکلیطاس کے بڑی مدد اس طرز کی وجہ سے ملتی ہے جو کہ سینٹ جروم نے انجیل کا ترجمہ لاطینی زبان مین کرنے کے اندر اختیار کیا تھا جس مین بجاے لفظ پیرکلیطوطاس کے لفظ لاطینی پیرکلی طاس لکھدیا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اوس کتاب مین

جس سے کہ سینٹ جروم نے ترجمہ کیا تھا لفظ پیریکلیطاس تھا نہ پیریک لیطاس اسوجہ سے مسلمانون کے اوس بیان کو بہت مدد ملتی ہے جو پرانی تحریرات وستی کر غارت ہونے کے باب مین وہ کرتے ہین۔

۱۶۶ - لفظ پیریکلیطاس کے معنی پر پادریون مین بہت اختلاف ہے چنانچہ مشہور مائی کیلس کہتا ہے کہ ارنسٹائی نے بہت مناسب کہا ہے کہ اس کے معنی نہ حامی کے ہین نہ تشفی دہندہ کے اور یہہ بھی کہتا ہے مین تحقیق خیال کرتا ہون کہ پیریکلیطاس یا تو روح القدس کو کہتے ہین یا معلم یا ملاک کو۔ یعنے بتانیوالا خدا تعالی کی سچائی کا مین اس کی رائے سے ترجمہ معمولی کے صحیح نہونے مین مطابقت کرتا ہون گو بعوض لفظ ڈاکٹر کے مین اوس کے حق مین مائیٹر کا لفظ استعمال کرتا ہون[۱] کیونکہ جو معنی کہ اوس نے لفظ مذکور کے لکھے ہین بہتون نے اختیار کئے ہین مگر اوس کے ثبوت کا طور کچھ عجیب ہی ہے اسکو چاہیے تھا کہ لفظ مذکور کو کسی محقق کی تصنیف مین تلاش کرتا اور اس کے معنی کی تشریح استعمال سے کرتا اس کے عوض اس نے اس مصدر سے بحث کی جس سے لفظ مذکور نکلا ہے اور عبرانی محاورہ سے استعانت لی۔

۱۶۷ - اس لفظ کے باب مین عالم اور معتقد جب مارش نے کہا ہے کہ "لفظ پیریک لیطاس کے تین ترجمے ہین ہمکو اختیار ہے کہ جسکو چاہین پسند کرلین اوّل معنی حامی کے ہین جو معتبر اور یونانی اکابر کے نزدیک مسلم ہین اور دوسرے معنی مبشرین کے اور یہ وہ معنی ہین کہ ارنسٹائی نے بجوار اس لفظ فارقلیط زبان خالد کے کہی ہین جس سے وہ یعنی پاجاتی ہین اور غالباً خود عیسیٰ نے انکو استعمال کیا تھا اور تیسرے معنی جسکو کہ مصنف مذکور نے بجوار ایک عبارت مصنف فاضل کو تسلیم کیا ہے پس بیصاف ظاہر ہے کہ اس ہر لفظ کے معنی مین اور اوس پیمبر کی قسم مین جسکو کہ عیسیٰ نے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا بہت اشتباہ اور شک ہے پس اس کے انکار نہین

[۱] دیکھو اظہار الحق حصہ دوم صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲

۱۶۸ - برنباس کی انجیل کی بابت سیل صاحب اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ صفحہ ۹۸ مین کہتے ہین "یہہ کتاب مسلمانون کا اصلی جعل نہین معلوم ہوتا گو انہون نے بیشک اوسمین اپنی کاربراری کے لئے اضافہ اور تغیر کردیا ہے اور خاصکر بعوض پیریکلیطاس یا تسلی دہندہ کے اُنہون نے اِس مشکوک صحیفہ مین لفظ پیریکلیطاس کردیا ہے جسکے معنے ممتاز یا احمد کے ہین اور اسی سے اون کو دعویٰ ہوکہ ہمارے پیغمبر کے نام کی پیشین گوئی کی گئی ہے کیونکہ عربی مین محمد کے معنے یہی ہین اور اُسکو وہ قرآن کی اُس عبارت کی تصدیق مین کہتے ہین جہان کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے پیشین گوئی کی ہے کہ آپ اپنے دوسرے نام احمد سے آوینگے جو اوسی مصدر سے نکلا ہے جس سے محمد مشتق ہے اور وہی معنی رکھتا ہے"

۱۶۹ - یہ تسلیم کرنا ضرور ہے کہ لفظ مذکور جیسا کہ بشپ مارش نے لکھا ہے کہ یقیناً عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے استعمال کیا تھا مسلمانون کے دعوے کو بہت کچھ سہارا دیتا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عالم سیل صاحب نے یہان بیان کیا ہے میری رائے مین اہل اسلام لفظ مذکور کو پیریکلیطاس بنالینے کا اوسیقدر اختیار رکھتے ہین جسقدر کہ عیسائی پیریکلیطاس کرلینے کا بلکہ مین کہتا ہون کہ غلبہ کا پلہ مسلمانون کی طرف ہے کیونکہ عیسائی مجاز نہین کہ پہلی جزمین لفظ زبان خالدیہ کے حرف پے یعنی یا کو جو مثل حرکت کسرہ کے ہے یا حرف ایٹا کو کہ بائے ممدودہ معروف کی برابر ہے حرف ایوٹا کے عوض مین بدلین -

۱۷۰ - حرف پے حرف تہجی زبان خالدیہ کا سولہوان حرف ہے اور شمار مین اُسکو عدد بھی دس ہین پس اگر لفظ مذکور ایک زبان سے دوسری زبان مین بدلا جائے تو اُس یونانی حرف سے بدلنا چاہئے جو دس کے معنی مین آیا ہے اور جو ابتدا مین

حروف تہجی مین دسوان تھا قبل اس کے یونانیون کا حرف ڈگاما جاتا رہے جیسا کہ مین نے اوس کو کثرت سے اپنے اوس جواب مضمون مین ثابت کیا ہے جو ایڈنبرگ سفربی ڈنگستان کے عیسائی پادریون کے لکھا ہے۔

۱۷۱ - مگر مین علاوہ اس کے یہ بھی کہتا ہون کہ اگر عیسیٰ (علیہ السلام) کا استعمال کیا ہوا لفظ فارقلیط تھا اور یہ کہ اس لفظ کے معنی ستودہ کے ہین جیسا کہ سیل صاحب کا قول ہے تو اس کا ترجمہ اس لفظ یونانی پیرکلیطاس مین غلط ہے یعنے اختلاف قرارت کی جہت سے اور یہہ کہ بشپ مارش اور ارسٹانی دونون کے کل ترجمے غلط ہین اور لفظ مذکور اوس لفظ سے مبدل کرنا چاہئے جو ستودہ کے معنی رکھتا ہو اور جو واقع مین یہہ لفظ پیرکلیوطاس ہونا چاہئے۔

۱۷۲ - مگر اسکا ترجمہ فارقلیط عَلَم کے معنی لیکر نہ کرنا چاہئے بلکہ اسم صفت کے طور پر کرنا چاہئے چنانچہ اہل اسلام یعنی احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیتے ہین اگر یہہ لفظ عیسیٰ (علیہ السلام) کا استعمال کیا ہوا زبان خالدیہ یا عبرانی یا عربی کا ہو تو اس سے وہی مراد پائی جانی چاہئے جو اوس کے معنی اُن زبانون مین تھے اگر وہ خالدیہ کا لفظ عربی مصدر سے مشتق ہوا تو اوس کے وہی معنی چاہئین جو عربی مصدر کے ہین تب اوس کے معنی ستودہ یا شخص ممتاز کے ہون گے۔

۱۷۳ - اگر ناظرین غور کرین گے تو معلوم کرلین گے کہ لفظ کلیوطاس کو ہوپر اور ہنٹر دونون نے بجاے ستودہ آدمی کے استعمال کیا ہے اس طرح سے میری دانست مین اہل اسلام کی دلیل اس سلسلہ کے ساتھ ہے کہ اگر ادن کو اُن کی غلطی پر معقول کیا جاے تو عجب نہین کہ بہت مشکل پڑے یہ ادنی بات ہے مگر انکی دلیل کی تردید میری نظر سے نہین گذری۔ ×

۱۷۵ - مگر مجکو اس مشہور لفظ فارقلیط کی نسبت کچھ اور بھی کہنا ہے۔ اسکو

غیر وہ اراد ان یبین ان نص التوریۃ ھو قتل النفس بالنفس وانھم بدلوہ حیث فضلوا بنی النضیر علی قریظۃ فقال وکتبنا علیھم فیھا ای فی التوریۃ ان النفس بالنفس والعین بالعین الی اخر ما قال ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون فی التفسیر الجواھر ومن لم یحکم بما انزل اللہ الخ وآنہا کہ حکم نکردند بآنچہ خدا تعالی منزل گردانیدہ وآن جہودان اند کہ بمخالفت حکم خدا عوض یک تن دو تن مے کشتند از بنی قریظہ فاولئک ھم الظالمون پس آن گروہ ظالمان اند کہ وضع شے مے کنند در غیر موضع آن انتہی۔ فی معالم التنزیل[1] فی شرح ھذہ الایۃ ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ قال مقاتل بن حیان امر اللہ الربانیین والاحبار ان یحکموا بما فی التوریۃ وامر القسیسین والرھبان ان یحکموا بما فی الانجیل فکفروا وقالوا عزیر ابن اللہ والمسیح ابن اللہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون الخارجون من امر اللہ عز وجل انتہی پس تفسیر

ترجمہ

شخص خدا کے ان احکام پر فیصلہ نکرے وہ ظالم ہے۔

[1] معالم التنزیل (صفحہ ۲۸۳) مین اس آیہ کی شرح مین لکہا ہے کہ مقاتل ابن حیان نے فرمایا ہے کہ خدا تعالے نے یہود کے علما کو یہہ حکم دیا تہا کہ وہ احکام توریت کے مطابق فیصلہ کرین اور نصارے کے علما اور درویشون کو یہہ حکم دیا تہا کہ احکام انجیل کے موافق حکم کیا کرین ان دونون نے کفر کیا (یہود نے) کہا عزیر خدا کا بیٹا ہے (نصاری نے کہا) مسیح علیہ السلام خدا کا بیٹا ہے اور جو خدا کے اتارے احکام پر فیصلہ نہ کرے وہی فاسق ہین خدا کی اطاعت حکم سے خارج +

بشپ مارش نے جسکے قول کو عیسائی صادق جانتے ہین ایک مسلمان کی منتخب کی ہوئی دلیل مین تسلیم کرلیا ہے کہ وہ لفظ سریانی یا خالدیہ یا عربی ہے مگر یونانی نہین ان زبانون مین سے ایک کو یا دو کو محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ضرور بولتے ہون گے یا ادنی درجہ کہ سمجھتے ہون گے اور یہ یقین کرنے کی کوئی وجہ نہین کہ لفظ مذکور کے یونانی ترجمہ کی نسبت آپ کو کچھ بحث ہوی ہو کیونکہ عیسی ؑ کے کلامون کے یونانی ترجمون سے عرب کے لوگون کو کیا غرض تھی عرب مین اُن ترجمون کا کیا کام تھا اُن لوگون کو وہ کیا فایدہ پہونچا سکتے تھے جو اُن کا ایک لفظ بھی سمجھ سکتے تھے بجز ایسے لوگون کے جو اُس اصل زبان کو سمجھتے تھے جسکو عیسی (علیہ السلام) بولتے تھے ۔ آپ نے لفظ مذکور وسی طرح پر لیا ہوگا جیسے کہ منقول چلا آتا تھا یا جیسا کہ بیل صاحب نے اُسکو لکھا ہے جسکے معنی ستودہ لئے ہین اور اس سے زیادہ غالباً آپ نے کبھی دریافت نہین کیا ۔ یہہ خیال کرنا کیسا بیہودہ ہے کہ اپنے خاص زبان کے ایک لفظ کے معنی کی تشریح غیر زبان مین ڈھونڈھتے ۔ آپ نے لفظ مذکور کو شل دوسرے فرقون اُس زمانہ کے شخص انسانی پر محمول کیا اور یہہ اجازت نہین دی کہ اوس کو ثالث ثلثہ کہین جیسا کہ اس زمانہ کے عیسائی موحد کہتے ہین یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے اوسکو احمدؐ کے معنی مین لیا ہو اور اوسکی نسبت کبھی جھگڑا یا شک نہ کیا ہو ۔

* * * * * * * * * *

۱۸۶ - عیسائی اپنے آپ کو اغوا کرنے کے لئے اِس خیال کو کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شخص موعود تھے جسقدر چاہین مضحکہ مین ڈالین مگر اِس سے یہ حقیقت نہ بدلے گی کہ پندرہ کروڑ شخص محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایسا ہی خیال کرتے تھے اور اب بھی خیال

کرتے ہین مین نے کتابون مین دیکھا ہے کہ جب چالیس ہزار معمر قرآن کی تفسیر کر رہے تھے تو خیال نہ کیا جاسکتا کہ ہر ایک چیز جو کہ اہل عرب کے ہنر اور دانائی سے ایجاد ہو سکی ہو نہ کہی گئی ہو یہہ متصور نہین ہو سکتا کہ لفظ فارقلیط کے باب مین بحث کا حصہ نہو ہی ہو اس سے انکار نہین ہو سکتا اور نہ کیا جائیگا کہ دنیا کے معاملات کو ایک نہایت عجیب طور پر عیسی (علیہ السلام) کے مذہب محرف کے لئے ایک مصلح کی حاجت تھی اور غالبًا کروڑون نے ان لوگون مین سے جو محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کو مانتے تھے ہماری انجیل اور توانین کے لفظون کو بابت روح قدس کے کبھی نہین سنا ہوگا اور اگر سنا بھی ہوگا تو اُن کی تصدیق سے انکار ہوگا مگر اونہون نے اگر تسلیم بھی کیا ہو تو ایک مختصر جواب رغبت سے سننے والون کا اطمینان کردیگا وہ یہہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ عہد جدید مین ہدایت ہے کہ روح الصدق آویگی یہ درست ہے کہ روح الصدق آئی مگر وہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مین آئی جن کو روح الصدق سے الہام ہوتا تھا پس یہی تمہاری پیشینہ عبارت کے صحیح معنی ہین اور صرف یہی درستی کے ساتھ ہو سکتے ہین۔

* * * * * * * * *

۱۹۶ - باوجود ڈاکٹر ویٹہ اور سیل صاحب کی عظمت کے مین یہ کہتا ہون کہ صرف اُن کے بیان سے مجکو یقین نہین کہ برنباس کی انجیل تواریخ مین جیسی کہ وہ اب ہے تحریف ہوئی ہے اور جب تک کہ وہ بعض مختلف تحریرات دستی یا اسی طرح کی اور قوی دلیلین پیش نہ کرین مین اُن کی رائے سے مطابقت نہین کرسکتا اور مین یقین کرتا ہون کہ ایسی دلیل اون کے پاس نہین ہے اس لئے کہ اونہون نے اُسکو بیان نہین کیا اور گو درحقیقت مین برنباس کی انجیل

تواریخ کے الہام ربانی ہونیکا قائل نہین تاہم مجکو کسی طرح یقین نہین کہ پیشینگوئی اُس کی اصل مین ہو اور یہ بھی مجکو کسی طرح سے یقین نہین کہ وہ خود اپنے ایفا کے لئے معاون ہوئی ہو جیسا کہ اِس کے سوا بہت سی پیشین گوئیون کی کیفیت ہوئی ہے جو پاک اور ناپاک کہلائی گئی ہین۔ تیسری صدی کے بعد اگلی تواریخون مین تحریف کی مشکلات کو نکیلس اور پادری ارش صاحب نے باصرار بیان کیا ہے تیسری یا چوتھی صدی مین ہماری انجیلی تواریخون کی تحریف کے خلاف جو دلایل ہین وہ اوسی زور کے ساتھ بلکہ اوس سے کسی قدر زیادہ ہر تباس کی انجیل کی تحریف کے خلاف بھی عاید ہوتی ہین جو کہ بہت عرصہ کے بعد یعنی ساتوین صدی مین ہوئی تھی کیونکہ جسقدر وہ بعد کو ہوئین اوسی قدر ظاہرا زیادہ وقت ہوئی ہوگی (ہدایت الاسلام کے فقرات کا انتخاب ہوا)

ان فقرات سے ہمارے بیان کی پوری تائید ہوتی ہے۔ اور یہ بات ثبوت کو پہنچتی ہے کہ انجیل برنباس جعلی نہین ہے۔ اور نہ لفظ فارقلیط مسلمانون نے اوس مین ملایا ہوا ہے۔ بلکہ وہ لفظ حضرت مسیح علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین فرمایا ہوا ہے جسکو انجیل یوحنا سے عیسائیون نے نکال دیا ہے۔

یہ اُس تمثیل تحریف لفظی انجیل کی تفصیل ہے جسکو حافظ ابن حزم و ابن حجر نے ذکر کیا ہے۔

اَب ہم تین مثالین اور تحریف لفظی اناجیل اور اوس کے متعلق مسیحیون کی اپنی طرف سے بیان کرتے ہین۔

پہلی مثال۔ نامہ اول یوحنا کے باب ۵۔ آیت ۶ وغیرہ مین مرقوم ہے۔ ۶۔ یہ وہی ہے جو پانی اور لہو سے آیا یعنے یسوع مسیح جو نفقط پانی مین بلکہ پانی اور لہو

ہین ہو کے آیا - اور روح وہ ہے جو گواہی دیتی ہے کیونکہ روح برحق ہے کہ تین ہین جو آسمان پر گواہی دیتے ہین - باپ اور کلام اور روح قدس اور یہ تینون ایک ہین اور تین ہین جو زمین پر) گواہی دیتے ہین کہ روح اور پانی اور لہو - اور یہ تینون ایک پر متفق ہین -

ان آیات مین جو فقرات بریکٹس (خطوط ہلالی) مین ہین یہہ جعلی اور الحاقی ہین -

ان فقرات الحاقیہ سے عیسائی تثلیث کا عقیدہ نکالتے ہین - اور اوسکو مذہب عیسائی کا اصل اصول قرار دیتے ہین اور ہر نجات سمجھتے ہین -

قدیم مسلمان ان فقرات اور اس قسم کے اور الفاظ و اشارات کو جن سے تثلیث نکالی جاتی ہے قرآن کی ان آیات کی شہادت سے جعلی سمجھتے ہین جن مین

انما المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد -
(سورۃ النساء ۲۳)

ارشاد ہے مسیح تو صرف (اللہ کا) رسول ہے اور اُس کا کلمہ (حکم کُن جس سے وہ پیدا ہوا) جسکو اُس نے مریم کی طرف بھیجا اور اُسکی طرف سے (بھیجا ہوا) روح - تم (اے عیسائیو) (اعتقاد تثلیث سے) باز آؤ (اور) بھلائی (توحید) کا قصد کرو - صرف خدا تعالی ہی معبود (برحق) ہے (مسیح یا کوئی اور) وہ اس سے بھی پاک ہے کہ اُس کا کوئی (مسیح ہو خواہ اور) بیٹا ہو -

یورپین اقوال کو ماننے والے مسلمانون کے لئے ان الفاظ کے الحاقی ہونے پر یہ دلائل ہین -

بیبل مطبوعہ ارفن سکول پریس مرزا پور کے صفحہ ۳۲۱ مین حاشیہ پر مرقوم ہے کہ یہ الفاظ کسی قدیم نسخہ مین نہین پائے جاتے"۔

گاڈفری ہگنس کی کتاب مذکور کے صفحہ ۹ مین ہے

۱۹۲ - یہ عجیب بات ہے کہ اہل اسلام اس سے منکر نہین کہ ہماری چاروں انجیلی تواریخین اُنہین شخصون کی تصنیف تھین جنکے نام سے وہ ہین وہ صرف یہی کہتے ہین کہ عیسائی پادریون نے اون کو ایسا تحریف کر دیا ہے کہ اُن پر کچھ اعتبار نہین کیا جا سکتا اور بے شک اگر ایک لڑکے سے تحریف کی نظیر طلب کی جائے اور وہ یوحنا کے پہلے صحیفہ کے پانچوین باب کی ساتوین آیت کو پیش کرے جس کی تحریف پارسن اور نیوٹن اور نیز بعض اُونکی تصنیفون مین ثابت کی گئی ہے جو بآسانی ویٹ صاحب کے خلاصہ مین پائی جاتی ہین تو ایک عیسائی کو اُس کے جواب دینے مین بہت دقت ہوگی۔ *

۱۹۴ - یوحنا کی عبارت مرقومہ بالا اوسکی مثال ہے رومی گرجا والون کے پادریون نے غالباً یہ دغا گستاخانہ کی تھی لوتھر نے اپنی مشہور کی ہوئی انجیل مین اسکو چھوڑ دیا اور کہتے ہین کہ بوقت نزع اوس نے اپنے پیرودن سے نہایت التجا درخواست کی کہ میرے نام سے اسکو مندرج نہ کرین مگر اسپر التفات نہ کیا گیا اور انجیل مین جس کے عنوان سے کہ لوتھر کی تصنیف ثابت ہوتی ہے وہ بحکم لوتھر کے برسنی گرجا کے داخل کی گئی اس طرح سے کہ اگر رومی پادریون سے اس دینی مغالطہ کی بنا ہوئی تو اوسکو پروٹسٹنٹ والون نے اخذ کیا جسکی حفاظت مین وہ کچھ کم سرگرم نہ تھے اور نہ اب ہین یہ منجملہ تیس ہزار اختلاف قرارت کے صرف ایک ہے جسکو کہ پادری تسلیم کرتے ہین کہ صحیفون اور انجیلون مین موجود ہین کتاب کوڈکس انٹ فوٹی انس مین جواب ڈبلن کے کتب خانہ مین عام موجود ہے

* یہی الفاظ مین جنکا جعلی ہونا پہلی مثال مین بیان ہوا ہے۔

عمداً متن کتاب کی تائید کے لئے جعل کیا گیا تھا۔

۱۹۵ - روسیوں کے گرجا کے حق مین بے انصافی ہوگی اگر یہہ امر واقعی یہان بیان نہ کیا جائے۔ کہ اس صحیفہ کا ترجمہ اس جعل کے بہت عرصہ بعد بلاشک بحکم پوپ کے ایک شرقی زبان مین ملیح کرایا گیا تھا جس مین یہ عبارت چھوڑ دی گئی تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جعل مذکور بعضے کم مرتبہ پادریون کا فعل تھا نہ خود کرجا کے پوپ کا۔

اور تفسیر ہنری واسکاٹ مین ہے۔ ان صاحب طرفین اس جملہ کو سچا اور جھوٹا کہنے والون کے دلایل لکھکر پھر دوہراتا ہے کہ اوس دوہرانے کا خلاصہ یہہ ہے کہ جھوٹے کہنے والے اس جملہ کو کہتے ہین۔

اوّل۔ یہ کہ فقرہ کسی یونانی نسخہ مین جو سولہوین صدی کے قبل لکھا ہوا ہو نہین پایا جاتا۔

دوم۔ یہ کہ پہلے نسخون مطبوعہ مین جو بہتر سے بہتر تحقیق کے ساتھ چھپے تھے نہین پایا جاتا۔

سوم۔ یہ کہ کسی پرانے ترجمہ مین سوائے لاطینی کے نہین پایا جاتا۔

چہارم۔ یہ کہ اکثر پرانے نسخون اصلی لاطینی مین بھی نہین پایا جاتا۔

پنجم۔ یہ کہ اوس کا حوالہ قدمائے مشایخ اور مورخون کلیسیہ نے نہین لیا۔

ششم۔ یہ کہ کسی مشایخ لاطینی نے بھی حوالہ اوس کا نہین لیا۔

ہفتم۔ یہ کہ مصلحین پروٹسٹنٹ نے اوسکو چھوڑ دیا ہے یا اسپر نشان شبہ کا کر دیا ہے۔ اور سچ کہنے والے اس جملہ کے کہتے ہین۔

اوّل یہ کہ پرانے ترجمہ لاطینی اور بہت نسخون لاطینی وگیٹ مین پایا جاتا ہے

دوم یہ کہ وہ کتاب عقاید یونانی اور آداب نماز کلیسیہ یونانی اور اوّل والے

کتاب نماز کلیسیہ لاطینی مین پایا جاتا ہے اور بعض قدمائے مشایخ لاطینی نے اوس کا حوالہ لیا ہے اور یہہ دونون دلیلین مخدوش ہین اور گواہی لفظی بھی ہونیکی یہ ہے۔

اوّل ربط جملہ کا - دوم قاعدہ نحویہ - سوم حرف تعریف کا - چہارم مشابہت محاورہ - اوس کے کئی محاورہ یوحنا سے اور وجہ ترک ہونے اوس کے کئی نسخون مین ممکن ہے کہ یون بیان کیجاوے کہ اصل کے دو نسخے ہون یا یون ہوا ہو کہ وقت کم ہونے نسخون کے اوایل مین فریب یا تغافلی کاتب سے یہ امر ہو گیا ہو یا فرقہ ایرین نے اسکو نکال ڈالا ہو یا دینداروں نے اسکو ایک سر تثلیث کا سمجھ کر نکالدیا ہو - یا تغافلی کاتب کی اس کا سبب ہوئی ہو جیسا اور تصنیفون کا سبب ہوئی ہے - گر یک مرشدون نے اون فقرون کو بھی چھوڑا ہے جو اس بحث مین تھے - اور ارن صاحب انصاف اور نے ریائی سے دلایل گوشتہ پر نظر ثانی کرکے کہتا ہے کہ یہہ جملہ جعلی سمجھکر چھوڑا جاوے اور کوئی سند جو سوائے ایسے نسخون کے ہے - جن کی سچائی مین شبہ نہین ایسے بڑے فقرہ کے داخل کرنے کو جائز نہین کر سکتے اور موافق خیال ارش کے کہتا ہے کہ کوئی گواہی اندرونی کیسی ہی محکم ہو ایک انبار گواہیون بیرونی پر جو اس مطلب (یعنے جھوٹے ہونے اس فقرہ کے) پر ہین غالب نہین آسکتی"

اس تفصیل مین گو تطویل ہوئی - مگر اس سے ہماری تمثیل اول کی پوری تائید ہوئی - اور یہ بات ثبوت کو پہنچی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت بلفظ فارقلیطا دی تھی مگر حضرات عیسائیون نے انجیل یوحنا سے وہ بشارت نکال ڈالی - آنحضرت صلعم کے زمانہ نبوت کو صدیان ہو خواہ بجہت عبادت قلیسا کے نسخے گر

نمبر ششم جلد یازدھم

دوسری مثال - انجیل لوقا کے باب اول آیت ۳۵ مین پیدائش مسیح علیہ السلام کے باب مین ہے فرشتے نے جواب مین اس (مریم علیہا السلام) سے کہا کہ روح قدس تجھ پر آئیگی اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا تجھ پر سایہ ہوگا - اس سبب سے وہ قدوس بھی جو پیدا ہوگا خدا کا بیٹا کہلائیگا"

اس عبارت مین الفاظ "قدوس" اور "خدا کا بیٹا" جعلی اور الحاقی ہین - ایسے ہی بہت سے الفاظ متضمن ابنیت والوہیت مسیح تمام انجیلون اور اون کے متعلقات مین ملائے ہوئے ہین جن سے عیسائی دو مختلف اور باہم متضاد عقائد نکالتے ہین - مسیح کو خدا کا بیٹا اور اوس سے پیدا ہوا بھی کہتے ہین اور اسکو خدا (تعالی و تقدس عما یقول الظالمون) بھی اعتقاد کرتے ہین -

مسلمانون کے لئے اس قسم کے الفاظ کے جعلی و بناوٹی ہونے پر وہ آیات قرآن دلیل ہین جنمین **ارشاد** ہے تم (اے میرے رسول) کہدو - خدا (جو اپنی ذات وصفات و استحقاق عبادت مین یکتا ہے - وہ کسی کا محتاج نہین اور سب اوس کے محتاج ہین - نہ اوسنے کسی کو جنا نہ وہ کسی کا جنا ہوا ہے اور نہ اوس جیسا کوئی ہے (کہ وہ بیٹا کہلاوے)

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد - (سورۃ اخلاص)

انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ - و خلق کل شیء وھو بکل شیء علیم - (سورہ انعام ۱۳۶)

اور ارشاد ہے اوسکا بیٹا کوئی کیونکر ہو اوسکی جورو تو ہے ہی نہین - اوس نے مخلوق کو (جن مین مسیح علیہ السلام بھی ہے) پیدا کیا (پھر وہ مخلوق ہو کر بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے) اور ارشاد ہے مسیح تو ایک رسول ہی تھا (جسسے) پہلے بھی رسول گذرے ہین اور اوسکی ماں (مریم) ایک راستباز تھی - وہ دونو کھانا کھایا

ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل - وامہ صدیقۃ

کانا یاکلان الطعام - (مائدہ ۶ ۱۲)	کرتے تھے (یعنے بول و براز کے محتاج تھے) -

اور ارشاد ہے - بیشک کفر کیا جنہوں نے کہا کہ مسیح علیہ السلام بن مریم ہی خدا ہے - تو اون سے کہدے خدا تعالے مسیح علیہ السلام اور اوسکی ماں اور سبھی زمین والون کو مار دیا چاہے تو انمین کوئی بچا نہین سکتا - (پھر وہ خدا کیونکر ہوا -)

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح عیسی بن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان یھلک المسیح وامہ ومن فی الارض جمیعاً (مائدہ ۶ ۱۶)	

یوروپین اقوال کے ماننے والون کے لئے ان الفاظ انجیل یوحنا کے جعلی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ ہارن صاحب وغیرہ عیسائیون نے ان الفاظ کے از خود بڑھائے جانیکا اظہار کیا ہے -

ہارن صاحب اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۳۰ مین لکھتے ہین - درس ۳۵ باب پہلے لوقا مین بعضے الفاظ واسطے دفع شبہ یونی کینز* کے جو ہونے دو طبیعتون کے مسیح علیہ السلام مین انکار کرتے تھے ترجمون سریانی اور عربی اور فارسی اور حبشی اور اور ترجمون اور بہت سے حوالے مرشدون مین بڑھائے گئے ہین اور درس ۴۳ باب ۲۲ لوقا کو اسکندریا نوس اور بعض اور نسخون مین چھوڑ گیا اسلئے

---

* یعنی وہ الفاظ جنکو ہمنے تمثیل دوم مین جعلی کہا ہے یونی کینز مسیح علیہ السلام مین انسانی طبیعت اور الوہیت دونو کو جمع نہین کرتے - انکو قایل الوہیت بنانے کے لئے یہ الفاظ بڑھائے گئے ہین -

* وہ یہ ہے کہ آسمان سے ایک فرشتہ اوسکو دکھائی دیا جو اوسوقت اوس کو

بعض دیندار عیسائیون نے خیال کیا کہ قوت دینی فرشتہ کی خداوند کو سب نقصان درجہ الوہیت خداوند کا ہے اور درس ۵ باب ۱۵ نامہ اول گرنتھیون مین لفظ بارہ کو گیارہ کے ساتھ بدل ڈالا تا کہ اوسپر الزام جھوٹ کا نہ لگے جو ہر شخص جانتا ہے کہ میان جزو بجاے کل کے کہا گیا اور درس ۱۸ باب اول متی مین اس لفظ کو اوس سے پہلے کہ وے ہم بستر ہوئین اور درس ۲۵ مین لفظ "پہلا" قصداً اوڑایا گیا تا کہ کوئی بقائے دوشیزگی مریم علیہا السلام پر ہمیشہ کے لئے شبہ نہ کرے۔ انتہی"

قوت دیتا تھا۔ یہ فقرہ انجیل لوقا کے سوا اور انجیلون مین نہین ہے"

اول قرنتیون کے باب ۱۵ مین ہے کہ "مسیح تمہارے گناہون کے واسطے مرا۔ ۴۔ اور گاڑا گیا اور تیسرے دن کتابون کے موافق جی اوٹھا۔ ۵۔ اور کیفاس اور اسکے بعد بارہون کو ملا اور انجیل مرقس کے باب ۱۶ آیۃ ۱۴ مین اوس کے برخلاف لکھا ہے کہ اخیر وہ گیارہون کو جب وہ کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا"

جو لوگ اسی لفظ "گیارہون" کو صحیح مانتے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ بارہوان شاگرد مسیح کا یہودا اسخریوطی تو پہلے ہی مر چکا تھا پھر اسکو کیونکر مسیح ملا یا دکھائی دیا۔ شاید وہ یہہ بات بتانا بھول گئے کہ مسیح نے اوسکو بھی زندہ کر لیا جب وہ خود جیا۔ اسصورت مین لفظ "گیارہون کی تحریف ثابت ہوگی۔ بہرحال لفظ "گیارہ" یا "بارہ" مین سے ایک ضرور محرف بنے گا۔

* درس ۱۸ کی پوری عبارت یہ ہے کہ جب اوسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے

ان آیات سے جو علماء محققین نے لکھا ہے معلوم ہوا کہ حکم ان آیات کا متعلق ہے جاحدین و منکرین و مستخفین سے اور یہہ تینون صفات موصوف واحد کی ہین +

فی البیضاوی ومن لم یحکم بما انزل اللہ مستہینا بہ منکرا لہ فاولئک ہم الکافرون لاستہانتہم بہ وتمردہم بان حکموا بغیرہ ولذلک وصفہم بقولہ الکافرون والظالمون والفاسقون فکفرہم لانکارہم وظلمہم بالحکم علی خلافہ وفسقہم بالخروج عنہ انتہی فی الکشاف ومن لم یحکم بما انزل اللہ مستہینا فالئک ہم الکافرون والظالمون والفاسقون وصفہم بالعتو فی کفرہم حین ظلموا بایات اللہ بالاستہانۃ وتمردوا بان حکموا بغیرہا وعن ابن عباس رضی اللہ ان الکافرین والظالمین والفاسقین اہل الکتاب وعنہ نعم القوم انتم ما کان من حلو فلکم

ترجمہ

بیضاوی مین ہے (بصفحہ ۲۲۲) جو لوگ خدا کے اتارے احکام پر ان کو ہلکا جانکر اور ان سے منکر ہوکر فیصلہ نکرین وہ کافر ہین کیونکہ انہون نے احکام دین کی اہانت کی اور اس سے سرکشی اختیار کی اسی وجہ سے ان کو کافر ظالم فاسق کہا ہے ان کا کفر تو انکار کے سبب سے ہے اور ظلم اسلئے کہ وہ اسکے مخالف احکام پر فیصلہ کرتے ہین فسق اسلئے کہ وہ حکم الٰہی کی اطاعت سے خارج ہوئے +

کشاف مین ہے جو لوگ خدا کے اتارے ہوئے احکام کی اہانت کرکے ان پر فیصلہ نکرین وہ کافر ظالم فاسق ہین انہون نے آیات الٰہی کی اہانت کرکے ظلم کیا تو اون کو کافر کہا گیا اون احکام کے مخالف احکام پر انہون نے فیصلہ کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ان سب الفاظ کو ہم نے اپنی تمثیلات کے نمبر مین اسلئے شمار نہین کیا کہ ان الفاظ کی کمی و بیشی پر قران کی شہادت پای نہین جاتی - اور ہمارا مقصود صرف ان تمثیلات کا ذکر ہے جنکے جعلی ہونے پر قران کی شہادت پائی جاتی ہو تاکہ مسلمانون کو نشہادت قران اون کی تکذیب اور انکار کی گنجایش ہو۔ اور بلا شہادت قران انکی تکذیب و انکار سے حدیث لا تصدقوا اھل الکتاب و لا تکذبوھم کا خلاف عملین نہ آوی۔ بالجملہ مثال دوم مین عیسائیونکا جعل و تصرف مسلمانون اور عیسائیون دونو کے مسلمات کی شہادت سے ثابت ہی اور فریقین کو اس سے انکار کی گنجایش نہین تیسری مثال انجیل متی کے باب ۲۶ مین ہے ۲۶ - یسوع نے روٹی لی اور برکت مانگ کے روٹی توڑی - پھر شاگردون کو دے کر کہا لو کھاؤ یہہ میرا بدن ہے - ۲۷ - پھر پیالہ لیکر شکر کیا اور انہین دے کر کہا کہ تم سب اس مین سے پانی پیو - ۲۸ - کیونکہ یہہ میرا لہو ہے یعنے نئے عہد کا لہو جو بہتون کے گناہون کی معافی کے لئے بہایا جاتا - ۲۹ - مین تم سے کہتا ہون کہ انگور کے پھل کا رس پھر نہ پیونگا اوس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے

ساتھ ہوئی تو وہ اوس سے پہلے کہ وے ہمبستر ہووین روح القدس سے حاملہ پائی گئی"۔ یہ ہمبستر نہ ہونے کا ذکر بعض نسخون مین انجیل متی کے اب بھی موجود ہے اور بعض سے نکالا گیا ہے۔

اس جملہ کے نکالدینے سے وہی مقصود ہے جو لفظ "پہلا یا پہلونٹا" کی آیت ۲۵ سے (جسکی عبارت یہ ہے - ۲۵ - "پہر اوس (مریم) کو (یوسف نے) نجانا جب تک کہ وہ اپنا پہلا یا پہلونٹا بیٹا نہ جنے") نکال دینے سے مقصود ہے وہ یہ کہ مریم علیہا السلام ہمیشہ کنواری رہے"۔

باپ کی بادشاہت مین نیا نہ پیون ۔ ۳۸ ۔ تب اُسنے کہا میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کیسی حالت ہے تم یہان ٹہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو ۔ ۳۹ ۔ اور کچھ آگے بڑہکے مونہہ کے بل گرا اور دعا مانگتے ہوے کہا کہ اے میری باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جائے تو بھی میری خواہش نہین بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو ۔ ۴۲ ۔ پھر اوسنے دوبارہ جاکر دعا مانگی اور کہا کہ اے میرے باپ اگر میرے پینے کے بغیر یہہ پیالہ مجھ سے نہین گذر سکتا تو تیری مرضی ہو"۔

اور اوس کے باب ۲۷ مین حضرت مسیح علیہ السلام کا گرفتار ہونا اور اوس کے حق مین سولی کی تجویز کا مقرر ہونا بیان کرکے کہا ہے ۔ ۳۵ ۔ اور اوسے صلیب پر کھینچکے اور اوس کے کپڑون پر چٹھی ڈالکے اونہین بانٹ لیا کہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہو ۔ ۴۶ ۔ نوین گھنٹے کے قریب یسوع نے بڑے زور سے چلاکر کہا # ایلی ایلی لما سبقتانی ۔ یعنے اے میرے خدا ۔ اے میرے خدا تو نے کیون مجھے چہوڑ دیا ۔ ۵۰ ۔ اور یسوع نے پھر بڑے شور سی چلاکر جان دی"

اور اسکے باب ۲۸ ۔ آیت ۷ مین ہے جلد جاکے شاگردون سے کہہ کہ وہ مردون

---

* اس قول سے حضرت مسیح علیہ السلام کے صاف ثابت ہے کہ آسمانی بادشاہت یعنے بہشت مین انگور کے پھل کا رس پیا جائیگا پہر تعجب ہے کہ عیسائی بہشت مین جسمانی لذات کے وجود کو نہین مانتے اور قران کے ان بشارات اور وعدون پر کہ بہشت مین نہرین پھل وغیرہ لذات جسمانی ہونگی معترض ہوتے ہین ۔ # یہ عبرانی ہی ۔ جسکی عربی یہ ہی الٰہی الٰہی لم سبقتنی ۔

مین سے جی اُٹھا۔

اور حاشیہ ص۱۵۹ مین قرنتیون سے منقول ہو چکا ہے کہ "مسیح مرنے سے تین دن کے بعد جی اُٹھا"۔

ایسا ہی اور انجیلون مین مسیح کی موت صلیبی اور حیات بعد الموت کا ذکر ہے۔

اور انجیل یوحنا کے باب اول آیت ۲۹ مین اور نامہ اول یوحنا کے باب دوم آیت ۲ مین اِس موت صلیبی کو جہان کے گناہون کا کفارہ کہا گیا ہے۔ اور مسیح کو قربانی کا برہ"۔

اور پولوس مقدس نے اِس موت صلیبی کی صدمین حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنت کا خلعت بھی عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ نامہ گلتیون کے باب ۳۔ آیت ۱۳ مین کہا ہے "مسیح نے تمہین مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ تمہارے بدلے لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا ہے وہ لعنتی ہے"۔

اور نامہ رومیون کے باب ۳۔ آیت ۱۹۔۲۰۔ ۲۵ و ۲۸ مین لکھا ہے کہ سب آدمیون کی نجات اس لہو و قربانی پر ایمان لانے اور مسیح کو تمام جہان کے گناہون کا کفارہ جاننے سے ہوتی ہے۔ نہ شریعت پر عمل کرنے سے اور نامہ گلتیون کے باب ۳۔ آیت ۱۱ و ۱۲ مین لکھا ہے کہ شریعت پر عمل کرنے سے کوئی راستباز نہین ٹھہرتا۔ اور شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہین"۔

ان آیات سے عیسائیون نے مسیح کی قربانی اور کفارہ کا اعتقاد نکالا اور اُسکو دین کا اصول قرار دیا ہے۔ شریعت توریت کی پیروی کی وہ کچھ پروا

نہین رکھتے اور یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ شراب پیئین زنا کرین۔ ناحق خونریزی کرین جہان کی برائیون کے مرتکب ہون۔ ان گناہون کی سزا مسیح بھگتا چکے ہین ہم مسیح کی صلیبی موت پر ایمان رکھتے ہین تو بے روک ٹوک بہشت مین جائینگے"

قدیم اہل اسلام ان باتون کو محض افترا سمجھتے ہین اور اسپر ان آیات کی شہادت پر اعتماد و اعتقاد رکھتے ہین۔ جن مین ارشاد ہے کہ یہودیون نے مسیح علیہ السلام کو قتل نہین کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا ہے اون کو اشتباہ واقع ہوگیا ہے۔ جو لوگ اسمین اختلاف کرتے ہین وہ شک مین ہین۔ وہ بجز اٹکل کچھ خبر نہین رکھتے۔

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن۔
(نساء ع ۲۲)

اور ارشاد ہے بہشتیون کو پکار کر کہا جائے گا۔ تم اون عملون کے سبب جو تم نے کئے تھے۔ بہشت کے وارث ہوئے ہو۔

تلكم الجنة اورثتموها بما كنتم تعملون۔ (اعراف ع ۵)

اور ارشاد ہے۔ کیا اس (منکر) کو معلوم نہین ہوا جو موسی اور ابراہیم وفا کے صحیفون مین ہے کہ اٹھاتا نہین کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا۔ انسان کو وہی ملیگا جو اوسنے کمایا۔ وہ اپنا کیا (خود) بھگتیگا پھر پورا پائیگا اوسکا بدلا۔

ام لم ينبأ بما في صحف موسى وابراهيم الذي وفى الا تزر وازرة وزر اخرى وان ليس للانسان الا ما سعى۔ وان سعيه سوف يرى۔ ثم يجزيه الجزاء الاوفى (النجم ع ۲)

اور ارشاد ہے - جس نے کی بھلائی کی اپنے لئے اور جس نے برائی کی وہ بھی اوپر - تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ بندوں پر ظلم کرے (یعنے ایک کا گناہ دوسرے پر ڈالے)

من عمل صالحاً فلنفسه ومن اساء فعليها وما ربك بظلام للعبيد - (حم السجدة ع ۶)

اور ارشاد ہے - جو لوگ ایمان لائے اور (اوس کے ساتھ) اونہون نے اچھے عمل کئے اون کی مہمانی اونچے بہشت ہین جن مین وہ ہمیشہ رہینگے اور اون سے نکلنا نہ چاہین گے -

ان الذين امنوا وعملوا الصلحت كانت لهم جنت الفردوس نزلاً - خلدين فيها لا يبغون عنها حولاً - (کھف ع ۱۲)

یوروپین اقوال ماننے والون کیلئے دلائل

ایک کے گناہ سے دوسرے کے نہ ماراجانے پر دلیل

حضرت موسی علیہ السلام کے صحیفہ پنجم (استثنا) کے باب ۲۴ - آیت ۱۶ مین ہے "اولاد کے بدلے باپ دادا مارے نہ جاوین - نہ باپ دادون کے بدلے اولاد قتل کی جائے - ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جاویگا"۔

ایمان بلا عمل کے معتبر اور باعث نجات نہونے پر دلیل

نامہ یعقوب کے باب ۲ مین ہے - ۱۴ - اے میرے بھائیو اگر کوئی کہے کہ مین ایمان دار ہون اور عمل نہ کرتا ہو تو کیا فائدہ کیا ایسا ایمان اوسے بچا سکتا ہے؟ ۱۵ - اگر کوئی بھائی یا بہن ننگا ہووے - اور روزینہ کی روٹی میسر نہو - ۱۶ -

اور تم مین سے کوئی اونہین کہے کہ سلامت جاؤ گرم اور سیر ہو - پر تم اونہین وہ چیزین ندو جو بدن کو ضرور ہین تو کیا فایدہ - ۱۷ - اسی طرح ایمان بھی اگر عمل کے ساتھ نہو تو وہ اکیلا ہو کے مردہ ہے - ۱۸ - لیکن شاید کوئی کہے کہ ایمان تجھ مین ہے اور میرے پاس اعمال - بھلا تو اپنا ایمان بغیر اپنے اعمال کے مجھ پر ظاہر کر اور مین اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے تجھ پر ظاہر کرون گا - ۱۹ - تو ایمان لاتا ہے کہ خدا ایک ہے - اچھا کرتا ہے شیاطین بھی یہی مانتے ہین اور تھرتھراتے ہین - ۲۰ - پر اے واہی آدمی کب تجھکو معلوم ہوگا کہ ایمان بے اعمال مردہ ہے ۲۱ - کیا ہمارا باپ ابرہام اعمال سے راستباز نہین ٹہرایا گیا جس وقت اُسنے بیٹے اضحاق کو قربان گاہ پر چڑہایا - ۲۲ - تو دیکہتا کہ ایمان نے اوس کے اعمال کے ساتھ کام کیا - اور اعمال سے ایمان کامل ہوا - ۲۳ - اور وہ نوشتہ پورا ہوا جو کہتا ہے ابرہام خدا پر ایمان لایا اور یہہ اوس کے لئے راستبازی گنا گیا - اور خلیل اللہ کہلایا - ۲۴ - پس تم دیکھتے ہو کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹہرایا جاتا ہے اور صرف ایمان سے نہین - ۲۵ - اسی طرح راحب بھی جو فاحشہ تھی جب اوس نے جاسوسون کی مہمانی کی اور اونہین دوسری راہ سے باہر کر دیا کیا اعمال سے راستباز نہ ٹہری - ۲۶ - پس جیسا بدن بے روح مُردہ ہے ویسا ہی ایمان بے اعمال مردہ ہے"۔

ایسا ہی اور صیغون مین اعمال کو ایمان کا مکمل جزو قرار دیا ہے -

مسیح کے لباس پر چٹھی ڈالنے کے فقرہ کے جعلی ہونے پر دلیل

۱۔ ان صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد مین صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱ مین لکھتے

ہین - کہ یہ فقرہ یونانی کے ۱۶۱ نسخون اور سریانی ترجمون کے سب نسخون خطی اور بعض نسخون مطبوعہ مین اور ترجمہ عربیہ کے سب نسخون خطی اور اوس نسخہ مطبوعہ مین جو بشپ والٹن کی پالی گلاٹ مین چہپا ہے اور ترجمہ فارسیہ پالی گلاٹ مین متروک ہے اور اسی طرح ترجمون کاپٹک اور سہی ڈک اور اتھوپک اور پرانے اُسی کے سب نسخون خطی اور اکثر نسخون مطبوعہ مین اور اکثر نسخون خطی اور مطبوعہ لاطینی اور بہت نسخے پرانے اٹالک مین متروک ہے اور کریزاسٹم اور ملیطوس بستری اور یوتہی میس اور تھیونلیکٹ اور اوجن اور پرانے مترجم لاطینی اری فس اور ارگسٹائین اور جوون کوس نے جب اِس درس کا حوالہ دیا ہے اون کے حوالون مین بھی یہ فقرہ متروک ہے اور یہ فقرہ کسی نے درس ۲۴ باب ۱۹ - انجیل یوحنا سے لے کر الحاق کر دیا ہے گریس بیک نے اچہا ہی کیا جو اوسکو قطعی جہوٹا سمجھ کر چہوڑ دیا"۔ (ایسا ہی اعجاز عیسوی مین ہے)

راقم کہتا ہے - انجیل یوحنا وغیرہ مین جو لباس بانٹنے اور چٹھی ڈالنے کا ذکر ہی وہ بھی بحوالہ پہلے نوشتہ کے صحیح نہین ہو سکتا جس نوشتہ کا ان مین حوالہ دیا گیا ہے وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق مین ہے نہ حضرت مسیح علیہ السلام کے - چنانچہ زبور ۲۲ مین حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا مین آیا ہے -

۱۸ - وے میرے کپڑے بانٹتے ہین اور میرے لباس پر قرعہ ڈالتے ہین -

۱۹ - پر تو اے خداوند دور مت رہ - اے میری توانائی تو میری مدد کے لئے آ!!

ان دلایل کی شہادت سے اِس قصہ صلیب کی بعض باتین (خصوصاً کفارہ کی اصل اصول ہے (ایک کے گناہ مین دوسرے کا سزایاب ہونا)

غلط ثابت ہوئین تو اس سے کل قصہ کا بے اعتبار ہونا ثابت ہوا گو ان دلایل کے ماننے والے اصل قصہ کو غلط نہ جانین اور مسیح کی موت صلیبی اور کفار کو حق مانین) اور اس کفارہ کے بطلان پر اور شہادت کا پیش کرنا ضروری نہین رہا۔ تاہم اوسکے بطلان پر صریح اقوال اہل یورپ کی شہادت پیش کرتے ہین۔

عیسائیون مین بھی ایسے لوگ پہلے زمانون مین گذر چکے ہین اور اب بھی موجود ہین جو مسیح کے مصلوب ہونے کو نہین مانتے۔ اور اس مسئلہ کفارہ کو صحیح نہین جانتے۔

پہلے لوگون مین ایک فرقہ باسلیدی تھا جس کا یہہ خیال تھا کہ مسیح مصلوب نہین ہوا۔ شمعون اوس کے بدلے پکڑا گیا اور مصلوب ہوا۔ تین فرقے (سرنتھی اور کاپوکراطی اور دوسیتی) اور تھے جو یہی خیال کرتے تھے (دیکھو ترجمہ قرآن بخط رومن مطبوعہ شن پریس الآباد ۱۸۴۳ء)

ایک فرقہ گناستی اور تھا جو یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ دنیا مادہ سے پیدا ہوئی ہے اور مادہ ہی کے لئے شرارت اور معصیت ہے اور مسیح چونکہ مادی نہ تھا اسلئے وہ مصلوب نہین ہوا۔ (دیکھو رومن تواریخ کلیسیہ مطبوعہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۹۶)

ایک فرقہ عیسائی اور تھا اون کا بھی یہ قول تھا کہ مسیح نہین مارا گیا اوسکے بدلے کوئی دوسرا مصلوب ہوا (دیکھو دین حق کی تحقیق مطبوعہ آرفن پریس الآباد صفحہ ۱۸)

اسوقت کے عیسائیون مین بہت سے لوگ موجود ہین جو مسئلہ کفارہ کو ایک کمیل سمجھتے ہین اور اوس کو خدا کی توحید و عدل و رحم کے

مخالف سمجھ کر اصل مذہب عیسوی سے خارج کرتے ہین -

اس مقام مین از انجملہ ایک محقق عیسائی کا قول نقل کیا جاتا ہے جس مین کفارہ کے علاوہ تثلیث پر بھی دلچسپ نکتہ چینی کی گئی ہے "ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو" مطبوعہ لنڈن مین بہ ضمن مضمون "عیسائیت اور اسلام" جسکا ایک کوٹیشن پہلے بھی منقول ہو چکا ہے وہ محقق لکھتا ہے -

ہمارے مذہب کے موجودہ اصول مبہم اور ناقابل فہم ہین بلکہ شاید اس مین بہ نسبت رومن کیتھلک طریقہ کے عیسائیت بھی کم ہے کیونکہ جس قدر اوس مین اعمال حسنہ کے بجالانے اور اپنے لئے عالم آخرت مین اپنی ذاتی کوشش سے بہتری کا سامان مہیا کرنے پر زور دیا گیا ہے - اس مین اوس قدر نہین ہے بلکہ زیادہ تو مسیح کی قربانی اور کفارہ ہی کو ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے - اور اس امر پر یقین کرنے کی تلقین کی گئی ہے کہ خواہ ہم نیک عمل کرین خواہ بدہر حالت مین گناہگار اور تقصیر دار ہین - اور یہہ کہ ہماری نجات صرف مسیح کے خون سے دھوئے جانے پر منحصر ہے - مین خیال کرتا ہون کہ میرا یہہ کہنا کچھہ خلاف حقیقت نہوگا کہ مسیح کے خون سے نجات پانے کا مسئلہ تمام پروٹسٹنٹ فرقون کے مذہب کی اصل و بنیاد ہے - اور یہہ کہ اسی مسئلہ پر تمام فرقے بطور اپنے اصول دین کے زور دیتے ہین - لیکن اب ہمکو ذرا یہہ دیکھنا چاہئے کہ جب یہہ عقیدہ غیر مذہب والون کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو کیا نتیجہ پیدا کرتا ہے - (یہہ نتیجہ پیدا کرتا ہے) کہ سب سے پہلے ہمارا مسئلہ تثلیث واحد انیت الٰہی کے معقول مسئلہ کو بالکل مٹا دیتا ہے اور تعجب یہ ہے کہ خدا کی واحد انیت کے اقرار کے ساتھہ ہم ایک بالکل ناقابل فہم مسئلہ تین مساوی خداؤن کا بھی قرار دیتے ہین جو حقیقت مین

دیکھو تو یہ قوم کا وہی پرانا تثلیث کا مسئلہ ہے جو کسی طرح بھی اس لائق نہیں ہے کہ ہمارے مذہب میں کھپ سکے - اس تثلیث کے تین خداؤں میں سے ایک خدا کی نسبت ہمنے قابل فہم طور پر کچھ بھی قرار نہیں دیا کہ اوس کا کام کیا ہے پس ہم یہہ امید نہیں کرسکتے کہ ایک ایسے قسم کا مسئلہ اپنے لئے اون لوگوں کی قبولیت حاصل کرسکے جن سے ہم یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنے بہت سے خداؤں کے وجود کے تو ہم کو چھوڑ کر ہمارا مذہب قبول کرلیں اور ہم اسپر بھی بس نہیں کرتے بلکہ ہم اون لوگوں سے یہہ بھی منوانا چاہتے ہیں کہ وہ مسیح جس کا دنیا میں پیدا ہونا ایک صحیح تاریخی واقعہ ہے نہ صرف نبی اور خدا کا پیمبر تھا بلکہ خود خدا اور ندعا تھا اور ہم زور دیتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے مذہب میں آئیں ضرور ہے کہ وہ اوس مسیح کی پرستش اوسکو خاص خدا اور خدا تعالیٰ سمجھ کر کریں جو ایک نہایت ہی حیرت انگیز مسئلہ ہے - کچھ شک نہیں ہے کہ آریا قوم کے لوگ ایسے عجیب و غریب باتوں کے عادی ہیں جیسا کہ دوم درجہ کے خداؤں کا انسان کی بہلائی کے لئے اوتار بن کر دنیا میں آنا - مگر جس صدکو ہم پہنچے ہیں اوس کو وہ بھی نہیں پہنچے - پس ہمارے اس مسئلہ کے قبول کرنے کے لئے ایک بہت ہی بڑا ایمان درکار ہے -

---

بعنی تین خدا (برہما بشن مہادیو) کے ایک ہونے کا مسئلہ جسکو انگریزی میں ہتری کونیکل گاڈز (Three co-equal Gods!) کہتے ہیں -

* ایسا وسیع کہ دائرہ عقل و فہم سے خارج ہو - (راقم) عقل کا گنجایش یعنی ایسا ہی جیسا ہندی محاورہ میں اوس شخص کو جو کسی بات کے اوڑنے اور کسی سے مٹھی کہا جاتا ہے کہ وہ بڑا صاحب حوصلہ اور بڑا دلاور ہے یعنی بے خوف اور بے شرم ہے - (ایڈیٹر)

وما کان من مرّ فهو لاهل الکتاب انتهی۔ وقال الشیخ ابو منصور رح
حمل علی الجحود فی الثلاث فیکون کافرا وظالماً وفاسقاً لان
الظالم المطلق والفاسق المطلق هو الکافر انتهی کذا فی المدارک
قال الامام قوله الکافرون الظالمون الفاسقون صفات لموصوف
واحد قال القفال ولیس فی افراد کل من هذه الثلاثة باللفظ
ما یوجب القدح فی المعنی بل هو کما یقال من اطاع الله فهو المومن
من اطاع الله فهو المتقی لان کل ذلک صفات مختلفة حاصلة
لموصوف واحد انتهی فی لباب التاویل قال مجاهد فی هذه
الآیات الثلاث من ترک الحکم بما انزل الله ردّ کتاب الله فهو
کافر وظالم وفاسق انتهی۔

ترجمہ

تو اطاعت سے خارج ہوئے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہان کافر ظالم
اور فاسق سے اہل کتاب ہی مراد ہی یہ بہی ان سے منقول ہے۔ کہ مسلمانو!
تم اچھے رہی میٹھی چیزین تمہاری لئے ہین کڑوین اہل کتاب کے لئے۔
شیخ ابو منصور نے فرمایا ہے کہ تینون آیت مین احکام الٰہی سے انکار مراد ہی
وہی منکر کافر ظالم فاسق ہوگا کیونکہ ظالم مطلق اور فاسق مطلق کافر ہی کو کہا جاتا ہی
ایسا ہی مدارک مین ہے۔ (یہ کتاب تو مطبوع بمبی ہے مگر پرانے چہاپہ کی جسمین
نمبر صفحہ بہت جگہہ ندارد ہے)۔
امام رازی نے (تفسیر کبیر مین بصفحہ ۲۰۰ ج ۳) فرمایا ہے کافر ظالم فاسق
(تینون) ایک موصوف کے صفات ہین۔ قفال نے کہا ہے ان تینون کو
الگ الگ الفاظ سے ذکر کرنا معنے مراد مین خلل انداز نہین ہے۔ یہ ایسا
ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے جو شخص خدا کا حکم مانے وہ مومن ہے جو خدا سے

بھلا اس سے بھی مشکل مسئلہ تو انسان کی کسی حالت مین بھی گناہ سے بچ سکنے اور قربانی کے ذریعہ سے اوس کے کفارہ کے ہونے کا ہے اور قبل اسکے کہ ہم اسکی نسبت کچھ کہین ہمکو یہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ قربانی کا خیال بالکل وہی پرانی اور دقیانوسی بھیڑ پوجا ہے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین اور جس کا مدعا اون مافوق الطبیعت شریر قوتون کا خوش کرنا تھا جو دنیا مین آفتین اور مصیبتین پیدا کرتے ہین اور یہ قطعاً ناممکن ہے کہ بھیڑ پوجا کے اس خیال کو اوس خداوند تعالیٰ کی جو رحیم و رحمان ہے اس قسم کی قابل فہم پرستش کے ساتھ مطابق کیا جاے اور اس بنا پر یہ کل مسئلہ ایک بچے کے درجہ کا مبہم اور ایسا ہے جو اپنی تردید آپ ہی کرتا ہے اور درحالیکہ بعض انسان ایسے ہین کہ جنکو کسی کفارہ کی ضرورت نہین مثلاً شیر خوار بچے اسلئے کہا جا سکتا ہے کہ ہم نے ایک نہایت ہی عجیب افسانہ انسان کی ہر حالت مین محتاج کفارہ ہونے کا اور نہایت ہی دقیق مسئلہ پہلے انسان سے گناہ کے سرزد ہونے اور اوس کی وجہ سے کل نسل انسانی کے مستوجب سزا ہونے کا ایجاد کیا ہے اگر ہم مسیح کی طرز زندگی کی بطور ایک حسن نمونہ کی تعریف و توصیف کرین تو بجا اور درست ہے مگر ہم تو بجاے اوس کی زندگی کے اوس کی صلیبی موت کو اپنے مذہب کا اصل اصول ٹھہراے ہوئے ہین خاص لفظ صلیبی ہی گویا ہمارا اعتقادنامہ ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے مذہب کا لب لباب صرف صلیب کو باعث نجات اعتقاد کرنا ہے اور صرف قربانی اور مسیح کے خون کا بہنا اور اوس کی موت یہی ایک بات ہے کہ جس پر نہایت زور دے کر ہم لوگون سے یہ منوانا چاہتے ہین کہ صرف یہی ایک ذریعہ نجات کا ہے۔ ہمکو مسیح سے محبت رکھنا اس وجہ سے واجب نہین

ہے کہ اوس نے اپنی زندگی ہماری بہتری کے واسطے صرف کی بلکہ اسلئے واجب ہے کہ ہمارے لئے اپنی جان قربان کر ڈالی -

علاوہ ان صریح اعتراضون کے جو ہر ایک ایسی تعلیم کے رو سے جو کسی معقولیت کا دعوے کرتی ہو اوس خونی قربانی کی نسبت جو رحیم اور رحیمان خدا کے لئے عمل مین آئی عاید ہوتے ہین - خود اس قربانی کے خیال مین اس کی ایک ایسی تردید موجود ہے کہ جس کو رفع کرنا ناممکن ہے - کیونکہ انسان کو زندگی بہت پیاری ہے اور خواہ اوس کو کیسا ہی قوی اعتقاد معاد کی نسبت کیون نہ ہو تو بھی بنی نوع انسان کی کسی بہلائی کے کام مین اپنی جان قربان کر ڈالنا - ہمیشہ ایک نہایت ہی قابل احترام اور ولیون کا کام سمجہا گیا ہے - اور بے شک ایسا ہی سمجہا جانے کے لایق ہے - پس اگر مسیح فی الحقیقت خدا تھا اور وہ اس بات کو جانتا تھا جو اوس نے ہمکو سکہائی تھی تو اوس کا اپنی جان دے دینا ہرگز قربانی نہین کہا جا سکتا ہے - بلکہ صرف یہہ کہا جا سکتا ہے کہ یہہ ایک تکلیف دہ کام کا انجام بخیر تھا اور ایک اوسی آسمانی حالت کی طرف بازگشت تھی - جس سے اوس نے نزول کیا تھا ؛

الغرض پروٹسٹنٹ لوگون نے گو اپنے مذہب کی زیادہ دلچسپ توہمات کی اصلاح کی مگر اون عجیب و غریب ناقابل فہم بلکہ ناقابل قبول مذہبی مسئلون کو باقی رکھ لیا جو اخیر زمانہ کی یونانیون کی خراب شدہ باریک ذہنون کی ایجاد ہین "-

اس کلام صداقت نظام سے کفارہ اور تثلیث کی کافی تکذیب ہوئی اور ہمارے بیان مثال سوم کی پوری تصدیق عمل مین آئی کفارہ مجوزہ نصاری کے

ابطال مین ہمارا ایک مستقل مضمون بعنوان "قران کی تعلیم بمقابلہ انجیل" اشاعۃ السنۃ نمبر (۱) جلد (۶) مین شائع ہو چکا ہے - جس مین بدلائل قطعیہ ثابت کیا گیا ہے کہ اِس کفارہ کی تجویز مین نہ خداے تعالیٰ کا عدل باقی رہتا ہے نہ اُس کا رحیم و حکیم ہونا - اور اِسپر ظلم و بے رحمی کا الزام قائم ہوتا ہے (اگر بقول نصارے حضرت مسیح علیہ السلام خدا کا فرزند تھا اور اس نے گناہگارون کے بدلے اِس بے گناہ فرزند کو دکہہ دیا) یا اسپر عبث اور بے جا حرکت کا اعتراض قائم ہوتا ہے (اگر بقول دیگر نصاری مسیح علیہ السلام خود خدا تھا اور اس نے گناہگارون کو بلا سزا چہوڑنا خلاف عدل سمجھ کر اوس سزا کو اپنے اوپر لے لیا اور خود معذب ہوا) تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً

اس بیان سے ہماری تمثیلات ثلثہ کی تکمیل ہوی - اور یہ بات ثبوت کو پہنچی کہ انجیل اور اُس کے حواشی مین بھی تحریف لفظی ویسی ہی پائی جاتی ہے - جیسی کہ توریت اور اُس کے متعلقات مین - اور علماء اسلام ابن حجر و ابن القیم وغیرہ سے جو ہمنے نقل کیا ہے (کہ ان کتب عہد عتیق و جدید مین تحریف لفظی بھی موجود ہے جیسی کہ معنوی) وہ بہ شہادت کتب عہد عتیق و عہد جدید ثابت ہے اور باعتراف حامیان و مصنفین مذہب عیسائی مسلّم ہے - جس کی تسلیم سے ان لوگون مین بھی چارہ نہین جو صرف قران اور علماء اسلام کے اقوال پر اعتماد نہین رکھتے - جب تک اِن کتب اور اُن کے حامیون کے کلام مین اُن کی شہادت و صداقت نہ دیکھ لین ٭

اِن کتب کے بعض حامیون (مسلمانون اور عیسائیون) نے اِن کتب کے بعض امثلہ تحریفات لفظی مین کچھ عذرات بھی کئے ہین جنسے وہ اِن امثلہ کو

تحریف کی تعریف سے لگاکر اختلاف قرارت یا غلطی کتابت مین داخل کرنا چاہتے ہین مگر وہ عذرات ان امثلہ مین جن کو ہمنے ذکر کیا ہے چل نہین سکتے اور انکو غلطی کتابت یا اختلاف قرارت مین داخل نہین کرسکتے اس امر کی تفصیل ہم اس مضمون کے خاتمہ مین کرین گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

بالجملہ ان آیات قرآن وکتب عہد عتیق وجدید اور اقوال علماے اسلام اور عیسائیون سے جو ہمنے نقل کئے ہین۔ صاف ثابت ہے۔ کہ ان کتابون مین تغلطی تحریف موجود ہے۔ جیسا کہ جمہور اسلام کا خیال ہے لہذا توریت وانجیل کے احکام قسم سوم اور نوع دوم قسم دوم کی تعمیل کے متعلق جو اعتقاد مسلمانون سے متوارث چلا آیا ہے جس کا بیان رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر (۲) جلد (۱۱) کے صفحہ ۵۵ وغیرہ مین ہے وہ صحیح ہے اور ان کتب کی موجودہ حالت اس اعتقاد پر دلیل صریح ہے۔

اب ہم ناظرین کو یہ دکھانا چاہتے ہین کہ اس اعتقاد متوارث قدیم کے مخالف جو آجکل کے بعض مسلمانون کا خیال ہے کہ احکام توریت وانجیل بلا تفصیل مذکور واجب العمل ہین اسپر وہ کیا دلیل رکھتے ہین اور قدیم اہل اسلام ان دلائل کا کیا جواب دیتے ہین۔

نئے خیال کے دلائل

اور

اُن کے جوابات

ہمارے خیال مین (واللہ اعلم) وہ لوگ جو بلا تفصیل مذکور احکام توریت و انجیل کو واجب العمل قرار دیتے ہین ان آیات اور احادیث کے معنے سمجھنے

مین غلطی کرتے ہین - جن مین بطور اجمال اِن کتب کو نور و ہدایت کہا گیا ہے - اور بعض مواقع خاص مین اُن کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے - لہذا ان کے جواب مین صرف یہہ کہنا کافی ہے - کہ ان آیات و احادیث مین توریت و انجیل کی ہر ایک بات کو متعلق احکام ہو (خواہ متعلق اعتقاد یا اخبار) ہدایت و نور نہین کہا گیا - اور نہ ہر ایک موقع و محل مین اِن کتابون کی طرف رجوع کرنے کا خدا اور رسول نے حکم دیا ہے - بلکہ ان کو بالاجمال ہدایت کہنے سے انہین باتون کا ہدایت ہونا خدا و رسول کی مراد ہے جن کا منجانب اللہ اور محفوظ اور واجب العمل ہونا بشہادت قران یا صاحب قران (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) ثابت ہے - اور انھین مواقع خاص مین اِن کتابون کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا ہے - جن مین اہل کتاب کی تحریف و تصرف کا دخل نہ ہوا تھا اور یہہ امر بشہادت قران معلوم ہو چکا تھا - ایسے احکام و اخبار و اعتقادیات کتب مذکورہ کو مسلمان بدل مانتے ہین اور اِسپر عمل کرنے کو عین سعادت جانتے ہین چنانچہ قسم اول اور نوع اول قسم دوم کے حکم مین بصفحہ ۵۷ و ۶۶ وغیرہ بیان ہو چکا ہے ۔

خدا اور رسول خدا کی کلام مین یہہ کہین نہین پایا جاتا - کہ ان کتابون مین جو کچھ کہا گیا ہے جس مین حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی بیٹیون کے ساتھ اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حتی اوریا کی جورو سے زنا کرنا اور حضرت مسیح علیہ السلام کا ابن اللہ یا خود خدا ہونا اور خدا تعالیٰ کا تین خداؤن کی کمیٹی کا ممبر ہونا اور حضرت مسیح علیہ السلام بے گناہ کا گنہگارون کے بدلے معذب ہونا وغیرہ وغیرہ بہتانات و افتراءات

جن سے خدا اور اُن کے سچے رسول بری ہین اولئک مبرئون مما یقولون) حق وہدایت نو ہے اور نہ یہہ حکم کہین پایا جاتا ہے - کہ مسلمان جس موقع پر چاہین - اِن کتابون کی طرف رجوع کرین اور اپنے حوادث روزمرہ مین اِن کتابون سے فتوی لین بلکہ اِن کتابون کی بہت سی باتون کو خدا و رسول نے رد کردیا - اور اون کو کفر و ضلالت قرار دیا ہے - اور باستثنار موقع خاص اِن کتابون کی طرف رجوع کرنے سے منع کیا ہے - جس پر زمان نبوت سے لیکر اِس وقت تک مسلمانون کا عمل چلا آیا ہے - اور یہہ امر ہمارے بیان سابق سے ایسا ثابت ہے کہ اِس مین کسی مسلمان کو اِس سے اِنکار کی گنجایش نہین ہے -

اِس جواب سے ناظرین کو یقیناً معلوم ہوگا - کہ اِن لوگون نے جو اِن کتب کو بلا تفصیل واجب العمل سمجھتے ہین اِن آیات و احادیث کے معنے سمجھنے مین غلطی کی ہے جن مین خدا و رسول نے اِن کتابون کو ہدایت و نور فرمایا ہے -

اِس اجمال بلا ذکر مثال کو شاید وہ لوگ نہ سمجھین لہذا ان لوگون کی فہمایش کی غرض سے ہم اِس مقام مین اُن کے دلائل (آیات و احادیث) کی چند مثالین ذکر کرکے ان کے جواب مین یہہ ثابت کردکھاتے ہین کہ انکے معنے سمجھنے مین اُنہون نے یقیناً غلطی کی ہے -

پہلی دلیل

قرآن مین ارشاد ہے - تجھے (اے رسول) یہودی کیونکر منصف بناتے ہین حالانکہ خود ان کے پاس توریت موجود ہے جسمین خدا کا حکم موجود ہے پھر وہ اس تجھے پھر

وکیف یحکمونک وعندھم التوریۃ فیھا حکم اللہ ثم یتولون من بعد	

ذالك وما اولئك بالمؤمنين - انا انزلنا التورية فيها هدي و نور۔ (مائدہ ع ۷)	جانتے ہین اور وہ ماننے والے نہین ہین ہمنے توریت اوتاری ہے اوسمین ہدایت اور روشنی ہے"۔

وہ لوگ اس آیت کا مطلب یہ سمجھتے ہین کہ موجودہ توریت مین جو کچھ مذکور ہے وہ سراسر ہدایت اور نور ہے - لہذا اسکی پیروی بلا تفصیل واجب ہے -

الجواب

اس دلیل کا یہہ جواب ہے کہ اس آیت مین یہہ نہین فرمایا - کہ موجودہ توریت مین جو کچھ ہے وہ نور اور ہدایت ہے - اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ اوس مین نور اور ہدایت بھی موجود ہے اور اس وقت تبدل و تغیر مین بھی وہ نور اور ہدایت سے خالی نہین ہے - تبدل و تغیر اسکے سبھی احکام پر محیط نہین ہوا - اس کا حکم رجم جس کے استفسار پر یہہ آیت نازل ہوئی ہے - وقت نزول قرآن تک اسمین محفوظ ہے -

اس حکم رجم کا محفوظ ہونا اور اس آیت مین اوسکا خصوصیت کے ساتھ مراد و مقصود ہونا اوس کے شان نزول سے ظاہر ہوتا ہے - جو اس آیت سے پہلی آیات اور بخاری مسلم کی روایات اور مفسرین کی تفسیرون مین بیان ہوا ہے کہ خیبر کے یہودیون مین ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا تو اونہون نے (حکم رجم کی تعمیل نکرتے صرف منہ پر کالک پوت کر اکتفا کرتے تھے) اس امید پر کہ آنحضرت صلعم حکم توریت سے واقف نہ ہون سب اسمین کچھ اور کہدینگے پھر یہودیون نے قرظہ کو

يقولون ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا - ۞ فان جاءوك فاحكم بينهم او اعرض عنهم وان تعرض عنهم فلن يضروك شيئا وان حكمت فاحكم بينهم بالقسط (مائدہ ع ۶)	

همراهل خیبر فی نیم محصنان فکرهوا رجمها فبعثوا قریظ لیسئلوا النبی صلعم عن حکمها۔ (جلالین)

وکیل بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور یہ کہدیا کہ اگر اسب مین آپ ماریٹ کا حکم دین تو اسکو قبول کرنا اور اگر رجم کا حکم دین تو اوسکو نہ ماننا۔ تبہر حق تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرمایا کہ وہ تیرے پاس آوین تو اون کا فیصلہ انصاف سے کر یا اس مقدمہ کے فیصلہ سے کنارہ کش رہ۔

عن ابن عمر انہ قال ان الیہود جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکروا له ان رجلا منہم وامراۃ زنیا فقال لهم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآله وسلم ما تجدون فی التوریۃ فی شان الرجم فقالوا نفضحهم و یجلدون فقال عبد اللہ بن سلام کذبتم ان فیها الرجم فاتوا بالتوریۃ فنشرها فوضع احدهم یده علی آیۃ الرجم فقرء ما قبلها وما بعدها فقال له عبد اللہ بن سلام ارفع یدك فرفع یده فاذا فیها آیۃ الرجم قالوا صدق یا محمد فیها آیۃ الرجم فامر بهما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآله وسلم فرجما فرایت الرجل یحنا علی المرۃ یقیها الحجارۃ (بخاری ص ۱۰۱۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وہ آئے آپ نے اون سے سوال کیا کہ توریت مین زنا کی سزا تم کیا پاتے ہو وہ بولے ہم زانیون کو رسوا کرتے ہین اور وہ پیٹے جاتے ہین۔ آپ نے توریت منگوائی اور پڑھوائی۔ تو اوس مین سے آیت رجم نکل آئی تبہر آپ نے زانیون کو یہی رجم کی سزا دی۔"

اس شان نزول سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت مین اسی حکم رجم کا بیان مقصود ہے اور اسی حکم یا اسی کی مانند

بعض محفوظ احکام کو نور اور ہدایت کہا گیا ہے۔ اس آیت مین موجودہ توریت

کے جملہ احکام ومضامین کو نور وہدایت نہیں کہا گیا۔ لہذا اس آیت سے ان لوگون کا جملہ احکام ومضامین کو نور اور ہدایت اور واجب التعمیل سمجھنا غلط فہمی ہے۔

دوسری دلیل

قران مین ارشاد ہے "اُن کے پیچھے ہم نے مسیح کو بھیجا سچ بتاتا توریت کو جو اُسکے آگے تھی اور اُس کو ہمنے انجیل دی جس مین ہدایت اور روشنی ہے۔ اور سچا کرتی توریت کو جو اس کے آگے تھی۔ اور راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ڈر والون کو۔ چاہئے کہ حکم کرین انجیل والے اسپر جو اللہ نے انجیل مین اُتارا۔ جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ بے حکم ہین"۔

وقفینا علی اٰثارھم بعیسی ابن مریم مصدقاً لما بین یدیہ من التوریۃ واٰتینٰہ الانجیل فیہ ھدی و نور و مصدقاً لما بین یدیہ من التوریۃ وھدی وموعظۃ للمتقین ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون۔

(مائدہ ۶۷)

اس آیت کا مطلب بھی وہ لوگ یہی سمجھتے ہین کہ موجودہ انجیل مین جو کچھ ہے۔ نور وہدایت اور واجب العمل ہے۔

الجواب

اسکا جواب بھی وہی ہے جو اون کی پہلی دلیل کا جواب دیا گیا ہے۔ کہ اسمین موجودہ انجیل کو سراپا نور وہدایت نہین کہا۔ صرف یہہ فرمایا ہے کہ اس مین

نور و ہدایت بھی موجود ہے - اور اُس مین ایسے احکام بھی ہین جو خدا کی طرف سے اوتارے ہوئے ہین جن کے مطابق حکم کرنا اہل انجیل پر واجب ہے - اور اصل توریت کی طرح ان احکام کو چھپانا اور اُس کا خلاف عمل مین لانا جائز نہین -

قران مین اہل توریت کا حکم رجم کو چھپانا اور اُس کا خلاف عمل مین لانا ذکر کر کے خدائے تعالی نے اہل انجیل کو یہہ حکم فرمایا ہے جس سے یہی مقصود ہے کہ وہ اہل توریت کی مانند احکام انجیل کو جو خدا کی طرف سے اتارے گئے ہین نہ چھپاوین بلکہ اون کو عمل مین لاوین

امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا ہے کہ اس آیت مین یہہ ارشاد مراد ہے کہ جو خدا تعالے نے انجیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے دلائل و بشارات بیان کئے ہین اون کو اہل انجیل ظاہر کرین - یا ان احکام انجیل کے مطابق فیصلہ کرین - جو احکام قران سے منسوخ نہین ہوئے یا اس سے یہہ مراد ہے کہ وہ احکام انجیل مین جو خدا کی طرف سے اترے ہین یہودیون کی طرح تبدیل و تحریف عمل مین نہ لاوین -

(الاول) ان المراد ليحكم اهل الانجيل بما انزل الله فيه من الدلائل الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه وآله وسلم وهو قول الاصم (والثاني) وليحكم اهل الانجيل بما انزل الله فيه زجرهم عن تحريف ما في الانجيل وتغييره مثل ما فعله اليهود من اخفاء احكام التوراة فالمعني بقوله وليحكم اي وليقرأ اهل الانجيل بما انزل الله فيه على الوجه الذي انزله الله فيه من غير تحريف ولا تبديل -

(تفسیر کبیر ص ۳ ج ۳)

پھر اس آیت کے متصل ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو یہ خطاب ہوا ہے (جس مین آپ کی اُمت بھی شامل ہے) کہ ہم نے تیری

فی المعالم وسئل عبد العزیز یحیی الکنانی لمن هذه الایة فقال انها تقع علی جمیع ما انزل الله تعالی لا علی بعض فکل من لم یحکم بجمیع ما انزل الله فهو کافر وظالم وفاسق فاما من حکم بما انزل الله من التوحید وترک الشرک ثم لم یحکم ببعض ما انزل الله من الشرایع لم یستوجب حکم هذه الایات الکریمات وقال العلماء هذا اذا رد نص حکم الله تعالی عیانا عمداً فاما من خفی علیه النص او اخطاء فی التاویل فلا انتهی ای فلا یدخل فی هذا الوعید کذا فی لباب التاویل حاصل یہہ کہ حکم کفر وظلم وفسق کا جحود وانکار واستہانت واستخفاف ما انزل الله پر ہے اور یہہ ظلم اور فسق وہ ہے کہ کبہو ساتہہ ایمان کے جمع نہین ہوتا اوس کو اختصاص ساتھ کفر ہی کی ہے اور یہہ متعلق ہے امور اخرویہ سے نہ امور دنیویہ سے۔

ترجمہ

ڈرے وہ مومن ہے کیونکہ یہ سبہی ایک ہی موصوف کی مختلف صفتین ہین لباب التاویل مین ہے مجاہد نے ان تینون آیات کے تفسیر مین کہا ہے جو خدا کے احکام کے مطابق حکم نہ کرے اور کتاب اللہ کو رد کرے وہی کافر ظالم فاسق ہین +

معالم مین ہے (بصفحہ ۲۸۳) عبد العزیز بن یحیی الکنانی سے پوچہا گیا کہ یہ آیات کن لوگون کے حق مین ہین انہون نے جواب دیا کہ یہہ سبہی احکام الٰہی کے خلاف حکم کرنے والون کے حق مین نہ بعض احکام کے اور فرمایا جو شخص خدا کے سبہی احکام پر عمل نکریگا وہی کافر ظالم اور فاسق ہوگا۔ اور جو خدا کے بعض احکام (توحید وترک شرک) پر عمل کرتا ہے اور بعض احکام الٰہی کے مطابق عمل وفیصلہ کرنے سے قاصر ہے وہ ان آیات کا حکم کا مورد نہین ہے۔ علماء نے کہا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وانزلنا الیك الکتٰب بالحق مصدقاً لما بین یدیه من الکتٰب ومهیمناً علیه فاحکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم عما جاءك من الحق۔ (مائدہ ۶۷)	طرف کتاب اتاری ہے جو پہلی کتابون کو سچا بتاتی اور ان کی صحیح اور اصلی احکام) پر گواہی دیتی (یا یہود و نصاریٰ کی تحریف و تصرف سے ان کی محافظت کرتی ہے) تو لوگون مین اسی کے مطابق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے۔ اور اُسے

چھوڑ کر (یہود و نصاریٰ) کی خواہشون پر (جنکے تابع اونہون نے اپنی کتابونکو کر رکھا ہے) مت چل۔

اِس سے صاف ثابت ہے کہ اس آیت مین موجودہ انجیل کو سراپا نور و ہدایت نہین کہا اور اُسکی اُن باتون کو (جن مین نصاریٰ کی خواہش نفسانی کی ملونی ہے) واجب العمل بلکہ جائز العمل بھی نہین فرمایا لہذا اِس آیت سے موجودہ انجیل کی سبھی باتون کو نور و ہدایت اور واجب العمل سمجھ لینا اون لوگون کی غلط فہمی ہے۔

یہی ان سب آیات قران سے استدلال کا جواب ہے جن مین خدائے تعالےٰ نے قران مجید کو پہلی کتابون کو سچا کرنے والا کہا ہے۔ یا ان کتابون کو

مصدقاً لما معکم (بقر ۴۶) وانزل التورٰیة والانجیل من قبل هدی للناس۔ (آل عمران ۱۶)	نور و ہدایت فرمایا ہے جس سے مراد ہے کہ اصلی اور صحیح واجب العمل احکام مین قران ان کتابون کی تصدیق کرتا ہے اور ان ہی احکام کی نظر سے یہ کتابین ہدایت ہین۔ نہ یہود و نصاریٰ کے مفتریات کی قران تصدیق کرتا ہے (بلکہ اون کو رد کرتا ہے) اور نہ مفتریات کی

اوس مین نور و ہدایت کہا گیا ہے۔

تیسری دلیل

قران مین ارشاد ہے توریت لاؤ اور اسکو پڑھو اگر تم سچے ہو۔

قل فاتوا بالتوریۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین۔
(آل عمران ۶ ۱۰)

اس آیت کا مطلب سمجھنے مین لوگون نے بہت دھوکھا کھایا ہے اور یہہ سمجھ لیا ہے کہ اس مین توریت کو پڑھنے اور اوس سے احکام نکالنے کی ترغیب پائی جاتی ہے۔

الجواب

اس آیت مین یہہ مقصود نہین کہ مسلمان توریت کو پڑھا کرین اور اوس سے ضروریات مین فتوی لین اس مین تو صرف یہودیون پر الزام قایم کرنا اور اون کو ایک ایسے دعوے مین جس کا ثبوت توریت مین نہ تھا۔ اون کو جھوٹا کرنا مقصود ہے۔

یہودیون کا یہ دعوی تھا کہ اونٹ کا گوشت یا اور چیزین جو اون پر حرام ہین قدیم سے حرام چلی آئی ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اون کا یہہ طعن تھا کہ آپ ابراہیمی کہلاتے ہین پھر اونٹ کا گوشت کھاتے ہین اور بعض اور چیزون کو (جو اون پر حرام نہین) حلال کیون کہتے ہین۔ جسپر خدا تعالی نے

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی ان کل الطعام کان حلا ثم صار البعض حراما بعد ان کان حلا والقوم نازعونہ فی ذلک وزعموا ان الذی ھو الان حرام کان حراما ابدا * * * * ان الیھود

قالوا له انك تدعي انك على ملة ابراهيم فلو كان الامر كذلك فكيف تأكل لحوم الابل والبانها مع ان ذلك كان حراما في دين ابراهيم فجعلوا هذا الكلام شبهة طاعنة في صحة دعواه فاجاب النبي عن هذه الشبهة بان قال ان ذلك كان حلالا لابراهيم واسمعيل واسحاق ويعقوب الا ان يعقوب حرمه على نفسه بسبب من الاسباب وبقيت تلك الحرمة في اولاده فانكر اليهود ذلك فامرهم الرسول عليه السلام باحضار التوراة وطالبهم بان يستخرجوا منها اية تدل على ان لحوم الابل والبانها كانت محرمة على ابراهيم عليه السلام فبهتوا عن ذلك وانقطعوا فظهر عند هذا انهم كانوا كاذبين في ادعاء حرمة هذه الاشياء على ابراهيم عليه السلام۔

(تفسیر کبیر ص ۲۰۳ ج ۳)

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (النحل ۹ - الانبیاء ۱۶)

اون کو الزام دیا اور یہہ فرمایا کہ توریت لاؤ اور اوس کو پڑھ کر بتاؤ کہ اونٹ کا گوشت حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کہان حرام تھا اور دوسری چیزون کو جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلال کہتے ہین قدیم سے کس نے حرام کیا تھا۔

پس اس آیت سے یہہ سمجھ لینا کہ اس مین مسلمانون کے لئے توریت پڑھنے کی ترغیب اور اپنی ضروریات دین مین ان کتابون کا فتوی لینے کی اجازت مقصود خداوندی ہے غلط فہمی نہین تو کیا ہے۔

چوتھی دلیل

قرآن مین ارشاد ہے تم اہل ذکر (یعنے اہل کتاب) سے پوچھ لو اگر تمکو علم نہو

اس آیت کے مطلب سمجھنے مین اون لوگون نے بہت ہی دھوکا کھایا ہے

دو یہ سمجھو یا کہ اس آیت مین خاصکر اہل کتاب سے سوال و اتباع کا حکم ہوا پھر ان کتب کے اتباع مین کیا شک رہا۔

الجواب

اس آیت مین نہ مسلمانون کو خطاب ہے اور نہ ہر ایک بات مین اہل کتاب کی پیروی یا سوال کا حکم ہے۔ اسمین تو خاصکر مکہ کے مشرکون کو خطاب ہے۔ اور خاص ایک ایسی بات کے دریافت کرنے کا حکم ہوا ہے جس سے اون کو تعجب اور انکار تھا۔

مکہ کے مشرکین کا یہ خیال تھا کہ خدا کا کوئی رسول ہو تو بشر نہونا چاہئے۔ رسول ہو تو فرشتہ ہو۔ ورنہ خدا سے تعالے خود بلا واسطہ لوگون کو اپنے احکام سنا دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوی نبوت کیا تو اون کو سخت تعجب ہوا اور اونہون نے آپس مین کہا کہ کیا تم ایک بشر کے پاس جاتے ہو؟ اور کہا یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہی بازارون مین چلتا پھرتا ہے۔ اوس کے ساتھ فرشتہ کیون نہین آیا جو لوگون کو خدا کا حکم سناتا اور ڈراتا؟

هل هذا الا بشر مثلكم افتاتون السحر وانتم تبصرون - x x x وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحي اليهم فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون - وما جعلنهم جسدا لا ياكلون الطعام وما كانوا خلدين (الانبياء ۱۶)	وقالوا مال هذا الرسول ياكل الطعام ويمشي في الاسواق لولا انزل اليه ملك فيكون معه نذيرا - (الفرقان ۱۶)

اسپر اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات کا نزول ہوا۔ اور خدا تعالی نے یہہ ارشاد کہ پہلے بھی ہمنے رسول بھیجے مین تو وہ بشر ہی تھے۔ تم کو

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحي اليهم - ردلقول قريش الله اعظم من ان يكون رسوله بشراً - (بيضاوي سورة نحل ص ۲۳۳)

اس بات کا علم نہین تو تم اہل علم سے یہہ بات پوچھ لو یہہ قرآن مین بہت جگہ بہ تصریح بیان ہوا ہے - اور مفسرین اسلام بیضاوی وغیرہ نے بھی ان آیات کا شان نزول یہی بیان کیا ہے"۔

وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحي اليهم فاسئلوا اهل الذكر انكم لا تعلمون جواب لقول اهل مكة هل هذا الا بشر مثلكم - ٭ ٭ وما جعلناهم جسداً لا ياكلون الطعام وكانوا خالدين - نفى لما اعتقدوا انها من خواص الملك وقيل جواب لقولهم لهذا الرسول ياكل الطعام ويمشي في الاسواق - (بيضاوي سورة الانبياء ص ۲۴۳)

جس سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس حکم سوال اہل کتاب کا مخاطب مسلمانون کو قرار دینا اور اس سے یہہ بات نکالنا - کہ مسلمان ہر بات مین اہل کتاب یا اون کی کتابون کی پیروی کے مامور ہین غلط نہی ہے وبس ٭

پانچوین دلیل

قرآن مین ارشاد ہے اگر تجھے اوس چیز سے جو ہمنے تیری طرف اُتاری ہے

فان كنت في شك مما انزلنا فسئل الذين يقرؤون الكتب من قبلك - (يونس ۶ ۱۰)

کچھ شک ہے تو تو اون لوگون کو پوچھ لے جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہین ٭

اِس آیت کے معنے وہ لوگ یہہ سمجھے ہین کہ اسمین ہر ایک محل شک مین اہل کتاب

سے مسئلہ پوچھنے کا حکم ہوا ہے۔ تو ان کتابوں کی پیروی کا حکم عام ہوا۔

الجواب

یہہ بات تو یہود و نصاری بھی جانتے اور مانتے ہین کہ قران کی ہر ایک بات کی تصدیق توریت و انجیل مین پائی نہین جاتی۔ بعض باتون مین اس مین اور اون مین تخالف بھی ہے۔ پھر قران کی ہر بات کا (جو محل شک ہو) ان کتابون سے رفع شک کیونکر ممکن ہے اور یہہ حکم عام کیونکر ہو سکتا ہی اور جب اس حکم کا عام ہونا ممکن نہین تو اوس مین ضرور کسی خاص امر مین شک رفع کرنیکا حکم مراد ہوگا۔

اسی وجہ سے مفسرین اسلام امام رازی وغیرہ کہتے ہین کہ اس مین نبوت محمدیہ اور نزول قران مین اون کے رفع شک کا حکم ہے یا خاص ان امور مین جن کا ذکر اس آیت سے پہلے ہوا ہے۔ یعنے بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجے سے نجات دے کر اچھے ٹھکانے لگانا اور پھر اون کا علم پہونچنے کے بعد باہم اختلاف کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اور اوس رفع شک کے حکم مین گو بظاہر مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ہین

واما ان المقصود من ذلك السؤال معرفة اى الاشياء ففيه قولان الاول انه القران ومعرفة نبوة الرسول صلى الله عليه وسلم والثانى انه رجع ذلك الى قوله تعالى فما اختلفوا حتى جاءهم العلم (تفسیر کبیر ص ۴۱ جلد ۵)	فان كنت فى شك مما انزلنا اليك من القصص على سبيل الفرض والتقدير فاسئل الذين يقرؤن الكتاب من قبلك فانه محقق عندهم ثابت فى كتبهم على نحو ما القينا اليك (بیضاوی ص ۳۶۲)

گروہ حکم دربردہ اون لوگون کو سنایا گیا ہے جو شک مین تھے - جسپر کئی دلایل شاہد ہین -

(الاول) ان الخطاب مع النبي علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الظاہر والمراد غیرہ کقولہ تعالی یا ایہا النبي اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین وکقولہ لئن اشرکت لیحبطن عملک وکقولہ یا عیسی بن مریم أانت قلت للناس ومن الامثلۃ المشہورۃ ایاک اعنی واسمعی یا جارۃ والذي یدل علی صحۃ ما ذکرنا وجوہ

(الاول) قولہ تعالی فی اٰخر السورۃ یا ایہا الناس ان کنتم فی شک من دینی فبین ان المذکور فی اول الایۃ علی سبیل الرمز ہو المذکور ہہنا علی سبیل التصریح -

(الثانی) ان الرسول لو کان شاکا فی نبوۃ نفسہ لکان شک غیرہ فی نبوتہ اولی وہذا یوجب سقوط الشریعۃ بالکلیۃ (الثالث) ان بتقدیر ان یکون شاکا فی نبوۃ نفسہ فکیف یزول ذلک الشک باخبار اہل الکتاب

اوّل - یہ کہ اس سورت کے اخیر مین ارشاد ہوا ہے کہ اے رسول تو کہدے کہ لوگو! تم میرے دین سے شک مین ہو مین تو تمہارے معبودون کو نہین پوجتا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت زیر بحث مین اون ہی لوگون کیطرف اشارہ ہے جن کا آخری آیت مین صاف ذکر ہے -

دوسرے - یہ کہ اگر نبی کو اپنی نبوت مین شک ہو تو دوسرون کو اوس سے برگشتہ ہوگا اور اس شریعت کا اعتبار بالکل جاتا رہیگا -

تیسرے - یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت مین شک ہونا تو اون لوگون کے بیان سے رفع کیونکر ہوتا - باوجودیکہ اون مین اکثر کفار تھے بعض مومن بھی تھے تو اون کا بیان موجب اطمینان نہین ہوسکتا تھا کیونکہ اون کتب کا جنسے وہ کچھ بیان کرتے تحریف

من نبوته مع انهم فی الاکثر کفار و ان
حصل فیهم من کان مومنا الا ان قوله
لیس بحجة لاسیما وقد تقرر ان ما فی ایدیهم
من التوریة والانجیل فکل مصحف محرف
فثبت ان الحق هو ان هذا الخطاب
وان کان فی ظاهر مع الرسول صلی الله
علیه وسلم الا ان المراد هو الامة و
مثل هذا معتاد فان السلطان الکبیر
اذا کان له امیر وکان تحت رایة ذلک
الامیر جمع فاذا اراد ان یامر الرعیة
بامر مخصوص فانه لا یوجه خطابه علیهم
بل یوجه ذلک الخطاب علی ذلک
الامیر الذی جعله امیرا علیهم لیکون
ذلک اقوی تاثیرا فی قلوبهم۔
(تفسیر کبیر ص ۳۸ و ۳۹ ج ۵)

ہونا ثابت ہو چکا تھا۔ اس سے ثابت
ہوا کہ یہہ خطاب گو بظاہر آنحضرت
کیطرف ہے مگر اس سے وہی لوگ امت
کی مراد ہین جنکو شک تھا۔ لوگون
کی (جنکے محاورہ پر قرآن اترا ہی) عادت
بھی یہی ہے جو کام ماتحت سے لینا ہوتا
وہ افسر سے کہا جاتا ہے تاکہ اوس کے
دل مین اوسکا زیادہ اثر ہو۔ اس کی
تمثیلات امام رازی پہلے بیان کر چکے
ہین جنمین بظاہر انبیاء کو خطاب ہے
اور حقیقت مین امت مخاطب ہے۔
غیرون کا مخاطب حکم سوال ہونا بھی
اس سوال کا محل ہے کہ ان کتب مین
تحریف ہو چکی ہے تو پھر اونکے سوال
کا کیا فائدہ اور جواب کا کیا اعتبار۔ اسکا
جواب یہہ ہے کہ اس تحریف کے ساتھ بھی اون کتابون مین آنحضرت صلعم

فان قیل اذا کان مذهبکم ان هذه
الکتب قد دخلها التحریف والتغییر
فکیف یمکن التعویل علیها قلنا انهم
انما حرفوها بسبب اخفاء الایات الدالة
علی نبوة محمد علیه الصلوة والسلام

کی نبوت کی بشارات و اشارات
موجود ہین جن سے اس دعوی نبوت
کا کمال و ظہور ثابت ہوتا ہے۔
راقم کہتا ہے کہ از انجملہ انجیل مین لفظ
"فارقلیط" ہے (جسپر کافی بحث ہو چکی ہے)

فان بقیت بعضها آیات دالة علی نبوة کان ذلك من اقوی الدلائل علی صحة نبوة محمد علیه الصلوة والسلام کما انا لما بقیت مع تو فرد واعیهم علی ازالتها دل ذلك علی انها کانت فی غایة الظهور۔

(تفسیر کبیر ص۲ ج۵)

اور توریت کی کتاب استثنا وغیرہ مین حضرت موسی کا یہ قول کہ خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے بھائیون مین سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔" جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مراد ہونا اہل اسلام مناظرین اہل کتاب نے اس زور سے ثابت کیا ہے کہ عیسائیون سے اُس کا جواب شافی بن نہین پڑا۔

قصہ ہلاکت فرعون اور نجات بنی اسرائیل مین رفع شک کا حکم مراد ہو تو ہو باوجود تحریف توریت اسلئے ممکن ہے کہ اِن قصتون کی اصل حقیقت مین اون کی تحریف کا دخل نہین ہوا۔ گو اون کے بیان مین کچھ تغیر و تبدل ہوا ہو +

اس بیان سے صاف ثابت ہے کہ اس آیت مین جملہ امور محل شک ہین سوال اہل کتاب کا حکم نہین بلکہ خاصکر امر نبوت مین۔ یا بعض قصص و حالات بنی اسرائیل مین جو یہود و نصاریٰ کے تصرف سے محفوظ تھی۔ لہذا ان لوگون کا اِس آیت کے حکم کو عام ٹھہرانا اور اس سے اِن کتابون کو ہر بات مین واجب الاعتماد ہونا سمجھنا غلطی ہے +

چھٹی دلیل

شاید اِس قول خداوندی کو جو بصفحہ ۵۹ رسالہ نمبر ۳ مین منقول ہوا ہے اور

اوس مین یہہ ارشاد ہے "کہ پہلے نبی ہدایت یافتہ ہین تو اون کی پیروی کر" یہی وہ لوگ اپنی دلیل سمجھتے ہون۔ اسکا جواب اوسی رسالہ نمبر ۳ مین بصفحہ ۶۱-۶۳ و ۶۴ وغیرہ ادا ہو چکا ہے جس مین ثابت کیا گیا ہے کہ اس قول مین اون کتب کی پیروی کا حکم نہین ہے اور نہ یہہ عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے پیروان اصحاب و تابعین وغیرہ مسلمین سے پایا گیا ہے اسمین تو صرف اُن اصول یا اخلاق اتفاقی کی پیروی کا حکم ہے جن کا سابق نبیون سے ثابت ہونا خدا تعالےٰ نے بواسطہ وحی و نور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا ہو۔ یہ قول خداوندی گویا اوس بیان کی طرف اشارہ ہے جسپر اوس قول خداوندی مین جو ساتوین دلیل مین مذکور ہوگا صاف تصریح ہے کہ جن اصول و اخلاق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے وہ بھی انبیاء سابقین کے معمول بہا ہین انمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متفرد نہین ہین۔

ساتوین دلیل

شاید وہ حضرات اس قول خداوندی سے بھی ہاتھ مارین اور اوسکو اپنے زعم فاسد پر دلیل ٹھہراوین جس مین یہہ ارشاد ہے "ہمنے تمہارے لئے دین کی وہ راہ نکال دی جسکا حکم ہم نے نوح کو دیا اور جو حکم ہمنے تیری طرف بھیجا اور جو حکم ہم نے ابراہیم و عیسیٰ و موسیٰ کو دیا کہ دین کو قایم رکھو۔ اور اسمین پھوٹ نہ ڈالو"۔

شرع لکم من الدین ما وصّی به نوحاً والذي اوحینا الیك وما وصینا بہ ابراھیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه۔
(شوریٰ رکوع ۲)

قال اهل التحقيق يراد بالظلم ههنا ما يتعلق بالامور الاخروية لا الامور الدنيوية ومثله يستفاد من مجمع البحار اور حق سبحانہ تعالی نے اپنی کتاب محکم مین کفار کو اہل کتاب اور مشرکین اور منافقین و مرتدین سے جابجا ظالم و فاسق فرمایا اور درحقیقت اصل ظالم کافر ہین فرمایا حق سبحانہ تعالی نے والکافرون هم الظالمون الاية والله لا يهدى القوم الظالمين قال الامام ان الكافرين ظالمون لانفسهم وانهم خلفوا الايمان وهم رضوا بالكفر فكانوا ظالمين لان الظلم عبارة عن وضع الشئ فى غير موضعه انتهى اور فرمایا فما كان الله ليظلمهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون اور اسی جا سے ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے شرک کو ظلم اور ظلم کو شرک فرمایا قال ان الشرك لظلم عظيم اور فرمایا الذين آمنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم اى لم يخلطوا ايمانهم بالله بعبادة غيره كاهل الكتاب كذا فى مجمع البحار اور فرمایا فمن تولى بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون فى المعالم

ترجمہ

علماء نے کہا ہے یہ بھی اسوقت ہے جبکہ کسی حکم کو جان بوجھکر رد کرے - اور اگر وہ خطا و تاویل سے اوسکو رد کرتا ہی تو وہ اوس وعید مین داخل نہین ہے - ایسا ہی لباب التاویل مین ہے -

اہل تحقیق نے کہا ہے یہان ظلم سے وہ ظلم مراد ہے جو امور اخروی کے متعلق ہو نہ متعلق امور دنیوی ایسا ہے مجمع البحار سی مفہوم ہوتا ہے -

امام (رازی) نے (تفسیر کبیر مین) فرمایا ہے کافرون نے اپنی جان پر ظلم کیا ایمان کو چھوڑا کفر کو پسند کیا تب ہی ظالم ہوئے ظلم اسیکا نام ہے کہ ایک چیز کو غیر محل مین رکھین -

جو لوگ ایمان لائی ہین اور انہون نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہین ملایا (وہی امن مین ہین اور وہی ہدایت پر) اس سے یہہ مراد ہے کہ ایمان کے

الجواب

یہ قول بھی ان لوگون کے غلط دعوی کا ثبوت نہین ہے بلکہ اس کا ابطال ہے اسمین یہہ نہین کہا گیا کہ جس دین پر اسوقت کے یہود و نصاری ہین اور انکی موجودہ کتب مین وہ دین پایا جاتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا مسلمانون کا واجب العمل دین ہے۔ لہذا مسلمانون کو ان کتابون کی پیروی واجب ہے۔ بلکہ برعکس اسکے یہہ فرمایا گیا ہے کہ جس دین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان ہین یہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی طرف سے نکالا ہوا دین نہین ہے بلکہ جملہ انبیاء سابقین حضرت نوح ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ (علی نبینا و علیہم السلام) کا دین ہے لہذا مدعیان پیروی دین ابراہیمی و موسوی و عیسوی کو لازم ہے کہ وہ اس دین اسلام کی پیروی کرین اور اپنی موجودہ کتب کی پیروی کو دین موسیٰ و عیسیٰ کی پیروی نہ سمجھین۔

یہ بات پہلے بھی بصفحہ (۵۹ و ۶۱) جتائی گئی ہے اور اب پھر کہی جاتی ہے کہ جس حصہ دین اسلام کو موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) وغیرہ کا دین اتفاقی قرار دیا گیا ہے اوس سے اصول توحید وغیرہ مراد ہین جو کبھی نہین بدلے۔ ومہذا یہود و نصاری ان اصول کے پیروی چھوڑ بیٹھے ہین اسی وجہ سے خدا تعالے نے اُن کو ان اصول کی پیروی کی ہدایت فرمائی ہے اور اپنے

قال مجاهد شرع لكم من الدين ما وصى به نوحاً وصيناك يا محمد وايا ه دينا واحداً وقال ابن عباس شرعة ومنهاجا سبيلاً وسنة	(بخاری ص ۶)

والمعنى شرع لكم يا اصحاب محمد من الدين ما وصى به نوحا و محمدا و ابراهيم و موسى و عيسى * * * * فالمقصود من الاية انه يقال شرع لكم من الدين دينا تطابقت الانبياء على صحته واقول يجب ان يكون المراد من هذا الدين شيأ مغايرا للتكاليف والاحكام وذلك لانها مختلفة متفاوتة قال تعالى لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا يجب ان يكون المراد منه الامور التي لا تختلف باختلاف الشرائع وهي الايمان بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الاخر والايمان يوجب الاعراض عن الدنيا والاقبال على الاخرة والسعي في مكارم الاخلاق والاحتراز عن رذائل الاحوال ويجوز عندي ان يكون المراد من قوله ولا تتفرقوا اي لا تتفرقوا بالالهة الكثيرة كما قال يوسف عليه السلام أأرباب متفرقون خير أم الله الواحد

اس قول اور اسکی مانند کئی اور اقوال مین ان لوگون کو اسلام کی طرف (جو ان اصول کا دامی و محافظ ہے) دعوت کی ہے اس دین سے وہ فروعات و احکام عملی مراد نہین ہین جن مین بمقتضاے وقت پہلے بھی تبدل و تغیر واقع ہوتا رہا ہے - اور اسلام نے بھی کچھ تغیر و تبدل کیا - ان احکام کی نسبت دوسری آیت مین صاف ارشاد ہے کہ "تم مین سے ہر ایک کے لئے ہمنے ایک شریعت بنادی ہے" ایسا ہی سلف سے حضرت ابن عباس (صحابی) اور مجاہد (تابعی) اور اون کے اتباع آئمہ اسلام امام رازی وغیرہ نے فرمایا ہے

اور اس کے موید و مصدق یورپین علماے گاڈ فری بیگنس اور صاحب مضمون رسالہ ایشیاٹک کوارٹرلی کے اقوال بصفحہ (۱۳۵) و (۱۳۶) گذر چکے ہین جن مین صاف تصریح

القهار وقال تعالیٰ وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون واحتج بعضهم بقوله شرع لکم من الدین ما وصی به نوحاً علی ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی اول الامر کان مبعوثا بشریعة نوح علیه السلام والجواب ما ذکرناه انه عطف علیه سائر الانبیاء وذلك یدل علی ان المراد هو الاخذ بالشریعة المتفق علیها بین الکل -

(تفسیر کبیر ص ۳۹۷ ج ۷)

ہے کہ دین اسلام اصلاح یافتہ عیسائیت ہے اور اس کا مؤید ایک مستقل مضمون ایک مشہور فاضل یوروپ کا نمبر (۸) مین منقول ہوگا جس مین ثابت کیا گیا ہے کہ دین اسلام اصلی عیسائیت ہے یہہ کوئی نیا مذہب نہین ہے -

ان اقوال کا بہی یہی مفاد ہے کہ عیسائیون کو چاہیئے کہ دین اسلام کی پیروی کرین نہ یہہ کہ مسلمان موجودہ کتب و دین یہود و نصاری کے تابع و پیرو ہو جاوین جیسا کہ اس وقت کے ضعیف الاعتقاد بعض مسلمان سمجھے بیٹھے ہین - بالجملہ اس قول خداوندی مین مسلمانون کو کتب یہود و نصاریٰ کی پیروی کا حکم نہین ہوا بلکہ یہود و نصاریٰ کو یہہ حکم ہوا ہے کہ وہ دین اسلام کی پیروی کرین -

یہہ اون لوگون کے دلایل قرآنیہ کی تمثیلات ہین اب ایک دو مثالین انکی دلایل حدیثہ کی نقل کرکے اون کا جواب دیا جاتا ہے ؛

آٹھوین دلیل

صحیح بخاری مین ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابن عباس قال کان النبی صلی الله علیه وآله وسلم یحب موافقه اهل الکتاب فیما لم یؤمر فیه وکان اهل الکتاب یسدلون اشعارهم وکان المشرکون یفرقون رؤسهم فسدل النبی صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم ناصیته ثم فرق بعد۔

(بخاری ص ۸۷۴ وغیرہ)

ان امور میں جن میں آپ کو خدا کی طرف سے کچھ حکم نہوتا تھا اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے یعنے اون کی رسم و دستور کے موافق اوس امر کو بجالاتے۔ اسکی مثال ایک تو اسی حدیث بخاری میں بصفحہ ۸۷۴ بیان ہوی ہے۔ کہ اہل کتاب سر کے بال بیچانی پر لٹکا رکھا کرتے (جیسا کہ اب عموماً انگریزون میں دستور ہے) اور مشرکین کہ مفلہ سر کے بیچمیں مانگ نکالا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کتاب کی موافقت (یعنی مانگ نکالنی ترک کردی)۔

دوسری مثال - اسی صحیح بخاری میں بصفحہ ۱۰ و ۹۴ وغیرہ

عن البراء ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان اول ما قدم المدینة نزل علی اجداده او قال اخواله من الانصار وانه صلی قبل بیت المقدس ستة عشر شهرا او سبعة عشر شهرا وکان یعجبه ان تکون قبلته قبل البیت وانه صلی اول صلاة صلاها صلاة العصر وصلی معه قوم فخرج رجل ممن صلی معه فمر علی اهل مسجد وهم

مقول ہے کہ "آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو سولہ یا سترہ مہینے تک یہودیون کے قبلہ بیت المقدس کی طرف نمازمین استقبال کرتے رہے"۔

تیسری مثال - آپ مدینہ منورہ مین آئے تو آپ نے یہودیون کو عاشورا کے دن روزہ رکھتے دیکھا آپ نے اوس کا سبب پوچھا تو اونہون نے بیان کیا کہ اس دن خدا تعالے نے

راکعون فقال اشهد بالله لقد صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل مکة۔

(بخاری ص ۱۰)

عن ابن عباس قال قدم النبی صلی الله علیه وسلم المدینة فرای الیهود تصوم یوم عاشوراء فقال ماهذا قالوا هذا یوم صالح هذا یوم نجی الله بنی اسرائیل من عدوهم فصامه موسی قال فانا احق بموسی منکم فصامه وامر بصیامه۔

(بخاری ص ۲۹۸)

موسی (علیہ السلام) کو فرعون سے بچایا تھا۔ اسلئے موسی (علیہ السلام) نے اوس دن روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ موسی (علیہ السلام) سے موافقت کرنے کا مین تم سے زیادہ حقدار ہون۔ پھر آپ نے روزہ رکھا اور لوگون کو اُسکا حکم دیا۔

اس قسم کی اور بہت سی مثالین ہین جن سے اہل کتاب کی رسوم مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موافقت کی ہے۔ اور جبکہ رسوم وافعال مین اہل کتاب کی موافقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوی تو اس سے اُن کی کتب مذہب کی پیروی بطریق اول ثابت ہوئی کیونکہ رسوم وافعال مذہبی کی اصل اصول ومخزن ومخرج مذہبی کتب ہوتی ہین +

الجواب

اس حدیث سے اور ان مثالون سے جو اس حدیث کی تائید مین منقول ہوئی ہین یہ ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض رسوم مین اون کی کتاب کی موافقت ظاہر کرنے مین ان لوگون کے فعل و

قول پر اعتماد کیا یا اون کی کتابون کے بیان کو واجب الاعتبار خیال فرمایا تھا۔ کیون جائز نہین کہ ان رسوم کا اصلی ہونا و ابنیائے سابقین سے صحیح و ثابت ہونا آپنی وحی الٰہی و لو بذریعت جان لیا ہو۔ اور تحریف و تصرف اہلکتاب سے اُن کو محفوظ سمجھا ہو۔ اور اسی بنا پر ان رسوم کا اتباع کیا ہو۔ اور یہودیون سے ان رسوم کی بابت استفسار اور اون کے بیان پر اپنی موافقت کا اظہار صرف یہودیون کی تالیف قلوب اور استمالت کی نظر سے ہو۔ یہود کے قول و فعل اور اُن کی کتابون کے بیان پر آپکا ہرگز اعتماد نہو۔

اسپر ایک روشن دلیل تو پہلے صفحہ (۶۹ و ۷۰) وغیرہ مین گذر چکی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کتابون کے محرف ہونے اور اہل کتاب کے گمراہ ہونے کی خبر دی ہے اور کسی موقعہ پر اپنے عمل* کے لئے کبھی توریت و انجیل کی طرف مراجعت نہین فرمائی۔ اور نہ یہہ مراجعت آپ کے بعد آپ کے اصحاب و اتباع سے عمل مین آئی ہے۔ جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ ان رسوم کی بابت یہودیون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استفسار اور اوسکے بعد اپنے توافق کا اظہار بطور تالیف قلوب یہود تھا نہ اس وجہ سے کہ آپ کو اُن کے بیان و کتب پر اعتماد تھا۔

دوسری دلیل یہہ کہ ان رسوم سے بعض رسوم کی پیروی آپ پہلے ہی سے کیا کرتے تھے جبکہ آپ مکہ معظمہ مین تھے۔ مدینہ پہنچکر یہودیون اور

---

* اس مین یہہ اشارہ ہے کہ یہودیون کو الزام دینے کی غرض سے ان کتابون کی طرف رجوع کرنا۔ چنانچہ قصہ رجم مین پایا گیا ہے اور وہ بصفحہ ۱۷۰ منقول ہوا۔ عمل انکا نہین ہے۔

اور اُن کے مذہب و رسوم سے آگاہ نہ ہوئے تھے - اِس سے بھی بجز اِس کے کہ وہ ظاہری استفسار و توافق کا اظہار بغرض تالیف قلوب تھا نہ بجہت حصول علم و اعتبار کوئی نتیجہ نہیں نکلتا -

صحیح بخاری میں بصفحہ ۲۶۸ و **صحیح مسلم** میں بصفحہ ۳۵ وغیرہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت (ماقبل نبوت) میں عاشورا کے دن قریش روزہ رکھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہ میں اوس دن روزہ رکھا کرتے - جب آپ مدینہ میں آئے تب بھی آپ نے روزہ رکھا اور مسلمانوں کو اوس روزہ کا حکم دیا - اور جب رمضان فرض ہوا - تو عاشورا کا روزہ رکھنے کا آپنے مسلمانوں کو اختیار دیا -

عن عائشة قالت كانت قريش تصوم يوم عاشورآء في الجاهلية وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصومه فلمّا هاجر الى المدينة صامه وامر بصيامه فلما فرض شهر رمضان قال من شاء صامه ومن شاء تركه -

(صحیح مسلم ص ۳۵۰)

امام شوکانی نے **فتح الباری** سے نقل کیا ہے کہ قریش نے اوس دن روزہ رکھنا شاید پہلی شریعت سے لیا ہو - وہ اوس دن کی کعبہ کو لباس (پردہ وغیرہ) سے مزین کرنے اور ایسے ہی اور سے تعظیم بھی کیا کرتے -

قال في الفتح اما صيام قريش يعاشورآء فلعلهم تلقوه من الشرع السالف - كانوا يعظمونه بكسوة الكعبة وغير ذلك -

(نیل الاوطار ص ۱۲۵)

امام نووی نے مازری سے نقل کیا ہے کہ یہود لیون کا بیان لایق قبول و اعتبار نہ تھا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورا کو وحی الٰہی سے سچا جانا ہوگا -

قال المازري خبر اليهود غير مقبول فيحمل ان النبي صلى الله عليه وسلم اوحي اليه بصدقهم فيما قالوه او تواتر عنده النقل بذلك حتى حصل العلم۔

(شرح مسلم ص ۳۵۹)

یا متواتر نقل سے آپ کو اسکا علم ہوا ہوگا۔

دوسرا جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فعل (توافق اہل کتاب) خواہ کسی نظر سے ہو اور کسی اصول پر مبنی ہو آپ کا ابتدائی فعل تھا۔ اور آپ کا آخری فعل (جو فعل ابتدائی سے عمل و افذین مقدم ہے) اسکا مخالف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آخر ان رسوم و افعال مین اہل کتاب کا اختلاف کیا اور لوگون کو خلاف کا حکدیا۔

پہلی اور دوسری مثال مین آپکا خلاف کرنا تو ان ہی حدیثون مین پایا جاتا ہے۔ جن مین ان مثالون کا ذکر ہے۔ **بخاری** کی اس حدیث مین جس مین سر کے بال نکالنے کا ذکر ہے صاف تصریح ہے۔ کہ اس کے بعد اپنے مانگ نکالنا اختیار فرمایا۔ اور حدیث استقبال بیت المقدس مین صاف تصریح ہے کہ سولہ یا سترہ مہینے کے بعد آپ کو کعبہ کی طرف استقبال کرنے کا حکم ہوا۔ تو آپ نے کعبہ کی طرف استقبال کیا۔

تیسری مثال مین یہودیون کے خلاف کرنے کا ذکر صحیح مسلم کی اس حدیث مین ہے جس مین آپ کا یہ ارشاد ہے کہ اگر مین

قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لئن بقيت الى قابل

سال آیندہ جیتا رہا تو نوین تاریخ کو روزہ رکھون گا۔ امام احمد کی حدیث مین

لاصومن التاسع۔
(صحیح مسلم ص۳۵۹)
وفی روایۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا یوم عاشوراء وخالفوا الیہود۔ صوموا قبلہ یوماً وبعدہ یوماً۔ رواہ احمد
(نیل الاوطار ص۱۳۶ ج۴)

آپ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ یہود کا خلاف کرو ایک دن عاشورا سے پہلے روزہ رکھو ایک دن اس کے بعد۔

ایسا ہی اور سب رسوم مین جنمین بغرض تالیف قلوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی موافقت کی تھی بالآخر مخالفت

ثابت ہے۔

امام سیوطی نے کتاب توشیح مین فرمایا ہے جن امور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اہل کتاب کی موافقت کی اور پھر مخالفت اختیار فرمائی وہ یہ ہین۔

الامور التی وافق صلی اللہ علیہ وسلم فیہا اہل الکتاب ثم خالفہم السدل ثم الفرق وترک صبغ الشعر ثم فعلہ وصوم عاشوراء ثم خالفہم بصوم یوم قبلہ او بعدہ واستقبال بیت المقدس ثم الکعبۃ وترک مخالطۃ الحائض ثم المخالطۃ بکل شیء الا الجماع وصوم الجمعۃ ثم النہی

(۱) بال لٹکانا۔ جسکا خلاف آخر ناگ نکالنے سے ہوا۔

(۲) خضاب ترک کرنا جسکا خلاف فعل خضاب سے ہوا۔

(۳) عاشورا کا روزہ رکھنا۔ جس کا

* اس باب مین آپ کا قول یہی صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے ان الیہود والنصاریٰ لا یصبغون فخالفوہم یعنے یہود و نصاریٰ خضاب نہین کرتے تم ان کا خلاف کرو۔

عنه و لقيام للجنازة ثم تركه۔ (توشیح سیوطی حاشیہ بخاری)

خلاف اس سے پہلے یا پچھلے دن کی روزہ کے حکم سے ہوا۔

(۴) بیت المقدس کا نماز میں استقبال کرنا جس کا خلاف حکم استقبال کعبہ سے ہوا۔

(۵) حیض والی عورت سے پرہیز کرنا جس کا خلاف اس حکم سے ہوا کہ بجز فعل خاص حائضہ سے ہر قسم کا اختلاط کرو۔

(۶) خاص جمعہ کے دن روزہ رکھنا اس حکم کا خلاف اس روزہ کی مخالفت سے ہوا۔

(۷) جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جانا۔ آخر یہہ فعل متروک* ہوا۔

اعتراض

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تبدیلی روش موافقت اہل کتاب پر شاید کوئی یہودی یا عیسائی یا کوئی مسلمان اون کا بھائی یہہ اعتراض کرے کہ اہل کتاب کی موافقت (خواہ کسی غرض سے یا کسی اصول پر مبنی ہو) جائز تھی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخالفت کیون اختیار کی۔ اس تبدیلی مین تو (معاذ اللہ) آپ کی کوئی خود غرضی اور بے ضبطی پائی جاتی ہے۔

* اس باب مین آپ کا قول ترمذی مین منقول ہے "فخالفوهم" یعنے اس قیام مین یہودیون کا خلاف کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

کیفیت سالانہ

۱۸۸۷ء مین اس رسالہ کے خریدارون مین کسیقدر ترقی ہوئی ہے گو آمدنی مین ترقی نہین ہوئی مگر ہم یہ تصور خریدارون کے ذمہ نہین لگاتے۔ رسالہ کا وقت پر نہ نکلنا بہی اسکا قوی سبب ہے رسالہ کی رفتار کو (جو کئی سال سے ہے) ہم دیکھتے ہین تو پہلے بلا اختیار کمال عجز و انکسار سے اپنے مالک و منعم حقیقی کا شکریہ ادا کرتے ہین جس نے رسالہ کی اس حالت پر اسکو ابتک جاری رکہا ہے اور اوس کی قدر و منزلت کو قدر شناس احباب کے دلونمین روز افزون کیا ہے

اسکے بعد ہم صدق دل سے اپنے محسنون اور معاونون کا شکریہ ادا کرتے ہین جو اس رسالہ کی مدت کی حالت فترت پر اس سے مستغنی نہین ہوئے اور اس کے شوق و طلب مین پر طبق چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر ست چشم بر راہ رہتے ہین۔ اور جب کبہی تیسرے چوتہے مہینے اس رسالہ کی اکٹہے نمبر وصول پاتے ہین اُن کو عید کا چاند سمجہکر ان کے معائنہ سے سرور پاتے اور حظ اٹہاتے اور خدا تعالی کا شکریہ بجالاتے ہین۔

اس ۱۸۸۷ء کے ۱۲ پرچے اونکو تین دفعہ وصول ہوئے ہین پہر بہی ان مین سے کم سے کم ایک شخص بہی ایسا نہین ہے کہ اس توقف کے سبب خریداری سے انکاری ہوا ہو۔ ہم تہہ دل سے خداوند عالم سے ان محسنون اور معاونون کے حق مین دین و دنیا کی ترقی درجات کے لیے دست بدعا ہین۔ اور اسکے ساتہہ اس امر کے اظہار کو بہی نامناسب نہین سمجہتے کہ اس توقف کا بڑا سبب ان ہی اخوان کے قومی خدمات ہین اڈیٹر و مہتمم رسالہ۔

نقل کا بیان بہت کم پہیلی گئی ہین

اشتہار

رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد جیسا کہ انگریزی و اردو مین چہپکر شائع ہوا اور وہ گورنمنٹ اور عام اہل اسلام مین قدر کے ساتہہ پسند آیا اور لیا گیا ہے ایسا ہی وہ فارسی مین ترجمہ ہوکر زیر طبع ہے اور اسی مہینے جس مین انشاء اللہ تعالی شائع ہوگا اسکی قیمت بہی ۸ر ہے جیسا کہ اردو و انگریزی کی قیمت ۸ر ۸ر ہے

شائقو دوڑو

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ای العاصون الخارجون عن الایمان اور فرمایا ولو امن اهل الکتاب لکان خیرا لهم منهم المومنون و اکثرهم الفاسقون فی المعالم ای الکافرون اور فرمایا منافقین کے حق مین۔ انکم کنتم قوما فاسقین اور فرمایا ان المنافقین هم الفاسقون فی التفسیر الکبیر ای الکاملون فی الفسق اور فرمایا ولا تصل علی احد منهم مات ابداً ولا تقم علی قبره انهم کفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون اور فائدہ ذکر وصف ظلم وفسق کا بعد ذکر وصف کفر منکرین اور محقرین ما انزل اللہ کی یہہ ہے کہ بیان کیا امام نے فی التفسیر الکبیر فی شرح هذه الایة ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون وفیه سوال وهو انه تعالی قال فاولئك هم الکافرون وثانیاً

ترجمہ

ساتھ شرک کو نہین ملایا ایسا ہی مجمع البحار مین ہے (مترجم کہتا ہے یہہ تفسیر بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ یہ ایت اتری تو صحابہ نے آنحضرت سے پوچہا کہ ہم مین ایسا شخص کون ہے جو ظلم نہین کرتا آپ نے فرمایا تم نے میرے بہائی لقمان کا یہ قول نہین دیکہا کہ "بڑا ظلم شرک ہے" یعنے اس آیہ مین وہی ظلم مراد ہے (دیکہو صحیح بخاری صفحہ ۱۰۲) خدا کی اس قول کی تفسیر مین کہ اہل کتاب مین اکثر فاسق ہین معالم مین کہا ہے کہ وہ کافر ہین اور خدا کے اس قول کی تفسیر مین کہ منافق ہی فاسق ہین تفسیر کبیر مین کہا ہے کہ وہ فسق مین کمال رکہتے ہین۔

تو ان کا جنازہ نہ پڑہ جب وہ مرین اور ان کی قبر پر کہڑا نہو وہ خدا سے منکر ہوئے اور فسق مین مرے ۔ ۵۲ تفسیر کبیر

جواب

اسکا جواب یہ ہے کہ اس تبدیلی مین نہ آپ کی بے ضبطی ہے نہ خود غرضی بلکہ حکمت و کمال احتیاط پائی جاتی ہے اور اس مین عامہ خلایق کی (جن مین یہود و مسلمان سب داخل ہین) نفع رسانی مدنظر حضرت رسالت پناہ تھی۔

آپ نے پہلے تو یہودیون کی نفع رسانی چاہئے اور دین اسلام کی طرف جو سب انبیاء علیہم السلام کا دین ہے۔ اون کی دعوت کی۔ اور اون کو یہہ تبلایا اور سمجہایا کہ ہم تم سب ایک ہین ایک دین حنیفی ابراہیمی موسوی عیسوی اور محمدی کے ماننے والے۔ ایک خدا کے پوجنے والے۔ آؤ ہم تم ملکر ایک خدا کی عبادت کرین۔ اور کسی کو اُس کا شریک نہ بناوین اور ایک دوسری کو اپنا رب نہ سمجہین۔

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بینا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً اربابا من دون اللہ۔

(سورۃ آل عمران ۶ ۱۵)

اس وحدت اعتقاد و مذہبی اتحاد کو آپ نے عملی طور پر بہی ثابت کر دکھایا کہ بعض رسوم مین اُن سے اتفاق ظاہر کیا۔ اون کے کعبہ کا استقبال کیا اون کا معمولی روزہ رکھا وغیرہ وغیرہ۔ تاکہ ان لوگون کو دین اسلام کیطرف رغبت ہو اور وہ اوس مین داخل ہوکر کفر و شرک کے عمل و اعتقاد سے باز آوین۔ مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ اس رحیمانہ ناصحانہ و حکیمانہ نسخہ نے اون پر اثر کم کیا۔ تہوڑے لوگون نے اون مین سے اسلام کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

قبول گیا۔ اور بہت لوگون کا کفر و شرک اور محرف دین پر اصرار بڑھتا گیا۔

ع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

اور آیندہ اون کی ہدایت سے خدا تعالیٰ نے آپ کو یہہ کہکر نا امید کر دیا کہ وہ

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاری حتی تتبع ملتھم۔ (سورۃ بقر ۱۴۶)	لوگ تجھ سے (اے میرے رسول) ہرگز خوش نہ ہون گے۔ جب تک تو اون کی ملت (کفریہ شرکیہ مخلوط و محرفہ) کا تابع نہ ہو جائے۔

تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نسخہ کو بدل دیا اور بجاے اتفاق اُن سے اختلاف کو حکمت وہدایت سمجھا۔

اس مین آپ نے مسلمانون کی ہمدردی وہدایت وخیرخواہی وصیانت کو پیش نظر رکھا اور بالقائے ربانی یہہ خیال فرمایا کہ وہ لوگ تو دین اسلام مین آنے سے رہ چکے اور اپنے کفریات وشرکیات مین پھنس گئے ہین۔ ایسا نہو کہ اون سے مذہبی میل جول رکھنے اور بعض رسوم مین اون کی موافقت کرنے سے ناواقف مسلمان دھوکے مین آجائین اور اون کو دینی شرکا سمجھ کر اون کے کفریات وشرکیات وبدعات کی پیروی بھی کرنے لگین۔

اس حکیمانہ وشفیقانہ خیال سے (جو القائے ربانی سے تھا) آپنے مسلمانون کو یہہ حکم دینا حکمت ومصلحت ونصیحت سمجھا کہ وہ ان رسوم مین اون کی موافقت سے بچین۔ اور اون کو گم کردہ راہ سمجھ کر کسی امر دین مین جو اون سے مخصوص ہو اون کی موافقت نہ کرین۔ خدا نے انکی رسوم کا نعم البدل (بیت المقدس کے بدلے کعبہ۔ عاشورا کے بدلے رمضان وعلی ہذا القیاس) اون کو عطا

فرمادیا ہے۔ اور جو ثواب اون کی رسوم کی پیروی مین حاصل ہونا تھا اوس سے بڑھکر اسلامی رسوم کی پیروی مین اون کو ملیگا۔

اون کی رسوم کی پیروی مین جس خیر کی توقع تہی وہ اب نہین رہی اور اس سے بڑہکر اون کی مضرت خوف دلا رہی ہے۔ لہذا اون کی موافقت سی مخالفت بہتر ہے و مثمر خیر کثیر و برکت۔

اِس کی نظیر اوس مشفق طبیب یا ڈاکٹر کا مختلف فعل ہے جو پہلے ایک زخم یا دانہ دنبل کی (جو اوس کے یا اوس کے پیارے دوست یا بھائی کے عضو مین پیدا ہو جاتا ہے) درستی اور اچہا کرنے مین دلی کوشش کرتا ہے۔ پہلے اوس کو پکاتا ہے۔ پھر پھوٹ جانے پر اوسکی پیپ دھونے مین اپنے پاکیزہ ہاتھ کو آلودہ کرتا ہے اور اوس کے اندمال کے لئے اوسپر قیمتی مرہم لگاتا ہے مگر جب وہ زخم اچھا نہین ہوتا اور اوس مین آکلہ (گوشت خورہ) کا تیز مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس سے باقی بدن کے گلنے اور سڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو وہ اوس عضو کو بدن سی کاٹ ڈالتا ہے۔

دوسری نظیر۔ ایک شخص دریا مین بہا جاتا ہے ایک جوان مرد اور ہمدرد اوس کے نکالنے اور بچانے کو دوڑکر اوس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور بہمہ تن کوشش کرتا ہے کہ وہ اوس کو کھینچکر باہر نکال لے۔ مگر جب وہ دیکھتا ہے کہ وہ بدنصیب بڑا بوجہل ہے یا اوس کو کوئی چیز دریا مین پکڑے ہوئے ہے یا کھینچ رہی ہے اور اوس ہمدرد و جوان مرد کی طاقت اوس کی مقاومت نہین کرسکتی بلکہ وہ اوس کو نہ چھوڑے تو اوسکو بھی دریا مین بہانے کو تیار ہے جس سے اوس کے ڈوب جانیکا اندیشہ

ہے تو وہ اوس کا ہاتھ چھوڑ دیتا ہے"۔

اِس تبدیلی کو معترضین نہیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس تبدیلی کے سبب خود غرضی بے ضبطی کا گمان نہ کرین گے و باعتراف قصد حکمت و نفع رسانی عامہ خلایق اپنے اعتراض کو واپس لین گے۔ وہ اوس سے محروم رہین گے تو اہل اسلام راسخ الاعتقاد تو اوس سے نفع اوٹھائین گے اور کسی مونثوس کے دھوکے مین نہ آئین گے۔

اِس سِرّ کو وہ لوگ بھی خیال مین لادین اور اس سے نفع اوٹھادین - جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صادق پیرو کہلاتے ہین اور بے چون وچرا تسلیم احکام اسلام کے مدعی ہین و معہذا وہ نہ صرف دنیاوی بلکہ مذہبی امور مین بھی رسوم و قوانین اقوام غیر کی تقلید کرتے ہین اور ان امور مین رسوم و قوانین مجوزہ و مقررہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نہین کرتے۔

شادی اور ماتم مین وہ رسوم ہنود کے پیرو ہین - اور معاشرت مین وہ انگریزون کے تبیع - اون ہی کے قوانین و آئین کے مطابق وہ اپنی مجالس وعظ و مشورے مین عمل کرتے ہین - ان ہی رسوم و قوانین پر وہ اپنے دنیاوی کام بجالاتے ہین - اور یہہ نہین سوچتے کہ ان امور دینی و دنیاوی کے متعلق ہمارے ہادی نبی عربی نے کیا رسوم و قوانین قایم کیے ہین - ہم ان رسوم و قوانین کی پیروی کے مامور ہین یا رسوم ہنود اور انگریزون کی پیروی کے مازون۔

ان رسوم کی تفصیل اِس مقام پر اجنبی ہے - اِس باب مین ہم انشاء اللہ تعالے مستقل مضامین شائع کرین گے - شاید وہ لوگ اُس سے

نفع اوٹھاوین اور یورپین طریق کی پیروی چھوڑ کر طریق محمدی کو اپنا مسلک بناوین - واللہ الموفق ۔

بالجملہ حدیث و تمثیلات زیر بحث سے اہل کتاب کی رسوم و عادات اور اُن کی کتب و روایات کی پیروی کی اجازت ثابت نہین ہوتی - بلکہ اس پیروی کی ممانعت ان سے ثابت ہوتی ہے ۔

نوین دلیل

بخاری کی حدیث مین آیا ہے کہ بنی اسرائیل کی حکایات یا روایات کو نقل کرو اوس مین کوئی تنگی یا گناہ نہین ہے ۔

حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج - (بخاری ص ۴۹۱)	اس حدیث سے شاید وہ لوگ روایات و حکایات بنی اسرائیل کی صداقت نکالین اور یہہ کہین کہ اصل کتاب کی روایات صحیح و صادق نہ ہوتین تو اون کی نقل و روایت مسلمانون کو جائز نہوتی - کیونکہ کذب کی نقل و روایت اسلام کے رو سے جائز نہین ہے ۔

الجواب

جھوٹی بات کی نقل و روایت اگر اس بیان کے ساتھ ہو کہ وہ بات غلط یا کذب ہے تو اوس کا نقل کرنا گناہ نہین اور نہ اس طور پر اوس کی نقل سے اسکی صداقت ثابت ہوتی ہے "نقل کفر کفر نہ باشد" کا مقولہ یہی

وجہ کہتا ہے اور اس مین کفر کے کفر ہونے کا بیان مشروط و محفوظ ہے - پس اگر اس حدیث سے عام نقلِ روایات اہل کتاب کی اجازت مراد ہے تو اس مین یہ شرط ملحوظ ہے کہ اہل کتاب کی غلط اور دروغ آمیز باتون کو نقل کرنیکے وقت اون کا غلط اور دروغ ہونا بھی ظاہر کردین - پس اس اجازت نقل سے ان روایات کی صداقت ثابت نہوئی اور اس حدیث سے ان لوگون کی احتجاج باطل ہوئی اس شرط و قید (کذب ہونے کے بیان) کا مراد و ملحوظ ہونا وہ لوگ تسلیم نہ کرین تو یہہ کہا جائیگا کہ اس حدیث مین ہر ایک روایت و حکایت بنی اسرائیل کو نقل کرنے کی اجازت نہین ہے تاکہ اس سے اون کی جملہ روایات کی صداقت ثابت ہو بلکہ خاصکر اون ہی روایات کی نقل و بیان کی اجازت ہے جن کی صداقت اہل اسلام کو ثابت ہو اور اون کا کذب نہونا بشہادت قران وغیرہ دلایل مسلمہ اسلام اون کو معلوم ہو -

اس تخصیص پر دلیل یہہ ہے کہ جس رسول مقبول ص کی حدیث مذکور مین انکی روایات کے نقل کی اجازت پائی جاتی ہے اوسی کے کلام مین اور اوس کے بھیجنے والے (خدا عزوجل) کی کلام مین صاف اور صریح طور پر آ چکا ہے - کہ اہل کتاب نے اپنی کتب و روایات مین جھوٹ ملا دیا ہوا ہے اور فسق اونکا شعار ہوگیا ہے - اور یہہ بھی اون کی کلام مین ارشاد ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لاوے تو تم اوس کی تحقیق کرو" - یعنے بلا تحقیق یا بلا انکار اس کو نقل نہ کرو اور نہ اوس سے کوئی نتیجہ نکالو -

وان منهم لفريقا يلوون السنتهم بالكتاب لتحسبوه من الكتاب وما هو من الكتاب ويقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ويقولون على الله الكذب وهم يعلمون -
(آل عمران رکوع ۸)

منهم المومنون واکثرهم الفاسقون۔
(آل عمران ع ۱۲)
یا یها الذین آمنوا اذا جاءکم
فاسق بنباء فتبینوا
(سورة الحجرات ع ۱)

اس حدیث کو ان ارشادات کے ساتھ ملاحظہ کرنے سے صاف سمجھ مین آتا ہے کہ اہل کتاب کی ہر بات و روایت کو نقل کرنا جائز نہین ہے اور اس حدیث مین جو نقل و روایت کی اجازت ہے وہ اون ہی روایات سے مخصوص ہے جن کی صداقت مسلمانون کو معلوم ہو اور اون کے کذب نہونے پر شہادت قایم ہو۔

فتح الباری و قسطلانی شروح صحیح بخاری مین اس حدیث کی شرح

عن عبد الله بن عمرو ان النبی صلعم قال بلغوا عنی ولو آیة
وحدثوا عن بنی اسرائیل بما وقع
لهم من الاعاجیب وان استحال
مثلها فی هذه الامة کنزول
النار من السماء لاکل القربان مما
لا تعلمون کذبه ولا حرج لا ضیق
علیکم فی الحدیث عنهم لانه
کان علیه السلام زجرهم عن
الاخذ عنهم والنظر فی کتبهم قبل
استقرار الاحکام الدینیة والقواعد
الاسلامیة خشیة الفتنة ثم
لما زال المحذور اذن لهم او ان
قوله ولا حدثوا صیغة امر تقتضی

مین لکہا ہے کہ اس سے وہ عجائب و غرائب مراد ہین جن کا ظہور اس امت مین عادہ محال ہے جیسے قربانیکو جلانے کے لئے آسمان سے آگ کا اوترنا مگر ایسے عجائبات بھی ایسے ہونے چاہئین جن کا کذب نہونا معلوم ہو۔

اس شرط کے ساتھ نقل روایت کی رفع حرج و اجازت کی وجہ یہہ ہے کہ اوائل اسلام مین (جبکہ احکام دین اور قواعد اسلام کا تقرر نہوا تھا) اونکی روایات کو بیان کرنا اور اون کی کتابون کو دیکہنا (اس خوف سے کہ

الوجوب فاشار الی عدمه و ان الامر للاباحة بقوله ولا حرج ای فی ترك التحدیث عنهم او المراد رفع الحرج عن الحاکی لما فی اخبارهم من الفاظ مستبشعة کقولهم اجعل لنا الها واذهب انت وربك (قسطلانی ص ۴۷۲ و ۴۷۳ ج ۵)

ناواقف مسلمانون کے خیالات دو طرفی مسائل کے شغل سے گڈمڈ ہو جائینگے ممنوع ہوگیا تہا اور جب قواعد اسلام کا تقرر ہوا - اور وہ خوف دور ہوا تو یہہ شغل مباح ہوگیا - یا اس اجازت دینے سے یہ مراد ہے کہ اون کی بُری باتون کو (جیسے اون کا یہہ قول کہ اے موسی جیسا اون کا معبود ہے تو ہمکو بہی بناوے یا یہہ قول کہ تو اور تیرا رب اون سے لڑو ہم تو یہان بیٹھے ہین) نقل کرنا گناہ نہین ہے -

مرقاة الصعود حاشیہ سنن ابی داؤد مین لکہا ہے - امام

حدثوا عن بنی اسرائیل قال الخطابی لیس معناه الرخصة فی الکذب ولکن معناه الرخصة فی الحدیث عنهم علی معنی البلاغ وان لم یتحقق صحة ذلك بنقل الاسناد وذلك لانه امر قد تعرض فی اخبارهم لبعد المسافة وطول المدة وقوع الفترة بین زمانی النبوة بخلاف الحدیث عن النبی صلی الله علیه وسلم فانه لا یجوز الا بنقل

خطابی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث مین جہوٹی روایات کی نقل کی اجازت مراد نہین ہے اس حدیث کے معنے یہہ ہین کہ بنی اسرائیل کی سُنی سنائی باتون کو (گو اون کی اسناد معلوم نہو) نقل کرنا جائز ہے - کیونکہ اون کی روایت مین بعد مسافت اور درازی مدت کے سبب اسناد کا ملنا مشکل ہے - بخلاف حدیث نبوی کہ جس کی نقل کرنے کے وقت اسناد کی تلاش و تحقیق

الاسناد و التثبت وهذا زاد الدراوردي في هذا الحديث وحدثوا عني ولا تكذبوا علي رواه الشافعي ومعلوم ان الكذب على بني اسرائيل لا يجوز بحالة فانما اراد بقوله وحدثوا عني ولا تكذبوا علي اي لا تجوزوا من الكذب على بان لا تحدثوا عني الا بما يصح عندكم من جهة الاسناد الذي به يقع التحرز عن الكذب على انتهى والحرج في الاصل الضيق ويقع على الاثم والحد امر. قال بعض العلماء الواو في قوله ولا حرج للحال ومعناه حدثوا مالم يكن ثمه حرج والحرج ههنا الكذب سمي حرجا لادائه الى عذاب الله الذي هو حرج (مقدمۃ الصعوبۃ شرح سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۱۵۹)

ضروری ہے - یہی وجہ ہے کہ اس حدیث مین ورا اور دی کی روایت مین یہ جملہ بھی آیا ہے کہ مجھ سے روایت کرو تو مجھ پر جھوٹ نہ باندھو - اور یہ بات معلوم ہے کہ جھوٹ باندھنا تو بنی اسرائیل پر بھی جائز نہین ہے - لہذا اس حدیث سے یہی مراد ہے کہ جو حدیث مجھ سے نقل کرو اوس کی اسناد دیکھ لیا کرو - جس سے کذب سے بچنا ممکن ہے - بخلاف روایت بنی اسرائیل کہ اوس مین اسناد کا دیکھنا مشکل ہے - حرج سے (جس کی اس حدیث مین نفی ہوئی ہے) تنگی مراد ہے - گناہ پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے - بعض علماء نے کہا ہے کہ جملہ "ولا حرج" مین واو حالیہ ہے - اور اس حدیث کے یہ معنی ہین کہ بنی اسرائیل کی روایات اوس حالت مین نقل کرو کہ اونکی نقل مین گناہ لازم نہ آوے یعنے جھوٹ بولنا نہ پڑے"۔

اسی قسم کے اور دلائل ہین جن سے یہ لوگ اپنے نئے خیال پر استدلال کرتے یا کر سکتے ہین - ان سب کی تفصیل و جواب مین بہت تطویل ہوتی ہے

اور ان چند مثالون سے جو بیان ہوئی ہین ناظرین ان دلائل کا جواب بھی سمجھ سکتے - اون کی ایسی دلیل کوئی نہین جس کا جواب ہماری اجوبہ مین ادا نہ ہوا ہو - اور اوس مین صریح طور پر یہ بیان ہوا ہو کہ قسم سوم یا نوع دوم قسم دوم احکام توریت کی پیروی مسلمانون پر واجب ہے - یا ان کتابون کی طرف بالتفصیل مذکور مراجعت مسلمانون کا فرض ہے - یا ان کتابون کی ہر ایک بات یا حکم واجب العمل ہے -

ہمارے ان طولانی (مگر اطائل) مباحث سے بخوبی ثابت ہوا کہ تعمیل احکام توریت و انجیل کی نسبت جو اعتقاد اہل اسلام مین متوارث چلا آتا ہے (جس کا ذکر صفحہ ۵۵ مین ہے) وہ صحیح اور با دلیل ہے - اور اوس کے برخلاف جو آجکل کے مسلمانون نے نیا اعتقاد نکالا ہے (جس کا بیان صفحہ ۵۶ مین ہے) وہ کتاب و سنت تعامل و توارث سلف امت کے مخالف ہے - اور توریت و انجیل وغیرہ کتب اہل کتاب بلحاظ عمل و تمسک قرآن کے برابر نہین ہین اور مسلمانون کو قرآن کی مانند ان کتب کی تلاوت اور دینی ضروریات مین اون کی طرف مراجعت اور اپنے وقایع و حوادث مین اون سے فتویٰ لینا اور بلا واسطہ شہادت قرآن انکی کسی بات پر اعتماد کرنا جائز نہین ہے -

ان مباحث مین ان کتب کا حدیث صحیح سے مقابلہ نہین کیا گیا اور نہ حدیث صحیح کا بلحاظ عمل و اعتبار ان کتب سے مقدم ہونا جسکا ادعا صفحہ ۵۶ مین ہوا ہے خصوصیت و تصریح کے ساتھ بیان ہوا ہے مگر یہ امر ان کتب کے حالات تحریف و عدم محفوظیت سے (جو بیان ہوے ہین) ثابت و مفہوم ہوتا ہے - و مہذا اس امر پر خانہ مین جو ذیل مین مرقوم ہے خصوصیت

هم الظالمون والكفر اعظم من الظلم فلما ذكر اعظم التهديدات اولاً فاى فايدة فى ذكر الاخف بعده وجوابه ان الكفر من حيث انه انكار نعمة المولى وجحود لها كفر ومن حيث انه ابقاء النفس فى العقاب الدائم الشديد فهو ظلم على النفس ففى الاية الاول ذكر الله ما يتعلق بتقصيره فى حق الخالق سبحانه وفى هذه الاية ذكر ما يتعلق بالتقصير فى حق نفسه انتهى وفيه ايضا قيل الوصف انما يذكر للمبالغة فاى مبالغة تحصل فى وصف الكافر بانه فاسق والجواب الكافر قد يكون عدل دينه وقد يكون فاسق دينه فيكون مردود الطوائف كلهم لان المسلمين لا يقبلونه لكفره والكفار لا يقبلونه لكونه فاسقا فيما بينهم فليس ممن يجب الاقتداء به عند العقل وقال فى موضع اخر الفسق اولى حالا من الكفر ولما ذكر كونه كافرا فما الفائدة فى وصفه بعد ذلك بكونه فاسقا والجواب ان الكافر قد يكون عدلا فى دينه وقد يكون فاسقا فى دينه والكذب والخداع والمكر والكيد امر مستقبح فى جميع الاديان

ترجمہ

تفسیر کبیر بصفحہ ۶۰۵ مین آیات ثلثہ مذکورہ بالا کی شرح مین کہا ہے یہان ایک سوال وارد ہوتا ہے کہ خدا نے ان کو پہلے کافر کہا پہر ظالم فرمایا حالانکہ کفر ظلم سے بڑہکر ہوتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ کفر اس نظر سے کہ اس مین نعمت خدا کی ناشکری پائی جاتی ہے کفر ہے اور اس نظر سے کہ اس مین سے انسان کا اپنی جان کو ہمیشہ کے عذاب مین رکہنا ہوگا اسکا اپنی جان پر ظلم ہے۔ لہذا پہلی آیہ مین خدا تعالے نے ان کے اس گناہ کا ذکر فرمایا جس مین خدا کی حق تلفی پائی جاتی ہے دوسری آیہ مین اس گناہ کا جس مین انسان کا اپنے حق مین ظلم کرنا پایا جاتا ہے۔ یہ بہی اس مین اور جگہہ کہا ہے۔ سوال اوصاف کا

کے ساتھ تصحیح ہوگی اور یہ بات ثابت کی جائے گی کہ احکام و اخبار قسم سوم و نوع دوم قسم دوم ان کتب کا رتبہ حدیث صحیح کے برابر بھی نہین ہے ٭

خاتمہ

خاتمہ مین تین امور کا بیان پیش نظر ہے:۔

امر اول - جسکے بیان کا وعدہ صفحہ ۱۷۳ مین ہوا تھا یہ ہے کہ تحریف لفظی بعہد قدیم وجدید مین اہل کتاب کے عذرات کیا ہین اور اہل اسلام کی طرف سے اون کے جوابات کیا ہین۔

امر دوم - جسکے بیان کا وعدہ صفحہ ۱۷۳ مین ہوا تھا یہ ہے کہ قران کی کیفیت جمع و تالیف سے اہل کتاب کیا نتائج نکالتے ہین اور اوس پر وہ کیا اعتراض کرتے ہین اور اہل اسلام کی طرف سے اون کا کیا جواب ہے ٭

امر سوم - جسکے بیان کا وعدہ اب صفحہ ۲۰۹ و ۲۱۰ مین ہوا ہے کہ ان کتابون کے احکام یا اخبار قسم سوم و نوع دوم قسم دوم کا رتبہ حدیث صحیح کے برابر بھی نہین ہے۔

بیان امر اوّل

تحریف لفظی مین جو عذرات پیش کئے جاتے ہین وہ تین ہین۔ ازانجملہ

دو تو اہل کتاب نے پیش کئے ہین اور تیسرا ایک اہل اسلام نے۔

اول یہ کہ جن الفاظ کے سبب اہل اسلام نے ان کتب مین تحریف کا دعوی کیا ہے یہ اغلاط کاتب ہین۔

دوم یہ کہ از انجملہ جو الفاظ باہم مختلف ہین اور اون کے اختلاف کے سبب اہل اسلام اون مین تحریف کا گمان کرتے ہین وہ قرات مختلفہ ہین جو مضمون و ہدایت مین باہم متفق ہین جیسا کہ قرآن کی قرات مختلفہ ہین۔ جنسے اہل اسلام تحریف قران تجویز نہین کرتے

تیسرا عذر جو اس وقت کے ایک مسلمان (صاحب تبیین الکلام) نے کیا ہے وہ یہہ ہے کہ جو الفاظ یا فقرات ان کتابون مین اپنی طرف سے بڑہائی گئے ہین وہ تحریف لفظی مین داخل نہین ہین وہ جعل و وضع سے قسم کے ہین بلکہ از قسم غلط فہمی۔

اختلاف قراۃ کی تجویز کا ذکر گاڈفری ہگینس کی کتاب کے فقرہ ۱۹۴ مین ہے جو بصفحہ (۱۵۴) منقول ہے۔

غلطی کتابت کی تجویز کا بیان ہارن صاحب کی کلام ذیل مین ہے * * * * ہارن صاحب اپنے انٹروڈکشن مین بصفحہ (۳۱۴) بحوالہ ڈاکٹر ہنلی لکھتے ہیں۔ "اب کوئی ایک نسخہ قلمی یا چھاپہ کا مقدس لکھنے والون کی اصلی کتاب کے مطابق نہین ہے۔ گو سب کتابون مین پھیلے ہوے اور متفرق ہوے ہوے ہین اور یہہ کتابین بلاشبہہ وہی کتابین ہین یہان تک کہ غلط سے غلط قلمی نسخہ مین بھی جو اب موجود ہے کوئی بات مذہب کی یا تہذیب اخلاق کی یا نصیحت کی بدلی نہین گئی۔ اور نہ اوس مین سے کم ہوئی ہے"۔

وجہ رکھتا ہے اور اس مین کفر کے کفر ہونے کا بیان مشروط و محفوظ ہے - پس اگر اس حدیث سے عام نقل روایات اہل کتاب کی اجازت مراد ہے تو اس مین یہ شرط ملحوظ ہے کہ اہل کتاب کی غلط اور دروغ آمیز باتون کو نقل کرنیکے وقت اون کا غلط اور دروغ ہونا بھی ظاہر کردین - پس اس اجازت نقل سے ان روایات کی صداقت ثابت نہوئی اور اس حدیث سے ان لوگون کی احتجاج باطل ہوئی اس شرط و قید (کذب ہونے کے بیان) کا مراد و ملحوظ ہونا وہ لوگ تسلیم نہ کرین تو یہ کہا جائیگا کہ اس حدیث مین ہر ایک روایت و حکایت بنی اسرائیل کو نقل کرنے کی اجازت نہین ہے تاکہ اس سے اون کی جملہ روایات کی صداقت ثابت ہو بلکہ خاصکر اون ہی روایات کی نقل و بیان کی اجازت ہے جن کی صداقت اہل اسلام کو ثابت ہو اور اون کا کذب نہونا بشہادت قران وغیرہ دلایل مسلمہ اسلام اون کو معلوم ہو -

اس تخصیص پر دلیل یہہ ہے کہ جس رسول مقبول کی حدیث مذکور مین ازکی روایات کے نقل کی اجازت پائی جاتی ہے اوسی کے کلام مین اور اوس کے بھیجنے والے (خداعزوجل) کی کلام مین صاف اور صریح طور پر آچکا ہے - کہ اہل کتاب نے اپنی کتب و روایات مین جھوٹ ملادیا ہوا ہے اور فسق اونکا شعار ہوگیا ہے - اور یہہ بھی اون کی کلام مین ارشاد ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لاوے تو تم اوس کی تحقیق کرو" - یعنے بلاتحقیق یا بلا انکار اس کو نقل نہ کرو اور نہ اوس سے کوئی نتیجہ نکالو -

وان منهم لفريقا يلوون السنتهم بالكتاب لتحسبوه من الكتاب وما هو من الكتاب ويقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ويقولون على الله الكذب وهم يعلمون -
(آل عمران رکوع ۸)

بالکل مبرا ہے موضوعات میں اصل ہے اور ایسی تحریف لفظی کی نسبت
جو عبارت قرآن مجید میں بحث نہیں ہے بلکہ جو قرآن مجید میں ہے اوس تحریف سے بحث ہے
یعنی جو یہود یا نصاریٰ نے عمداً یا سہواً کچھ لفظی تبدیلی کی تو بھی وہ تحریف جو کہ قرآن مجید میں مذکور ہے ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ
وہ لوگ بھی جانتے تھے کہ اسکے صحیح اور اصلی اور سچے معنے وہی ہیں جو طرح ہم لفظوں کو
بدلنے سے انکار قرآن مجید میں جس تحریف کا ذکر ہے وہ ایسی تحریف نہیں بلکہ وہ
اوس تحریف کا ذکر ہے جسکو وہ لوگ جانتے تھے کہ صحیح اور سچا اور اصلی مطلب یہ
نہیں ہے جو ہم بیان کرتے ہیں اور پھر دیدہ و دانستہ اسمیں تحریف کرتے تھے۔

ان عذرات کے جوابات

عذر اول و دوم کا جواب

یہ دونوں عذر مجمد ڈیرہ لاکھ یا تیس ہزار امثلہ تحریف کے جنکو اختتام مباحثہ
دینی پادری فنڈر اور تحقیق الایمان و ہدایت المسلمین پادری عماد الدین و
فقرہ نمبر ۱۹۴ کتاب گاڈ فری بیگنس منقولہ صفحہ ۱۵۳ میں تسلیم کیا گیا اس الفاظ میں چل سکتے
ہیں جنمیں باہم اتفاق ممکن ہے اور انکے اصل مطلب کو اصول دین و ایمان سے
مخالفت نہیں ہے۔

اور جو امثلہ تحریف ہمنے ذکر کئے ہیں اون میں یہہ عذر ہرگز نہیں چل
سکتے۔ اور نہ اُن کو غلطی کتابت یا اختلاف قرارت پر محمول ہونے دیتے
ہیں (حضرت لوط علیہ السلام کا شراب پیکر بیٹیوں سے زنا کرنا یا ہارون
علیہ السلام کا بانی گوسالہ پرستی ہونا یا حضرت داود علیہ السلام کا نسل زنا
سے پیدا ہونا یا تین خدا کا ایک ہونا یا حضرت مسیح علیہ السلام کا خدا ہونا یا
اوس بے گناہ کا خدا یا فرزند خدا ہو کر تمام گناہگاروں کے بدلہ ان

ہونا وغیرہ وغیرہ کیونکر غلطی کتابت یا اختلاف قرأت پر محمول ہو سکتا ہے ۔

کوئی عاقل مصنف اہل کتاب ہو خواہ اہل اسلام یہ نہین کہہ سکتا کہ ایک قرارت مین خدا کا تین ہونا ثابت ہے ایک مین ایک ہونا ۔ یا ایک قرأت مین حضرت داود نبی علیہ السلام کا نسل زنا سے ہونا اور جماعت خدا سے خارج ہونا بیان ہوا ہے دوسری قرارت مین اون کا نبی برحق ہونا اور تخم زنا سے بری ہونا یا ایک قرارت مین حضرت لوط علیہ السلام کا بیٹیون سے زنا کرنا وارد ہے دوسری مین زنا سے بری ہونا وعلی ہذا القیاس اور نہ کوئی یہ تجویز کر سکتا ہے کہ ان باتون کے بعض الفاظ کاتب کی غلطی سے ہین مگر اون کا اصل مدعا صحیح ہے ۔

اہل کتاب ان باتون کی نسبت یہ تجویز کرین تو اون کو اختیار ہے ۔ مگر مسلمان جنکی کتاب مقدس (قرآن) نے ان باتون کو کذب اور محرف ہونے پر شہادت دی ہے ۔ ان باتون کو اختلاف قرارت پر محمول کر کے صحیح نہین کہہ سکتے اور نہ بعض الفاظ کو صرف غلطی کتابت قرار دیکر اونکے اصلی مطلب کو صحیح کہہ سکتے ہین ۔

اور یہ مضمون خاص مسلمانون ہی کی ہدایت اور نہایش کے لئے معرض تحریر مین آیا ہے اہل کتاب سے اس مضمون مین خطاب نہین ہے اور نہ انکی تاویلات و تجویزات سے اسمین بحث ہے ۔

تیسرے عذر کا جواب

اگر یہان صرف لفظی نزاع ہے اور ان باتون کا مفتری و موضوع ہونا صاحب

تبیین کے نزدیک مسلم ہے تو ہم اہل ان مفتریات پر لفظ تحریف کا اطلاق نہین کرتے - اور اون مفتریات کی نظر سے یہ کہتے ہین کہ ان کتب مین اہل کتاب کی جعل و وضع و بناوٹ کا دخل ہے - اِس لئے قسم سوم و نوع دوم قسم دوم کی نسبت مسلمانون کا وہ اعتقاد ہے جو بصفحہ (۶۷ و ۶۸) بیان ہوا - صاحب تبیین نے جو یہہ کہا ہے کہ جو تبدیلات بعض دیندارون سے ہوئی ہین وہ اسلئے تحریف مین داخل نہین کہ وہ لوگ اُنہین الفاظ کو صحیح سمجھتے تھے جنکو اونہون نے از خود داخل کیا تھا اور قران مین اوس تبدیل کو تحریف کہا گیا ہے جس مین اہل تبدیل کو علم ہو کہ جو الفاظ ہمنے بدلائے ہین وہ اصلی نہین ہین وضعی یا کذب ہین - یہ محض مغالطہ ہے جن دیندارون نے الفاظ توریت و انجیل کو از خود اس غرض* سے بدلا دیا تہا کہ وہ کسی اعتراض کو دفع کرین یا کوئی اور مدعا اوس سے نکالین وہ خوب جانتے تھے کہ اصل الفاظ اور ہین ہم ایک خاص غرض سے اون کو بدل رہے ہین - صاحب تبیین الکلام کو خدا جانے اس بات کا کہان سے الہام ہوا ہے کہ "وہ لوگ اپنے بڑہائے ہوے الفاظ کو اصلی اور صحیح سمجھتے تھے" - ظاہر قران تو یہہ کہہ رہا ہے "کہ وہ بہی الفاظ بدلانے والے یہہ جانتے تھے کہ ہم جہوٹ بول رہی ہین اور الفاظ کتاب کو بدل رہے ہین اب مسلمان خدا کی بات مانین یا صاحب تبیین الکلام کی -

بیانِ امر دویم

قران کے جمع و تالیف کے بیان حالات مین عیسائیون نے پانچ باتین کہی ہین

* یہ بات خود صاحب تبیین الکلام نے تبیین کے ص ۱۴۲ مین اون صاحب سے نقل کی ہے چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ جلد ۱۱ بصفحہ ۱۲۲ نقل ہو چکی ہے -

(۱) قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع نہ تھا۔
(۲) وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اوسی قسم کی اختلاف کا ساتھ پڑھا جاتا تھا جس قسم کا اختلاف توریت و انجیل میں پایا جاتا ہے۔
(۳) حضرت ابوبکر نے اوسکو جمع کیا اور حضرت عثمان نے اوسمین اصلاح دی۔
(۴) اور بعض آیات اوس میں سے نکال ڈالین۔
(۵) اپنے مرتبہ اور اصلاح دادہ نسخہ کے سوا باقی سب نسخے جلا دیئے۔

ان باتوں سے اونہون نے تین نتائج اور دو معارضات پیدا کئے ہین اور ایک اعتراض قایم کیا ہے۔

پہلا نتیجہ با معارضہ - توریت و انجیل مین جو بعض الفاظ مین اختلاف پایا جاتا ہے وہ اوسی قسم کا اختلاف ہے جو مختلف قرارات قرآن مین پایا جاتا ہے اس اختلاف کے سبب توریت و انجیل مین تحریف ثابت ہوتی ہے۔ تو قرآن مین بھی ثابت ہونی چاہئے۔

دوسرا نتیجہ با معارضہ - توریت و انجیل سے بعض الفاظ نکالے گئے ہین یا بعض کتب و صحف بعض کے نزدیک گم کئے گئے ہین تو ایسا ہی قرآن سے بعض آیات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نکالدی تھین وہ بھی مثبت تحریف ہے تو یہ بھی ہونی چاہئے۔

تیسرا نتیجہ با اعتراض - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مرتبہ و صحیح نسخہ کے سوا اور سب نسخون کو جلا دیا تو اوس سے معلوم ہوا کہ اون کا مرتبہ نسخہ اصل قرآن نہین ہے۔ یہہ اور ہے اور اگلے نسخون مین ہر ایک اور طرح کا تھا۔ اس نتیجہ کی تائید مین وہ کہتے ہین کہ اگر حضرت

عثمان کا مرتبہ نسخہ مضمون و الفاظ مین سب اگلے نسخون کی مانند تھا اور دونون اور اسمین صرف یہ تھا سورتون یا آیتون کا فرق تھا۔ تو اونہون نے ان سب کو کیون جلا دیا۔ سب کو نہ سہی بعض ہی نسخون کو رکھ چھوڑا ہوتا کہ جسکو نسخہ عثمانی مین تغیر و تبدل کا شبہ ہوتا وہ ان نسخون کو دیکھ سکتا۔

الجواب

ہمارے بیان سے (جو صفحہ ۲۲۱ سے ۲۲۲ تک ہوا ہے اور اُس سے بڑھ کر کسی عیسائی یا یہودی یا کسی اور غیر مذہب کا بیان بلا اسناد لایق اعتماد نہین ہے) صاف ثابت ہے کہ یہ پانچون باتین جو عیسائیون نے بیان کی ہین محض غلط ہین۔

قرآن سب کا سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت لکھا گیا تھا (گو ایک جلد مین نہ تھا) حضرت ابوبکر نے اوسی متفرق مکتوب کو ایک جگہ کیا اور حضرت عثمان نے اوس مین کوئی اصلاح نہین دی۔ بعض آیات کے (جو کئی محاورات سے پڑھی جاتی تھین) صرف ایک محاورہ قریش کو رہنے دیا۔ دوسرے محاورات کو درج نہین فرمایا۔ اور ایسا ہرگز نہین کیا کہ کسی آیت کے بجمیع محاورات قرآن ہی سے خارج کر دیا ہو۔ اور جن نسخون کو آپ نے جلا دیا تھا وہ عام لوگون کے متفرق نسخے تھے جن مین مختلف محاورات موجود تھے نہ وہ صحیفے جو حضرت ابوبکر کے عہد مین لکھے گئے تھے وہ صحیفے تو حفصہ کے پاس واپس کر دیے گئے تھے جہان سے وہ طلب ہو کر آئے تھے۔

ان متفرق نسخون کے جلانے کا سبب اوس باہمی اختلافات کا رفع کرنا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مین مختلف محاورات مین

قران پڑھنے سے واقع ہوا تھا (جسکو عیسائیون نے بھی اپنی کتابون مین نقل کیا ہے) اس مرض اختلاف کا صرف یہی علاج تھا جو حضرت عثمان رض نے کیا وہ متفرق نسخے لوگون کے ہاتھ مین رہتے تو وہ لوگ ہمیشہ وہی جھگڑے و فساد برپا رکھتے جو صحیفے حضرت حفصہ کے پاس واپس بھیجے گئے اور وہ جلائے نگئے تھے رفع شبہ کے لیے (اگر کسی کو واقعہ ہوتا) کافی تھے۔ ان مختلف محاورات کے مضامین مین وہ اختلاف تھا جو توریت و انجیل مین پایا جاتا ہے۔ اس بیان سے اُن سب باتون کا غلط ہونا ثابت ہوا تو ان نتائج و معاوضات کا بھی ابطال ہوگیا۔ تاہم افہام عوام کی نظر سے ہم اُن نتائج کا ابطال بالاستقلال کرتے ہین ۔

پہلے نتیجہ و معاوضہ کا ابطال

جو اختلاف توریت و انجیل مین پائے جاتے ہین۔ اُن مین بہت سے اختلاف اس قسم کے ہین جنمین اتفاق ممکن نہین اور وہ سب کے سب اصول ایمان و ہدایت کے بھی برخلاف ہین۔ چنانچہ بضمن بیان امر اول ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا ان اختلافات کو اختلاف قرأت قران کی مانند سمجھنا اور اس پر عدم تحریف توریت و انجیل کا نتیجہ نکالنا قیاس مع الفارق ہے۔

دوسرے نتیجہ و معارضہ کا ابطال

قران مین سے ایک آیت بھی نہین نکالی گئی بعض آیات کے صرف بعض محاورات

نکالے گئے ہین اور توریت و انجیل کا بہت سا حصہ خورد برد ہوا ہے اور بہت کچھ اُسمین از خود ملایا گیا ہے - لہذا اوس کمی بیشی کو بعض محاورات آیات قران کی کمی کے برابر سمجھنا اور اس کو عدم تحریف توریت و انجیل کا نتیجہ نکالنا قیاس مع الفارق ہے -

توریت و انجیل کی کمی و بیشی کی تمثیلات بحث تحریف لفظی مین گذر چکی ہین - اس مقام مین بپاسخاطر عیسائیون کے بعض تمثیلات کمی و بیشی اور ذکر کیجاتی ہین +

کمی کی تمثیلات جدیدہ

پادری ہیڈلی صاحب کی تاریخ مرارۃ الصدق مین بیس کتابین ایسی ذکر کی گئی ہین جنکا الہام سے لکھا جانا عہد قدیم و جدید سے ثابت ہے - اور وہ اب عہد قدیم و جدید کے مجموعہ (بیبل) مین موجود نہین ہین بلکہ دنیا سے مفقود ہین -

ہم ان کتابون کا کسی وقت مین موجود ہونا عہد عتیق و جدید کی تیرہ کتابون سے ثابت کرتے ہین - اور اب انکا مفقود ہونا بحوالہ کتاب مذکور بیان کرتے ہین -

(۱) گنتی کی کتاب باب ۲۱ - آیت ۱۴ مین ہے "اس سبب سے خداوند کے جنگنامے مین لکھا ہے وہ سوفہ مین وہیب پر قابض ہوا" کتاب مذکور مین ہے جنگنامہ کی کتاب کا نام و نشان تک نہین ہے -

(۲) یوشع کے صحیفہ باب ۱۰ - آیت ۱۳ مین ہے "تب آفتاب کھڑا رہا اور مہتاب ٹھہر گیا یہانتک کہ اُن لوگون نے اپنے دشمنون سے انتقام لیا کیا یہ کتاب الیاشر مین نہین لکھا ہوا ہے"

+ دیکھو صفحہ (۸۵) و (۱۱۷) و (۱۱۸) و (۱۵۳) و (۱۵۴) و (۱۵۸) و (۱۵۹) وغیرہ وغیرہ -

فلما کانوا موصوفین بهذه الصفات وصفهم الله تعالی بالفسق بعد ان وصفهم بالکفر تنبیهاً علی ان طریقتهم طریقة مذمومة عند کل اهل العالم انتهی اور جسکو مذاق صحیح فن معانی سے ہی وہی جانتا ہے اسکو کہ ذکر اسم اشارہ اور تعریف الکافرون والظالمون والفاسقون اور توسیط فصل درمیان اوس کے اور اولئک کی صاف دال ہے اسپر کہ حکم ان آیات ثلثہ کا متعلق ہے اونہین لوگون سے کہ جو منکر اور جاحد اور مستہین اور مبدل اور مغیر اور محرف آیات واحکام منزل کتاب اللہ ہین خواہ وہ یہود ونصاریٰ ہون خواہ کوئی اور جو ایسی عقاید رکہین اور ایسے اعمال کرین درحقیقت وہی ہین کافر کہ نکل گئے دایرہ ایمان سے اور وہی ہین ظالم اور فاسق کہ اس سے زیادہ ظلم اور اس سے بڑا فسق نہین ہوسکتا پس واضح ہوا اس تقریر سے ضعف

ترجمہ

ذکر مبالغہ کے لئے ہوتا ہے اور جب کافر ہونے کا وصف بیان ہوا۔ تو پھر فاسق ہونے کے وصف مین کونسا مبالغہ ہے **جواب** کافر کبھی اپنے دین مین عادل ہوتا کبھی اپنے دین مین فاسق اس حالت مین وہ سبہی لوگون کے نزدیک مردود ہوتا ہے مسلمان تو اسوجہ سے اسکو مردود کہتے ہین کہ وہ کافر ہے کافر اسلئے مردود جانتے ہین کہ وہ ان مین بہی فاسق ہوتا ہے ایسے شخص کی بحکم عقل پیروی واجب نہین ہوتی یہہ بہی اس مین کہا ہے **سوال** فسق تو کفر سے ادنی ہے۔ پہر کفر کے بعد فسق کو کیون ذکر کیا **(جواب)** کافر کبھی اپنے دین مین عادل ہوتا ہے کبھی فاسق اور جہوٹ بولنا فریب دینا مکر کرنا سبہی دینون مین برا سمجہا جاتا ہے۔ چونکہ وہ لوگ ان سب ہی صفات سے موصوف تہے لہذا انکو خدا تعالی نے کفر کے بعد وصف فسق سے بھی موصوف فرمایا تاکہ لوگون کو یہہ معلوم ہو کہ اون کا طریق سبہی لوگون کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کتاب مذکور مین ہے روسن کیتھلک کہتا ہے کہ مین پروٹسٹنٹون سے پوچھتا ہون کہ کتاب الیاشر کہان ہے؟

(۳) اول سموائیل کے باب ۱۰ - آیت ۲۵ مین ہے "پھر سموائیل نے جماعت کو سلطنت کی آداب بتلائے اور کتاب مین لکھکے خداوند کے حضور رکھے" کتاب مذکور مین ہے یہ کتاب بھی کھو گئی

(۴) اول سلاطین کے باب ۴ - آیت ۳۲ مین ہے "اور اُسنے تین ہزار مثلین کہین اور اُسکے گیت ایک ہزار اور پانچ تھے" کتاب مذکور مین ہے - یہ گیت اور مثالین کہان ہین عہد عتیق مین تو اسوقت ۹۰۰ مثالین ہین - اور ۱۱۶ گیت ہین -

(۵) اول تواریخ باب ۲۵ آیت ۲۹ مین ہے "اور داؤد بادشاہ کے اعمال اول و آخر دیکھ وہ سب سموائیل غیب بین کی تواریخ مین اور ناتن نبی کی تواریخ مین اور جاد غیب بین کی تواریخ مین" کتاب مذکور مین ہے - یہ تینون کتابین بھی اسوقت عہد عتیق مین موجود ہین اور کہین -

(۶) دوم تواریخ باب ۹ - آیت ۲۹ مین ہے "اور سلیمان کا باقی احوال اول و آخر جو ہے وہ تو ناتن نبی کی کتاب مین اور سیلانی اخیاہ کی پیشین گوئی مین اور عید و غیب بین کی رویتون کی کتاب مین جو اُس نے یربعام بن نبات کی بابت دیکھی تھین لکھا ہے" کتاب مذکور مین ہے یہ تینون کتابین بھی کم ہوگئی ہین - راقم کہتا ہے ان تینون مین ناتن نبی کی کتاب کا مفقود ہونا پہلے بیان ہوچکا - لہذا اب دو شمار کرنی چاہئین -

اس کتاب کے باب ۱۲ - آیت ۱۵ مین ہے "اور رحبعام کا احوال اول و آخر جو ہے سو سمعیاہ نبی کی کتاب مین اور عید و غیب بین کی کتاب مین اور نسب نامون کی بابت لکھا ہے اور رحبعام اور یربعام کے درمیان ہمیشہ جنگ تھی"

اِشَاعَةُ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّة

عن بدعة التقليد السيئة

نمبر ۹ - ۱۰ - ۱۲ ۱۱ء

اصول ضوابط و شرح قیمت

یہ رسالہ عموماً ۲۵ سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے۔ خواص (اہل اسلام) حفظ ما سبق سے عنایت فرماتے ہیں بعض اخلاص سے جتنی آمدنی چاہیں روپیہ ہو زیادہ دیں رعایتاً چار روپیہ لیے جاتے ہیں جتنی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہیں ہوتی چار روپیہ جو دس سو بھی آمدنی نہیں رکھتے پر بھی بضاعت رکھتے اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہیں انکو ۱ قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ کشف الرسالہ سے ملیں گا۔ بیرونی عام قیمت تین روپیہ ہے۔ خاص چھ روپیہ۔ خاتمی ۱۲ ادنے ۱۱

اشتہار

ممانعت استعمال لفظ وہابی کی متعلق من قبل ہائی کورٹ گورنمنٹ و پبلک کیطرف سے ہوئی ہے اور وہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ - ۷ جلد ۹ وغیرہ میں شایع ہو چکی ہے اس کو انگریزی میں ترجمہ کرکے بطور سالہ چھپوایا گیا ہے جسکی قیمت ایک روپیہ ہے اسکو طالب شایق جلد خوست ہیں نہ تھوڑی مدت کے بعد ۱۲ اس سالہ کو نہ پائیں گے کمی بیشی کم چھپوئی گئی ہیں۔ ابوسعید محمد حسین مہتمم شاعۃ السنۃ لاہور

مژدہ

رسالہ اقتصادی مسائل جلد چہارم فارسی بہت میں چھپکر شایع ہوگیا ہے جیسا کہ اردو و انگریزی میں مدت سے شایع ہو رہا ہے شایقین بہت کو کام میں لاویں اور فارسی نسخہ کے خواہ اردو سے حظ اٹھاویں قیمت اردو انگریزی کی طرح آٹھ آنہ فارسی کا ایک روپیہ ہے

فہرست مضامین رسالہ ہذا
(۱) مسئلہ ترک تقلید
(۲) ایکٹ جنڈیشل انگلش (قانون توہین کورٹ کنٹمپٹ آف کورٹ آئین و قوانین)
(۳) ۱۲ ۱۳ پیمائش (طریق حافظہ مختصر اشاعۃ السنۃ)
(۴) تعمیل احکام
فہرست ذیل فہرست رسالہ ہذا و اعتقاد
(۵) بعض مسائل متعلق بعض مسائل تقلید و اصل الحدیث (طریق حافظہ مقلدین و تارکین تقلید)
(۶) اصول مسائل اسلام پر شہادت
مخبر اقوام - (طریق توجہ اہل اسلام حوالہ نمبر ۲)

(اسلامیہ پریس لاہور چھپا)

سودان کا بہتان

سودان کا مہدی آئے دن نیا طوفان اوٹھاتا اور کوئی نہ کوئی بہتان کھڑا کرتا ہے - اسکے پچھلے طوں کا بیان شاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۱ میں بصفحہ (۳۰) ہوچکا ہے اسکے بعد اسنے یہہ بہتان کھڑا کیا ہے کہ اسنے مہدی ہونیکا دعوے کیا اور بنا بر علیہ ملکہ معظمہ انگلنڈ و قیصر ہند اور خدیو مصر کے نام اس مضمون کے خطوط روانہ کئے ہین (چنانچہ بعض اخبارات مین یہ کہا گیا ہے) کہ "مہدی (اپنے آپ کو کہتا ہے کیونکہ مہدی متوقی کی بیعت اب ہو نہین سکتی) کی جلد بیعت کرو ورنہ شاہ حبش کی طرح تمکو تباہ کردونگا"

(ادہر سے سنا گیا ہے) اسکے خطوط کا کچھ جواب نہ دیا جائیگا - بلکہ اصل خطوط بلا جواب واپس کرنا مقرر ہوچکا ہے - یہہ خبر سچ ہے تو اسکی نسبت یہہ کہنا ہمارا قومی اور ملکی فرض ہے کہ ہمارے نزدیک اصل خطوط کو بلا جواب واپس کرنا مناسب نہین - ان خطوط کا جواب دینا نہایت ضروری ہے - اس جواب سے گو مہدی کو فائدہ نہوگا - مگر ان مسلمانان عرب و مصر کو جو مہدی سے ہمدردی رکھتے ہین ضرور فایدہ پہونچیگا -

اس جواب کا یہہ مضمون ہونا چاہئے کہ تیرا اور تیری پریڈیسسر (منیب) کا مہدی ہونیکا اعلان محض بہتان ہے - کسی مسلمان کو اس دعوے کی تسلیم جائز نہین ہے چہ جائے اقوام غیر کو - اور اس مضمون کے ثبوت مین اس قسم کی احادیث کو پیش کرنا ضرور ہے جنسے سودانیون کا مہدی ہونا غلط ثابت ہو اور انمین بعض احادیث کا ذکر ہمارے رسالہ نمبر ۲ جلد ۱۱ میں بمضمون "سودان کا طوفان" منقول ہوچکا ہے -

اس قسم کی احادیث کی فراہمی و جواب کی ترتیب مین برٹش گورنمنٹ اپنی سلطنت کے علماء اہل اسلام سے مدد لے اور گورنمنٹ عالیہ علماء عرب و مصر سے - اور انکے دستخط و مواہیر سے مزین شدہ پمفلٹ انپر ممالک مین شائع کرے اور اسکی ایک کاپی مہدی کے پاس بھیجدے -

(۲) مین ہم ایک مستقل و مفصل مضمون آیندہ رشیو (اشاعت) مین شہر کرنا چاہتے ہین جسمین یہہ ثابت کرینگے کہ اولاً تو مہدی سے موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہین ہے - اور کسی حدیث صحیح مین اسکے وقوع کی خبر نہین دی گئی - اور بعض احادیث

* مین نے خود مہدی سے مصاحبہ کیا ہے اور اسکے مریدون سے ملا ہون اور وہ دعوے مہدی ہونیکا نہین کرتے - مہدی کے مصاحبون کا گورنمنٹ سے اس مضمون کو سننا اور مہدی کے پاس اسکا بھیجنا تو درکنار مضمون کا دیکھنا بھی مناسب نہین سمجھا - اور اس

ایکٹ جذامیون کا بل

جذامیون کے علیحدہ رکہنے - اور انکی درستی حالت مین کوشش کرنے متعلق گورنمنٹ ہند نے ایک ایکٹ تجویز کیا ہے جسکا بل (مسودہ) ہوم سکرٹری گورنمنٹ ہند کی طرف سے بغرض طلب رائے ہمارے دفتر مین موصول ہوا - اس ایکٹ (یا بل) کے دس دفعات ہین -

دفعہ اول مین ایکٹ کا نام - ایکٹ مجذومان اور اسکے جلد نافذ ہونے کا بیان ہے -

دفعہ دوم مین مجذوم کی تعریف ہے - کہ کوئی ڈاکٹر یا حکیم اسکو مجذوم قرار دے اور اسکے خلوت گاہ کی تجویز اور ان حکام کی تعیین جنکے حکم سے وہ خلوت گاہون مین رہینگے -

دفعہ سوم مین - انکے اخراجات کے لئے فنڈ مقرر کرنیکی تجویز اور خرچ کرنیوالون کے اختیارات -

دفعہ چہارم مین - مجذومون کی درخواست پر انکے لئے خلوت گاہون مین قیام کی تجویز -

دفعہ پنجم - آوارہ گرد - اور بے معیشت مجذومون کو جبراً خلوت گاہون مین رکہنے کی تجویز -

دفعہ ششم مین - ان مواضع سے مجذومون نکالنے کی تجویز -

دفعہ ہفتم مین - وقت مناسب سے پہلے مجذومون کی خلوت گاہ سے نکل جانے پر واپسی کا حکم -

دفعہ ہشتم مین - لوکل گورنمنٹون کی اختیارات درباب تقرری مکانات مجذومان - وانتظام مکانات در مجذومون کے چال چلن کی نگاہداشت -

دفعہ نہم مین - مرد اور عورتون کے علیحدہ رکہنے کی تجویز -

دفعہ دہم - مجذومون کے مذہب مین دست انداز نہونیکی تجویز -

اس ایکٹ کے اصل اصول سے کہ مجذومی علیحدہ رہین اور انکے اختلاط سے تندرست بچین ہمکو کلی اتفاق ہی اور بخیال ہدایات و تعلیمات اسلام ہم کہ سکتے ہین کہ عام* اہل اسلام سے کسیکو اس سے اختلاف نہوگا کیونکہ ہادی اہل اسلام پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد+ سند صحیح سے ثابت ہے کہ مجذومی سے ایسے بہاگو جیسے شیر سے بہاگتے ہو - رہی اس ایکٹ تفصیل دفعات اس کو بہی اصول ہدایات اسلام کو مخالفت نہین ہے لہذا اسکی تسلیم سے بہی اہل اسلام کو کوئی عذر نہین اور یہہ ایکٹ جلد نافذ ہونا چاہئے -

* اس مین یہہ اشارہ ہی کہ خواص جو سبب کو حقیقی موثر نہین سمجہتے اور انپر اعتماد نہین رکہتے اس خلاف کرین تو کرین -

+ وہ ارشاد یہہ ہے جو صحیح بخاری مین موجود ہے فر من المجذوم کما تفر من الاسد -

وہ چور پکڑا

شاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۱ میں صفحہ ۴۸ جس مسئلت کا جعلی ہونا ہمنے ثابت کیا تھا اسکے جعلی ہونے کا جعلسازوں نے خود اقبال کرلیا۔ اور شمارہ ہذا مئی ۱۹۰۸ء میں بالفاظ ذیل اظہار دیا ہے۔

"یہ سوالات جو شمارہ ہذا ۴۸ اگست ۱۹۰۷ء میں چھپے ہیں بشورہ باہمی تجویز ہوئے تھے چونکہ سوالات کے آخر میں تین نام لکھنے ضرور نہ تھے لہذا ایک ہی نام لکھدیا گیا اب مولوی صاحب (نوازش علی) بوجہ کسی الجھن کی بنا پر کے بقول صاحب اشاعۃ السنۃ نگاری ہیں اور صاحب شاعۃ السنۃ بنام راقم جواب دینے میں عذر و حیلہ کرتے ہیں"۔ ان فقرات میں صاف اقبال ہے کہ راقم سوالات شمارہ ہذا ۴۸ اگست ۱۹۰۷ء (جنکو مولوی نوازش علی صاحب کی طرف منسوب کیا گیا تھا) واقع میں تین شخص تھے۔ اور برخلاف واقعہ وہ صرف ایک شخص (مولوی نوازش علی صاحب جوان سوالات کے علم و اطلاع سے اپنے اس خط میں جو بجواب خط ایڈیٹر شاعۃ السنۃ مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۰۷ء نمبری ۶۹۱ انہوں نے رقام فرمایا اور وہ شاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۱ میں صفحہ ۴۹ شائع ہوا ہے صاف انکاری ہیں) کی طرف منسوب کئے گئے اس سے مزمنون کی چوری صاف ثابت ہوتی ہے اس کی تنقیح و تحقیق کا ملزم دعوے شمولیت مولوی نوازش علی صاحب ہیں ہمچو ہیں مولوی صاحب انکار بسوچ اتہام ضروری نہیں۔ ملزم ہمچو ہوں خواہ مولوی صاحب ہمارا چور کہیں نہیں جاسکتا اور اس چوری کی سزا مدت اسقدر بس ہے کہ ایسی چوٹوں کو ہمہ خاطب بنانے اور انکے سوالات ۴۸ اگست ۱۹۰۷ء سے کچھ جواب نہیں ہو ہمل مانس اس چوری کو نہ تسلیم کرے۔ نہ دنیا کی ملامت سے ڈرے نہ آخرت کی عقدہ گیر ہے انکی گفتگو سائل شروع ہوگئی تو خدا جانے کیا لکھ مرینگے۔ ہمکو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رسالہ "از الاوہام" جو بجواب مضمون طرازت شاعۃ السنۃ جو ہی حق پرکی کے اصول پر ایک مجہول الاسم "خلق خسمن" کے نام سے شائع ہوا ہے وہ بھی چوری کی تالیف ہے جسمیں اس چوری کے سبب جو کہنا تھا سو کہا گیا ہے اس رسالہ کا جواب سے ہمارا تعرض نہ کرنیکی ایک وجہ یہی (چوری) ہے۔ دوسری وجہ اور ہے جسکو ہم انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین ظاہر کرینگے کہ اسمیں باوجود عدم تعرض بجواب اس رسالہ کا جواب دیا ہے۔

---

(۱) از خود وکالۃ مولوی نوازش علی صاحب نے پنجونہ نگاری ہی ہے (۲) مسیح الہی حمایت اللہ قیصر سے شاید مولوی نوازش علی صاحب ہوں جنکو مزہ پنجونہ میں شمار کرتے ہیں اور اپنے نگاری ہیں

حامی اسلام ہوا جسنے ثابت کر دکھایا کہ وہ اسلام اسلام نہیں ہے تو ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں جسمیں عمدہ مسلمان شریک ہیں وہ مسلمان نہیں ہے۔ رسالہ قیمت ہمگی ہر دو رسالہ رفاہ مسلمین مولوی فتح الکھنوی سے سنایع ہوتا ہے

راقم خاکسار محمد عبد الغفار مہتمم رسالہ حامی اسلام لاہور

بقیہ مضمون

"تعمیل احکام توریت و انجیل کی نسبت اسلامی اعتقاد"

کتاب مذکور (مراۃ الصدق بیڈلی صاحب) مین ہے۔ یہہ دونو کتابین (یسعیاہ نبی کی کتاب اور عبد و غیب بین کی کتاب) بھی مفقود ہین۔

(۸) اور اسی کتاب (دوم تواریخ) کے باب ۱۳۔ آیت ۲۲ مین ہے "ابیاہ کا باقی احوال اور اوس کے کام و کلام عید نبی کی تفسیر کی کتاب مین لکھے ہین" کتاب مذکور مین ہے۔ یہہ کتاب بھی ناپید ہے۔

(۹) اور اسی کتاب کے باب ۲۰۔ آیت ۳۴ مین ہے اور یہوسفط کا باقی احوال اول و آخر جو ہے وہ باہو بن حنانی کی تواریخ مین جو اسرائیل کے سلاطین کی کتاب مین شامل کی گئی ہے لکھا ہے"

(۱۰) اور اسی کتاب کے باب ۳۳۔ آیت ۱۹ مین ہے۔ اسکی (یعنے منسی کی) دعا اور اس کا قبول ہونا اور اسکی ساری خطائین اور اسکی بے ایمانی اور وہ مکان جسپر اُسنے اونچے مکان بنوائے اور تسیرتین اور مورتین رکھین اِس سے پہلے کہ وہ تائب اور خاکسار ہوا۔ یہہ سب باتین ہوسی نبی کی تواریخ مین ہین۔ کتاب مذکور مین ان دونو کتابون (باہو نبی کی تواریخ۔ اور ہوسی نبی کی تواریخ) کی بابت کوئی خاص ریمارک نہین کیا۔ ان کتابون کے مفقود ہونے کا اظہار

اس عام دعویٰ سے ہوا ہے جو شروع مضمون مین مصنف نے کیا ہے کہ کتاب مقدس سے بہت سی حصہ کم ہین اور کم سے کم بیس کتابین جلد مقدس کی کہوئی گئی ہین" اور انکو ان بیس گم شدہ مین شمار کیا گیا ہے

(۱۱) یوحنا کی انجیل کے باب ۲۱ - آیت ۲۵ مین ہے - "پہر اور بہی بہت سی کام ہین جو یسوع نے کئے - اور اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو مین گمان کرتا ہون کہ کتابین جو لکہی جاتین وہ دنیا مین نہ سماتین"

کتاب مذکور مین ہے - اس سے ثابت ہوا ہے کہ انجیل بھی نا تمام ہے -

(۱۲) اول قرنتیون کے باب ۶ - آیت ۹ مین پولوس مقدس کا بیان ہے کہ مینے خط مین تمکو یہہ خط لکہا تھا کہ تم حرامکارون مین مت ملے رہو - (۱۰) لیکن نہ یہ کہ بالکل دنیا کے حرامکارون یا لالچیون یا لوٹیرون یا بت پرستون سے نہ ملو - نہین تو تمہین دنیا سے نکلنا ضرور ہو (۱۱) پر مینے اب تمہین یہہ لکہا ہے کہ اگر کوئی بہائی کہلا کے حرامکار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا لوٹیرا ہو تو اس سے صحبت نہ رکہنا -

کتاب مذکور مین ہے - "ولی پاولس نے قرنتیون کو تین مکتوب لکھے اُن مین سے پہلا کہویا گیا ہے - کیونکہ جسے ہم پہلا کہتے ہین ولی پاولس لکھتا ہے کہ مینے تمکو ایک مکتوب لکہا ہے - پس وہ مکتوب جو اسنے لکہا تہا کہان ہے"

(۱۳) قلسیون کے باب ۴ آیت ۱۶ مین ہے - جب یہہ خط تم مین پڑہا گیا ہو تو ایسا کرو - کہ لدوقیا کے کلیسیا مین پڑہا جاے - تم بھی اُس خط کو جو لدوقیا سے ہے پڑہو - کتاب مذکور مین ہے - "یہ کتاب (لدوقیا کا خط) بھی مفقود ہے"

زیادتی یا الحاق کی تمثیلات جدیدہ

(۱) کتاب استثنا کا باب ۳۴ الحاقی ہے - اس مین جو کچھ بیان ہوا ہے وہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال ہے جبکو کوئی دوسرا شخص بیان کرتا ہے اسکی آیت ۵ و ۶ مین یہہ بیان ہے کہ "خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق مواب کی سرزمین مین مرگیا اور اوس نے اسے مواب کی ایک وادی مین بیت فغور کے مقابل گاڑا - پر آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہین جانتا"۔

یہہ الفاظ صاف کہہ رہے ہین کہ یہہ حالات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد لکھے گئے ہین اور لکھنے والا کوئی اور شخص ہے نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام - اہل کتاب بھی اس باب کو الحاقی مانتے ہین - پھر وہ اس باب کے لکھنے والا یقین واتفاق کے ساتھ نہین بتاتے - کوئی کہتا ہے اس کا راقم حضرت یوشع ہین نون ہین - کوئی کہتا ہے عزیر علیہ السلام ہین - کوئی کسی اور کو راقم بتاتا ہے - ان کا یہہ اختلاف گویا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کے راقم موسیٰ علیہ السلام نہین ہین -

(۲) ایسا ہی کتاب یشوع کا باب ۲۴ الحاقی معلوم ہوتا ہے - اسمین یشوع کے حالات وعظ و تبلیغ کوئی اور شخص بیان کرتا ہے - اسی بیان حالات کے اخیر مین کہا ہے - ۲۹ - اور ایسا ہوا کہ بعد ان باتون کے نون کا بیٹا یشوع خداوند کا بندہ جو ایک سو دس برس کا بوڑھا تھا رحلت کر گیا (۳۰) اونہون نے اسی کی میراث کے سوانی مین تمنت سرح مین جو کوہستان افرائیم کوہ جعس کے اوتر کی طرف کوہ ہے اُسے دفن کیا"۔

یہہ بیان بھی صاف مظہر ہے کہ یہہ حضرت یوشع علیہ السلام کا بیان نہین ہے - اون کی وفات کے بعد کسی نے آپ کے یہہ حالات بیان کئے ہین -

(۴۳) گنتی کے باب ۲۱ - آیت ۳۲ مین بیان ہے کہ خداوند نے اسرائیل کی آواز سنی اور کنعانیون کو گرفتار کرایا اور اونہون نے اُنہین اور اُن کی بستیون کو حرم کر دیا اور اس نے اس مقام کا نام حورمہ رکھا۔

یہہ بیان بھی صحیح الحاق معلوم ہوتا ہے - مولف کتاب (حضرت موسی علیہ السلام) کا یہہ بیان ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ جن واقعات کی اس بیان مین حکایت و روایت ہے یعنے کنعانیون کا گرفتار ہونا اور اُن کی بستیون کا حرم یا حرمہ نام رکھا جانا۔ وہ حضرت موسی علیہ السلام کی زندگی مین وقوع مین نہین آئے بلکہ کنعانیون کا گرفتار ہونا حضرت موسی علیہ السلام کے بعد یوشع کے عہد مین ہوا ہے اور اُن کی بستیون کا نام حرم یا حرم رکھا جانا حضرت یوشع کے بھی بعد یہوداہ اور اُن کے بھائی شمعون کے عہد مین ہوا ہے - حضرت موسی علیہ السلام نے تو سرزمین کنعان مین داخل ہونے کی خدا تعالی سے تمنا و التجا بھی کی تو وہ منظور نہوئی۔ اور بجاے اُن کے حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے اسکی بشارت دی گئی۔ چنانچہ استثنا کے باب ۳ - آیت ۲۵ وغیرہ مین حضرت موسی علیہ السلام کے یہہ اقوال بیان ہوئے ہین - ۲۵ - مین تیری منت کرتا ہون کہ مجھے اجازت ہو کہ مین پار جاؤن یعنے سرزمین کنعان مین (چنانچہ اس باب کے عنوان مین اسپر تصریح ہے) وہ اچھی زمین جو یردن کے پار ہے دیکھون وہ اچھا پہاڑ وہ بستیان - ۲۶ - لیکن خداوند تمہارے سبب سے مجھ پر غصے ہوا اور اُس نے میری نہ سنی بلکہ خداوند نے مجھے کہا اتنا تیرے لئے کافی ہے اس قدر مت مجھے اور کچھ مت کہہ - ۲۷ - کوہ پسگاہ کی چوٹی پر چڑھ اور پچھم اور دکھن اور پورب کی طرف آنکھین اوٹھا اور اپنی آنکھون سے دیکھ لے کیونکہ تو اس یردن پار نہ جائیگا - ۲۸ - پر یشوع کو وصیت کر اور اُسے دم دلاسا دے اور اُسکی قوت بڑھا۔ کہ وہ اُن لوگون کے آگے پار جائیگا

اور وہی اکیلا اس زمین کا جو تو دیکھتا ہے وارث کریگا"۔

اور کتاب یشوع کے باب ۲۴ - آیت ۱۱ وغیرہ مین حضرت یوشع کا بنی اسرائیل سے یہہ خطاب وکلام منقول ہے - ۱۱ - پر تم یردن کے اس پار اُترے اور یریحو تک آئے اور یریحو کے لوگون نے اموریون اور فرزیون اور کنعانیون اور حتیون اور جرجاسیون اور حویون اور یبوسیون نے تم سے مقابلہ کیا اور مینے انہین تمہارے قبضہ مین کردیا"۔

اور کتاب قاضیون کے باب اوّل کے شروع مین ہے - اور یشوع کے مرنیکے بعد یون ہوا کہ بنی اسرائیل نے خداوند سے سوال کیا اور کہا کہ کنعان سے جنگ کرنے کو ہمارے واسطے پہلے کون چڑھے گا - سو خداوند نے فرمایا کہ یہوداہ چڑھے اور دیکھو مینے یہہ زمین اسکے قبضہ مین کردی * * * * * *

(۹) بعد اسکے بنی یہوداہ اُترے اُن کنعانیون سے جو کوہستان مین اور دکن کی سرزمین اور نشیب مین بستے تھے لڑنے * * * * * * *

(۱۰) اور یہوداہ اپنے بھائی شمعون کے ساتھ گیا اور اُنہون نے اُن کنعانیون کو جو صفت مین رہتے تھے مارا اور شہر کو حرم کردیا اور اس شہر کا نام حرمہ کہلایا"۔

اِن مقامات مین صاف تصریح ہے کہ وہ واقعات حضرت موسی علیہ السلام کے بعد واقع ہوئے ہین - جسسے مخالف ثابت ہے کہ وہ آیت الحاقی ہے اور کسی ایسے شخص کا کلام ہے جو حضرت یوشع کے بعد پیدا ہوا ہے - اور ان واقعات کو دیکھ یا سُنکر اُسنے نقل کیا ہے -

(۴) اور استثنا کے باب ۳ - آیت ۱۳ و ۱۴ مین ہے (۱۳) اور جلعاد کا بقیہ اور سارا باشن جو عوج کی مملکت مین سے تھا مینے منسی کے آدھے فرقہ کو دیدی -

اوس قول کا کہ کہا ہے بعض نے جیسکہ نقل کیا ہے اوسکو بعض تفاسیر مین کہ الاول فی الجاحد والثانی والثالث فی المقر التارک اور اسی سے دہوکہا پڑتا ہے ناواقفون کو علوم قرانی سے اور اون کو کہ جنکو مسند قرانی حاصل نہین ہے علماء محققین اہل تفسیر سے اور بالفرض اگر اس قول کو بہی گو مخالف تحقیق جم غفیر علماء محققین اہل تفسیر کی ہے اور نیز نظم قرانی سے بہت دور ہے مان لیا جاوی تو یہہ بہی ایک قول ہے اقوال متعددہ سے تفسیر ان آیات مین کہ روایت کیا گیا ہے عکرمہ سے پس اس سے حکم ظلم اور فسق نہین کیا جاتا کسی مسلم پر کیونکہ دلیل محتمل اوپر احتمالات متعددہ کے قابل احتجاج اور استدلال کی کسی حکم خاص پر نہین ہوسکتی آیا نہین ہے مسلمات فن سے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور یہہ جو مدارک مین قول ابن عباس رضی اللہ نقل کیا ہے اس عبارت سے قال ابن عباس رضی اللہ من لم یحکم جاحداً فہو کافر وان لم یکن جاحدا فہو فاسق ظالم انتہی مخالف ہے اور روایات صحیحہ کی جو ابن عباس رضی اللہ سے منقول ہین۔ جیسا کہ نقل کیا اور تفاسیر مین مثل کشاف ولباب التاویل ومعالم کی اور جب یہہ تردد واقع ہوا تو رجوع کی گئی طرف تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تو پایا اسکو موافق اسی تحقیق کے جو نزدیک جمہور محققین اہل تفسیر کی تفسیر ان آیات ثلثہ مین

ترجمہ نزدیک برا ہے۔

پہلی آیت جسمین مخالف احکام کو کافر کہا گیا ہو منکر کے حق مین ہے دوسری اور تیسری آیۃ (جن مین ظالم و فاسق کہا گیا) تارک کی حقمین جو منکر نہو یہی قول ہے جسپر ہمارے مخالفین کو بڑا گہمند تہا مفتی صاحب نے اسکا خوب جواب دیا ہے۔

ابن عباس نے فرمایا ہے کہ جو منکر ہوکر حکم نہ کرے وہ کافر ہے اور جو منکر نہو وہ

ارجوب کا سارا ملک ساری بثن سمیت جو جایرہ کی سرزمین کہلاتی تھی - ۱۴ -
نسی کے بیٹے یایر نے ارجوب کی ساری مملکت جشوریون اور معکاتیون کے
سوالون تک لے لی - اور اس نے اسکا اپنا نام رکھا - یعنے یائیر کی بستیان
بثن ہین - وہی نام آجنک ہے" - یہہ آخری فقرہ کہ آجنک ان بستیون کا
نام وہی ہے صاف بتاتا ہے کہ یہہ سب بیان کسی ایسے شخص کا الحاق ہے جو
ان بستیون کو یائیر کے فتح کرنے اور ان کا نام یائیر کی بستیان قرار پانے کے
بعد ہوا ہے - : حضرت موسی علیہ السلام کا بیان کیونکر یہہ واقعہ جسکی اس بیان
مین حکایت ہے وفات حضرت موسی علیہ السلام سے بہت مدت بعد وقوع
مین آیا ہے - حضرت موسی علیہ السلام جنکی وفات کا ذکر استثنا کے آخری
باب مین ہوا ہے - اور جسکو حاشیہ سیل مطبوعہ زالپور مین (۱۴۵۱) برس مسیح سے پیشتر
کا واقعہ بتایا گیا ہے) فوت ہوئے تو حضرت یوشع علیہ السلام ان کی جگہہ
نبی ہوئے چنانچہ کتاب یشوع کے باب اول آیت اول مین تصریح ہے - اور
حضرت یوشع علیہ السلام فوت ہوے تو ان سلاطین بنی اسرائیل کا سلسلہ حکومت
شروع ہوا جن مین ایک یائیر بھی تھا - چنانچہ کتاب قاضیون کے باب اول سے
لیکر تک ان واقعات اور حکومتون سلاطین بنی اسرائیل وغیرہ کا وقوع جو حضرت
یوشع علیہ السلام کے بعد ہوئے ہین بیان ہوا ہے اور اسکے بعد باب دہم
مین توع بن نواہ کی سلطنت کا وقوع بیان کرکے کہا ہے (۳) بعد اس کے
جلعادی یائیر اٹھا اور اس نے بنی اسرائیل پر بائیس ۲۲ برس حکومت کی (۴) اسکے
تیس بیٹے تھے جو تیس گدھون کے بچھیرون پر چڑھا کرتے تھے - جسکے نام
آجنک یائیر کی بستیان ہین (اس واقعہ کو سیل نے کے حاشیہ مین ۱۱۸۳ کا واقعہ
بتایا ہے) جس سے ثابت ہے کہ فتوح یائیر کا وقوع حضرت موسی علیہ السلام کی

وفات سے بہت زمانہ (تقریباً تین سو برس) پیچھے ہوا ہے اور اس سے یقیناً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ بیان جس میں اس واقعہ کے وقوع کی حکایت ہے الحاقی ہے۔ اس الحاق کو بھی اہل کتاب (ہنری واسکاٹ وغیرہ) نے مجبور ہو کر مان لیا ہے گو اسکے ساتھ یہہ عذر بھی کر دیا ہے کہ اُس فقرہ آخری کے الحاقی ہونے سے اصل کتاب کی صداقت میں فرق نہیں آتا۔ اور اگر اس فقرہ کو چھوڑا جاوے تو کچھ مطلب نہیں بگڑتا"

اور یہہ خیال نہ کیا کہ اسصورت میں ان کتابوں کا اعتبار کلی باقی نہیں رہتا اور ان کے ہر ایک جزو و فقرہ کی نسبت یہہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ وہ خدا تعالیٰ یا موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے۔

(۵) گنتی کے باب ۱۲ کے شروع میں سے "اور مریم اور ہارون نے موسیٰ کا شکوہ کوشی عورت کی بابت کہ اس نے لی تھی کیونکہ اس نے ایک کوشی عورت لی تھی۔ ۲۔ اور بولے کیا خداوند نے موسیٰ ہی سے باتیں کی ہیں؟۔ کیا اُس نے ہم سے باتیں نہیں کی؟۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ نے یہہ سُنا۔ ۳۔ (پر وہ مرد موسیٰ (علیہ السلام) سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر ہیں زیادہ حلیم تھا"

یہہ بیان والفاظ بھی صاف بتا رہے ہیں کہ یہہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام نہیں ہے۔ کوئی اور شخص یہہ باتیں کر رہا ہے۔ خصوصاً وہ فقرہ مدحیہ جس کو آیت نمبر ۳ قرار دیا ہے کہ اس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سرزد ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی تعریف اپنے مونہہ سے کرنا نہایت مستبعد معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کی تمثیلات کی وزیادتی کی ان کتابوں میں اور بکثرت پائی جاتی ہیں جن سب کی تفصیل موجب تطویل ہے ان چند امثلہ سے جو ہم نے

بیان کی ہین صاف ثابت ہے کہ جو کمی وبیشی ان کتب مین پائی جاتی - اور اہل کتاب مین تسلیم کی جاتی ہے - یہہ اس کمی کی نظیر نہین ہے جو قران مین بعض محاورات کے نکال دینے سے واقع ہوئی ہے قران سے بعض آیات کے بعض محاورات غیر قریش نکالے گئے ہین کوئی آیت بجمیع محاورات الفاظ نکالی نہین گئی - اور ان کتابون کے مجموعہ سے پوری کتابین نکالی گئی ہین اور بہت سے نقرات وابواب وکتب از خود ملا دیے گئے ہین لہذا ان کتب کی کمی بیشی کا بعض محاورات قران کی کمی پر قیاس نہین ہوسکتا اور وہ ان کتب کو تحریف لفظی سے بچا نہین سکتا - جیسا کہ قران مجید باوجود کمی بعض محاورات تحریف وتبدل سے محفوظ ہے -

بعض عیسائیون نے جب دیکھا کہ ان روایات صحیحہ کی دست آویز سے جن مین قران سے محاورات غیر قریش نکالدینے کا ذکر ہے قران مین اس قسم کی کمی ثابت نہین ہوتی جو توریت وانجیل مین پائی جاتی ہے تو اونہون نے ہٹ دہرمی ونے انصافی سے کام لیا اور قران مین اس قسم کی کمی ثابت کرنے کے لئے اسلام کے نادان دوستون (غالی شیعون) کے ان اقوال سے استدلال کیا ہے کہ "موجودہ قران ناقص ہے" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مین سے ان سورتون کو نکال ڈالا ہے - جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شان مین وارد تھین وعلی ہذا القیاس -

ان کے اس استدلال کے جواب دو ہین - اوّل یہہ کہ اون اقوال غالی شیعون کو خود اہل انصاف شیعون نے رد کردیا ہے اور پایہ اعتبار سے ساقط ٹھہرایا ہے - لہذا ان اقوال سے کسی اہل اسلام پر الزام قائم نہین ہوسکتا اور نہ ان سے کمی قران کا اثبات ممکن ہے -

والزیادة فی القران بطلانها مجمع علیه واما النقصان فرواه قوم من اصحابنا وبعض الحشویة من العامة والاصح خلافه کما نص به السید المرتضیٰ۔

حدیقه سلطانی نقلاً عن مجمع البیان

شیعہ کی کتاب حدیقہ سلطانی مین مجمع البیان سے نقل کیا ہے کہ قران مین کچھہ بڑا یا جانے کا باطل ہونا تو سب کے نزدیک مسلم ہے۔ رہا کم ہونا سو ہمارے بعض علماء سے اور بعض عامیون سے جو چھلکے تک پہنچے ہین یعنے مذہب کی مغز کو نہین پہنچے۔ منقول ہے اور صحیح مذہب اسکا خلاف ہے کہ اسمین کمی بھی واقع نہین ہوئی چنانچہ سید مرتضی (یہ شیعہ کے بڑے مجتہد ملقب بہ علم الہدیٰ ہین) نے بہ تصریح کہا ہے۔

اور مجمع البیان مین سید مرتضی سے نقل کیا گیا ہے کہ قران کے صحیح (یعنے کمی بیشی سے محفوظ) ہونیکا ہمکو ایسا علم حاصل ہے جیسے شہرون کے نام وحالات اور بڑے بڑے مشہور حوادث اور واقعات اور عرب کے اشعار کا علم حاصل ہے۔ بلکہ لوگون کی توجہ نقل قران کی طرف اس کثرت سے مصروف رہی ہے اور وہ نقل اس حد (تواتر) کو پہونچی ہے جسکی نظیر شہرون کے حالات اور واقعات کی نقل مین پائی نہین گئی کیونکہ قران مجید

اعلم ان العلم بصحة القران کالعلم بالبلدان والحوادث الکبار والوقائع العظام المشهورة واشعار العرب المسطورة فان العنایة اشتدت والدواعی توفرت علی نقله وبلغت الی حد لم یبلغ الیه فیما ذکرنا لان القران معجز النبوة وماخذ العلوم الشرعیة والاحکام الدینیة وعلماء المسلمین قد بلغوا فی حفظه وعنایته العنایة

حتی عرفوا کل شیء فیه من اعرابه وقراءاته وحروفه وآیاته فکیف یجوز ان یکون مغیراً او منقوصاً مع الغایة الصادقة والحفظ الشدید

(مجمع البیان نقلاً عن السید المرتضیٰ)

نبوت کا معجزہ ہے اور اخذ علوم و احکام شرعیہ کا محل اسلئے مسلمانون کی توجہ اسکی نقل و محافظت کی طرف زیادہ ہوئی حتیٰ کہ اسکے اعراب اور قراءتون اور حرفون اور آیتون کو بھی انہون نے پہچان رکہا ہے اس توجہ صادق اور ضبط شدید کے ساتھ کیونکر ممکن ہے کہ اس مین کمی یا تغیر واقع ہوا ہو۔

شیخ ابو جعفر محمد بن علی بابویہ نے رسالہ اعتقادات مین لکہا ہے۔ ہمارا

واعتقادنا فی القرآن الذی انزل الله علی نبیه هو ما بین الدفتین وهو ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلک ومبلغ سوره عند الناس مائة واربعة عشر وعندنا والضحیٰ والم نشرح سورة واحدة ولایلاف والم نشرح سورة واحدة ومن نسب الینا انا نقول انه اکثر من ذلک فهو کاذب

(رساله اعتقادات شیخ ابو جعفر)

اعتقاد قرآن کے حق مین یہہ ہے کہ قرآن مجید جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ یہہ وہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین دفتین یا پٹیون کے درمیان موجود ہے۔ وہ اس سے بڑھکر نہ تھا۔ اسکی سورتین اور لوگون کے نزدیک ایک سو چودہ ۱۱۴ ہین اور ہمارے نزدیک (ایک سو بارہ ۱۱۲ کیونکہ) سورہ والضحیٰ اور الم نشرح کو ہم ایک سورۃ سمجھتے ہین (ایسا ہی) لایلاف اور الم ترکیف کو ایک۔ جو شخص ہم لوگون (شیعہ) کی طرف اس قول کو منسوب کرے کہ موجودہ قرآن سے بڑھ کر اور بھی قرآن تھا وہ جہوٹھا ہے"۔

ان اقوال سے صاف ثابت ہے کہ مخالی شیعون کے اقوال مذکورہ کو خود شیعہ تسلیم نہین کرتے اور قران مین کمی یا زیادتی واقع ہونے کے وہ قائل نہین لہذا ان مخالیون کے اقوال سے قران مین کمی کا وقوع ثابت نہین ہو سکتا اور نہ ان اقوال سے کسی محقق شیعہ پر الزام قایم ہو سکتا ہے - چہ جائیکہ سنیون یا اور مسلمانون پر قایم ہو سکے - اور اگر صرف نام سے کام چلیگا ہے اور ایک کے قول سے جو مسلمان کہلائے دوسرے مسلمانون پر الزام قایم کرنا ممکن ہے تو یہ الزام عیسائیون پر مسلمانون سے بڑھکر تایم ہو سکتا ہے کیونکہ عیسائیون مین ایسے لوگ بہت گذرے ہین جو کسی انجیل کو سالم و محفوظ نہین مانتے - اور بعض انجیلون کو بالکل جعلی بناوٹی سمجھ رہے ہین -

انجیل متی کی نسبت فاسٹس کہتا ہے جو ویتھی سیدیکر آخر مین ہوا ہے کہ جو انجیل متی کی طرف منسوب ہے اسکی تصنیف نہین ہے اور پروفیسر بارجنی کہتا ہے کہ یہ تمام انجیل جھوٹی ہے اور شیوز اور شلنس بھی اس انجیل کی نسبت بہت تھوڑا اعتقاد رکھتے تھے - ڈاکٹر ویسر اور نرز لین نے اسکے باب اول و دوم کو الحاقی بتایا ہے - ایبیون ٹرک کے نسخے مین ہی یہ دو باب نہ تھے -

انجیل مرقس کے آخری باب پر بعض متقدمین عیسائیون کو شبہہ تھا چنانچہ جیروم نے اپنے زمانہ مین لکھا ہے انجیل مرقس کا باب ۱۲ کر بعض مواضع پر بعض متقدمین عیسائیون کو شبہہ تھا چنانچہ وارد مسیلا نے لکھا ہے بعض کے سپلو وبابد - ایسوئی کے نسخہ مین بھی یہ دو باب نہ تھے - انجیل لوقا کی نسبت اسٹاڈیس صاحب لکھتا ہے کہ یہ انجیل لوقا یقیناً کسی طالب العلم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے اور ہارن صاحب نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ فرقہ الوجین نے جو دوسری صدی مین تھا اس انجیل اور بہی تصانیف لوقا سے انکار کیا اور برشنڈ کہتا ہے کہ یہ انجیل درحقیقت لوقا کے اسکی تصنیف نہین - شروع دوسری صدی مین کسی عیسائی نے اسکے نام سے لکھدیا ہے مین اور اس انجیل کی باب ۱، ۲ کے بعض رسون سے جمہور علما نے انکار کیا ہے اور گروبیس کہتا ہے کہ انجیل

یوحنا کے بیس باب تھے۔ اکیسویں باب کو موت یوحنا کے بعد کلیسیا افسس نے اپنی طرف سے ملا دیا ہے" ان اقوال کو صاحب اعجاز نے بصفحہ ۱۶ و ۱۷ کتاب اعجاز عیسوی کے نقل کیا ہے۔ اور ان کی موت آویزے عیسائیون کو اس قسم کا الزام دیا ہے جو غالی شیعون کے اقوال کی موت آویزے عام مسلمانون کو عیسائیون نے دیا ہے۔

اس الزام کے جواب مین غالباً عیسائی یہی کہین گے کہ یہ اقوال ہمارے گروہ کے دیندارون کے نزدیک مسلم نہین ہین۔ لہذا ان اقوال سے کل عیسائیون پر الزام قایم نہین ہو سکتا یہی جواب عام مسلمان غالی شیعون کے اقوال مذکورہ کا دے سکتے اور یہ کہہ سکتے ہین کہ وہ اقوال محقق و منصف شیعون کے نزدیک مقبول اور لایق اعتبار نہین ہین۔ چہ جاے کہ سنیون یا اور مسلمانون کے نزدیک مسلم ہون۔ لہذا ان اقوال سے کل اہل اسلام پر الزام قایم نہین ہو سکتا۔

جواب دوم یہ کہ اگر بطور فرض محال یہ فرض و تسلیم کر لیا جاے کہ ان اقوال کو محقق و منصف شیعون نے رد نہین کیا بلکہ بعض محقق شیعون نے ان اقوال کو صحیح تسلیم کر لیا ہے تو بھی ان اقوال کی شہادت سے قران مین اس قسم کی کمی ثابت نہین ہوتی جو توریت و انجیل مین پائی جاتی ہے۔ کیونکہ جو کمی توریت و انجیل مین پائی جاتی ہے۔ اسکے وجود پر خود توریت و انجیل کی شہادت قایم و موجود ہے۔ (جس سے کسی یہودی یا عیسائی کو انکار کی گنجایش نہین) اور جو کمی ان اقوال غالی شیعون کو صحیح تسلیم کرنے سے قران مین متوہم ہوتی ہے اسکے وجود پر خود قران مجید کی شہادت پائی نہین جاتی بلکہ ان ہی اقوال کی شہادت پائی جاتی ہے جو صرف بعض اشخاص کی شہادت پاتے ہے۔ جس سے انکار کرنے

اور اسکو نا قابل قبول ٹھہرانے کی باقی تمام مسلمانوں کو گنجایش ہے۔

ان اقوال کے جواب میں ایک اردو مسلمان عیسائیوں کو یہہ کہہ سکتا ہے کہ یہہ اقوال آیات قرآن نہیں ہیں ہم ان اقوال کو نہیں مانتے اور جو کمی قرآن ان اقوال سے مفہوم ہوتی ہے اسکو ان عالموں کا افترا سمجھتے ہیں۔ لہذا تمہارا اس کمی کو جو ان اقوال سے مفہوم ہوتی ہے کمی و زیادتی توریت و انجیل کی مانند سمجھنا اور اس سے تمام مسلمانوں پر اتمام قائم کرنا بعید از انصاف ہے۔

ہمارے زمانہ کے بعض نا عاقبت اندیش شیعوں نے تہمت اعتقاد کمی قرآن سے اپنا دامن پاک کرنے اور اس تہمت سے سنیوں کو ملوث و متہم کرنے کی غرض سے سنیوں کو ان روایات حدیثہ کو (جن سے وہ بعض آیات کا منسوخ التلاوۃ ہونا اور اسی وجہ سے ان کا قرآن میں درج نہونا ثابت کرتے ہیں) چھاپکر مشتہر کر دیا ہے۔ جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہہ روایت کہ سورہ احزاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں دو سو آیت سے زیادہ پڑھی جاتی تھی۔ حضرت عثمانؓ کو اوسی قدر میسر آئی جو اب موجود ہے (جسکی تعداد ستر آیت سے زیادہ نہیں ہے) اور حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ کوئی یہہ نہ سمجھے کہ میں نے سبھی قرآن کو حاصل کر لیا ہے۔ بہت سا قرآن جاتا بھی رہا ہے اور حضرت ابی بن کعب سے یہہ روایت کہ سورہ احزاب میں آیت رجم تھی (اسکے جواب قرآن میں نہیں ہے) اسی قسم کی روایات اور صحابہ سے جنمیں بعض آیات اور سورتوں کا قرآن میں نازل ہونا بیان ہوا ہے اور اب ان آیات اور سورتوں کا قرآن میں نشان نہیں ہے۔

ان آیت و سورتوں کا ذکر عبارت شواہد جواب اول کے ضمن میں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

نواب شاہ

شاید بے انصاف عیسائی ان روایات سے اپنے خیالی کمی قرآن ثابت کرین یا کرتے ہون۔ اور اس سے عوام اہل اسلام دھوکا مین آجائین یا آگئے ہون۔ لہذا ان روایات سے استدلال کا (شیعہ کرین خواہ عیسائی) جواب دینا اشاعۃ السنۃ کا فرض ہے۔

وہ جواب ایک نہین تین ہین۔

جواب اوّل

جو ان روایات کی تسلیم صحت و قابلیت استدلال پر مبنی ہے

اُن روایات مین سے کسی صحیح روایت مین یہہ تصریح نہین ہوئی کہ وہ آیات یا

اسمین یہہ اشارہ ہے کہ جن روایات مین اس قسم کی تصریح وارد ہے وہ صحیح نہین ہین۔ جیسے حضرت عائشہؓ سے روایت مذکورہ بالا جس مین یہہ تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین سورہ احزاب دو سو آیت سے زیادہ پڑھی جاتی تھی اور اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپکے زمانہ مین اسمین کمی نہین ہوئی بعد مین ہوئی ہے۔ اس حدیث کا راوی ابن لہیعہ ہے (چنانچہ ابو عبیدہ کی روایت مین بیان ہوا ہے) اور یہہ راوی ضعیف ہے۔ ترمذی نے جامع مین بصفحہ ۳۱ کہا ہے کہ یحیی بن سعید قطان وغیرہ ائمہ نے اسکو ضعیف کہا ہے۔ اور تقریب مین ہے کہ اس شخص کی کتابین جلگئین تو اسکی روایت مین اختلاط واقع ہوا۔ ایسی ہی وہ روایت جسکو ابو عبیدہ نے

سورتین جو قرآن مین درج نہین ہوئین وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ حیات تک قرآن مین پڑھی جاتی تھین - یا اُن صحیفون مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین لکھے گئے اور پھر صدیقی یا عثمانی عہد مین وہ کام مین آئے - وہ آیات مندرج تھین - حضرت ابوبکر یا حضرت عثمان نے اُن کو قرآن سے نکال دیا اور اُن کے تصرف و مداخلت سے اُس کمی کا وقوع ہوا بلکہ برخلاف اسکے بعض روایات مین یہ تصریح ہوئی ہے (جسکی طرف قرآن مین بھی اشارہ پایا جاتا ہے) کہ اُن آیات کا پڑھا جانا آنحضرتؐ ہی کے عہد سعادت عہد مین منسوخ ہوا - اور اُٹھا لیا گیا تھا - خدا تعالےٰ نے اُن آیات کے پڑھنے سے لوگون کو خود منع کر دیا - یا لوگون کے سینون سے اُسکو بھلا دیا تھا - لہذا اس کمی کا وقوع بتسلیم صحت روایات مذکورہ تسلیم بھی کیا جاوے تو وہ صاحب قرآن جل جلالہ کی طرف سے ہے نہ حضرت ابوبکر یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی کی طرف سے ہے اور یہ اس کمی و بیشی کی جو اہل کتاب کے دخل تصرف سے

حجاج بن ابی جریج سے اور اس نے محمد بن ابی حمید سے اُس نے حمیدہ بنت ابی یونس سے نقل کیا ہے اور اس مین یہ بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ کے مصحف کو بدل دینے سے پہلے ابی ابن کعب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قرآن مین آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین اٰمنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے ساتھ یہ لفظ بھی پڑھا تھا "وعلی الذین یصلون الصفوف الاول" اس حدیث مین کئی راوی ضعیف و ناقابل اعتبار ہین از انجملہ محمد بن ابی حمید ہے جسکو تقریب وغیرہ مین ضعیف کہا ہے -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۵

متحقق ہین چنانچہ سب عبارت تفسیر ابن عباس رض کی اس مقام سے لکھی جاتی ہے تاکہ مکابر لجوج کو بھی پھر مقام لم و لانسلم باقی نرہے فی تفسیر ابن عباس رض من لم یحکم الخ یقول ومن لم یبین ما بین اللہ فی التوریۃ من صفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ونعتہ وآیۃ الرجم فاولئک ھم الکافرون باللہ والرسول والکتاب ومن لم یحکم الخ یقول ومن لم یبین ما بین اللہ بہ فی القران ولم یعمل بہ فاولئک ھم الظالمون الضارون لانفسھم فی العقوبۃ یعنی اھل الاھواء والفتن ومن لم یحکم الخ یقول ومن لم یبین ما بین اللہ فی الانجیل فاولئک ھم الفاسقون العاصون الکافرون انتھی۔ قال ابن الحجر العسقلانی انھم یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون ویقولون ھو من عند اللہ و

ترجمہ

فاسق و ظالم ہے (اس قول پر متعرضین کا بڑا اعتماد تہا۔ اس فتوی نے اس قول کو لایق اعتماد نہین رہنے دیا)

تفسیر ابن عباس مین ان آیات کی تفسیر مین کہا ہے کہ جو شخص آنحضرت کی صفت اور آیۃ رجم کو جو توریت مین بیان ہوئی ہین بیان نکرے وہ کافر ہے۔ خدا اور رسول و کتاب کا منکر اور جو شخص احکام الٰہی کو جو قران مین بیان ہوئی ہین لوگون کو نہ بتاوے اور نہ خود عمل کرے وہ ظالم ہے کیونکہ اوسنے اپنی جان کو ضرر پہنچایا اس سے اون کی مراد اہل بدعت و اہل اہوا ہین اور جو لوگ اُن احکام کو بیان نکرین جو انجیل مین ہین وہ فاسق ہین۔ نافرمان ہین کافر ہین۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ وہ لوگ خدا کے کلمات کو اپنے ٹہکانے سے پہیرتے اور پر کہتے کہ یہ خدا کی طرف سے ہین حالانکہ وہ خدا کی طرف سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

توریت و انجیل مین واقع ہوئی ہے نظیر نہین ہوسکتی۔
قران مین ارشاد ہے۔ ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہین یا اُسکو بھلا دیتے ہین اس سے بہتر یا اس کی مثل اُتار بھیجتے ہین کیا تجھے یہہ علم نہین کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے ؎

ما ننسخ من ایۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر (سورہ بقر ۱۳۶)

اسی اشارہ قرانی کی تفصیل و تشریح مین وہ روایات جن مین بعض آیات یا سورتون کا قران مین لکھا نہ جانا بیان ہوا ہے کتب حدیث و تفاسیر مین منقول ہین۔

تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے۔ آیت مذکورہ کی تفسیر مین ابن عباس نے فرمایا ہے۔ آیات منسوخہ کئی قسم ہین۔ از انجملہ یہ کہ لکھی ہون اور اُنکا حکم بدل جاوے۔ و از انجملہ یہ کہ اسکا پڑھنا منسوخ ہو اور حکم باقی ہے (جیسے آیت رجم ہے) از انجملہ یہ کہ وہ بالکل اُٹھائی جاوے۔ نہ قران مین لکھی رہی نہ کسیکے یاد ہو۔ جیسے ابوامامہ سے مروی ہے کہ صحابہ سے چند آدمی ایک شب نماز مین ایک سورۃ پڑھنے کی ارادہ سے کھڑے ہوئے۔ پھر بجز بسم اللہ الرحمن الرحیم اسکا ایک حرف نہ پڑھ سکے

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالی ما ننسخ من آیۃ ما نثبت خطہا و نبدل حکمہا و منہا ان یرفع تلاوتہا و یبقی حکمہا مثل آیۃ الرجم و منہا ان یرفع اصلا عن المصحف و عن القلوب کما روی عن ابی امامۃ بن سہل بن حنیف ان قوما من الصحابۃ قاموا لیلۃ لیقرؤا سورۃ فلم یذکروا منہا الا بسم اللہ الرحمن الرحیم فغدوا الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخبروہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تلك سورة رفعت تلاوتها واحكامها وقيل كانت سورة الاحزاب مثل سورة البقرة فرفع اكثرها تلاوة وحكماً (معالم التنزيل ص۲۴۱)	صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر یہہ حال سنایا تو آپ نے فرمایا وہ سورت حکم اور تلاوت دونوں کی نظر سے اٹھائی گئی ہے۔ کہتے ہین سورۃ احزاب سورۃ بقر کی مانند تھی۔ اس کے اکثر حصہ کی تلاوت اور حکم دونوں اوٹھائے گئے ہین۔

تفسیر کبیر مین ہے۔ منسوخ کیا تو صرف آیت کا حکم ہوگا۔ یا صرف تلاوت یا دونو۔

المنسوخ اما ان يكون هو الحكم فقط او التلاوة فقط او هما معاً اما الذي يكون المنسوخ هو الحكم دون التلاوة فكهذه الايات التي عددناها و اما الذي يكون المنسوخ هو التلاوة فقط فكما روى عن عمر انه قال كنا نقرأ آية الرجم الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة نكالاً من الله والله عزيز حكيم وروى لو كان لابن آدم واديان من مال لابتغى اليهما ثالثا ولا يملاء جوف ابن آدم الا التراب ويتوب الله على من تاب واما الذي يكون منسوخ الحكم والتلاوة معا فهو ما روت عائشة رضي الله تعالىٰ	صرف حکم کے منسوخ ہونے کی مثالین یہہ آیات ہین جنکو ہم نے گن سنایا ہے (یعنے آیۃ صدقہ بوقت نجوی۔ آیۃ عدت (وفات یک سال وغیرہ) صرف تلاوت منسوخ ہونے کی مثال آیہ رجم ہے حضرت عمر سے مروی ہے کہ آیہ رجم (جو حاشیہ کی عربی عبارت مین ہے) ہم پڑہا کرتے ایسی ہی ایک اور آیت مسند وہ عبارت عربی مروی ہے (جسکا مضمون یہہ ہے کہ ابن آدم کے پاس دو درّے کے جنگل ہون تو تیسرا بھی چاہیے۔ اسکا پیٹ مٹی سے بھرتا ہے یا توبہ نصیب ہونے سے مصرعہ
	یا قناعت پر کند یا خاک گور

عنها ان القرآن قد نزل فی الرضاع بعشر معلومات ثم نسخن بخمس معلومات فالعشر مرفوع التلاوة والحکم جمیعا والخمس مرفوع التلاوة باقی الحکم وروی ایضا ان سورة الاحزاب کانت بمنزلة السبع الطوال او ازید ثم وقع النقصان فیه تفسیر کبیر ص ۶۶۶ ج ۱

حکم اور تلاوت دونو کے منسوخ ہونے کی مثالین حضرت عائشہ سے (صحیح مسلم مین بصفحہ (۴۸۹) روایت ہے کہ رضاعتین (بچہ کو دودھ پلانا جس سے حرمت نکاح ثابت ہوتی ہے) قرآن مین دس (یعنی دس دفعہ بچہ کا پستان کو جو سنا) نازل ہوئی تھین پھر دس منسوخ ہوئین اور پانچ باقی رہین۔ (امام رازی فرماتے ہین) دس کا حکم و تلاوت دونو منسوخ ہین۔ پانچ کی صرف تلاوت۔ اور (اسی قسم سے مروی ہے) کہ سورہ احزاب سورۃ بقر وغیرہ کی مانند تھی۔ پھر کم ہوگئی۔

اور تفسیر اتقان مین ہے۔ طبرانی نے کبیر مین حضرت ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ

اخرج الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر قال قرأ رجلان سورة اقرأهما رسول الله صلی الله علیه وسلم فکان یقرآن بهما فقاما ذات لیلة یصلیان فلم یقدرا منها علی حرف فاصبحا غادیین علی رسول الله صلی الله وسلم فذکرا ذلك له فقال انهما مما نسخ فالهوا عنها۔ (تفسیر اتقان ص ۳۱)

ایک شب دو شخص کوئی سورہ قرآن پڑھنے لگے جسکو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پڑھ چکے تھے۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو اسکا ایک حرف بھی نہ پڑھ سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وہ صباح کو حاضر ہو کر شاکی ہوئے تو آپ نے فرمایا وہ منسوخ ہو چکی ہے (یعنے اسکا حکم اور پڑھا جانا) اب اسکو جانے دو۔

بخاری اور مسلم مین قاریان بیر معونہ (مکان کا نام ہے) کے قصہ مین انس

وفی الصحیحین عن انس فی قصة اصحاب بیر معونة الذین قتلوا وقنت رسول الله صلی الله علیه وسلم یدعوا علی قاتلیهم قال انس ونزل فیهم قران قرأناه حتی رفع ان بلغوا عنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا وفی المستدرک عن حذیفة ما تقرؤن ربعها یعنی براءة قال ابو الحسن بن منادی فی کتابه الناسخ والمنسوخ ومما رفع اسمه من القران ولم یرفع من القلوب حفظ سورة القنوت فی الوتر ویسمی سورتی الخلع والحفد

(اتقان ص ۳۱۷)

(راوی) نے بیان کیا ہے کہ ان کے حق مین قران نازل ہوا تہا جسکا یہ مضمون تھا۔ ہماری قوم کو یہہ پیغام پہونچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے۔ وہ ہم سے راضی ہوا اور اس نے ہمکو راضی کر دیا۔

مستدرک (حاکم کی کتاب ہے) مین حذیفہ سے روایت ہے کہ سورہ براءۃ (جو اب پڑہی جاتی ہے) ایک چوتھائی بھی نہین ہے۔ یعنے اسکے تین حصہ سے بڑھکر منسوخ ہوئی۔

ابو الحسن منادی نے اپنی کتاب ناسخ و منسوخ مین آیات منسوخہ کی مثالون مین جنکا قران مین لکہا جانا منسوخ ہوا اور انکو یاد سے نہین اوٹہایا سورہ الخلع اور سورہ الحفد کو ذکر کیا ہے (یعنی دعای قنوت جسکو حنفیہ وترون مین پڑہتے ہین۔ اللہم انا نستعینک ونستغفرک الخ) اس عبارت مین جس حدیث انس کو بخاری و مسلم کیطرف منسوب کیا گیا ہے وہ بخاری مین بصفحہ ۵۸۶ اور مسلم مین بصفحہ ۲۳۷ مروی ہے اور اسمین صاف تصریح ہوئی ہے کہ وہ (حصہ) قران جو ان لوگون کے حق مین نازل ہوا تھا پیچھے منسوخ ہوا (یعنے اسکا پڑہا جانا)

رجم کی آیت کا قرآن مین نازل ہونا جو تفسیر کبیر و معالم کی عبارت مین بیان ہوا ہے۔ یہہ حضرت عمر سے بخاری نے بصفحہ ۱۰۰۹ اور مسلم نے بصفحہ ۶۵ ج ۲

نقل کیا ہے۔ مگر ان ہی حضرت سے دوسری روایت مین صاف آچکا ہے کہ اس آیت کا قرآن مین لکہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا تھا۔ چنانچہ تفسیر اتقان مین ہے۔ حاکم (ابو عبد اللہ) نے کثیر بن صلت کی سند سے

اخرج الحاکم من طریق کثیر بن الصلت قال کان زید بن ثابت وسعید بن العاصی یکتبان المصحف فمرا علی هذه الایة فقال زید سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة فقال عمر لما نزلت اتیت النبی صلی الله علیه وسلم فقلت اکتبها فکانه کره ذلک فقال عمر الا تری ان الشیخ اذا زنا ولم یحصن جلد وان الشاب اذا زنا وقد احصن رجم قال ابن حجر فی شرح البخاری فیستفاد من هذا الحدیث السبب فی نسخ تلاوتها لکون العمل علی غیر الظاهر من عمومها قلت و خطر لی فی ذلک نکتة حسنة وهو ان سببه التخفیف علی الامة بعدم اشتهار تلاوتها وکتابتها

نقل کیا ہے کہ زید بن ثابت اور سعید بن عاصی مصحف لکھنے کے وقت موقع آیت رجم پر پہونچے۔ تو زید بن ثابت نے کہا۔ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ آیت سنی ہے حضرت عمر نے فرمایا جب یہہ آیت اتری مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ اس آیت کو لکھ لین؟ آپ نے اس امر کو پسند نفرمایا۔ نسائی نے نقل کیا ہے کہ مروان نے زید بن ثابت (کاتب قران) کو کہا کہ تم اس آیت کو کیون درج قران نہین کرتے۔ اُنہون نے جواب دیا کہ یہ نہین ہو سکتا۔ تم نہین دیکہتے (اسکا ظاہری مطلب مراد نہین) دو جوان مرد عورت بہی (زنا کے سبب) رجم کئے جاتے ہین۔ حالانکہ اس مین

فی المصحف وان کان حکمها باقیاً لانه اثقل الاحکام واشدها و اغلظها الحدود وفیه الاشارة الی نلب الستر واخرج النسای عن مروان بن الحکم قال لزید بن ثابت الا تکتبها فی المصحف قال لا الا تری ان الشابین الشیبین یرجمان ولقد ذکرنا ذلک فقال عمر انا اکفیکم فقال یارسول الله اکتبنی ایة الرجم قال لا استطیع قوله اکتبنی ایة ایذن لی فی کتابتها وسکنی من ذلک (اتقان ص ۳۱۸)

یہہ کہا گیا ہے کہ شیخ بوڑھے مرد و عورت زنا کرین تو وہ سنگسار کئے جاوین - یہ ذکر مین نے حضرت عمر کے پاس کیا تو اونہون نے کہا اس امر کا تصفیہ مین اپنے ذمہ لیتا ہون - پھر اونہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آیت رجم کے لکھنے کی آپ اجازت دیتے ہین آپ نے فرمایا مین اجازت نہین دے سکتا ابن ضریس نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر نے

خطبہ مین فرمایا - لوگو تم جو مین شک نہ کرو - وہ حق ہے - مین نے چاہا تھا کہ آیت رجم کو قرآن مین درج کرون پھر مینے ابی بن کعب سے پوچھا تو اونہون نے کہا کیا آپکو یاد نہین ایک دن آپ آئے تھے اور مین یہہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھ رہا تھا - آپ نے میرے سینہ مین ہاتھہ مارا اور کہا کیا تم آنحضرت سے آیت رجم پڑھتے ہو اور لوگون کا یہہ

واخرج ابن الضریس فی فضائل القرآن عن یعلی بن حکیم عن زید بن اسلم ان عمر خطب الناس فقال لا تشکوا فی الرجم فانه حق ولقد هممت ان اکتبه فی المصحف فسالت ابی بن کعب فقال الیس اتیتنی وانا استقرئها رسول الله صلی الله علیه وسلم

قد نعت فی صدری وقلت استقرئه آیة الرجم وهم یتسافدون تسافد الحمر قال ابن حجر وفیه اشارة الی بیان السبب فی رفع تلاوتها وهو الاختلاف (اتقان ص ۳۱۹)

حال ہے کہ وہ گدہون کی مانند عورتون پر چڑہ رہے ہین (یعنے عموماً زنا مین مبتلا ہین) بڈھون کو اس سے خصوصیت نہین ہے جنکا ذکر اس آیت مین ہے ابن حجر نے فرمایا کہ اس روایت مین اس آیت کی تلاوت کے منسوخ ہونے کا ایک سبب بیان ہوا ہے وہ یہہ کہ لوگون نے اسکے معنے سمجھنے مین اختلاف کیا تہا"

ان اقوال فاروقی سے صاف ثابت ہے کہ آیت رجم کا قران مین لکہا جانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود منع کر دیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسکا علم حاصل تہا۔

سنن ابی داؤد مین حضرت عمر سے مروی ہے کہ اگر یہہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہینگے

وایم اللہ لولا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبتها (ابو داؤد ص ۲۵)

عمر نے یہہ آیت کتاب اللہ مین از خود ملا دی ہے۔ تو مین آیت رجم قرآن مین لکہہ دیتا۔

اس قول سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت عمر کے نزدیک منسوخ التلاوۃ ہو چکی تہی اور آپکو یہہ خبر تھی کہ لوگون کو اسکا منسوخ ہونا معلوم ہے۔ پہر مین نے اسکو قران مین درج کیا تو لوگ کہین گے۔ یہہ آیت تو منسوخ تھی حضرت عمر نے از خود یعنے اپنی راے سے اسکو قران مین کیون درج کیا اور چونکہ درصورت اندراج آیت لوگون کا ایسا کہنا یقینی تہا اور اسکا وجود لازمی لہذا حضرت عمر کا اس آیت کو لکہنا ممکن نہ تہا۔ اسلئے اسکے لکہنے کی آرزو اسکے منسوخ ہونے کے مخالف نہوئی اور اس آرزو سے فائدہ و مقصود اسکے منزل ہونے کے اثبات مین مبالغہ ہے۔

قادر

اس قول فاروقی کی مراد کو صاحب برہان نے نہیں سمجھا اور اس ملازمت کو جواب کی کلام میں ہے مشکل قرار دیا ہے چنانچہ عبارت اتقان میں صاحب برہان کا استشکال منقول ہوگا۔

ان روایات و سیدات سے صاف ثابت ہے کہ جو کمی ان روایات سے مفہوم یا ثابت ہوتی ہے وہ نزول قرآن کے زمانہ میں صاحب قرآن (خدای عزوجل) کے حکم سے ہوئی ہے۔ کسی بشر کی طرف سے نہیں ہوئی اور نہ بعد تقرر و کتابت قرآن عمل میں آئی ہے۔ ان روایات کو صحیح و قابل احتجاج تسلیم کیا جائے تو یہہ بات بھی تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ لہذا ان روایات کی دستاویز بھی نہ تو ناعاقبت اندیش شیعیوں کو اعتقاد کمی قرآن سے متہم کر سکتے ہیں اور نہ عیسائی مسلمانوں کو یہ الزام دے سکتے ہیں کہ "قرآن میں اس قسم کی کمی ہوئی ہے جو توریت و انجیل میں پائی جاتی ہے۔ لہذا وہ مثبت تحریف توریت و انجیل ہے تو یہہ بھی مثبت تحریف قرآن ہونی چاہئے"۔

دوسرا جواب

جو ان روایات کے قابل احتجاج ہونے پر مبنی ہے

ان روایات میں بعض ایسی ہیں جنکی صحت مسلم نہیں ہے اور بعض جو صحیح تسلیم کی گئی ہیں وہ اس قابل نہیں ہے کہ ان سے قرآن کی آیات کا اثبات پھر انکا نسخ ہو سکے۔

وجہ یہہ ہے کہ قرآن یقین اور متواتر نقل سے ثابت ہوا ہے اور یہہ روایات اخبار احاد ہیں۔ یعنے ایک دو راویوں کی نقل و روایت۔ لہذا ان روایات سے

نہ اثبات قران ممکن ہے نہ نسخ قران روایات غیر صحیحہ کے صحیح ہونیکی تفصیل ہم اس مقام مین نہین کرسکتے اور اسکی تمثیل حاشیہ صفحہ (۲۳۸) مین مرقوم ہوچکی ہے۔ روایات صحیحہ کی مثبت قران و نسخ قران نہ ہونے پر شہادت علمائے سلف پیش کی جاتی ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان مین کہا ہے۔ قاضی ابوبکر نے

حکی القاضی ابوبکر فی الانتصار عن قوم انکار هذا الضرب لان الاخبار احاد ولا یجوز القطع علی انزال قران ونسخه باخبار احاد لا حجة فیها وقال ابوبکر الرازی نسخ الرسم والتلاوة انما یکون بان ینسیهم الله ایاه ویرفعه من اوهامهم و یامرهم بالاعراض عن تلاوته وکتبه فی المصحف فیندرس علی الایام کسائر کتب الله القدیمة التی ذکرها فی کتابه فی قوله ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم وموسی ولا یعرف الیوم منها شیٔ ثم لا یخلو ذلک من ان یکون فی زمان النبی صلی الله علیه وسلم حتی اذا توفی لا یکون متلوا من القران او یموت وهو متلو

ایک جماعت اہل اسلام نے آیات منسوخ التلاوۃ کے وجود سے انکار کیا ہی کیونکہ ان کے باب مین جو روایات وارد ہین وہ اخبار احاد (ایک دو راویون کی روایات ہین) اور ایسی روایات سے جو قابل دست آویز نہین قران کے نازل ہونے پر منسوخ ہونیکا یقین نہین ہوسکتا۔ ابوبکر رازی نے فرمایا ہے۔ نسخ تلاوت و کتابت آیات ہو تو یون ہوسکتا ہے کہ خدا تعالی وہ آیات لوگون کو بہلاوے اور ان کے خیالون سے اُٹھاوے اور ان کے پڑہنے لکہنے سے لوگون کو منع کردے۔ پہر وہ زمانہ گذر جانے کے بعد بے نشان ہوجائین۔ جیسے حضرت ابراہیم وغیرہ کے صحیفے جنکا

موجود بالرسم ثم ینسیه الله الناس ویرفعه من اذهانهم وغیر جائز نسخ شئی من القرآن بعد وفات النبی صلی الله علیه وسلم (اتقان ص۳۱)

ذکر قرآن مین ہے۔ اور اج صحیفون کو کوئی نہین جانتا۔ بھلا دینا اُن آیات کا دو صورتون سے ہوسکتا ہے ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین وہ آیات بھلائی گئین۔ جب آپ فوت ہوئے تو ان کو کوئی نہ پڑہتا تہا۔ دوسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت وہ پڑھی جاتی تھین۔ مگر آپ کے بعد وہ لوگون کے سینون سے بھلادی گئین۔ مگر کسی آیت کا منسوخ ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جائز نہین ہے۔ یعنے آیت کا بھلا دینا یا لوگون کے سینون سے اُسکو اُٹھا دینا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہی ہوسکتا ہے مگر منسوخ ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہین ہوسکتا۔

صاحب برہان نے حضرت عمر کے اس قول کے متعلق جو بصفحہ ۲۴۶ سنن ابی داود

وقال فی البرهان فی قول عمر لولا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب الله لکتبتها یعنی آیة الرجم ظاهره ان کتابتها جائزة وانما منعه قول الناس والجائز فی نفسه قد یقوم من خارج ما یمنعه واذا کانت جائزة لزم ان یکون ثابتة لان هذا شان المکتوب وقد یقال لو کانت التلاوة باقیة لبادر

سے منقول ہوا ہے) کہا ہے کہ اسکے ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا لکہنا جائز تو تھا۔ مگر لوگون کے معترضانہ گفتگو اس سے مانع ہوئی اور ایک امر جو بجائے خود جائز ہو۔ خارجی اسباب سے ممنوع ہوسکتا ہے اور جب اس آیت کا لکہنا جائز ہوا تو وہ ثابت ہوئی نہ منسوخ کیونکہ آیت

ماھو من عند اللہ و یلبسون الحق بالباطل و یکتمون الحق و ھم یعلمون انتہی اب مثل آفتاب کی روشن ہوگیا کہ ان آیات سے استدلال کفر و ظلم و فسق اہل اسلام پر جو مبتلای عہدہ فصل خصومات جانب نصاری سی ہین کسیطرح نہین ہوسکتا اور منصف دیندار سلیم الطبع کو اس تحریر کے دیکھنی کی بعد کچھ مقام تردد نہین رہیگا اور پہر جہگڑا اور مکابرہ اور مشاغبہ اور پیچ اپنی بات کی جو مونہہ سے اوس کے بے سمجھی سے نکل گئی ہے نہ کرے گا کہ جدال و مراء و لجاج شریعت مین مذموم ہین اور شیوہ اہل صلاح نہین سلف صالح سی منقول ہے کہ جدال دین سے نہین ہے اور نہ جرات کریگا پہر کبہو قطعی حکم کفر و فسق کرنی مین بہائیون مسلمانون کی باستدلال ان آیات کریمات کی کیونکہ علے سبیل التنزل دو حال سے خالی نہین یا یہہ استنباط اوسکا واقع مین ان آیات سے صحیح ہے تو داخل ہوئی یہہ لوگ وعید مین ان آیات کی اور یا یہہ استخراج اوسکا غلط ہے اور یہ حکم اوسکا صحیح نہین تو اوسنی خود حکم نہ کیا بما انزل اللہ پر اور داخل ہوگیا وعید من لم یحکم بما انزل اللہ مین اور یہہ مطابق ہی قول صادق مصدوق علیہ الصلوۃ والسلام کے جو مشکوۃ شریف مین وارد ہوا[1] وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما متفق علیہ وعن ابی ذر قال قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ

نہوتی تہے وہ لوگ حق کو باطل سی ملاتے اور حق کو چہپاتی اور اس امر کو وہ جانتی ہین۔

[1] ابن عمر سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنی بہائی کو کافر کہیگا تو یہ کلمہ ایک کیطرف ضرور عاید ہوگا (یعنی وہ کافر نہوگا تو یہ ہو جائیگا) ابو ذر سے روایت ہی کہ کوئی کسیکو کفر یا فسق کی تہمت لگاتا ہے تو وہ

عمر ولم یعرج علی مقالة الناس لان مقال الناس لا یصلح مانعاً وبالجملة فهذه الملازمة مشکلة ولعله کان یعتقد انه خبر واحد والقران لا یثبت وان یثبت الحکم ومن هنا انکر ابن ظفر فی الینبوع عد هذا مما نسخ تلاوته قال لان خبر الواحد لا یثبت القران قال وانما هذا من المنسأ لا النسخ وهما مما یلتبسان والفرق بینهما ان المنساء لفظه قد یعلم حکمه انتهی وقوله لعله کان یعتقد انه خبر واحد مردود فقد صح انه تلقاها من النبی صلی الله علیه وسلم (اتقان ص ۳۱۸)

لایق کتابت کا یہی حال ہے۔ برعکس اسکے یون بہی کہا گیا ہے کہ اگر اسکی تلاوت باقی ہوتی تو حضرت عمر اسکو درج قران کرتے اور لوگون کے اعتراض کی طرف توجہ نفرماتے۔ کیونکہ لوگون کا اعتراض ایک امر جائز کو ممنوع نہین بنا سکتا۔ الحاصل اس قول فاروقی مین جو ملازمت بیان ہوئی ہے۔ اسکا ثبوت مشکل ہے۔ شاید حضرت عمر کا یہہ اعتقاد ہوگا کہ آیت رجم کا ثبوت خبر واحد سے ہے جس سے قران ثابت نہین ہو سکتا اگرچہ حکم عملی ثابت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ابن ظفر نے کتاب ینبوع مین آیت رجم کو منسوخ التلاوۃ آیات مین شمار کرنے سے انکار کیا اور کہا ہے کہ یہہ بہلائی گئی* آیات مین سے ہے اور کہا کہ ان دونو مین

* یہہ آیت تو لوگون کو ابتک یاد ہے۔ اسکے بہلائے جانے سے شاید یہہ مراد ہے کہ جسقدر لوگون کو یاد ہے وہ پوری آیت نہین ہے۔ اس کی تائید اس کمی بیشی الفاظ آیت سے ہوتی ہے۔ جو اس کی مختلف روایات مین پائی جاتی ہے۔

بعض روایات مین اسکے الفاظ یہہ آئے ہین۔ الشیخ والشیخة اذا زنیا

اشتباہ ہوجاتا ہے اور ان مین فرق یہہ ہے کہ جو آیہ بہلائی جاتی ہے۔ اس کا حکم معلوم رہتا ہے (امام سیوطی فرماتے ہین) صاحب برہان کا یہہ کہنا کہ شائد آپ اس روایت کو خبر واحد سمجہتے تھے اسلئے اس آیت کو درج قران نہین کیا۔ مردود ہے۔ یہ آیت تو اونہون نے آنحضرت سے خود سنی اور سیکھی تھی۔

فارجموھما جزاءً بما کسبا نکالاً من اللہ اس روایت کو اصولیین نے ذکر کیا ہے۔ اسمین "جزاءً بما کسبا" کا لفظ زائد ہے جو دوسری روایات مین نہین ہے۔ بعض روایات مین اسطرح آیا ہے۔ اذا زنا الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ نکالاً من اللہ اسمین البتۃ کا لفظ زائد ہے۔ جو پہلی روایت مین نہین ہے۔ بعض روایات مین اسکے یہہ الفاظ ہین۔ اذا زنا الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ بما قضیا من اللذۃ۔ اسمین بما قضیا من اللذۃ زیادہ ہے جو دوسری روایتون مین نہین ہے۔ (یہ دونون روایتین تفسیر اتقان مین ہین)

بعض روایات کے الفاظ یہہ ہین الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالاً من اللہ (یہہ روایت تفسیر کبیر مین منقول ہے) اسکے الفاظ کو دوسری آیت سے ملتے ہین۔ مگر ترتیب الفاظ مین فرق ہے۔ اس لفظی اختلاف سے خیال کیا جاسکتا ہے کہ پوری آیت کسیکو یاد نہین ہے اور ابن الظفر کا اس آیت کو بہلا دی گئی آیات مین شمار کرنا محل اعتراض نہین ہے۔ اور اگر کوئی اس اختلاف کو اختلاف قراءۃ پر حمل کرکے بجمیع الفاظ اسکو محفوظ خیال کرے تو اسکے جواب مین یہہ کہا جاسکتا ہے کہ یہہ تمام قران کی مانند کثرت و تواتر سے لوگون کو یاد نہین [illegible]

خاکسار (مولف رسالہ) کہتا ہے۔ صاحب برہان کا یہ قول کہ شاید حضرت عمر نے اس روایت کو خبر واحد سمجھا ہوگا۔ جس سے قرآن ثابت نہیں ہو سکتا بہت درست ہے۔ اور صاحب اتقان کا اس قول کو مردود کہنا نہایت تازیبا ہے۔

پھر ہمارا کہنا اس آیت یا حکم رجم کو حضرت عمر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا یا سیکھا تھا۔ مگر صرف آپ یا ایک آدھ اور صحابی کی سنی ہوئی بات یا روایت رتبہ خبر واحد سے ترقی نہیں کر سکتی اور نہ وہ ثبت قرآن (جسکے لئے تواتر نقل درکار ہے) ہو سکتی ہے۔

اسکے سامع حضرت عمر یا ایک آدھ اور صحابی اسکے قرآن ہونے کا یقین بھی رکھتے تو وہ صرف اپنے یقین سے اسکو قرآن نہیں بنا سکتے تھے جب تک اسکی نقل پر تواتر کا مشاہدہ نہ کرتے۔ اور کس دن اس سے اُنکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہونا دیکھ لیتے۔ پھر اسکا منسوخ ہونا بھی صرف اپنے سماع و

ان النسیان یصح بان یامر اللہ تعالی بطرحہ من القرآن واخراجہ من جملۃ ما یتلی ویوتی بہ فی الصلوۃ او یحتج بہ فاذا زال حکمہ التعبدیہ وطال العہد بہ وان ذکر بفعل طریق ما یذکر خبرا واحدا فیصیر بھذا الوجہ منسیا من الصدور

(تفسیر کبیر ص ۶۲ جلد (۱))

یاد ہے۔ اور یہ بھی ایک قسم کا نسیان ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں کہا ہے کہ اگر آیت فراموش شدہ کسی کو یاد بھی ہو تو وہ خبر واحد کے طور پر یاد ہوگی اس وجہ سے بھی وہ مسیون سے (یعنے اکثر کے) بھلائی گئی کہلائے گی۔

یقین سے قرار نہ دے سکتے تھے جب تک اس نسخ کا تشہیر بھی عام نہ پاتے۔ یہ کسی شخص کا خواہ وہ کیسا ہی جلیل القدر ہو منصب نہیں ہے کہ صرف اپنی روایت اور روایت سے کوئی آیت قرآن قرار دے کر اپنی ہی روایت اور رائے سے منسوخ ٹھہرا دے۔

حضرت عمر فاروق سے جو بخاری و مسلم میں حکم رجم کا آیت رجم کا قرآن میں ہونا بیان ہوا ہے اور اسی کے مطابق جواب اول میں حضرت عمر کو قائل آیت رجم و قائل نسخ قدیم کیا گیا ہے۔ دوسرا باب میں نص قاطع نہیں ہے کہ حضرت عمر نے اسکو درحقیقت آیت یا حکم قرآن سمجھے تھے۔ احتمال ہے کہ آپ نے اسکو بطور مجاز آیت قرآن قرار دیا ہو۔ اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی بشہادت اس حکم خداوندی کے کہ جو کچھ تمہیں رسول حکم دے وہ قبول کرو حکماً و معناً قرآن ہی کہلاتا ہے جیسا کہ ابن مسعود نے ماشطہ و مشم (جسم گودنا) وغیرہ کو جو صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ قرآن سے حکم قرآنی قرار دیا تھا۔

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ ( )	وسلم کا ارشاد بھی بشہادت اس حکم خداوندی کے کہ جو کچھ تمہیں رسول حکم دے وہ قبول کرو حکماً و معناً قرآن ہی کہلاتا

پانچ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے جسم گودنے والی اور

عن علقمۃ عن عبد اللہ قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ قال فبلغ ذلک امرۃ من بنی اسد یقال لہا ام یعقوب وکانت تقرء	گودوانے والی اور چہرہ سے بال چننے والی اور چہنوانے والی اور دانتوں کو باریک کرنے والی اور کرانے والی عورتوں کو لعنت کی ام یعقوب اسدیہ جو قرآن پڑھی ہوئی تھی بولی کہ

القرآن فانتہ فقالت ما حدیث بلغنی عنک انک لعنت الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ فقال عبد اللہ ومالی ولا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی کتاب اللہ عز وجل فقالت المرأۃ لقد قرأت ما بین لوحی المصحف فما وجدتہ فقال لئن کنت قرأتیہ لقد وجدتیہ قال اللہ عز وجل ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا

(صحیح مسلم ص ۲۰۵)

کہ تو ان عورتون کو لعنت کرتا ہے؟ انہون نے کہا کہ جنکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہو اور وہ خدا کی کتاب مین موجود ہو مین کیون لعنت نہ کرون - وہ بولی اگر تو نے توہی قران کو جو دو لوح (پٹھون) مین ہے پڑہا - اسمین تو نے کہین ان کی لعنت کا ذکر نہین پایا - آپ نے کہا کہ اگر تو قران پڑہتی تو اس مین یہ ذکر پاتی - خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو کچھ تمکو رسول صلے اللہ علیہ وسلم حکم کرے تم قبول کرو اور جس سے منع کرے تم باز رہو - (یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان عورتون کو لعنت کی ہے تو وہ بحکم اس آیت قران کے گویا قران مین موجود ہے)

اس احتمال کا موید حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا وہ قول بھی ہے جس مین اونہون نے رجم کو ایک اور حکم کتاب اللہ (درے لگانے) کے مقابلہ مین حکم سنت قرار دیا ہے - چنانچہ صحیح بخاری اور سنن نسائی مین شعبی سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ایک عورت (شراحہ نامی) کو زنا کی سزا مین پنجشنبہ کے دن درے لگائے اور جمعہ کے دن سنگسار کیا تو کسی نے آپ پر دو سزاؤن کو

قال سمعت الشعبی عامر بن شراحیل یحدث عن علی رضی اللہ عنہ حین رجم المرأۃ یوم الجمعۃ فی روایۃ علی بن الجعد ان علیا اتی

باب رأة نزلت فضربها بيوم الطيبي في بحجي يوم الجمعة
والكاسد النسائي من طريق بهز بن اسد عن شعبة
قال قد رجمها بسنة رسول الله (فتح الباري ص ۱۲ ج ۱۲)

تھی کرنے کے سبب اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے کتاب اللہ کے حکم سے درے لگائے گئے ہیں اور حکم سنت سے سنگسار کیا ہے۔

یہ قول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اس بات پر نص صریح ہے کہ آپ حکم رجم کو حکم کتاب اللہ سمجھتے بلکہ حکم سنت جانتے اور رجم کے باب میں جو کچھ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اسکو ایک حدیث نبوی خیال کرتے نہ آیت قرآنی۔ کیونکہ اگر وہ اس حکم کو حکم قرآن جانتے اور مشہور آیت الرجم کو آیت قرآن خیال کرتے تو وہ اپنے معترض کے جواب میں اسکا قرآن ہونا پایا جانا ظاہر فرماتے اسکو ایک حکم قرآنی (درے لگانے) کے مقابلہ میں حکم سنت ہرگز ہرگز قرار نہ دیتے۔

جو لوگ اس قول فاروقی کو (جو بخاری وغیرہ میں مروی ہے) مشہور آیت الرجم کی آیت قرآن ہونے میں نص سمجھیں وہ اس قول مرتضوی کا (جو اس کے آیت قرآنی نہ ہونے میں نص ہے اور وہ اسی بخاری وغیرہ میں مروی ہے) جواب دیں۔ اور ان دونو قولوں میں کوئی وجہ تطبیق و موافقت بیان کریں۔ جو پیدا ہونی آسان نہیں ہے۔

استدلال کا سوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ قول بھی ہے جو صحیح مسلم میں مروی ہے اور اس میں آپ نے حکم رجم کی نسبت خذوا عني خذوا عني (یعنے مجھ سے لو مجھ سے لو) فرمایا ہے۔

عن عبادة قال قال رسول الله صلعم خذوا عني
خذوا عني فقد جعل الله لهن سبيلا البكر
بالبكر جلد مائة ونفي سنة والثيب بالثيب
جلد مائة والرجم (مسلم ص ۶۵ جلد ۲)

یہ حکم رجم قران مین نازل ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر جبکہ لوگون کو خدا تعالی کی طرف سے حسب وعدہ سورہ نساء نزول قران کا سخت انتظار تہا۔ صاف فرماتے تو خدا تعالے نے قران مین ان عورتون کے حق مین یہ حکم نازل فرمایا ہے۔ اور پہر آیت رجم پڑھ سناتے ۔

واللاتی یاتین الفاحشة من نسائکم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفیهن الموت او یجعل الله لهن سبیلا (نساء ۳۶)
وذلک اول الاسلام ثم جعل الله لهن سبیلا بجلد البکر مائة وتغریبها عاما ورجم المحصنة وفی الحدیث لما نزل الله قال صلعم خذوا عنی خذوا عنی قد جعل الله لهن سبیلا (جلالین لکھنوی ص ۶۰۰)

ان مویدات سے اس احتمال کی پوری تائید ہوتی ہے اور یہہ بات خیال مین آسکتی ہے کہ حضرت عمر نے اس خیال سے آیت رجم کو حکم قرانی کہدیا ہوگا کہ آنحضرت کا فرمودہ بہی معناً قران ہے۔ اور درحقیقت آپ کے نزدیک وہ آیت قران نہ تھی اور صاحب برہان کا یہہ کہنا کہ حضرت عمر نے اسکی خبر واحد سے ثابت ہونے کے سبب اسے آیت قران نہین سمجہا درست ہے۔ اور اسپر امام سیوطی کا اعتراض بیجا و ناریبا ہے۔ اس امر کو کوئی نہ مانے اور حضرت عمر کو آیت رجم کے آیت قران ہونے کا قائل ہی قرار دے تو اس کے مقابلہ مین علاوہ اس بات کے جو جواب اول مین کہی گئی ہے یہہ بہی کہا جاسکتا کہ اس صورت مین آیت رجم کا آیت قران ہونا حضرت عمر کا قول ہوگا۔ اور صرف حضرت عمر یا ایک آدہ اور صحابی کے قول سے کسی عبارت کا آیت قران ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔ جب تک کہ وہ شہرت و تواتر کو نہ پہنچے خصوصاً ایسی حالت مین کہ اس عبارت کا آیت قران نہ ہونا۔ حضرت عمر رضی اللہ کے ہمرتبہ (علی مرتضیٰ رض جیسے) اعیان صحابہ سے بہی ثابت ہو ۔

اس بحث سے بخوبی ثابت ہوا کہ روایات مذکورہ سے جو روایات صحیح تسلیم کی گئی ہین وہ اکابر علماے اسلام کے نزدیک باوجود صحیح ہونے کے اس قابل نہین ہین کہ اون سے کسی آیت قران کا اثبات ہو سکے یا اس کا منسوخ ہونا ثابت کیا جا سکے اور کوئی عیسائی یا شیعی ان روایات سے قران مین کمی کا وقوع غلطی* سے بھی نکال سکے +

تیسرا جواب

(جو ان روایات کے قابل احتجاج ہونے پر مبنی ہے اور وہ صرف عیسائیون کا مسکت و مفحم ہے)

ان سب روایات کو صحیح و قابل احتجاج مان لینے کی صورت مین ان کے جواب مین یہہ بھی کہا جا سکتا ہے (جو استدلال اقوال غالی شیعون کے جواب دوم مین کہا گیا ہے) کہ اس صورت فرض و تسلیم مین جو کمی قران ان روایات سے ثابت و مفہوم ہوتی ہے وہ اس کمی و بیشی کی مانند نہین ہو سکتی جو توریت و انجیل مین پائی جاتی ہے۔ کیونکہ توریت و انجیل کی کمی و بیشی پر خود ان کتابون (توریت و انجیل) کی شہادت پائی جاتی ہے جس سے کسی یہودی یا عیسائی کو گنجائش انکار نہین ہے۔ اور اس کمی پر جو روایات مذکورہ سے مفہوم ہوتی ہے صرف

* اس لفظ مین یہہ اشارہ ہے کہ ان روایات کو صحیح و قابل احتجاج ماننے پر اُنسے کمی ہے استنباط کی واثبات غلطی ہے۔ جسکا بیان جواب اول مین ہو چکا ہے۔

ان ہی روایات کی شہادت ہے جو قرآنی شہادت نہیں ہے۔ صرف بعض روایات اور بعض راویوں کی شہادت ہے جس سے ہر ایک مسلمان کو جو ان روایات کو صحیح نہ جانے یا قابل احتجاج نہ مانے۔ انکار کی گنجایش ہے۔

فشتان بینہما

تیسرے نتیجہ واعتراض کا جواب

رسالہ نمبرہ جلد ۱۱ مین بصفحہ ۱۲۹ وغیرہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان نے ان صحیفون کو جن سے قران اخذ و نقل کیا تھا نہین جلایا بلکہ حضرت حفصہ کے پاس واپس بھیجدیا تھا۔ اور جن نسخون کو آپ نے جلادیا تھا وہ اور نسخے جو دوسرے لوگون کے پاس موجود تھے۔ اور ان مین بعض آیات مین محاورات غیر قریش بھی درج تھے۔ جن کے اختلاف کے ساتھ پڑھے جانے کے سبب لوگون مین فساد شروع ہونے لگا تھا اور وہی فساد ان نسخون کے جلادینے کا باعث ہوا تھا۔

اس بیان سے پادریون کے بیان سراپا بہتان اور اسکے نتیجہ واعتراض کا (جو نمبر ۷ جلد ۱۱ مین بصفحہ ۲۱۶ منقول ہے) پورا جواب ادا ہوا۔

معترض (پادری فانڈر) کی اس برات سے تعجب ہے کہ حضرت حفصہ کے پاس صحیفون کا واپس کیا جانا اور مختلف طور پر قران پڑھے جانے کے سبب بعض مسلمانون مین فساد واقع ہونا اور اس فساد کو دیکھکر حضرت عثمان کا قران کو موجودہ صورت مین لکھوانا انہون نے خوشکرۃ سے نقل کیا ہے۔ پھر ان باتون سے آنکھ کو بند کرکے یہہ کہدیا ہے کہ حضرت عثمان نے اگلے سب نسخون کو جلادیا تھا اور اسکا سبب یہ تھا کہ اگلے نسخون مین ہر ایک "طرح کا خطا" جسکا ابطال اُن ہی کی نقل کردہ روایات مین موجود ہے۔

پادری فانڈر نے میزان مین یہہ بھی کہا ہے (جو نمبر ۷ جلد ۱۱ مین منقول نہین ہو سکا) کہ اُس نسخے کو جو حفصہ کے پاس تہا اور عثمان نے نیز اسکو پھیر دیا تھا اسکی خبر پھر کسی کو نہ ملی اور نہ کسی نے اسکو پھر دیکھا شاید عثمان نے بعدہ اسکو جلا دینے کا بھی حکم دیا ہو" اسکا جواب یہہ ہے کہ وہ صحیفے حضرت عثمان کے تمام مدت خلافت مین حضرت حفصہ کے پاس رہے پھر حضرت علی مرتضی کے مدت خلافت مین رہے۔ پھر حضرت امام حسن کے ایام خلافت مین رہے پھر امیر معاویہ کے زمانہ حکومت مین ایک مدت تک رہے۔ اس زمانہ مین اُن کے نائب مروان نے اون کو پھاڑ دیا اور یہہ عذر کیا کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ درازی زمانہ کے بعد ان صحیفونکو دیکھکر کوئی شک کریگا (یعنے بعض محاورات غیر قریش کو ان صحیفون مین موجود اور موجودہ نسخون مین مفقود دیکھکر یہہ خیال کرے کہ ان مین نقصان واقع ہوا ہے۔

حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمان الصحف الی حفصة) فکانت عندها حتی توفیت فاخذها مروان حین کان امیرا علی المدینة من قبل معاویة فامر بها فشققت وقال انما فعلت هذا لانی خشیت ان طال بالناس زمان ان یرتاب فیها مرتاب رواه ابن ابی داؤد وغیره (قسطلانی ص ۵۰۰ جلد ۷)

یہہ فعل مروانی بھی گو محل اعتراض مخالفین ہو۔ مگر اس سے موجودہ قران مین شک کرنیکی کسیکو گنجایش نہین ہے۔ کیونکہ موجودہ قران کا تین خلافتون (عثمانی مرتضوی اور حسنی) اور زمانہ حکومت امیر معاویہ مین اشتہار عام۔ شیوع تام

بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک رواہ البخاری
جو سوال سایل صرف اسیقدر تہا کہ آیات ثلثہ سے حکم کفر و فسق و ظلم ان عہدہ
دارون اسلام پر ہو سکتا ہے یا نہین اسواسطے جواب مین اسی قدر لکہا گیا جو
لوگ کہ منصوص علیہ بالکفر و الفسق و الظلم ان آیات مین ہین اون مین یہہ
مسلمان اہل خدمات ہرگز داخل نہین باقی رہا یہہ امر کہ از روی روایات فقہیہ
کے حکم اس نوکری کا کیا ہے سو اس مین فتوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
صاحب کا جو مشتمل اوپر تفاصیل احکام نوکریہائے نصاری مثل افتا و قضا
و سررشتہ داری و منشی گری وغیرہ کے ہے اور وہ کالمثل الساہر تمامی بلاد
ہندوستان مین شایع اور مشہور ہی کافی و وافی ہے واللہ اعلم و علمہ اتم و اکمل
حررہ العبد المسکین محمد صدر الدین ختم اللہ لہ بالحسنی

محمد صدر الدین

شد رحمت علی مفتی
ز اکرام علی معروف

اصاب المجیب المحقق والصحیح ان الدخول فیہ رخصۃ طمعا فی اقامۃ
العدل قال علیہ السلام عدل ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ والترک

ترجمہ

اوسکی طرف لوٹ آتی ہے اگر وہ شخص ایسا نہین ہوتا۔
مفتی صاحب محقق جواب مین حق کو پہنچ گئے ہین صحیح بات یہی ہے کہ
حکومت (یا قضا) اختیار کرنا جایز ہی اس خیال سے کہ انصاف کرین گے۔
آنحضرت نے فرمایا ہے ایک ساعت انصاف کرنا ساٹھ سال عبادت کرنی سے
بہتر ہے اور ترک حکومت (یا قضا) افضل ہے شاید حاکم حکومت کے وقت
حق سے چوک جائی اور کوئی اسکا مددگار (و مشیر) نہو جسکا ہونا ضروری ہے ہان
اسصورت مین اسکو حکومت اختیار کرنا ضروری ہے جبکہ اس کے سوا کوئی
دوسرا اس حکومت کے لایق نہو یہ اسلئے لوگون کے حقوق (ظالمون) سے
محفوظ رہین اور دنیا مین فساد نہونے پاوے پہر یہہ حکومت اختیار کرنا بادشاہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ہو چکا تھا اور بے شمار حفاظ قرآن نے اسکے مقدار و الفاظ کو صحیح و سالم تسلیم کر لیا اور کسی نے اس پر یہ اعتراض نہ کیا تھا کہ اس میں فلاں آیت چھوٹی ہوئی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری وقت تک قرآن میں ہے پڑھی جاتی تھی۔ اور فلاں آیت میں الفاظ کی یہ تبدیلی ہوئی ہے"۔ اور اگر اسمیں کچھ نقصان یا تغیر واقع ہوتا تو اُن زمانوں کے صحابہ و تابعین کا اس پر سخت اعتراض ہوتا جیسا کہ اور امور خلاف حق پر ان کا اعتراض ہوا ہے۔ اور کسی خلیفہ کی خلافت کا رعب ان کو اعتراض سے مانع نہیں ہوا (جس کی تفصیل ہمارے مضمون مخفیات و مواخذات صحابہ و تابعین میں بطمن ضمیمہ جات شائع ہو چکی ہے) لہذا ان صحیفوں کے چھپ جانے پر بھی موجودہ قرآن شک نقصان و تغیر کا محل نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی خیال سے مردان نے ان صحیفوں کو باقی۔ کھنا غیر ضروری سمجھا اور ان کے عادات غیر قریش کے سبب وقوع اختلاف کا خوف ان صحیفوں کے پھاڑ دینے پر اسکو باعث ہوا۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت حفصہ کے صحیفے باقی رہتے تو ایک زمانہ کے بعد وہ اکثر لوگوں کے لئے بیکار ہو جاتے جب ان صحیفوں کو دیکھنے والے اور ان کے رسم خط کے پہچاننے والے معدوم ہو جاتے۔ اسوقت ان صحیفوں کی تصدیق بجز ایسی زبانی اور ایمانی (یعنے تسلیمی) شہادتوں کے کہ ان صحیفوں میں وہی کچھ لکھا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت مہد یا حضرت ابوبکر و حضرت عثمان کے عہد خلافت میں پڑھا جاتا تھا نہ ہو سکتی اور وہ بھی ایک دو شخاص میں جو ان کی رسم خط کو پہچانتے منحصر و محدود ہوتی۔ چنانچہ اسوقت کے بعض قلمی نسخوں اور عمارات دیرینہ کے کتبوں اور روپیہ پیسہ کے سکوں میں جو عربی خط کوفی وغیرہ یا اور زبانوں کی تحریروں میں ہیں اور ان کو ہزاروں

بلکہ اکثر مین صرف چند اشخاص پڑھتے اور پہچانتے ہین اور باقی بھی انکے بیان پر ایمان لے آتے ہین) اسی قسم کی شہادت پائی جاتی ہے جو مثبت یقین نہین ہوتی اور نہ کسی کتاب آسمانی کی مثبت ہو سکتی ہے۔ جب تک کہ اسکے ساتھ زبانی شہادت متواتر موجود نہو۔ بالجملہ فعل مروان اچھا ہو یا ہے خواہ برا قرآن کے صحیح و سالم ہونے مین شک کا موجب نہین ہو سکتا۔ اس فعل سے پہلے قران کا مستقر رہونا اور پہلی صدی کے بیشمار حفاظ کے سینون مین اسکا محفوظ ہونا اور موجودہ قران کا تینون خلافتون اور زمانہ معاویہ مین اسی محفوظ کے مطابق تسلیم کیا جانا۔ اس شک سے قران کو بری کرتا ہے۔

بیان امر دوم (جو نمبر ۷ جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۵ سے شروع ہتا) پورا ہوا اور اس سے ثابت ہوا کہ کیفیت جمع و تالیف قران کے باب مین جو کچھ عیسائیون نے کہا ہے اور وہ نمبر ۵ جلد ۱۱ مین صفحہ ۱۲۷ مین مجملاً اور نمبر ۷ صفحہ ۲۱۶ مین مفصلاً بیان ہو چکا ہے وہ محض بہتان ہے۔ اور اس بیان سے جو کچھ نتائج و معارضات و اعتراضات وہ نکالتے ہین وہ محض خیالات ہین اور قران مین وہ کمی و زیادتی ہرگز نہین ہوئی جو توریت و انجیل مین پائی جاتی ہے۔

بیان امر سوم

(کہ ان کتابون کے احکام یا اخبار کا رتبہ حدیث صحیح کے برابر نہین ہے)

ہر چند حدیث کا صحیح ہونا ایک اصطلاحی و اجتہادی و اختلافی امر ہے و بنا علیہ

حدیث صحیح کی تعیین و تشخیص مین بھی اہل اسلام کا آپس مین اختلاف ہے - ایک شخص حدیث کے راویون کے باہمی ملاقات کے ثابت ہونے کو شرط صحت حدیث قرار دیتا ہے اور ہمعصر ہونے کے لحاظ سے امکان ملاقات کو کافی نہین سمجھتا - دوسرا صرف ان کا ثقہ و ہمعصر ہونا دیکھکر امکان ملاقات کو صحت حدیث کے لئے کافی سمجھتا ہے - ایک ارسال کو (تابعی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرنا اور اس صحابی کا جس سے حدیث سُنی ہو نام نہ لینا) اور تدلیس کو (اپنے ہمعصر سے ایسی روایت جو اس سے سُنی نہو ایسے الفاظ (عن وغیرہ) سے جن سے سننے کا وہم پیدا ہو نقل کرنا) عیب قادح صحت حدیث جانتا ہے اور حدیث مرسل اور روایت مدلس کو صحیح نہین مانتا دوسرا اسکو عیب نہین جانتا اور مرسل اور مدلس کی روایت کو جو بلفظ عن ہو صحیح و لایق قبول سمجھتا ہے - کوئی ایک راوی کو صاحب دیانت امانت و اہل حفظ و ضبط سمجھکر اسکی روایت کو مقبول و لایق اعتبار خیال کرتا ہے - دوسرا اسکو بیدین یا بے ضبط سمجھکر اسکی حدیث کو مردود و لایق انکار جانتا ہے - وعلی ہذا القیاس - ولیکن باینہمہ اختلاف بعض کتب حدیث یا ان کتب کے بعض احادیث ایسی بھی ہین جو اہل اسلام مین اتفاق کے ساتھ مانی جاتی ہین اور ان مین جملہ شروط صحت علی اختلاف المذاہب متحقق و موجود ہین - اور ان شروط کے مطابق عقل و موافق فطرت ہونے کے لحاظ سے اقوام غیر کو بھی ان شروط کا بنظر انصاف ماننا ضروری ہے - وبناءً علیہ ان احادیث کو (جن مین وہ شروط پائی جاتی ہین) صحیح و لایق اعتبار تسلیم کرنا بحکم عقل واجب ہے اس قسم کی حدیثین اہل اسلام کے ہر فرقہ (شیعہ - سنی - خارجی - معتزلی وغیرہ) کی کتابون مین موجود ہین - اور وہ باتفاق کل صحیح تسلیم کیجاتی ہین -

اور بعض فرقون مین بعض کتب یا ان کتب کی بعض احادیث (جیسے سُنیون مین صحیح بخاری و صحیح مسلم یا اُن کی وہ احادیث جن مین دارقطنی وغیرہ نے کچھ گفتگو نہین کی اور شیعون مین کتاب کلینی وغیرہ مسلم الصحت ہین۔)

اس قسم کی حدیثون مین شروط اربعہ صحت (راوی کا عدل و ضبط منہ کا اتصال عدم شذوذ۔ عدم علت) پوری اور اتفاق کے ساتھ پائی جاتی ہین۔ انکے راویون کا عدل و ضبط ایسا ثابت و محقق ہوتا ہے کہ اسمین کسیکو مجال اختلاف نہو۔ انکا آپس مین ملاقات رکھنا اور ایک کا دوسرے سے اخذ روایت کرنا اور کسی راوی کا سلسلہ اسناد سے چھوٹ نہ جانا سب کے نزدیک مسلم ہوتا ہے۔ ان حدیثون کے متابعات و شواہد ایسے موجود ہوتے ہین جو ان کو علت و شذوذ سے بری کرتے ہین۔

اسی قسم کی حدیثون کو ہمنے موجودہ توریت و انجیل سے مقدم قرار دیا ہے اور ان کتابون کے احکام و اخبار کو صحت و ثبوت مین ان ہی احادیث سے موخر ٹھہرایا ہے۔ جو باتفاق اہل اسلام واجب التسلیم ہے۔

کل مذاہب کی متفق علیہ احادیث باتفاق کل اور خاص خاص مذاہب شیعہ سُنی وغیرہ کے مسلمہ احادیث باتفاق علماے خاص اس فرقہ کے جو ان احادیث کو صحیح مانتے ہین۔ ان کتابون سے صحت و ثبوت مین مقدم ہین۔ ایک سُنی جو صحیح بخاری یا صحیح مسلم کو قران کے بعد اصح الکتب مانتا ہے اسکتاب کی احادیث بلا کلام کو ان کتابون سے مقدم سمجھتا ہے اور ایک شیعہ جو کتاب کلینی کو اصح جانتا ہے۔ اس کتاب کی حدیثون کو ان کتب سے مقدم سمجھتا ہے۔ اور جن احادیث کتب مذکورہ پر فریقین اور دیگر فرقہ ہاے اسلامی کا اتفاق ہے وہ باتفاق کل ان کتب سے مقدم ہین۔

اس تسلیم و اعتقاد پر اہل اسلام کی دلیل ان احادیث میں اتفاقی شروط صحت کا (باتفاق کل اہل اسلام ہو خواہ باتفاق فرقہائے خاص) موجود ہونا ہے اور کتب عہد عتیق و جدید میں ان شروط کا مفقود ہونا۔

احادیث صحیحہ میں ان شروط کا پایا جانا ان احادیث کے اسانید دیکھنے اور ان راویوں کے تحقیق حال کے لئے کتب اسماء الرجال و طبقات رواۃ و شروح کتب حدیث کی طرف مراجعت کرنے سے بآسانی ثابت ہو سکتا ہے۔

اہل اسلام (محدثین) نے ایک ایک حدیث اور ایک ایک راوی اور ایک ایک لفظ سند اور متن حدیث پر جہونپڑی ڈال رکھی ہے۔ کہیں راویوں کے حالات و صفات سے (کہ وہ کون تھے اور کہاں اور کب پیدا ہوئے اور کہاں کہاں رہے اور کب فوت ہوئے۔ کس کس سے اونہوں نے حدیث کو روایت کیا اور کس کس نے اون سے اخذ روایت کیا۔ اُن کے صدق و امانت کا کیا حال تھا۔ انکا ضبط و تدین کس رتبہ کا و علی ہذا القیاس) بحث ہو رہی ہے۔ کہیں اسناد کے حالات سے (کہ اسمیں سے کوئی راوی چھوٹ تو نہیں گیا یا کوئی بڑہایا تو نہیں گیا؟ کسی راوی کا دوسرے نے خلاف کیا ہے یا اسکی تائید و موافقت میں کچھ کہا ہے؟ و علی ہذا القیاس) بحث ہوتی ہے۔ کہیں متن و الفاظ حدیث کے حالات سے کہ فلان حدیث کے الفاظ بعینہٖ بقول ہیں یا اسمیں روایت و حکایت بالمعنی ہوئی ہے اسکے الفاظ میں راوی کو وہم تو نہیں ہوا؟ اس لفظ کی ثابت و موافقت کس کس سے ہوئی ہے؟ فلان متن کتنی سندوں سے مروی ہے؟ فلان شاذ و فرد ہے

وعلی ہذا القیاس بحث جاری ہے۔

اور کتب عہد عتیق وجدید مین ان شروط کا مفقود ہونا اور ان کے الفاظ و ناقلون کی نسبت ایسے مباحث کا وجود مین آنا ایسا ظاہر و مسلم ہے کہ خود ان کتب کے حامیون اور پیروان کو اسکا دعوی نہین ہے۔ پہر اہل اسلام احادیث صحیحہ کو ان کتب کے عمل و اخذ مین کیونکر مقدم نہ سمجہین۔

یہان شاید کوئی یہہ اعتراض کرے کہ یہہ کتب عہد عتیق وجدید تواتر سے منقول ہین

وانما ابہمت شروط التواتر فی الاصل بان لم یبین احوال تلک الکثرۃ من العدالۃ وغیرہا لانہ ای التواتر علی ہذہ الکیفیۃ ای احوال الکثرۃ لیس من مباحث علم الاسناد اذ علم الاسناد یبحث فیہ عن صحۃ الحدیث وضعفہ لیعمل بہ او یترک من حیث صفات الرجال او صیغ الاداء والمتواتر لا یبحث عن رجالہ بل یجب العمل بہ من غیر بحث عنہا فلا یکون من علم الاسناد من ہذہ الحیثیۃ انما یکون من حیث انہ یوجب العلم ویجب العمل بہ۔ فان قیل قد اشترط فی کتب الفقہ العدالۃ فی رجال المواتر۔ قلنا قد رد علیہ شارحوہا

(شرح نخبہ معہ شرح الشرح)

جیسا کہ قران لہذا ان کے راویون اور ناقلون کی توثیق اور اُن کی اسانید کی تحقیق وتفتیش ضروری نہین ہے۔ یہہ تحقیق وتفتیش اُن خبرون مین ضروری ہوتی ہے جنکے ناقل ایک دو ہون چنانچہ اسلامی کتب شرح نخبہ وغیرہ مین مصرح ہے نقل متواتر مین کوئی محقق اس تفتیش کو ضروری نہین سمجہتا۔

اسکے جواب دو ہین۔ اول یہہ کہ ان کتابون کا بجمیع الفاظ واجزا متواتر ہونا ثابت ہو تو اہل اسلام کو ان کتب پر عمل کرنے و اعتماد رکہنے سے انکار کیون ہو۔ اور ان کتب پر ان احادیث کو جو اخبار احاد کہلاتی ہین ترجیح دینیکی جرأت کیونکر ہو۔ اس انکار و ترجیح کی تو اُن کو تب ہی

جرأت ہوئی ہے کہ وہ ان کتب کو متواتر نہیں مانتے۔ اور نہ ان کتب کے حامی اُن سے یہ تواتر تسلیم کرا سکتے ہیں۔ وہ اُن سے کیا تسلیم کرائینگے جب وہ خود ہی اس تواتر کو نہیں مانتے۔ اور ان کتابوں کے بہت سے الفاظ و فقرات و ابواب کا مصنفین کتب سے متواتر منقول ہونا اور کمی بیشی سے محفوظ ہونا وہ خود تسلیم نہیں کرتے بلکہ برعکس اسکے وہ بڑے زور شور سے بیان کر رہے ہیں کہ فلاں الفاظ و فقرات و ابواب اِن کتابوں میں محفوظ نہیں ہیں اور ان میں کمی و بیشی و تبدل و تغیر واقع ہوا ہے۔

یہ مدعا ہمارے بیان سابق میں بصفحہ ۲۱۹ اور وہ صفحات جنکا حاشیہ صفحہ ۲۱۹ میں حوالہ ہے اور صفحہ (۲۲۵) و (۲۳۵) بتفصیل ثابت ہو چکا ہے۔ اس مقام میں ہم بیان سابق کی تائید میں ایک عبارت اعجاز عیسوی سے جسکی نقل کرنیکا وعدہ ہم نے فاتحہ بحث تحریف لفظی میں نمبر ۳ جلد ۱۱ میں بصفحہ ۸۴ کیا تھا۔ مگر اسکے الیقاظ کو موقع نہ ملا) نقل کرتے ہیں۔

کتاب اعجاز عیسوی میں صفحہ ۷ سے ۱۳ تک یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جو کتب عہد عتیق باتفاق جمہور اہل کتاب تسلیم کی گئی ہیں ان میں بھی اس قسم کے اختلافات موجود ہیں کہ وہ کب اور کہاں تصنیف ہوئیں اور اُن کے مولف کون شخص تھے۔ اور وہ الہامی تھیں یا نہیں۔ اور ان کتابوں کا ہر ایک جز (ابواب و آیات) اصل مصنفوں کی تصنیف ہے یا ان میں غیر کی طرف سے بھی ہوئی ہے۔

پھر صفحہ ۱۳ لغایت ۱۷ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جو کتب عہد جدید باتفاق جمہور عیسائیوں کے تسلیم کی گئی ہے اُن میں بھی اس قسم کے اختلافات موجود ہیں۔ اور انجیل متی اصل زبان عبرانی میں دنیا میں نہیں ہے اور موجود انجیل عبرانی اسکے ترجمہ یونانی سے ترجمہ کی گئی ہے جسکے مترجم کا بھی کوئی پتہ نہیں ہے"۔

پہر بصفحہ ۱۸ لغایت ۲۴ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جن کتب عہد عتیق و جدید کی تسلیم مین جمہور اہل کتاب کا اختلاف ہے اُن مین سے اختلافات مذکورہ کا کچہہ ٹھکانا ہی نہین اس بحث کے ضمن مین بصفحہ ۲۱ کہا ہے -

بہر حال ۳۲۰ء تک حال کتب عہد عتیق اور جدید کا کچہہ پریشان تہا اور اوس سال مین جو قسطنطین کے حکم سے شہر نائس مین کونسل مقرر ہوئی تو اوس کونسل مین کتاب جوڈت واجب التسلیم ٹہری اور یہہ امر اس مقدمہ سے کہ جیروم نے اوس کتاب پر لکہا ہے واضح ہوتا ہے پس اب بحکم کونسل نائس کے ایک کتاب اور بہی مقدس ماننی پڑی پہر ۳۶۴ء مین کونسل نوڈیسیا جمی اس کونسل نے سات کتابین اور عہد عتیق عہد جدید واجب التسلیم کردین اس تفصیل سے ۱ کتاب استیر ۲ نامہ یعقوب کا ۳ نامہ دوم پطرس کا ۴ اور ۵ نامہ دوم اور سوم یوحنا کے ۶ نامہ یہودا کا ۷ نامہ عبرانیین کا اور یہ حکم چٹہی کونسل جنرل (یعنے عام) سے مستحکم ہوا اور ان دونون کونسلون مین مشاہدات یوحنا خارج رہے تھے پہر ۳۹۷ء مین تیسری کونسل کارتہیج جسمین اگسٹائین اور ایکسو چہبیس ۱۲۶ اور پادری تھے جمی اور اس کونسل نے سات کتابین واجب التسلیم بنائین اور ایک کے واجب التسلیم ہونیکو موکد کیا اس تفصیل سے ۱ کتاب جوڈتہ جو وجوب تسلیم اوسکے کا موکد ہوا ۲ کتاب وزڈم ۳ کتاب ٹوبیاس ۴ کتاب باروق ۵ کتاب ایکلیزیاسٹیکس ۶ اور ۷ دو کتاب مقابیس کی ۸ مشاہدات یوحنا اور حکم اس کونسل کا چٹہی کونسل ٹرلوسی مستحکم ہوا اور جو باروق پیغمبر سکتر یرمیا علیہ السلام کے تہے تو ان کی کتاب تتمہ کتاب یرمیا علیہ السلام کا سمجہی گئی اسلئے کونسل کارتہیج نے نام اوس کتاب کا علیحدہ فہرست مین نہ لکہا - اور کونسل کارتہیج کے حکم کو کونسل ٹرلونی اور کونسل فلورنس نے اور کونسل ٹرنٹ نے بجا اور مسلم رکہا اور دونو کونسلون پچہلی نے کتاب باروق کا نام فہرستون مین درج کیا بعد اسکے یہہ بیچاری کتابین کہ اُنہون نے خدا خدا کرکے

تین صدی گذرنے کے بعد مختلف وقتون مین کونسلون کے تصدق سے لقب واجب التسلیم
اور قانونی ہونیکا پایا تھا قریب بارہ سو برس کے واجب التسلیم سب فرقون مسیحیون مین
بنی رہین اور روسن کیتھلک آجتک انکو واجب التسلیم سمجھتے ہین مگر فرقہ پروٹسٹنٹ
نے اون کتابون سے ایک حصہ کتاب استیر اور تمام کتاب باروق اور کتاب ٹوبیاس
اور کتاب جوڈتھ اور کتاب وزڈم اور کتاب ایکلیزیاسٹیکس اور دو لوکتابون مقابیس کو
نکالڈالا اور ان آٹھون کو واجب التسلیم نمانا اور منجملہ عذرون کے یہہ عذر پیش کیا
کہ تمام کلیسیا نے انہین نہین مانا اور ان مین تحریف ہوئی اور جھوٹ بنائی گئین
اور ان مین جھوٹی باتین موجود ہین اور ان عذرون سے پہلے عذرون کو ہم نے
بسروچشم قبول کیا اور اس فرقہ کے اقرار کے موافق ثابت ہوگیا کہ مسیحیون سلف کا
جو چوتھی صدی مین اور بعد اسکے گذرے اعتبار نہین اور انکا اجماع اور اتفاق
قابل اعتماد نہین بلکہ دیانت سے بے نصیب تھے کہ سینکڑون ہزارون علی الاتفاق
کرکے جھوٹی اور محرف کتابون کو واجب التسلیم ٹھہراکے سب مسیحیون کو بے ایمانی پر
جمع کرتے تھے اور چیزون واجب الرد کو واجب الاعتقاد بتلاتے تھے اور انکے
نزدیک روسن کیتھلک جو گروہ انکا چھ گونہ زائد اس فرقہ سے ہوگا اب تک اوسی
بلامین پڑے ہین اور انکے اقرار کے موافق تحریف اسلاف سے بھی ثابت ہوئی
مگر عذر اول ہم غریبون کی سمجھ مین نہین آتا اسلئے اس عذر کے موافق چاہئے تھا
کہ تمام کتاب استیر اور شاہدات اور نامہ دوم اور سیوم یوحنا اور نامہ دوم پطرس
اور نامہ یہوداہ اور نامہ یعقوب اور نامہ عبرانیون کو بھی خارج کرتے تمام کلیسیا نے
اول اُن کونسلون کے اُنہین بھی نہین مانا تھا بالخصوص شاہدات اور کتاب استیر کو
یہان تک کہ بعضے شاہدات کو کلام سہن شس ملحد کی بتلاتے تھے اور کہتے تہے کہ یہہ
تو ایک بے عقلی اور بے معنی اور بڑا حجاب جہالت کا ہے اور محاورہ عبارت سے

معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً اسکا مصنف یوحنا انجیلی نہین اور کتاب استیر تو ظاہر ہی مین الہامی نہین ہوتی اسلئے کہ ساری کتاب مین کہین ذکر خدا کے نام کا بھی نہین آیا اور نہ اُسکے مصنف کا پتہ لگتا ہے شارحین بیبل کے اکثون سے کچھ کچھ کہتے ہین بعضے طرف علماء معبد خانہ کے جو عزرا کے زمانہ سے یمن کے زمانہ تک گذری نسبت کرتے ہین اور فلو یہودی تصنیف یہوکین کی جو میثا اُس یسوع کا ہے جو قید بابل سے رہائی پاکر آیا تھا بتلاتا ہے اور اگسٹائین تصنیف عزرا کی اور بعضی تصنیف مردکی کی اور بعضی تصنیف مردکی اور استیر کی اور بہت قدما عیسائیون کو اوسپر شبہہ رہا ہے کاتلک ہرلڈ کی جلد دوم کے صفحہ ۲۴۳ مین ہے سینٹ ملیٹو نی کتب واجب التسلیم کی فہرست مین اسکا نام درج نہین کیا چنانچہ یوسی بیس نے اپنی تاریخ کلیسیا کے باب ۲۶ کتاب چہارم مین لکھا ہے اور سنت کرکری زین زن نے اپنے شعرون مین صحیح کتابون کے نام ضبط کئے ہین اور نام اس کتاب کا نہین لکھا اور سنت ایم فی لیوکس نے اپنے شعرون مین جو سلیوکس کو لکھین تھین (اسکے واجب التسلیم ہونے پر) شبہ کیا ہے اور سنت اتھای شیش نے اپنی ۳۹ چٹھی مین اس کتاب کو رد اور ناپسند کیا اور مصنف ساپس نے اُسے رد کیا ہے انتہی یہان تک صاف واضح ہوا کہ مقدس کتابون کی کوئی سند متصل اہل کتاب کے پاس نہین (اعجاز عیسوی صفحہ ۲۱ تا ۲۴)

صاحب اعجاز عیسوی نے تو ان اختلافات سے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان کتب کے متصل سند اہل کتاب کے پاس نہین ہے۔ ہم اس سے یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ ان اختلافات کے زمانہ تک یہ کتب تواتر کو نہین پہونچین۔ پہنچتی تو ان مین یہہ اختلافات واقع ہوتے کیونکہ تواتر سے علم یقین پیدا ہوتا ہے۔ اور یقین اختلاف کا رافع ہوتا ہے نہ موجب ۔

عزیمة فلعله یخطی ظنه فلا یوثق له او لا یعینه علیه غیره لابد من
الاعانة الا اذا کان هو الاهل للقضاء دون غیره فح یفترض
علیه التقلد صیانة لحقوق العباد واخلاءً للعالم عن الفساد ثم
یجوز التقلد من السلطان الجائر کما یجوز من العادل لان
الصحابة تقلدوه من معاویة والحق کان بید علی رضی الله عنه
فی نوبته والتابعون تقلدوه من الحجاج وهو کان جائرا الا اذا
کان لا یمکنه من القضاء بحق لان المقصود لا یحصل بالتقلید
بخلاف ما اذا کان یمکنه هدایه | احمد سعید احمدی

جو لوگ منصوص علیہ بالکفر والظلم والفسق ان آیات مین ہین ان مین یہ لوگ منصف
وغیرہ کہ تصدیق بما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم رکہتے ہین اور اسکو برا
جانتے ہین داخل نہین لیکن اگر فضل خصومات مین موافق روایات فقہیہ کی کاربند
نہین اور اون کا خلاف کرتی ہین تو اوس فسق مین جو عند الفقہا ہی داخل ہین

ظالم کی طرف سے بہی جائز ہے جیسا کہ عادل بادشاہ کی طرف سے جائز
ہے۔ کیونکہ اصحاب نبوی نے معاویہ کی طرف حاکم ہونا اختیار کیا باوجودیکہ
اسوقت حق (اور انصاف) پر حضرت علی المرتضی تہے (اور معاویہ
اون کے باغی تہے) ایسا ہی تابعیون نے حجاج بن یوسف کی طرف سے
حکومت اختیار کی ہے باوجودیکہ وہ ظالم تہا۔ ہان اس صورت مین
اختیار کرنا جائز نہین جبکہ بادشاہ ظالم اس حاکم کو انصاف کرنے کی
قدرت نہ دی کیونکہ اس صورت مین حاکم بننے کی اصل غرض حاصل نہین ہوتی
اسصورت کا حکم اس صورت کے مخالف ہی کہ وہ اسکو انصاف کرنے سے
نہ روکے ۔ ہدایہ صفحہ ۱۱۷ ج ۲

دوسرا جواب

فرض کیا اور مان لیا کہ یہہ اختلافات لایق لحاظ نہین اور ان کتب کے زمانہ تصنیف اور مکان تالیف اور مصنفین کے تعیین مین کوئی اختلاف نہین - پھر بھی انکا اپنے مصنفون سے بنقل متواتر منقول ہونا ثابت و مسلم نہین ہے - کیونکہ نقل متواتر کے لئے اہل اسلام کے نزدیک یہہ شرط ہے (جسکو اقوام غیر کا تسلیم کرنا بھی بحکم عقل بعید نہین) کہ اسکے ابتدا اور وسط مین بھی ویسی ہی کثرت ہو جیسی کہ انتہا مین ہو اور کسی درجہ مین ایسی قلت نہو جس سے اوس کے ناقلین کا کذب پر اتفاق ممکن ہو اور ان کتابون کے یہہ حالات اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ جلد ۱۱ مین بصفحہ ۱۱۵ و صفحہ ۱۱۹ وغیرہ بیان ہو چکے ہین کہ "زمانہ بخت نصر مین کتب عہد عتیق کا نام و نشان باقی نہ رہا تھا - پھر عزرا نے اون کو اپنی یادداشت سے دوبارہ لکھا تو عہد انٹوکس ہین ان کو ضایع کیا گیا - پھر ان کتابون کی صداقت پر کوئی نشان نہ تھا جب تک مسیح اور حواریون کا ظہور نہوا - اور ۳۰۳ مین عہد جدید کی کتابون کو نیست و نابود کیا گیا" اور یہہ بات مسلم کل ہے کہ ان کتابون کو زبانی یاد رکھنے کا پہلے زمانون مین رواج نہ تھا اور نہ پچھلے زمانون مین اب تک رواج ہے جیسا کہ قرآن مجید و فرقان حمید کو حفظ کرنے کا رواج صدر اول سے اسوقت تک چلا آتا ہے - ان حالات کے ساتھ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ان کتابون کی نقل مین تواتر پایا جاتا ہے ؟

تیسرا جواب

جس سے مجموعہ عہد جدید کا متواتر نہونا اور بفرض

تواتر اِس کا لائق اعتبار نہونا ثابت ہوتا ہے

یہہ بھی فرض کیا اور مان لیا کہ عہد جدید کو کسی وقت مین زوال نہین آیا اور جن لوگون (متی - یوحنا - پولوس وغیرہ) کی طرف یہہ کتابین منسوب ہین انہی سے اِنکا ہر ایک جزبہ نقل متواتر ثابت ہے - پہر بھی ان کتب کے مضامین و ہدایات کا حضرت مسیح علیہ السلام سے (جنپر انجیل کا نازل ہونا اہل اسلام کے نزدیک مسلّم ہے*) بتواتر منقول ہونا ثابت نہین ہوتا ہے - کیونکہ اس تواتر مفروض الوجود کا سلسلہ انہین لوگون (متی وغیرہ) پر ختم ہوتا ہے - ان سے اوپر حضرت مسیح علیہ السلام سے ان کتب یا اُن کی ہدایات کی نقل مین یہہ تواتر پایا نہین جاتا

وقفینا علی آثارھم بعیسی بن مریم مصدقا لما بین یدیہ من التوراۃ -
(مائدہ ۷۶)

* اہل اسلام کے نزدیک وہی انجیل واجب التسلیم والایمان ہے - جو حضرت مسیح علیہ السلام پر نازل ہوئی نہ موجودہ مجموعہ عہد جدید جسے اَورون نے تصنیف کیا ہے اسباب مین ۱۸۵۷ء سے پیشتر علمائے دہلی نے ایک فتوی شائع کیا تہا جو اعلام عوام کے لئے اِس مقام مین نقل کیا جاتا ہے :-

چہ میفرمائید علمائے دین کثرہم اللہ تعالی درینباب کہ بر مجموعۂ عہد جدید کہ بحال پادری صاحبان ترجمہ ہائے او تقسیم مینمایند و مشتملست بر چہار صحیفہ کہ در آن حالات مسیح و اقوال شان بطور تاریخ از اول ولادت تا عروج آسمان مرقوم ہست و در ہر چہار مصرحہ است کہ مسیح مصلوب شدہ و مشتملست بر کتاب اعمال حوارین کہ تصنیف لوقا تابعیست و در و حال حوارین بطور تاریخ مرقوم است و بر چہار دہ نامہ پولوس و یکنامہ یعقوب و دو نامہ

لہذا یہہ کتابین اور اون کی ہدایات باوجود تسلیم تواتر مفروض اصل صاحب کتاب حضرت عیسی علیہ السلام سے بتواتر منقول نہین ہین بلکہ جو کچہہ ان مین حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہے وہ بنقل احاد (متی وغیرہ) منقول ہے اور خبر واحد کے حکم مین ہے اور وہ اون احادیث نبویہ کی مانند ہے جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک یا دو یا چار اصحاب نے نقل کیا ہے گو اُنکے بعد

پطرس و سہ نامہ یوحنا آیا اہل اسلام اطلاق کلام ربانی بر وفق مذہب خود میسازد وانجیلیکہ در قرآن ذکر آن شدہ ہمین مجموعہ ایست یا آن انجیل عبارت ازان کلام ربانی کہ فقط بر عیسیٰ نازل شدہ بود بینوا توجروا

جواب

نزد اہل اسلام انجیل عبارت از کلام الٰہی تبارک وتعالی ست کہ بر حضرت عیسےٰ علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نازل شدہ بود مشتمل بر ہدایت ونور ومصدق احکام توریت ونصیحت براے پرہیزگاران نہ ازین مجموعہ عہد جدید قال اللہ سبحانہ وقفینا علے آثارھم بعیسے ابن مریم مصدقا لما بین یدیہ من التوریۃ واتیناہ الانجیل فیہ ھدی ونور ومصدقا لما بین یدیہ من التوریۃ وھدی وموعظۃ للمتقین ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتب ومھیمنا علیہ قال فی تفسیر البغوی ومعنی آیات القران ما قال ابن جریج القران امین علے ما قبلہ من الکتاب فما اخبر اھل الکتاب عن کتابھم فان کان

اون کے نقل مین تواتر ہو گیا ہے - یا اون کتب حدیث کی مانند مین جنکو ایک ایک امام (بخاری و مسلم وغیرہ) نے تالیف کیا ہے گو پہر اُن سے ہزارون اشخاص نے ان کتب کو نقل و روایت کیا ہے - و معہذا ان احادیث و کتب احادیث کو آنحضرت سے متواتر نہین مانا جاتا اور اگر کوئی کہے تو اقوام غیر سے اسکی تسلیم کی توقع نہین ہے پہر اون کتب یا اون کی ہدایات کو جو حضرت مسیح علیہ السلام سے صرف ایک دو یا چار اصحاب (حواریون) کی روایت سے مروی ہین کیونکر متواتر تسلیم کیا جائے ۔

اِس جواب کے جواب مین شاید عیسائی یہہ کہین کہ اون کتابون کے مؤلف

فی القران فصدقوہ والا فکذبوہ قال سعید بن المسیب والضحاک قاضیًا وقال الخلیل رقیبا وحافظا والمعانی متقاربة ومعنی الکل ان کل کتاب یشہد بصدقة القران فہو کتاب اللہ و مالا فلا انتہی قال فی التفسیر المظہری بعد قولہ فکذبوہ یعنی ان کان تکذیبہ فکذبوہ وان کان القران ساکتا عنہ فاسکتوا عنہ لاحتمال الصدق والکذب من اہل الکتاب واللہ سبحانہ ولی التوفیق -

مہر محمد کریم اللہ ۱۲۴۱	فقیر احمد سعید احمدی	دین محمدی در فرید آمدہ
مہر مولوی کریم اللہ	مہر جناب فیض انتساب	مہر مولوی فرالدین
صاحب ساکن لال چاہ	سجادہ نشین شاہ ابو سعید	صاحب مدرس جامع مسجد
مدرس مسجد متصل حوض قاضی	قدس سرہ شاہ احمد سعید	ساکن شاہجہان آباد
ساکن شہر شاہجہان آباد	صاحب دام فیوضہم	

خود ملہم و رسول تہے انپر روح القدس اتری - اور یہہ کتابین انہون نے الہام سے تالیف کی اور جو حالات و ہدایات مسیح علیہ السلام کی ان مین موجود ہین وہ

الجواب الثانی

جواب در صورت مرقومہ بر مستبصرین شریعت بیضا و متدبران ملت بیضا اظہر من الشمس است کہ بودن این تراجم مذکورہ با اصل آنہا ہم اگر مطابق ہمین تراجم مسطورہ است ہمان انجیل یعنی کلام ربانی کہ او تعالی جلشانہ بانزال فرمودن آن بر حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام در قرآن مجید خبر دادہ نزد علماء شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف صلوۃ و تحیۃ بخبر احاد ہم مروی و محفوظ نیست چہ جا کہ خبر مشہور شد و اعمال حواریین کہ تصنیف لوقا تابعی است و ہمچنین نامجات پولوس وغیرہ بر مذہب ما داخل نیستند بلکہ انجیل نزد ما فقط عبارت از ان کلام حضرت عیسی بود کہ موافق وحی ربانی ارشاد آن فرمودہ پس اطلاق کلام ربانی برین مجموعہ بلا سند شرعی چگونہ کردہ شود - بلکہ اطلاق کلام ربانی بر اصل توریت کہ بزبان عبرانی بود و بر مجموع اصل انجیل بسبب تحریفات کثیرہ ہم نمیتواند شد زیرا کہ تحریفات بیشتر در اصل ہر دو کتاب توریت و انجیل از ایشان واقع شد و قرآن شریف ما بر تحریفات اینہا ناطق است - قال اللہ تعالی فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم الآیۃ - یحرفون الکلم عن مواضعہ و یقولون علی اللہ الکذب وہم یعلمون و یقولون ہو من عند اللہ وما ہو من عند اللہ ویلبسون الحق بالباطل و یکتمون الحق وہم یعلمون الآیات و دیگر بسیارے از آیات کریمہ بر تحریفات ایشان دلالت میکند کالشمس فی رابعۃ النہار لہذا اہل تفسیر گفتہ اند لانہم یحرفونہا و ینکرون وجود تلک الآیات الدالۃ علی

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۷۳)

اگرچہ نقل احاد غیر متواتر منقول ہین مگر رسولون کی خبر واحد بھی اہل ایمان کے لئے اورون کی نقل متواتر کے برابر بلکہ اوس سے بڑھکر ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک ان لوگون کا ملہم اور خدا کی طرف سے رسول ہونا ثابت و مسلم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۴

نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کذا فی التفسیر النیشاپوری وغیرہ

ونیز باید دانست کہ تحریفات لفظیہ ومعنویہ ہر دو از ایشان واقع شدہ وقد صرح کثیر بان الیہود والنصاری بدلوا الفاظا کثیرۃ من التوریۃ والانجیل واولوا بغیرہا من قبل انفسہم وحرفوا ایضا کثیرا من المعانی بتاویلہا علی غیر الوجہ کذا فی القسطلانی وقد سرد ابن حزم فی الفصل فی الملل والنحل اشیاء کثیرۃ من ہذا الجنس منہا ان ابنتی لوط بعد ہلاک قوم ضاجعت کل منہما اباہا بعد ان شقتہ الخمر فوطی کلاً منہما فحملتا بہ وغیر ذلک من الامور المنکرۃ کذا فی فتح الباری مختصراً پس ہرگاہیکہ حال اصل اینست تراجم این را چہ اعتبار کما لا یخفی علی ذوی الابصار واللہ اعلم بالصواب۔

نوازش علی — محمد ضیاء الدین — محمد قطب الدین — سید محمد نذیر حسین

مہر جناب مولوی نوازش علی صاحب مدرس مدرسہ — مہر مولوی ضیاء الدین صاحب دہلوی — مہر جناب محمد قطب الدین شاہجہان آبادی — مہر جناب مولوی محمد نذیر حسین صاحب دام فیوضہم

دار الہدیٰ نو تعمیر شیخ حسین بخش سوداگر

سراج العلماء ضیاء الفقہاء مفتی عدالت العالیہ سلطانی سید رحمت علیخان

اہل اسلام کے نزدیک کیونکر مسلم ہو جبکہ بعض رسولون کا رسول ہونا عیسائیون مین

نہین - نہ خدا تعالی کی کلام مین اون کا رسول ہونا بیان ہوا ہے نہ پیغمبر علیہ السلام کی کلام مین کہین اسکا ذکر پایا جاتا ہے - اِن ہی کتب مین اون کے الہام و رسالت کا ذکر ہے سو اہل اسلام کے نزدیک محرف و غیر محفوظ ہونے کے سبب لایق اعتماد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۵

بالاتفاق مسلم نہین ہے - وہ انکو رسول ہادی نہین جانتے اور اونکی ہدایتون اور نصیحتون کو حق نہین مانتے اور ان کی کلام مین غلطیون کا پایا جانا بیان کرتے ہین - عیسائیون مین ابیونی دو فرقے ہین ان دونو فرقون کے لوگون کا عقیدہ یہہ تہا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو محض آدمی تہے اور اِس فرقہ کے لوگ صرف متی کی انجیل کو قبول کرتے تہے (رومن تواریخ کلیسیا صفحہ ۹۷) یعنی عبرانی انجیل متی کو وہ مانتے تہے اور نسب نامہ اوس انجیل مین نہ تہا اور یہی ابیونی فرقہ پولوس کے نامجات کو رد کرتا تہا اور پولوس کو توریت سے پہرا ہوا کہتا تہا (لارڈنر اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۷ء جلد ۶ صفحہ ۳۸۳ مین قول اورجن کا نقل کرتا ہے کہ فرقہ ابیونی کے دونو گروہ کے لوگون نے پولوس کے نامجات کو رد کیا اور پولوس کو دانا اور نیک آدمی نہ جانتے تہے انتہی (رسالہ انعام عام ص ۱۵)

رولکلس اور اور پروٹسٹنٹ کہتے ہین کہ نامون پولوس مین سب کلام پاک نہین اور چند چیزون مین اُسنے غلطی کی ہے - مسٹر فلک پطرس حواری پر الزام غلطی اور جہالت انجیل کا لگاتا تہا - میگڈی برجنس حواریون خصوصاً پولوس پر الزام غلطی کا لگاتے ہین - وای ٹیکر کہ بڑا عالم فرقہ پروٹسٹنٹ کا ہے کہتا ہے کہ بعد عروج مسیح کے آسمان پر اور نزول روح القدس کے سب کلیسیا نے غلطی کی ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص نے بہی بلکہ حواریون نے بہی جو غیر اسرائیلیون کے دعوت طرف ملت مسیحی کے کی اور پطرس نے اور بہی غلطی رسوم مین کی اور یہہ بڑی غلطیان حواریون سے

نہین ہے۔ خصوصاً اون ہی کتب اور اُن ہی کے مصنفون کے دعاوی کی شہادت مین جو مدعی کی شہادت اپنے حق مین بنتی ہین۔

عیسائی پہلے اِن لوگون کا الہامی اور خدا کی طرف سے رسول ہونا ثابت کرلین اور ان کتب کی تحریف و تصرف غیر سے محفوظ ہونا مدلل کر دکہائین پہر اِن لوگون کی خبر واحد کا نقل متواتر کے برابر یا اس سے بڑھکر ہونے کا دعوی کرین۔

اہل اسلام عہد عتیق و جدید کے اکثر حصہ کو جو حضرت موسی و حضرت داؤد و عیسے علیہم السلام (جنکو وہ رسول جانتے ہین) کی طرف منسوب نہین ہے۔ خصوصیت کے ساتھ واجب التسلیم* نہین مانتے ان کی نسبت یہی اجمالی ایمان "امنا باللہ وما انزل الینا" یعنے جو خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے اُسپر ہم ایمان لائے۔ و تسلیم رکہتے ہین (گو اون کے مصنفون سے اون کا بنقل متواتر منقول ہونا مان لین اور اون باتون سے جو جواب اول و دوم مین کہی گئی ہین چشم پوشی کرین) اور اس تسلیم مین وہ یہی عذر کرتے ہین کہ ہماری کتاب مین اون کتب اور اون کے مؤلفون کی تصدیق و شہادت نہین پائی جاتی اور اِن کتابون پر ان کی تحریف و تغیر کے سبب ہمارا اعتماد نہین۔ اِس بحث و بیان سے صاف عیان ہے کہ کتب عہد عتیق و جدید کی نسبت دعوے تواتر نقل محض فضول و خلاف عقل ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۶

بعد نزول روح القدس کے ہوئی ہین۔ لواتہروس کہتا ہے کہ بعضے علماء کبار پیرو لوتہر کے کہتے تھے کہ ہم پولوس کے مسئلہ پر تو شبہہ کرین لیکن مسئلہ لوتہر اور کلیسہ اسپرگ کی کتاب عقاید پر شبہہ نہین کرتے۔ (اعجاز عیسوی ص ۲۰۶ وغیرہ)

* اہل اسلام کیونکر مانین جبکہ بعض کتب کو خود اہل کتاب نہین مانتے دیکہو اعجاز عیسوی ص ۲۴۷ تک جسکا خلاصہ صفحہ (۲۶۶ وغیرہ) مین منقول ہوا۔

قادر

اور ان کتب اور ان کی روایات کے لئے سند و تحقیق رجال کی ایسی حاجت ہے جیسکہ ایک خبر واحد کے لئے واز انجا کہ یہ سند و تحقیق ان کتب مین مفقود ہے اور حدیث صحیح مین موجود لہذا حدیث صحیح کو ان کتب پر ترجیح ہے۔ اور اسی کا امر سوم مین دعویٰ تہا۔

شاید بیان امر سوم کے مقابلہ مین کوئی شخص عیسائیون اور نیچریون کے وہ نو اعتراضات جو حدیث پر وہ کرتے ہین پیش کرے۔ اور ان اعتراضات کی نظر سے کتب عہد عتیق و جدید کو حدیث پر ترجیح دے۔ عیسائیون کے یہہ پانچ اعتراض۔

(۱) حدیث کے راوی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحبتی و قرابتی تھے۔

(۲) کتب حدیث کے مؤلفون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکھا اور نہ اُن سے کچھہ سُنا۔

(۳) اکثر احادیث کا مضمون نفس الامر و عقل کے مخالف ہے۔

(۴) بہت سی احادیث کا مضمون قرآن کا مخالف ہے۔

(۵) حدیثون مین باہم تناقض و تخالف ہے۔

نیچریون کے یہہ چار اعتراض:۔

(۱) روایت حدیث بالمعنی ہوتی ہے جس مین خطا و اجتہاد کا بھی دخل ہے۔

(۲) حدیث کی روایات اُن الفاظ "عن" وغیرہ سے ہوتی ہے جنمین احتمال ہے کہ نیچے کے راویون نے اوپر کے راویون سے حدیث کو سُنا ہو۔

(۳) بہت سی حدیثون کو جو درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی نہیں ہیں۔ حکماً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث قرار دیا گیا ہے۔

(۴) موقوف و معلق وغیرہ ضعاف کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث قرار دیا گیا ہے۔

ان اعتراضات کے جوابات اشاعۃ السنۃ جلد پنجم کے نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ میں اس زور و تفصیل کے ساتھ دیئے گئے ہیں کہ ان میں عیسائیوں و نیچریوں کو دم مارنے کی مجال نہیں اور ان میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ منجملہ اعتراضات مذکورہ اکثر تو محض غلط ہیں اور مغالطات پر مبنی۔ اور جو قدر قلیل انمیں سے صحیح ہیں وہ حدیث کو نہ لے اعتبار نہیں کرتے اور اوس کی مثل بلکہ اوس سے بڑھکر کتب عہد عتیق و جدید میں موجود ہے۔ جو لوگ ان اعتراضات کو وقعت کی نگاہ سے دیکھیں اور اُن کے سبب حدیث کی صحت و اعتبار میں متردد ہوجاویں وہ ہمارے ان چار پرچوں کو ملاحظہ فرما کر جو فیصلہ کرنا چاہیں کریں۔ صرف ان شبہات کو سنکر یکطرفہ ڈگری نہ کر بیٹھیں۔ وہ چار دن پرچے اہل وسعت کو بقیمت چار روپیہ (۴) متوسطین کو بقیمت دو روپیہ (۲) اور کم وسعت کو بقیمت ۱ مل سکتے ہیں۔

امر سوم کا بیان پورا ہوا اور ہمارا یہ دعوی کہ کتب عہد عتیق و جدید بکارتب بحفاظت و ثبوت حدیث صحیح کے برابر نہیں ثبوت کو پہونچا۔

اس دعوے اور اس کے دلائل میں جو **صحیح ہونے حدیث کی قید** لگائی گئی ہے۔ اس میں یہ **اشارہ** ہے کہ حدیث صحیح نہو تو اوسکو ان کتب پر کوئی ترجیح نہیں بلکہ جیسے ان کتب کے اخبار و احکام میں (جنکی تصدیق قرآن و حدیث سے نہو) توقف واجب ہے ویسے ہی اُن احادیث کی (جنکی صحت ثابت نہو)

اور آتم ہین اور اگر مقدمات کرنے ہین کو نبذا حکام ور وایات فقہ
ہین تو اس فسق ومعصیت مین بھی داخل نہین بجوز تقلد القضاء
من السلطان العادل والجائر ولو کا فذا ذکرہ مسکین وغیرہ الا
اذا کان یمنعہ من القضاء بالحق فیحرم کذا فی الدر المختار
وھکذا فی الھدایۃ والعالمگیریۃ وغیرھا من کتب الفقہ واللہ
اعلم بالصواب | سید نذیر حسین | بجسب روایات اکثر مفسرین کے مصنف وغیرہ موصوف
ان لوگون مین کہ منصوص علیہم بالکفر والفسق والظلم آیات مذکورہ مین ہرگز داخل
نہین اگر بر اجانتے ہین فقہ احکام خلاف مزرع کو باقی مضمون روایت فقہیہ کا صحیح ہے
واللہ اعلم بالصواب | قطب الدین محمد | فی الواقع جو لوگ کہ فصل خصومات مین خلاف
شرع حکم نہین کرتے ہین وہ لوگ خواہ مامور طرف سلطان مسلم کی سے ہون یا کافر کی
نہ کافر ہین نہ فاسق اور جو خلاف شریعت حکم کرتے ہین اور اوسکو بر اجانتے ہین وہ
بھی کافر نہین بلکہ عاصی ہین ترکب حرام فقط کتبہ | احمد علی عفی عنہ | مملوک علی | نوشتہ علی

اس فتوی پر ہمارے ریمارک کی البتہ کچھ ضرورت نہین ہے وہ اس فتوی کو
دیکھکر سمجھ جائینگے کہ اس مین ہمارے مضمون کی کسقدر تائید وتصدیق موجود ہے تاہم ردہ
خوان ناظرین اور بالخصوص گروہ کے جلیل مجتہدین کے افہام کی غرض سے نمبر آیندہ مین بقیہ تمہ شہادت
موافقین ہم اپنے کچھ ریمارک کرینگے ۔ انشاء اللہ تعالی ۔

لہ مسلمان کو بادشاہ عادل کی طرف سے اور بادشاہ ظالم کیطرف سے کافر
کیون نہو) حاکم (یا قاضی) بننا جائز ہے ۔ چنانچہ مسکین وغیرہ نے نقل کیا ہے
مگر یہ صورت مین قاضی بننا جائز نہین بلکہ حرام ہے جبکہ وہ بادشاہ حاکم کو انصاف کرنے
سے روکے یہ مختار مین بصفحہ ۲۹۵) کہا ہے ایسا ہی ہدایہ وعالمگیری وغیرہ مین ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

تصدیق یا تکذیب مین توقف واجب ہے اور کسی حکم شرعی حلال و حرام یا کسی عقیدہ اسلامی کے اثبات کے لئے ان احادیث سے استدلال و تمسک جایز نہین ہے ۔

یہہ بات اہل اسلام مین مسلم ہے اور کتب اصول فقہ مین مدلل و محقق ہو چکی ہے اور ہمارے رسائل و ضمیمجات مین بھی بارہا اسکا ثبوت دیا گیا ہے ۔ اس مقام کو بھی اسکے ذکر و بیان سے خالی رکھنا مناسب معلوم نہین ہوتا ۔ لہذا چند اقوال محدثین کو اسکی تائید مین ذکر کیا جاتا ہے ۔

رسالہ اصول حدیث مین (جو ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی کے اول مین ملحق اور سید شریف علی جرجانی کی طرف منسوب ہے اور درحقیقت وہ سید جمال الدین صاحب روضۃ الاحباب یا طیبی شارح مشکوۃ کی تالیف ہے) مرقوم ہے ۔ کہ احادیث مین بعض ایسی ہین جن کی تصدیق واجب ہے ۔ یہ وہ احادیث ہین جنکا صحیح ہونا ائمہ حدیث نے بتصریح بیان کیا ہے ۔ بعض ایسی ہین جن کو جھوٹا سمجھنا واجب ہے یہہ وہ ہین جن کو ائمہ حدیث نے موضوع (بناوٹی) قرار دیا ہے ۔ بعض ایسی ہین جن کی تصدیق و تکذیب مین توقف واجب ہے ۔ کیونکہ اُن مین سچ و جھوٹ دونو کا احتمال ہے ۔ باقیماندہ احادیث مین (جن کو نہ تو ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے اور نہ موضوع یا ضعیف قرار دیا ہے) توقف واجب ہے ۔

الخبر اما ان یجب تصدیقہ وھو ما نص الائمۃ علی صحتہ واما ان یجب تکذیبہ وھو ما نص الائمۃ علی وضعہ او یتوقف فیہ لاحتمال الصدق والکذب کسائر الاخبار (رسالہ اصول حدیث)

اور شرح نخبۃ الفکر مین مرقوم ہے کہ اسیوجہ (شرط بخاری کی صحت مین راجح ہونے

ومن ثمه ای من هذه الجهة وهی
ارجحیة شرط البخاری قدم صحیح البخاری
علی غیره ثم صحیح مسلم لمشارکته
البخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی
کتابه بالقبول سوی ما علل ثم یقدم
فی الارجحیة من جهة الاصحیة ما وافقه
شرطهما وان کان علی شرط احدهما
فیقدم شرط البخاری وحده علی شرط
مسلم فخرج لنا من هذه ستة اقسام
تتفاوت درجاتها وثم قسم سابع
وهو ما لیس علی شرطهما اجتماعاً
وانفراداً - ای ما هو صحیح عند
غیرهما من الائمة المعتمدین ولیس علی
شرطهما وعلی شرط احدهما کصحیح
ابن خزیمة ثم ابن حبان ثم الحاکم
وترتیب هذه الثلثة فی الارجحیة
هکذا -

(شرح نخبہ مع شرح الشرح ص۲۳)

سے صحیح بخاری اور کتابون سے مقدم ہی
پہر صحیح مسلم کیونکہ وہ بھی قبولیت کتاب
مین بخاری کا شریک - پہر وہ حدیث
جو دونون مین نہو مگر ان دونون کی
شرط کے موافق ہو پہر وہ حدیث جو صرف
شرط بخاری کے موافق ہو - پہر وہ حدیث
جو صرف شرط مسلم کے موافق ہو -
یہہ حدیث صحیح کے چہہ قسم ہوئے یہان
ایک قسم ہفتم بھی ہے کہ وہ حدیث
ان دونون یا ایک کی شرط پر بھی نہون
مگر اوس کو اور ائمہ لائق اعتماد نے صحیح
کہا ہو جیسے احادیث صحیح ابن خزیمہ -
پہر احادیث صحیح ابن حبان پہر احادیث
صحیح حاکم - ان تینون کے مراتب صحت
مین اسی ترتیب سے ہین -

اور امام نووی کی شرح مسلم
مین ہے - صحیح بخاری و صحیح مسلم مین
اور دوسری کتب حدیث مین یہی
فرق ہے کہ ان دونون کتابون کی حدیثین ایسی صحیح ہین کہ ان پر بلا بحث و

انما یفترق الصحیحان وغیرهما من الکتب
فی کون ما فیهما صحیحا لا یحتاج الی النظر فیه

تحقیق صحت عمل واجب ہے اور دوسرے
کتابون کی احادیث پر ہرگز عمل جائز

ما یجب العمل به مطلقا وما کان من غیرها لا یعمل حتی ینظر ویوجد شروط الصحة (شرح مسلم ج ۱ ص ۷)	نہین جب تک کہ اون کی صحت کو دیکہا نہ جائے اور شروط صحت اُن مین موجود ہون۔

امام ابن الصلاح نے (جو بشہادت ذہبی امام نووی اور مولفین رسائل مذکورہ بالا سے پیشتر ۶۴۳ھ مین ہو چکی ہین) احادیث غیر صحیحین کے دائرہ تصحیح کو تنگ کر دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ان احادیث کی صحت کو ہم خود نہین دیکہہ سکتے اور نہ اپنی تحقیق سے شروط صحت ثابت کر سکتے ہین اس تصحیح و تحقیق شروط مین ہم سابقین ائمہ حدیث کے بیان کے محتاج ہین۔ اور اُسی حدیث کو صحیح کہہ سکتے ہین جسکو ائمہ سابقین نے صحیح کہہ دیا ہو۔ ان ائمہ سے بہی ہر ایک امام زمانہ سابق کی تصحیح پر اعتماد نہین کر سکتے ہین۔ صرف اُن ائمہ سابقین کے قول پر اعتماد کر سکتے ہین جو باب تصحیح و تحسین مین متساہل (ڈہیلے) نہین ہین جیسے حاکم و ابن حبان ہین جو ضعیف کو بہی صحیح کہہ دیتے ہین۔

آپ اپنی کتاب مشہور "مقدمہ" مین فرماتے ہین۔ جب ہم کسی حدیث یا اُسکے

اذا وجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرها حدیثا صحیح الاسناد ولم نجده فی احدی الصحیحین ولا منصوصا علی صحته فی شیء من مصنفات ائمة الحدیث المعتمدة المشهورة فانا لا نتجاسر علی جزم الحکم بصحته فقد تعذر فی هذه الاعصار الاستقلال بادراک	ٹکڑے کو صحیح الاسناد پاوین اور اوس کو صحیحین (بخاری و مسلم) مین سے کسی ایک مین موجود نہ دیکہین اور نہ ائمہ کی تصانیف مین جو مشہور و لائق اعتبار ہین اسکو صحیح ہونے پر تصریح پاوین تو ہم اس حدیث کو صرف اسناد کی نظر سے صحیح کہنے کی جرأت نکر سکینگے کیونکہ اس قسم کی اسنادون کے راوی

الصحيح بمجرد اعتبار الاسانيد لانه
ما من اسناد من ذلك الا وتجد في
رجاله من اعتمد في روايته على
ما في كتابه عريا عما يشترط في الصحيح
من الحفظ والضبط والاتقان قال
الامر اذن في معرفة الصحيح والحسن
الى الاعتماد على ما نص عليه ائمة الحديث
في تصانيفهم المعتمدة التي يومن فيها
لشهرتها من التغير والتحريف وصار
معظم المقصود مما يتداول من الاسانيد
خارجا عن ذلك ابقاء سلسلة
الاسناد التي خصت بها هذه
الامة زادها شرفا × × ×
× × × × × ×
ثم ان الزيادة في الصحيح ما في الكتبين
تلقاها طالبا مما اشتمل عليه احد
المصنفات المعتمد المشهورة لائمة
الحديث كابي داود السجستاني وابي
عيسى الترمذي وابي عبد الرحمن
النسائي وابي بكر ابن خزيمة وابي
الحسن الدارقطني وغيرهم منصوصا

شرط صحت سے معرا ہوتے ہین - لہذا
حدیث صحیح و حسن کی پہچان کے لئے
ائمہ حدیث کی تصحیح اور بیان صریح کیطرف
جو ان کی تصانیف مشہورہ و محفوظ مین
ہو رجوع کرنا پڑتا ہے اور (اس صورت
مین) اسناد کے استعمال سے مقصود
صرف اس امت کے خاصہ (اسناد)
کو باقی رکہنا ہے - نہ اسکے ذریعہ سے
صحت احادیث کو ثابت کرنا -
اور آپ نے فرمایا ہے صحیحین کے
علاوہ تصانیف مشہورہ ائمہ حدیث
ابی داود - ترمذی - نسائی - ابن
خزیمہ - دارقطنی وغیرہ مین جو احادیث
پائی جاتی ہین وہ اسی حالت مین
لائق اخذ و قبول ہین کہ ان ائمہ نے
کتب مذکورہ مین ان احادیث کو
صحیح کہا ہو - اس اخذ و قبول کے لئے
صرف ایسی کتب مین جو صحیح و ضعیف
سب قسم کی حدیثون پر مشتمل ہون
ان احادیث کا پایا جانا کافی نہین ہے
یہہ پایا جانا کافی ہے تو صرف انہی

علی صحته فیها وکا یکفی فی ذلك مجرد
کونه موجودا فی کتاب ابی داؤد
وکتاب الترمذی وکتاب النسائی
وسائر من جمع فی کتابه بین الصحیح
وغیره ویکفی مجرد کونه موجودا فی کتب
من اشترط منهم الصحیح فیما جمعه ککتاب
ابن خزیمة وکذلك مایوجد فی
الکتب المخرجة علی کتاب البخاری
وکتاب مسلم ککتاب ابی عوانه
الاسفرائنی وکتاب ابی بکر الاسماعیلی
وکتاب ابی بکر البرقانی وغیرها من تمة
لمحذوف اوزیادة شرح فی کثیر من
احادیث الصحیحین وکثیر من هذا
موجود فی الجمع بین الصحیحین کلابی
عبد الله الحمیدی واعتنی الحاکم
ابو عبد الله الحافظ بالزیادة
فی عدد الحدیث الصحیح علی ما
فی الصحیحین وجمع ذلك فی کتاب
سماه المستدرك اودعه ما لیس
فی واحد منهما وهو واسع الخطو فی
شرط الصحیح متساهل فی القضاء

کتب مین ہے جن مین صحت کا التزام
ہے جیسے ابن خزیمہ کی صحیح - ایسی ہی
وہ کتابین جو صحیح بخاری یا مسلم کی
شرط پر جمع کی گئی ہین جیسے ابو عوانہ کی
کتاب اور ابوبکر اسماعیلی کی کتاب
اور ابوبکر برقانی کی کتاب جن مین
اکثر احادیث صحیحین کے اجزاء
محذوفہ یا زیادات شارحہ کا بیان ہے
اس قسم کی بہت سی روایات حمیدی
کی کتاب جمع بین الصحیحین مین بھی
موجود ہین - ابو عبد اللہ حاکم نے اسقدر
احادیث صحیحین کو بڑہا دیا ہے اور
اپنی کتاب مستدرک مین ان احادیث
کو جو صحیحین مین نہین ہین روایت
کیا ہے اور اُن احادیث کو بخاری و
مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے جسمین
وہ تیز قدم چلا ہے اور اون کو صحیح
قرار دینے مین اُس سے تساہل ہوا
ہے - اسکی نسبت معتدل و متوسط فیصلہ
یہہ ہے کہ جس حدیث کو اُس نے صحیح
کہا ہو اور کسی اور امام نے اُسکو صحیح یا

به فالاولی ان نتوسط فی امرہ فنقول ما حکم بصحته ولم نجد ذلك فیه لغیرہ من الائمة ان لم یکن من قبیل الصحیح فهو من قبیل الحسن یحتج به ویعمل به الا ان تظهر فیه علة توجب ضعفه ویقارب فی حکمه صحیح ابی حاتم بن حبان البستی رحمهم الله اجمعین (مقدمہ ابن الصلاح)

ضعیف نہ کہا ہو تو وہ اگرچہ صحیح نہو مگر از قسم حسن ضرور ہوگی بجز اس حالت کے کہ اُس مین کوئی عیب ظاہر ہو ایسی کے ترجمہ اور اسکے حکم مین ابن حبان کتاب صحیح ہے یعنے اسکا مصنف بھی حدیث کو صحیح قرار دینے مین ڈھیلا ہی اور اسکی تصحیح کا وہی حکم ہے جو تصحیح حاکم کا حکم بیان ہوا ہے۔

ہماری دیار ہند کے خاتمۃ المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین جو واقعی ایسی ہے اور اہل اسلام بلکہ کافہ انام کے لئے دین اسلام کی حقانیت پر خدا کی طرف سے ایک پوری دلیل ہے) کتب حدیث کے چار طبقے (درجے) مقرر کئے ہین و از انجملہ صرف طبقہ اوّل و دوم کو عامہ محدثین کا عمل اعتماد قرار دیا ہے اور طبقہ سوم کو خاص کر ان ماہر محدثین کے عمل و استدلال سے مخصوص کیا ہے جو اسماء الرجال (راویون کے نامون) کے حافظ ہون اور حدیث کے عیوب پہچانتے ہون اور طبقہ چہارم کو محض ناقابل عمل ٹھہرایا اور صاف فرمایا ہے کہ اس طبقہ کی حدیثون سے استنباط و استدلال ان ہی لوگون کا کام ہے جو اہل بدعت رافضی معتزلے وغیرہ ہین اور وہ تکلف سے کام لیتے ہین۔ آپ فرماتے ہین "حدیث کی کتابین مختلف طبقات اور باہم متفاوت درجات پر ہین۔ ان درجات کی پہچان ضروری امر ہے اسلئے ہم بیان کرتے ہین کہ وہ کتب بلحاظ صحت و شہرت چار طبقہ (درجہ) پر ہین صحت سے ہماری مراد یہ ہے

ولكتب الحديث على طبقات مختلفة
ومنازل متباينة فوجب الاعتناء
بمعرفة طبقات كتب الحديث فنقول
هي باعتبار الصحة والشهرة على
اربع طبقات × × × ×
× × × × ×
فالصحة ان يشترط مولف الكتاب
على نفسه ايراد ما صح او حسن غير
مقلوب ولا شاذ ولا ضعيف الا
مع بيان حاله فان ايراد الضعيف
مع بيان حاله لا يقدح في الكتاب
والشهرة ان يكون الاحاديث
المذكورة فيها دائرة على السنة
المحدثين قبل تدوينها وبعد
تدوينها فيكون ائمة الحديث
قبل المؤلف رووها بطرق شتى
واوردوها في مسانيدهم ومجاميعهم
وبعد المؤلف اشتغلوا برواية
الكتاب وحفظه وكشف مشكله
وشرح غريبه وبيان اعرابه وتخريج
طرق احاديثه واستنباط فقهها

کہ مولف کتاب نے یہہ شرط کرلی ہو کہ
وہ اپنی کتاب مین حدیث صحیح یا حسن
درج کریگا ضعیف شاذ وغیرہ بجز اسکے
کہ اُس کا ضعف و شذوذ بیان کردے
کتاب مین نہ لائیگا۔ شہرت سے یہہ
مراد ہے کہ ان کتابون کی احادیث
تصنیف کتب مذکورہ سے پہلے اور
پیچھے اور محدثین کی زبانون پر دائر و سائر
ہون۔ مصنفین سے پہلے محدثین
نے اُن کو اپنی مسندون اور جامعون
یا مجمعون مین وارد کیا ہو اور بعد تصنیف
کتاب اسکی روایات کو نقل کرنے
اور اُن کو محفوظ رکہنے اور اُن کے
مشکل الفاظ اور مطالب کو حل کرنے
اور اُن کے طرق و اسانید کو بیان کرنے
اور اُن سے مسائل استنباط کرنے کی
طرف وہ متوجہ ہوے ہون اور اُنکی
احادیث کی صحت و قبولیت کو مان
چکے ہون۔ عام لوگ بھی اُن کتابون
کی تعظیم و اعتقاد سے خالی نہ ہون
یہہ دونون صفت (صحت و شہرت)

والفحص عن احوال رواتها طبقة بعد
طبقة الی یومنا هذا حتی لا یبقی شیٔ
ما یتعلق به غیر مبحوث عنه الا ما شاء
الله ویکون نقاد الحدیث قبل
المصنف وبعده وافقوه فی القول
بها وحکموا بصحتها وارتضوا رای
المصنف فیها وتلقوا کتابه بالمدح
والثناء ویکون ائمة الفقه لا یزالون
یستنبطون عنها ویعتمدون علیها
یعتنون بها ویکون العامة لا یخلون
عن اعتقادها وتعظیمها وبالجملة
فاذا اجتمعت هاتان الخصلتان
کملا فی کتاب کان من الطبقة الاولی
ثم وثم وان فقد تاراسا لم یکن له
اعتبار وما کان اعلی حد فی الطبقة
الاولی فانه یصل الی حد التواتر
وما دون ذلک یصل الی الاستفاضة
والصحة القطعیة او الظنیه وهکذا
ینزل الامر فالطبقة الاولی منحصرة
بالاستقراء فی ثلثه کتب الموطا[1]
وصحیح البخاری[2] وصحیح مسلم[3]

پوری پوری کسی کتاب مین جمع ہون
تو وہ کتاب پہلے طبقہ مین ہوگی اور جسمین
کچھہ کمی ہو وہ دوسرے مین - و
علی ہذا القیاس - اور جن مین یہہ
صفتین بالکل مفقود ہون وہ محض
بے اعتبار ہین - × × ×

طبقہ اول تین کتابون موطا و
صحیح بخاری و صحیح مسلم مین
منحصر ہے - امام شافعیؒ نے فرمایا ہے
قرآن کے بعد سب کتابون سے صحیح
کتاب موطا ہے اور عام اہل حدیث کا
اسپر اتفاق ہے کہ اس کتاب مین جو
کچھہ موجود ہے - وہ امام مالک کے
نزدیک صحیح ہے - اورون کے نزدیک
بھی جو کچھہ اس مین مرسل و بے سند
روایات ہین وہ دوسری جگہہ صحیح و
باسند ہو چکی ہین - اس کتاب کیطرف
فقہاء محدثین کی ہر زمانہ مین توجہ رہی
ہے - وہ ہمیشہ سے اسکی روایات
کی اسانید بیان کرتے رہے ہین - اور
اس کے مشکل مطالب و الفاظ کو حل و

قال الشافعی اصح الکتب بعد کتاب اللہ موطا مالک واتفق اھل الحدیث علی ان جمیع ما فیہ صحیح علی رای مالک ومن وافقہ واما علی رای غیرہ فلیس فیہ مرسل ولا منقطع الا قد اتصل السند بہ من طرق اخری فلا جرم انہا صحیحۃ من ھذا الوجہ

* * * * * *

* * * * *

وقد اشتہر فی عصر حتی بلغ علی جمیع دیار الاسلام ثم لم یات زمان الا وھو اکثر شہرۃ واقوی بہ عنایۃ وعلیہ بنی فقہا الامصار مذاھبھم حتی اھل العراق فی بعض امرھم ولم یزل العلماء یخرجون احادیثہ ویذکرون متابعاتہ وشواھدہ ویشرحون غریبہ ویضبطون مشکلہ ویبحثون عن فقہہ ویفتشون عن رجالہ الی غایۃ لیس بعدھا غایۃ وان شئت

ضبط کرتے چلے آئے ہیں۔ اس باب میں تو حق صریح دیکھنا چاہئے۔ تو اس کتاب کا امام محمد کی کتاب آثار اور امام ابو یوسف کی کتاب امالی سے مقابلہ وموازنہ کر۔ ان میں اور اس میں تو دو مشرقوں کی دوری مشاہدہ کریگا۔ کسی محدث یا فقیہ کو تو نے نہ سنا ہوگا کہ ان دونوں کی طرف وہ متوجہ ہوا ہو۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم کی نسبت تو تمام محدثوں کا اتفاق ہے کہ جو کچھ ان کتابوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بسند متصل منقول ہے وہ صحیح ہے اور یہ کتابیں اپنے مصنفوں سے بتواتر منقول ہیں اور جو شخص ان کتابوں کے رتبہ کو ہلکا سمجھے وہ مبتدع ہے جو مسلمانوں کی راہ چھوڑ کر اور راہ چلتا ہے۔ اُن کی نسبت تجھے حق صریح دیکھنا ہو تو ان کتابوں کا کتاب ابن ابی شیبہ سے (جو بخاری ومسلم کا اُستاد ہے) اور کتاب طحاوی اور مسند خوارزمی

الحق الصراح فقس كتاب الموطا بكتاب
الآثار لمحمد والامالي لابي يوسف تجد بينه
وبينهما بعد المشرقين فهل سمعت احداً
من المحدثين والفقهاء تعرض لهما و
اعتنى بهما اما الصحيحان فقد اتفق
المحدثون على ان جميع ما فيهما من
المتصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران
الى مصنفيهما وانه كل من يهون
امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل
المؤمنين وان شئت الحق الصراح
فقسهما بكتاب ابن ابي شيبة
وكتاب الطحاوي ومسند الخوارزمي
وغيرها تجد بينها وبينهما بعد المشرقين
وقد استدرك الحاكم عليهما احاديث
هي على شرطهما ولم يذكراها وقد
تتبعت ما استدركه فوجدته
قد اصاب من وجه ولم يصب من وجه
وذلك لانه وجد احاديث مروية
عن رجال الشيخين بشرطهما في الصحة
والاتصال فاتجه استدراكه عليهما
من هذا الوجه ولكن الشيخين

(جس مین حضرت امام ابو حنیفہ کے
مرویات کو آپکے بعد ۶۷۴ھ مین جمع کیا گیا
ہے) مقابلہ کر دیکھہ ان تینون اور اُن
دونون مین تو دو مشرقون کی دوری
پائیگا۔ ابو عبد اللہ حاکم بخاری مسلم
سے چھوٹی ہوئی احادیث کو جو ان
کی شرط پر ہین کتاب مستدرک مین
جمع کیا ہے۔ ہم نے اس کتاب کی حدیثونکو
دیکھا تو حاکم کو ایک وجہ سے صواب
پر پایا اور ایک وجہ سے خطا پر صواب
کی وجہ تو یہہ ہے کہ اُس نے بخاری
اور مسلم کے راویون سے اور ان کی
شرط صحت و اتصال کے مطابق ان
احادیث کو نقل کیا ہے جو بخاری و مسلم
مین نہین ہین خطا کی وجہ یہہ ہے
کہ بخاری و مسلم نے صرف شرط صحت و
اتصال کا لحاظ نہین فرمایا بلکہ جن احادیث
کو اپنی کتابون مین نقل کیا ہے اُنپر بعد
بحث و مناظرہ اپنے مشائخ کے اتفاق
محدثین ثابت کر لیا ہے چنانچہ مسلم نے
خطبہ کتاب مین لکھا ہے کہ مین نے اس

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دوم بغایت ہفتم — جلد یازدہم

بابت شہر ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۸ء

شرح قیمت وغیرہ امور بدستور

غیر حاضری پر عذر آوری

جون ۱۸۸۸ء سے اوقت تک اشاعۃ السنۃ کی غیر حاضری مختلف (پریوٹیکل اور قومی) اسباب سے ہوئی ہے۔ ناظرین اس عرصہ کی قومی غلطی کو رسالہ میں ملاحظہ فرمینگے تو امید ہے یہ کہکر دیر آمدہ زراہ دور آمدہ۔ اس غیر حاضری کو معاف کرینگے اور اسکے مضامین کو پڑھکر مقولہ "دیر آید درست آید" کی تصدیق وتسلیم زبان پر لاوینگے۔

شکر گزاری

مہتمم محمد حسین وہاں کا دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے اس فوت شدہ (انقطاع) اشاعۃ السنۃ کو اسکے مضامین دینی وقومی خدمت کے مقابلہ میں ہمیشہ ہی اور چند شمارہ جکا صرف ایک پرچہ ہوا تھا تمام کمال اسرار ما بلکہ بعض نے چند شمارہ بھی کیا ہے ہاتھ سنت نبویہ کا قرعہ انہی کے نام پر ووٹ نکل میں ڈالا گیا ہے مہتمم اشاعۃ السنۃ انکا دل سے شکر گزار ومنون ہے اور انکی ترقی و برکت کے لئے دست بدعا۔

خیر خواہی

بعض خریدار جنکی تعداد پندرہ سے زیادہ نہیں شروع اور بعضے ۱۸۸۸ء سے اشاعۃ السنۃ کا حق دابی بیٹھے ہیں اس فترت کو غنیمت سمجھکر خیال کرتے ہونگے کہ رسالہ بند ہوا۔ ہمارا پیچھا چھوٹا۔ لیکن ہم تمہیں خبر دار التماس کرتے ہیں کہ رسالہ بند ہو نے پر بھی انکا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا۔ یہاں تک کہ دآخرت) میں بھی مطالبہ ہوگا آپ پنا ذمہ بری کریں اور اگر دنیا میں نہیں یاد دہانی کرو ان میں چاہتا تو معافی کی درخواست کریں اس خصوصیت کے ساتھ ذیل ذکران شہروں کے رسالہ کے مکان ہیں لدھیانہ۔ لدھیانہ۔ جاجی پور۔ جہالا پٹن۔ گورداسپور۔ گوجرانوالہ۔ ہری پور وغیرہ۔

خوشخبری

رسالہ اقتصادی مسائل الجہاد سلیس فارسی زبان میں چھپکر شائع ہوگیا ہے جب کہ اردو انگریزی میں مدت سے شائع ہوا ہے شایقین ہمت کو کام میں لاوین اور فارسی نسخہ کے زاید دو فواید سے حظ اٹھائیں قیمت اردو اور انگریزی وفارسی کا ایک ایک دیہہ۔ مقام فروش دفتر اشاعۃ السنۃ لاہور

فہرست مضامین نمبر ۲ بغایت ۷

(۱) سوال کا جواب (بابت ترجمہ اسلام و گورنمنٹ)

(۲) جواب اعتراض اور گورنمنٹ (بابت توجہ پبلک)

(۳) ہکہ سنکر کیلئے ہمدرد شکر خطاب۔

(۴) ایک عمدہ اسلامت (بابت حفظ ناظرین شمارہ ۱۰ اگست ۱۸۸۸ء)

(۵) ایسی ہی اور ایک مراسلت۔

(۶) تعلیل احکام تربیت و ادخیل کی نسبت اسلامی اعتقاد۔

اس مثل و تفصیل سے جسکی نظیر تالیفات مناظرین اہل کتاب میں پائی نہیں جاتی و

ابو سعید محمد حسین بٹالوی — اسلامیہ پریس لاہور میں چھپا — مہتمم اشاعۃ السنۃ لاہور دہلی دروازہ

لا یذکر ان الا حدیثا قد تناظر فیه
مشائخهما و اجمعوا علی القول به
والتصحیح له کما اشار مسلم حیث
قال لم اذکر ههنا الا ما اجمعوا علیه
وجل ما تفرد به المستدرک کالموکی
علیه المخفی مکانه فی زمن مشائخهما
وان اشتهر امره من بعد او ما اختلف
المحدثون فی رجاله فالشیخان
کاساتذتهما کانا یعتنیان بالبحث
عن خصوص الاحادیث فی الوصل
والانقطاع وغیر ذلک حتی یتضح
الحال والحاکم یعتمد فی الاکثر علی
قواعد مخرجة من صنایعهم
کقوله زیادة الثقات مقبولة واذا
اختلف الناس فی الوصل والارسال
والوقف والرفع وغیر ذلک فالذی
حفظ الزیادة حجة علی من لم یحفظ
والحق انه کثیرا ما یدخل الخلل فی الحفاظ
من قبل الموقوف ووصل المنقطع لا
سیما عند رغبتهم فی المتصل المرفوع
وتنویههم به فالشیخان لا یقولان بکثیر مما

کتاب مین اسی حدیث کو وارد کیا ہے
جسکی صحت پر سب کا اتفاق پایا - اور
حاکم کی مرویہ حدیثین اکثر ایسی ہین جنپر
سر بند لگایا گیا ہوا ہے یعنے محدثین
سے مخفی ہین اور ان کا ٹہکانا
نامعلوم ہے - اور اون کو بخاری اور
مسلم کے مشایخ سے کوئی نہ جانتا تہا
اگرچہ پیچھے کر اُن کا اشتہار ہو گیا یا
وہ احادیث ایسی ہین جنکے راویون
مین محدثین کا اختلاف ہے شیخین (بخاری و مسلم)
اور اُن کے استادون نے تو احادیث کے
خاص حالات وصل و انقطاع کو دیکھا ہے
یہان تک کہ اُن کا حال وصل و انقطاع
کہل گیا - اور حاکم نے اکثر ان قواعد
پر اعتماد کیا ہے جو محدثین کے روش سے
نکالی گئی ہین - جیسے یہہ قاعدہ کہ
ثقہ کوئی بات اورون سے بڑھکر
کہے تو وہ بات مقبول ہے اور حدیث
کے وصل و انقطاع مین اختلاف ہو
تو وہان کیا کرنا چاہئے - شیخین ان
قواعد کے اکثر حصہ کے قایل نہ تھے

ما یقولہ الحاکم واللہ اعلم وھذہ الکتب
الثلثۃ التی اعتنی القاضی عیاض
فی المشارق بضبط مشکلھا ورد تصحیفھا
الطبقۃ الثانیۃ کتب لم تبلغ مبلغ
الموطا والصحیحین ولکنھا یتلوھا کان
مصنفوھا معروفین باثوقوۃ العدالۃ
والحفظ والتبحر فی فنون الحدیث و
لم یرضوا فی کتبھم ھذا بالتساھل فیما
اشترطوا علی انفسھم نتلقھا من
بعدھم بالقبول واعتنی بھا المحدثون
والفقہا طبقہ بعد طبقۃ واشتھرت
فیما بین الناس وتعلق بھا القوم شرحا
لغریبھا وفحصا عن رجالھا واستنباطا
لفقھھا وعلی تلک الاحادیث بناء
عامۃ العلوم کسنن ابی داؤد وجامع
الترمذی ومجتبی النسائی وھذہ
الکتب مع الطبقۃ الاولی اعتنی بجمعھا
رزین فی تجرید الصحاح وابن الاثیر فی
جامع الاصول بکاد مسند احمد یکون
من جملۃ ھذہ الطبقۃ فان الامام
احمد جعلہ اصلا لما یعرف بہ الصحیح

جن کا قابل حکم ہونا ہے اور ان تو اما
سے اُس نے احادیث کو صحیح قرار
دیکر مستدرک مین وارد کیا ہے
طبقہ دوم وہ کتابین ہین جو موطا
اور صحیحین کے رتبہ کو نہین پہونچین
ولیکن اُن کے قریب قریب ہین
اُن کے مؤلف بھی ثقہ عادل حافظ
ومعتبر ہین - اُنہون نے اپنی کتابون
مین ایسی احادیث کو وارد کرنا پسند
نہین کیا جو اُن کی شرط کے موافق
نہون - ان کتابون کو بھی محدثین نے
مان لیا اور اُن کے غریب الفاظ کی
شرح اور راویون کے حالات سے بحث
اور اُن کے مسایل فقیہ کے استنباط کا
قصد کیا ہے - اسی قسم کی حدیثون پر
اکثر کتابون کی بنا قایم ہے جن مین
سنن ابی داؤد - جامع ترمذی
مجتبی نسائی وغیرہ کتب ہین امام
احمد کی مسند بھی اسی طبقہ سے شمار
ہوسکتی ہے کیونکہ اسکے مؤلف امام احمد نے
اسکو حدیث صحیح وضعیف کی تمیز کا معیار بنایا ہے

قال ما ليس فيه فلا تقبلوا والطبقة
الثالثة مسانيد وجوامع ومصنفات
صنفت قبل البخاري ومسلم وفي
زمانهما وبعدهما جمعت بين الصحيح
والحسن والضعيف والمعروف والغريب
والشاذ والمنكر والخطا والصواب
والثابت والمقلوب ولم تشتهر
في العلماء ذلك الاشتهار وان
زال عنها اسم النكارة المطلقة ولم
يتداول ما تفردت به الفقهاء كثير
تداول ولم تفحص عن صحتها وسقمها
المحدثون كثير فحص ومنه ما لم
يخدمه لغوي بشرح غريب ولا فقيه
بتطبيقه بمذاهب السلف ولا محدث
ببيان مشكله ولا مؤرخ بذكر اسماء رجاله
ولا اريد المتاخرين المتعمقين وانما
كلامي في الائمة المتقدمين من اهل
الحديث فهي باقية على استتارها
واختفائها وخمولها كمسند ابي علي
ومصنف عبد الرزاق ومصنف
ابي بكر ابن شيبة ومسند عبد بن حميد

طبقہ سوم وہ مسندین اور جامع اور
مصنفات ہین جو بخاری و مسلم کے زمانہ
سے پہلے اور اُن کے زمانہ مین اور
اُن کے بعد تالیف ہوئی ہین جن مین
صحیح و حسن و ضعیف و معروف و منکر و
غریب و شاذ و خطا و صواب اور ثابت
اور مقلوب سبھی درج ہین۔ اور وہ
علماء مین چندان مشتہر نہین ہوئین
اگرچہ مطلق غیر معروف ہونے کا اطلاق
اُن پر نہین ہو سکتا اِن کتابون کی متفرد
حدیثون سے نہ فقہاء نے تعرض کیا
ہے نہ محدثین نے اُن کی صحت کو
جانچا ہے۔ نہ لغت کے مؤلفون نے
اُن کے مشکل و نادر الفاظ کو حل کیا ہے
نہ مورخین نے اُن کے راویون کے
بیان حالات سے تعرض فرمایا ہے۔
اس سے میری مراد پچھلے علماء نہین ہین
جو تکلف سے کام لیتے ہین۔ مین اُن
علماء اہل حدیث سے ان باتون کے
بیان کی نفی کرتا ہون جو پرانے زمانہ مین
تھی۔ لہذا وہ کتابین اب تک اسی حالت

والطیالسی وکتب البیهقی والطحاوی
والطبرانی وکان قصدهم جمع ما وجدوه
لا تلخیصه وتهذیبه وتقریبه من العمل و
الطبقة الرابعة کتب قصد مصنفوها
بعد قرون متطاولة جمع ما لم یوجد فی
الطبقتین الاولیین وکانت فی المجامیع
والمسانید المختفیة فنوهوا بامرها وکانت علی
السنة من لم یکتب حدیثه المحدثون ککثیر من
الوعاظ المتشدقین واهل الاهواء والضعفاء او
کانت من اثار الصحابة والتابعین او من اخبار بنی اسرائیل
او من کلام الحکماء والوعاظ خلطها الرواة بحدیث
النبی صلی الله علیه وآله وسلم
سهوا وعمدا او کانت من محتملات
القران والحدیث الصحیح فرواها
بالمعنی قوم صالحون لا یعرفون غوامض
الروایة فجعلوا المعانی احادیث
مرفوعة او کانت معانی مفهومة
من اشارات الکتاب والسنة جعلوها
احادیث مستبدة براسها عمدا
او کانت جملا شتی فی احادیث
مختلفة جعلوها حدیثا واحدا

خفاء وزاویہ گزینی مین مین جسپر کہ تھین
اُن کی مثال مسند ابویعلی ہے اور مصنف
عبدالرزاق ومصنف ابوبکر بن
ابی شیبہ ومسند عبد بن حمید
وطیالسی وکتب بیہقی وکتب
طحاوی وکتب طبرانی - ان لوگون کا
مقصود ان کتابون کی تالیف سے
صرف یہہ تہا کہ جو کچہہ ان کو ملا ہے
وہ یکجا جمع ہو جائے نہ یہ کہ وہ تہذیب
تلخیص کے بعد لائق عمل ہو -
طبقہ چہارم وہ کتابین ہین جن کے
مؤلفون نے زمانہ دراز کے بعد ان
احادیث کو جمع کرنا چاہا جنکا پہلے دو
طبقون مین وجود نہ تھا - صرف مخفی
مسندون اور مجمعون مین اُن کا اثر
پایا جاتا تھا - اور اُن لوگون کی زبان
پر جنکی حدیث کو قبول نہ کیا جاتا تھا
جیسے اکثر مونہہ پہٹ واعظ اور اہل
بدعت اور ضعیف الحدیث لوگ
ہوتے ہین انکا وجود تہا یا وہ درحقیقت
صحابہ وتابعین کے اقوال تہے اپنی اسرائیل

نفس واحد وسطنه هذه الاحاديث
كتاب الضعفاء لابن حبان وكامل
ابن عدى وكتب الخطيب وابى
نعيم والجوزقانى وابن عساكر
وابن نجار والديلمى وكاد مسند
الخوارزمى يكون من هذه الطبقة
واصلح هذه الطبقة ما كان ضعيفاً
محتملاً واسوءها ما كان موضوعاً
اومغلظاً بشديد النكارة وهذه
الطبقة مادة الكتاب الموضوعات
لابن الجوزى وهنا طبقة خامسة
منها ما اشتهر على السنة الفقهاء
والصوفية المورخين ونحوهم
وليس له اصل فى هذه الطبقات
الاربع ومنها ما دسه الماجن فى
دينه العالم بلسانه فاتى باسناد
قوى لايمكن الجرح فيه وكلام
بليغ لايبعد صدوره عنه
صلى الله عليه وآله وسلم
فاثار فى الاسلام مصيبة عظيمة
لكن الجهابذة من اهل الحديث

اور حکمار کے اخبار و مقولات۔ انکو
راویوں نے عمداً یا سہواً آنحضرت
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کلام سے
ملا دیا اور نہیں حدیث بنا کر روایت کیا
یا وہ آیات قرآنی یا احادیث کر بعض
اشارات و تاویلات تہیں اُن کو
بعض نادان و نیادان نے بالمعنی
روایت کیا اور احادیث مرفوعہ قرار
دیا یا وہ قرآن و احادیث کر اشارات
تھیں اُن کو مستقل احادیث بنا دیا
یا وہ کئی حدیثوں کے متفرق ٹکڑے
تھیں۔ اُن کو ایک حدیث قرار دیا۔
اس قسم کی احادیث کا محل ابن حبان
کی کتاب الضعفا اور ابن عدی
کے کامل اور خطیب بغدادی اور
ابی نعیم اور جوزقانی اور ابن عساکر
اور ابن نجاری اور دیلمی کی کتابیں
اور مسند خوارزمی بھی قریب ہے کہ اسی
طبقہ سے ہو۔ اس طبقہ کی جو بہتر احادیث
کہلاتی ہیں وہ ضعیف ہیں اور جو بدتر
ہیں وہ موضوع ہیں اور مقلوب سخت

یوردون مثل ذلک علی المتابعات والشواهد فتهتک الاستار وتطهر العوار اما الطبقة الاولی والثانیة فعلیهما اعتماد المحدثین وحوم حماها مرتعهم ومسرحهم واما الثالثة فلا یباشرها للعمل علیه والقول به الا لنحاریر الجهابذة الذین یحفظون اسماء الرجال وعلل الاحادیث نعم ربما یوخذ منها المتابعات والشواهد وقد جعل الله لکل شی قدرا واما الرابعة فالاشتغال بجمعها والاستنباط منها نوع تعمق من المتاخرین وان شئت الحق فطوائف المبتدعین من الرافضة والمعتزلة وغیرهم یتمکنون بادنی عنایة ان یلخصوا منها شواهد مذاهبهم فالانتصار بها غیر صحیح فی معارک العلماء بالحدیث والله اعلم حجۃ البالغہ ص ۱۳۸ لغایت ۱۴۱

لائق انکار۔ ابن الجوزی کی کتاب موضوعات کا مادہ یہی طبقہ ہے۔ یہان ایک اور طبقہ پانچوان ہے۔ اس طبقہ کے بعض احادیث ایسی ہین جو صرف فقہا اور صوفیون اور مورخون کی زبان پر جاری ہین اور ان چارون طبقون مین اُن کا نام و نشان نہین ہے اور بعض ایسی احادیث ہین جنکو بیدینون نے جو عربی زبان سے واقف تہے از خود بنا کر قوی سندون کی طرف جن مین کوئی جرح و قدح نہو سکے منسوب کر دیا ہے اور کلام بلیغ کے پیرایہ مین جسکا صدور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعید نہو وارد کیا ہے۔ جس سے اسلام مین بڑی مصیبت اٹہائی یا ولیکن محدثین ماہرین نے اُن کی پردہ دری کر کے اُن کی قلعی کہولدی ہے۔

ان طبقات اربعہ سے طبقہ اول و دوم ہی ایسا ہے جسپر عامہ محدثین کا اعتماد ہے اور اُسی کے آس پاس اُن کے مواشی (ضروریات) کا چراگاہ ہے۔ اور طبقہ سوم سے خاصکر وہی لوگ تمسک کر سکتے ہین جو حدیث کے

ماہرین اور اسماء الرجال کے حافظ اور حدیث کے عیوب سے واقف طبقہ چہارم کی روایات واحادیث کو جمع کرنا اور اس سے مسایل مستنبط کرنا متاخرین کا کام ہے جو تکلف ہے۔ سچ پوچھو تو اس سے وہی لوگ کام لیتے ہین جو رافضی معتزلے وغیرہ اہلبدعت ہین۔ وہ اپنی تھوڑی سی توجہ کے ساتھ اپنے مذاہب باطلہ کے شواہد ان کتب سے نکال سکتے ہین۔ ان کتابون سے مدد لینا علماے اہل حدیث (اہل سنت) جایز وصحیح نہین ہے"۔

اس کلام ہدایت نظام کا خلاصہ مطلب آپ کے خلف رشید مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے رسالہ عجالہ نافعہ مین بیان فرمایا ہے۔ اسکے خاتمہ مین طبقہ چہارم کی نسبت یہ ارشاد فرمایا ہے۔

طبقہ رابعہ احادیثے کہ نام ونشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبود ومتاخران آن۔ ا روایت کردہ اند پس حال آنہا از دو شق خالی نیست یا سلف تفحص کردند وآنہا را اصلے نیافتہ اند تا مشغول بروایت آنہا مے شوند یا یافتند ودران قدحے دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہا را بر ترک روایت آنہا وعلی کل تقدیر۔ این احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملی بآنہا تمسک کردہ شود ونعم ما قال بعض الشیوخ فی امثال ہذا اشعر

فَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْکَ مُصِیْبَۃٌ
وَاِنْ کُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَۃُ اَعْظَمُ

واین قسم احادیث را بسیارے از محدثین زدہ است وبجہت کثرت طرق این احادیث کہ درین قسم کتب موجود اند مغرور حکم شدہ حکم بتواتر آنہا نمودہ ودر مقام قطع ویقین بدان تمسک جستہ برخلاف احادیث طبقات اولی وثانیہ وثالثہ مذہبے برآورده اند ودرین قسم احادیث کتب بسیار مصنف شدہ اند بحدے کہ ارباب یک کتاب

الضعفا لابن حبان وتصانیف الحاکم کتاب الضعفا للعقیلی کتاب الکامل لابن عدی تصانیف ابن مردویہ تصانیف خطیب تصانیف ابن شاہین تفسیر ابن جریر فردوس دیلمی بلکہ سائر تصانیف او تصانیف ابی نعیم تصانیف جوزقانی تصانیف ابن عساکر تصانیف ابو الشیخ تصانیف ابن نجار وبیشتر مسانید وضع احادیث ورباب مناقب ومثالب ودر تفسیر وبیان اسباب نزول ودرباب تاریخ وذکر اعمال بنی اسرائیل قصص انبیاء سابقین وذکر بدان والطمہ واشربہ وحیوانات واقع شدہ ودرطب ورقی اعزائم وخواص وخواب نوافل نیز این حادثہ رو داوہ ابن الجوزی در موضوعات خود غالب این احادیث راجروح وملعون ساختہ دلائل وضع وکذب آنہا را مبرہن نمودہ کتاب تنزیہ الشریعہ در رفع غائلہ این احادیث کافی است واکثر مسائل مروجہ مثل اسلام ابوین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ورد ایات مسیح الموتی از ابن عباس وامثال این نوادر ہمین کتب سے برآید ومایہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی ورسائل ونوادر خود ہمین کتابہاست ودشتمال احادیث این کتب وہمہ اکثر بلکہ اکثر احکام از انہا لاطائل سے نماید وسخن ہا اگر کسے را رغبت بتحقیق این کتب باشد میزان الضعفا ذہبی ولسان المیزان ابن حجر عسقلانی برائے احوال رجال این کتب بکار وے آید"

ان شواہد واقوال سے صاف ثابت ہے کہ احادیث مین ایسی روایات بھی موجود ہین جو صحیح نہین ہین - اور ان احادیث سے کسی قول یا اعتقاد کے اثبات کے لئے تمسک جائز نہین ہے اور بہت سی احادیث ایسی ہین جنکی صحت وسقم کا حال معلوم نہین - ایسے تمسک واستدلال مین بھی توقف واجب ہے - اور ان دونوعتم کی احادیث کو کتب عہد عتیق وجدید پر کوئی مزیت اور فوقیت اور ترجیح نہین ہے - ان کتابون پر ترجیح اُن ہی احادیث کو ہے جو

تصحیح غلطی صفحہ ۲۸۰ سطر ۱۸ مین جائے لفظ "آنحضرت" لفظ "نبی" وہ پڑھا جائے لفظ "نبی" درج کرو

صحیح ثابت ہو چکی ہین وبس۔

اقوال و عبارات منقولہ بالا سے گروہ اہلحدیث کے خواص و عوام بھی نفع اٹھا ئین اور عمل بالحدیث کے وقت یہ تحقیق کر لیا کرین کہ جس حدیث سے وہ تمسک کرتے ہین وہ صحیح ہے یا نہین خواص علماء اس تحقیق کے لئے کتب حدیث کے شروح و تخریجات کی طرف رجوع کیا کرین۔ اور عوام اس تحقیق کا کام ان علماء وقت سے لین جو مراجعت شروح و تخریجات کی استطاعت رکھین۔

علماء کو یہہ لایق نہین کہ ہر ایک حدیث خصوصاً احادیث طبقہ رابعہ سے بلا تحقیق صحت تمسک کرین اور نہ عوام کو یہہ زیبا ہے کہ جو حدیث کسی کی زبان سے سن لین یا تراجم کتب حدیث مین دیکھ لین اس سے بلا تحقیق صحت و مراجعت علماء وقت لپٹ جایا کرین اور اتنی ہی بساط پر اہلحدیث* کہلائین اور مطلق تقلید کو بالفاظ "فجہ زال" "تقالی" وغیرہ وغیرہ "صلواتین سنائین اور مقلدین مذاہب مجتہدین کو برائی سے یاد کرین۔ ایسی اندھا دھند حدیث پر عمل کرنے والے محققون اور مذاہب مشہورہ کے مقلدون مین سر مو فرق نہین ہے۔ ہان یہہ فرق ہے کہ ائمہ مجتہدین مسلم الاجتہاد کے مقلدین اور یہہ غیر مجتہدین کے مقلد (علماء وقت ہون جن مین اکثر نام کے علماء ہین خواہ مولفین و مترجمین کتب حدیث جن مین اکثر مجتہد نہ تھے) و معہذا یہہ اپنے آپ کو محقق اور تقلید کے تارک اور عامل بالحدیث کہین اور پیروان مذاہب مجتہدین پر غیر محقق اور عمل بالحدیث کے تارک اور مقلد ہونے کا طعن کرین تو یہہ بڑی بے ضبطی و بے انصافی ہے یہہ بے ضبطی و انصافی زیادہ تر اُن لوگون سے ہوتی ہے جو باوجود دعوی ترک تقلید اصول اسلامیہ اور عقائد سنیہ مین حنبلیون وغیرہ اہل ظواہر کے مقلد ہو رہے ہین اور معہذا پیروان عقائد ماتریدیہ (حنفیہ)

نوٹ لایق ملاحظہ طالبین

* اہلحدیث کہلانا تو سہل ہے مگر حقیقی اہلحدیث ہونا بہت مشکل ہے اہلحدیث کہلا کر مقلد ہونا اور معہذا تقلید کو برا کہنا کیسی عجب اور بڑی غلطی ہے اس پر ہمارا رسالہ "اہلحدیث اور مقلد" ملاحظہ ہو اور ہمارا رسالہ "اہلحدیث اور مقلد" جلد ۹ مین بیان ہو چکا ہے اور عنقریب ضمیمہ در اصلاح بین اہلحدیث و مقلد بیان ہوگا اہلحدیث بالحقیقی صحت کے نسبت بھی کچھ کہا جائیگا جو تو جو اہل تقلید و اہل تحقیق دونون کے لایق ہے

واشاعرہ (شافعیہ) پر مقلد ہونے کا طعن کرتے ہین۔
یہ مقلد عیان ترک تقلید بعض مسائل اعتقادیہ مین کسی حدیث یا اثر سے تمسک کرتے ہین تو صرف الفاظ "قال قال فلان" کو دیکھکر اسکو حدیث لائق تمسک سمجھ لیتے ہین اور اتنا نہین جانتے کہ وہ حدیث جس سے ہم تمسک کررہے ہین صحیح ہے یا نہین اور اگر صحیح ہے تو وہ اس درجہ کی قطعی ہے؟ جس سے کوئی عقیدہ اسلامیہ یا سنیہ ثابت ہوسکے۔ ومہذا وہ اس عقیدہ کے (جو اس حدیث سے ثابت ہو) منکر کو دائرہ اسلام یا سنیت سے خارج اور زمرہ اہل بدعت واہل نار مین داخل کرتے ہین اور مباح المال والدم قرار دیتے ہین۔
ان کی اس بے ضبطی وناانصافی نے عام مسلمانون خصوصاً سنی فرقون کے دلون مین ان لوگون کی عداوت کا بیج بودیا ہے اور باوجود اُن کے اہل السنت والجماعت ہونے کے سنیون کے دوفرقون سے اُنکو نام کو خارج کرادیا ہے کوئی اُن کو وہابی کہتا ہے۔ کوئی غیر مقلد ولامذہب نام رکھتا ہے کوئی شبہ ومجسم قرار دیتا ہے کوئی ان کو اسلام سے خارج کرتا ہے اور اگر یہ دعوی ترک تقلید مین بے ضبطی و ناانصافی نہ کرتے اور ترک تقلید وہان تک ہی کرتے جہان تک یہ ترک تقلید کے مجاز اور تقلید کے غیر محتاج تھے۔ اور محل احتیاج تقلید مین مجتہدین ومحدثین کے مقلد کہلاتے اور اس قسم کے مقلدون کے حق مین بے انصافی عمل مین لاتے اور انکو بدعتی ونارمی نہ بناتے تو یہ ان سنیون اور عام مسلمانون سے "وہابی" "غیر مقلد" "لامذہب" "مجسم" وغیرہ نہ کہلاتے بلکہ باوجود اختلاف فروعی کے اُن کے بھائی کہلاتے جیسا کہ اور مختلف فرقے سنیون کے حنفی۔ شافعی۔ حنبلی۔ مالکی آپس مین بھائی بھائی کہلاتے ہین۔
یہ مقلد نام کے محقق جیسے احادیث غیر صحیحہ کے تسلیم مین بے ضبطی کررہے ہین ویسے

(خاکسار) ان خدمات مین مصروف رہتا ہے تو مضمون نویسی و طبع رسالہ کے وقت
کم ملتا ہے اور اشاعت رسالہ مین توقف ہوتا ہے مگر اس نقصان کا جبر اُن خدمات سے
بخوبی ہوجاتا ہے کیونکہ ان خدمات کا اثر رسالہ کیوقت پر نکلنے کے اثر سے بڑھکر ہے
سنہ ۱۸۸۶ء مین جو قومی خدمت اسکے اڈیٹر سے ہوئی ہے اسکی کیفیت ناظرین کیفیت
سالانہ سنہ ۸۷ پر مخفی نہین ہے سنہ ۱۸۸۷ء مین بہی بلکہ اس قسم کے بدلے اس سے بڑھکر
اور وسیع تر خدمت کی بنا اُسنی قائم کی ہے جو سنہ ۸۷ کے سفر سملہ سے ایک غرض
تہی اور سنہ حالیہ مین بہی اس غرض سے سفر سملہ کی تیاری ہے۔ اس خدمت کا نتیجہ حسب
مراد ظہور مین آیا جس کی بظن غالب امید کیجاتی ہے تو اسکا اظہار کیفیت سالانہ سنہ ۸۸ء
مین ہوگا اس سے معاونین رسالہ کے دیر مین نکلنے کے افسوس و شکایت کو یک لخت بہول
جائینگے اور خدا تعالی کا کمال شکر بجا لائینگے ضمیمہ کا سنہ ۸۴ء کے نمبر سوم کے بعد معرض
التوا مین رہنا بہی شائقین و معاونین کے کمال رنج و افسوس کا باعث ہوگا جس مین حق
بجانب انہین حضرات کے ہے اس التوا پر بہی اسی عذر کی دست آویز سے ہم معافی کے
خواستگار ہین اور اب بجای وعدہ اشاعت بجلدی یہ عرض کر دینا مناسب سمجہتے ہین کہ
جن صاحبون سے اشاعت ضمیمہ کے لیے ہماری فراغت کا انتظار نہ ہوسکے وہ آیندہ قیمت
ضمیمہ ارسال نکرین اور پچہلی قیمت ضمیمہ بابت سنہ ۸۴ء وغیرہ ارسال کر چکے ہون تو
اسکو حساب قیمت رسالہ مین محسوب کرلین مگر اس صورت مین ہم کو بہی یہ اختیار رہیگا
کہ جن احباب سے ہم قیمت رسالہ مین رعایت کرتے ہین (یعنے انکی آمدنیان زیادہ ہین اور
ہم ان سے ۸ ر یا ۴ ر ماہوار کے حساب سے رعائتی قیمت لیتے ہین) آیندہ رعایت نکرین
پچہلے حساب کو جس طرح وہ چاہین بہگتا لین۔
وہ ہماری فرصت و فراغت کا انتظار کرینگے تو ہم بہی اون سے وہی رعائت مرعی رکہینگے
اخیر مین یہ گذارش کرنا بہی نامناسب نہین ہے کہ جن حضرات سے ابتک سنہ ۸۷ کی کل یا

سودان کا طوفان

مصر کی اخبار نمبر ۲ مشہ عومین فرضی مہدی سودان کے خلیفہ عبداللہ کا ایک خط بنام ملکہ انگلستان شایع ہوا تھا۔ جو لنڈن کے ایک رسالہ ڈپلومیٹک فلائی شیٹس مطبوعہ دسمبر مشہ ع مین ہماری نظر سے گزرا ہے

اوس خط مین راقم نے ملکہ معظمہ کو اسلام کی طرف دعوت کی ہے جسکے پورے مضمون سے بحث کرنیکی اسمقام پر گنجایش نہین ہے۔ وہ پھر کبھی سہی اگر فرصت ملی۔ بالفعل اوس خط کے بعض فقرات نقل کرکے اونکے نتیجہ کیطرف مسلمانون کو اور گورنمنٹ کو توجہ دلائی جاتی ہے۔

اوس خط کے شروع مین بسم اللہ اور حمد وصلوۃ کے بعد لکھا ہے:-

"اللہ کے بندہ جسکی قوت اپنے رب قدیر کی قوت مین ہے جو مہدی علیہ الرحمۃ کا خلیفہ ہے۔ یعنی خلیفہ عبداللہ بن محمد خلیفۃ المومنین کی طرف سے اپنی رعایا کی حامی ملکہ انگلستان وکٹوریہ کے نام۔

اوس شخص پر فضل ہو جو جو مہدی کا یقین رکھتا ہو"

پھر خدا تعالی کی تعریف اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کرکے لکھا ہے۔

"اور جب مہدی منتظر (صلوۃ اللہ علیہ) آیا تو وہ ہمارے پیغمبر محمد صلعم کا خلیفہ تھا (اللہ کا اوسپر فضل ہو) اللہ نے اوسکے دلمین یہ بات ڈالدی کہ وہ تمام لوگونکے لئے دین اسلام کو زندہ کرے اور اُسکے دشمنون یعنی بے ایمانون کے ساتھ جہاد کرے مین اوس (مہدی) کا خلیفہ ہون جو اوس مراد کے حصول کے لئے اُسکے قدم بقدم چلتا ہون"

ان فقرات مین تین صریح اور صاف دعوی کئے گئے ہین (۱) مہدی سودانی مہدی موعود و منتظر تھا۔ (۲) مہدا وہ فوت ہوگیا ہے (۳) اوسکا جانشین عبداللہ جو تمام مسلمانونکا خلیفہ مہدی کے مراد کو حاصل کرنے پورا کریگا۔

ان تینون دعاوی سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سودانی مہدی موعود نہ تھا اور اس دعوی مہدویت کی ساتھ جو کچھ اوسنے کیا یا اوسکا خلیفہ عبداللہ کر رہا ہے وہ ایک طوفان بے تمیزی ہے جو سارے اسلام اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ہی احادیث صحیحہ و حسنہ لایق عمل کو رد کرنے مین بے ضبط ہو رہے ہین - بہت سی احادیث کو (جو ائمہ مجتہدین اور محدثین کے نزدیک مانی ہوی اور لایق عمل قرار دی گئی ہین - یہہ صرف اُن کے بعض راویون کو مجروح و مطعون دیکھکر ضعیف قرار دیتے ہین - اور یہہ بھی کہہ دیتے ہین کہ جو مسئلہ اس حدیث سے فلان امام یا مجتہد نے نکالا ہے اوس کی کوئی اصل نہین ہے - اور یہہ نہین جانتے کہ کسی حدیث کو ضعیف کہنا بھی ائمہ ہی کا منصب ہے (جیسا کہ صحیح و حسن کہنا) اور کسی حدیث کے ایک راوی کے مجروح ہونے یا اس کے ایک طریق کے بھی راویون کے مطعون ہونے سے اُنکے جملہ طریق اور متن حدیث کا ابطال نہین ہوتا - اور نہ اس حدیث کے بجمیع طرق باطل ہونے سے وہ مسئلہ بے اصل ہو سکتا ہے جو اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی جایز و محتمل بلکہ کثیر الوقوع ہے کہ اس حدیث کے کئی طریق اور راوی ہون جن مین کوئی مجروح و مطعون نہو - اور اس حدیث سے تمسک کرنے والے مجتہد کا اعتماد اُس طریق یا راوی ضعیف پر نہو - دوسرے طرق اور رواۃ محفوظ پر ہو یا اس حدیث کا مضمون عموم آیات یا اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو اور اس حدیث سے تمسک کرنے والے مجتہد کا اصل اعتماد اس عموم یا اُن احادیث صحیحہ پر ہو نہ اُن احادیث پر جنکے بعض راوی یا بعض طرق مجروح معلوم ہوتے ہین -

ان احتمالات کے ساتھ کسی کو یہہ اختیار نہین ہے کہ اس حدیث کے بعض رواۃ کے مجروح یا بعض طرق کے مطعون ہونے کے سبب متن حدیث کو بے اعتبار ٹھیراوے یا اس مسئلہ کو جو اس حدیث سے ثابت ہو بے اصل قرار دے ہان اسکو یہہ اختیار ہے (بشرطیکہ استدلال* کا منصب رکھتا ہو) کہ اس حدیث کی صحت کو تسلیم نہ کرے جبتک کہ اسکے راوی مجروح کی توثیق و تعدیل نہ ہو

* اس منصب کی کسیقدر تشریح مضمون آیندہ مراسلت مین ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ

یا اسکا کوئی اور طریق محفوظ اسکو معلوم نہو۔ اور نہ اس مسئلہ کو مانے جو اُس حدیث سے ثابت ہو جبتک کہ اسکی اصل دوسرے دلائل (آیات یا احادیث صحیحہ) مین نہ پاوے بالجملہ اس حدیث کو اور اس سے مستنبط مسئلہ کو ماننے کا اسکو اختیار ہی حدیث کو ضعیف قرار دینے اور اسکی مفہوم (مسئلہ) کو محض بے اصل کہنے کا اسکو مختیار نہین ہے اور نہ تعصب کی یہہ شان ہے یہ بات ہم پہلے بھی ریویو رسالہ "قول متین" مین بضمن نمبر ہشتم جلد ہشتم بتا چکے ہین اور اسکی کسیقدر تائید و تفصیل ہمارے مضمون مراسلت متعلق بعض مسائل تقلید و عمل بالحدیث مین بھی پائی جاتی ہے جو ذیل مین درج ہے یہ بیان منزل جملہ معترضہ ہے جو اہلحدیث کی نصیحت و ہدایت کی نظر سے قید قلم مین آیا۔ جسکے اختتام سے بیان مرسوم کا اتمام ہوا اور اسکے اتمام سے خاتمہ کا اختتام ہوا اور اس سے مضمون ختم ہوا۔ فللہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

"مراسلت متعلق بعض مسائل تقلید و عمل بالحدیث"

گلبرگہ علاقہ ریاست حیدرآباد دکن سے ایک قدیم معاون و محب اشاعۃ السنۃ نے ایک خط کے ذریعہ سے تقلید و عمل بالحدیث کے متعلق چند سوالات پیش کرکے جواب کا مطالبہ کیا اور یہہ بھی فرمایا کہ اس قسم کا کوئی مستقل مضمون بھی درج اشاعۃ السنۃ ہو تو اس سے تعمیم افادہ متصور ہے۔ لہذا سردست ان

سوالات کے مختصر جوابات درج رسالہ کئے جاتے ہین - خدائے تعالیٰ سے بہت دعا اور توفیق عطا فرمائی تو اس باب مین ایک مستقل اور مفصل مضمون بھی تحریر مین آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ -

ان جوابات کو رسالہ مین شائع کرنے اور اس باب مین تحریر مستقل و مفصل مضمون کا وعدہ دینے کی وجہ ایک یہ ہے کہ ہمارے بھائیون مین اب ترک تقلید و دعوت عمل بالحدیث مین غلو ہوگیا ہے اور افراط شدید نے اُن پر غلبہ و تسلط پایا -

وہ تقلید کا نام سُنکر اس سے ایسے چونک پڑتے ہین جیسے آگ کا خوف زدہ کرم شب تاب کو دیکھکر ڈر جاتا ہے - اور ترک تقلید کے نشہ مین ایسے سرشار ہین کہ محل ضرورت تقلید مین بھی کسی کی تقلید کو جائز نہین سمجھتے - اور اپنے فکر نارسا و اجتہاد نارواسے کام لیتے ہین -

تقلید کو بلا استثنا صلواتین سناتے ہین اور مقلدین کو برابر برائی سے یاد کرتے ہین -

مقلدین تو یکطرف رہے اُن سے اپنے جنبی اخوان اور اپنے گروہ کے اعیان (جنکو وہ مونہہ سے مقتدا کہہ چکے ہین - اور اُن کی پیشوائی کا اقرار کر چکے) نہین چھوٹتے وہ اُن کی کلام مین جواز تقلید کا (بامحل کیون نہو) اشارہ پاتے ہین تو اُن پر مقلد ہو جانے کا فتوے لگاتے ہین - اور اُن کے استدلال مین کلام مقلدین سے استشہاد دیکھتے ہین تو اس کو تقلید خارج از تحقیق قرار دیتے ہین -

اسکی تمثیل مین ہم بعض ناظرین شائقین و معاونین اشاعۃ السنۃ کو پیش کرتے ہین -

اشاعۃ السنۃ کے ایک پرانے حامی اور ہمارے دلی دوست اور مخلص معتقد (جنکا ایک مدت سے اشاعۃ السنۃ کی تعریف مین مونہہ سوکہتا تھا) اب ایک خاص مراسلت مین بالفاظ ذیل اسپر معترض ہین "آپکا طرز تحریر بالکل اب تک مقلدانہ چلا جاتا ہے اور صرف قال اللہ قال الرسول سے آپکا اطمینان معلوم نہین ہوتا۔ اور صرف ان دونو کلام کے بیان کو آپ اپنے دعوے کے ثبوت مین مکتفی خیال نہین فرماتے۔ توضیح و تلویح اور اُن کے علاوہ اور متقدمین کے کلام کو بار بار اپنے مدعا پر دلیل لاتے ہین" اور ایک مراسلت مین آپ اشاعۃ السنۃ کے فقرات منقولہ حاشیہ پر یہہ اعتراض جماتے ہین۔ کہ "اس مقام پر آپ نے تقلید شخصی و جمہوری وغیرہ کا کچھ بھی ذکر نہین کیا × × × × × × ترک تقلید کو باعث جرائم قرار دیا × × × × × × اسکو عام پیرایہ مین درج کرکے تمام تارکین تقلید کا دل دکھایا۔ × × × × × × اب لوگ اللہ کے فضل سے پہلے ہی اس پیرزال قحبہ تقلید کو طلاق دے چکے ہین۔ اس سے نکاح کا دوبارہ کوئی طالب نہین ہوتا")

اور وہ مہربان نشۂ ترک تقلید مین سرشار ہونے کے سبب اتنا نہین سوچ سکے کہ اشاعۃ السنۃ کے استدلالات مین جو کلام غیر خدا اور رسول سے تمسک پایا جاتا ہے وہ بطور استشہاد و متابعت (بغرض افہام ان لوگون کے جو اس کلام کے معتقد ہین) ہے نہ اس خیال سے کہ کلام خدا اور رسول اپنے لئے تسلی دہ و اطمینان بخش نہین ہے۔ بلکہ اہلحدیث کیا منصف مقلدین بھی کفر سمجھتے ہین اور یہہ استشہاد بغرض افہام مخاطبین خود خدا اور رسول کے کلام مین موجود ہے (دیکھو سورہ لقمان مین نقل قول لقمان "واذ قال لقمان لابنہ وھو یعظہ یابنی لا تشرک باللہ الا بہ وغیرہ") لہذا یہہ نقل اقوال غیر بغرض تسکین مخاطب تقلید ہے

* وہ یہہ ترک تقلید کا مسئلہ صحیح ہے اور سلف و خلف کی تالیفات مین اوس کی ترغیب

تو اس تقلید سے خدا و رسول بھی نہین بچے اور نہ وہ مہربان یہہ سمجھہ سکے ہین کہ فقرات محل اعتراض سے اس تقلید کا جواز نکلتا ہے جس سے مخالف کو بھی انکار نہین نہ اس تقلید کا جسکو آپ قحبہ زال سمجھکر طلاق دے چکے ہین (اسکی تفصیل دوسری مہربان معترض کے کلام کے ذیل مین ہوگی انشاء اللہ تعالی)

اور ایک مہربان اشاعۃ السنۃ کے فقرات منقولہ حاشیہ پر ان کو مثبت تقلید شخصی یا تقلید بمعرض نص خیال فرماکر) ایک جنگی اخبار مین اسپر بعنوان "ریویو" بالفاظ ذیل نکتہ چینی فرماتے ہین اور اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ مسایل اجتہادیہ و قیاسیہ مین جنکا سمجھنا مجتہد سے مخصوص ہے عامی کو تقلید ضروری ہے تو مسلم ہے۔ اہل حدیث اسکا انکار نہین کرتے اور اگر یہہ مراد ہے کہ عامی کو ہر مسئلہ مین خواہ وہ ظاہر نص مفسر سے مستفاد ہو۔ یا بذریعہ اجتہاد و قیاس مفہوم ہو تقلید

بکثرت پائی جاتی ہے جنکا اقتباس ہماری تالیفات رسالہ اشاعۃ السنۃ وغیرہ مین بھی موجود ہے مگر اس مسئلہ کے محل صدق وہی لوگ ہین جو بصیرت رکھتے ہون انہی لوگون کے لئے خاص اون ہی مسائل مین جنمین انکو بصیرت حاصل ہو ترک تقلید جایز بلکہ ضروری ہے۔ ولیکن جو لوگ قران و حدیث سے خبر نرکھتے ہون علوم عربیہ ادبیہ (جو خادم قران و حدیث ہین) سے محض ناآشنا ہون صرف اردو فارسی ترجمہ پڑھکر یا لوگون سے سنکر یا ٹوٹی پھوٹی عربی جانکر مجتہد اور ہر بات مین ترک تقلید بن بیٹھین اونکے حق مین ترک تقلید سے بجز ضلالت کسی ثمرہ کی توقع نہین ہوسکتی۔

پچیس برس کے تجربہ سے ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہین وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہین۔ اشاعۃ السنۃ نمبر (۲) جلد (۱۱) صفحہ ۵۳۔

ضروری ہے۔ فرمایا ہے "یہ فرمائیے میں ایک شخص عامی کا عالم واقف سے یہ سوال کرے کہ فلاں مسئلہ میں کتاب و سنت کے موافق کیا حکم ہے اور روایت و خبر کا طلب کرنا تقلید میں داخل نہیں ہے" اور ابراہیم بیجوری کے اس قول سے "ان التقلید اخذ قول بلا معرفۃ دلیل اجمالی" (تقلید کہتے ہیں قول کو بغیر دلیل اجمالی کے معلوم کئے ہوئے لینا) سے اپنا مطلب ثابت کیا ہے۔ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی سے جب فاضل مبین کتاب اس مسئلہ کو دریافت کرکے اپنی رائے سے ایک نیا مذہب نکالنا چاہتے ہیں۔ تو اپنے اسکے جواب میں لکھتے ہیں۔ "اجی حضرت منشا صرف اظہار حق ہے رد لیوت یہی غرض ہوتی ہے کہ خطا و صواب کو کھول کر دکھا دیا جاوے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فقرات مذکورہ "اشاعۃ السنۃ" میں حق نہیں کہا گیا۔ (حق بامال دلوں کا ان میں مشتبہ ہے)

اور وہ ترک تقلید کے وجہ میں بے اختیار ہونے کے سبب یہ خیال نہ ہیں فرماسکے کہ ان فقرات اشاعۃ السنۃ میں الفاظ "بصیرت" "ترک تقلید" "ہر بات میں ترک التقلید" "مجتہد مطلق" "مطلق تقلید کے تارک" ایسے صریح الفاظ ہیں جنکو ادنی غور کے ساتھ ملاحظہ کرنے سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ جس مسئلہ میں کسیکو قرآن و حدیث سے (اپنے ذاتی علم سے یا کسی اہل علم کے بتانے سے) بصیرت حاصل ہو اسمیں ترک تقلید جائز ہے اور ترک تقلید کا عدم جواز اسی حالت سے مخصوص ہے کہ اسکو اس مسئلہ میں قرآن و حدیث کا علم نہ ہو جسکو معترض نے خود تسلیم کر لیا ہے اور ان الفاظ سے ہرگز مفہوم نہیں ہوتا کہ ظاہر و نص و منصوص کا کسی کو علم ہو جائے تو پھر بھی وہ تقلید کو لازم سمجھے پھر ان فقرات سے اس مفہوم کا مراد ہونا ماننے کیوں تجویز کیا اور اگر مگر بالکل اسکے مراد ہونے کا سوال

کیوں جما دیا۔ اور معہذا اس سوال کا منشار الظہار حق بتایا اور یہ خیال نفرمایا کہ یہ اظہار حق سے ملا ہے نہ حق کا باطل سے ممتاز و آشکارا کرنا۔

یہاں یہہ امر باقی رہا کہ بے علم کو حدیث و قرآن کا علم کیونکر ہو سکتا ہے اور اس علم کے ساتھ وہ کس حالت میں محقق اور کس صورت میں مقلد کہلاتا ہے اور قول امام شوکانی (جس سے پیروی روایت کا تقلید ہونا ثابت ہے) کیا معنے رکھتا ہے۔ سو ہمارے جواب سوالات میں بخوبی ملے ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ان تمثیلات سے ہمارے خواص کا ترک تقلید میں غلو ثابت ہے تو اس سے عوام کے غلو کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ اور مسئلہ ترک تقلید میں مسلک اعتدال کے بیان کی ضرورت مخفی نہیں رہتی و آزاد کا ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ سے ملک ہندوستان میں مسئلہ ترک تقلید کی اسقدر اشاعت ہوئی ہے جس کی نظیر اسکے اقران سے پائی نہیں گئی۔ لہذا اس غلو کا (جو اس مسئلہ میں لوگوں کی غلط فہمی سے پیدا ہوا) تدارک بھی اسکا ایک بڑا بھاری فرض ہے۔ اسوجہ سے ان جوابات کو اس رسالہ میں شائع کرنا اور آئندہ اسباب میں ایک مستقل مفصل مضمون لکھنا ایک ضروری اور اہم امر ہے جو عمل میں آتا ہے اور آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اختتام مراسلت کے بعد اخوان مقلدین کی خدمت میں بھی کچھ گذارش ہوگا جسمیں انکے تشدد کا ازالہ مدنظر ہے۔

نقل مراسلت متضمن سوالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمعد رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ وصحابہ اجمعین۔ اما بعد خاکسار ــــ خدمت بابرکت عالیجناب مخدومنا ومولانا مولوی ابوسعید

نوٹ۔ راقم خلف انجنام کی شناخت نہیں ہوئی لہذا نام ظاہر نہیں ہوا۔

محمد حسین صاحب مدظلہم العالی۔ بعد عرض السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ التماس کرتا ہے۔ کہ رسالہ کا انتظار حد سے گذر گیا اور روز بروز اشتیاق بڑہ رہا ہے براہ توجہ تجویز اجرائے رسالہ فرمائے۔ ضمیمہ جات کی رسالہ سے بھی زیادہ ضرورت ہے خصوصاً ہم جیسے بیعلموں اور ناواقفون کے لئے اون کا معرض تعویق والتوا مین رہنا نہایت ہی مضرت بخش ہے۔ ہماری دانست مین یہ بات متحقق ہے کہ آپ کے بابرکت ضمیمہ سے بہت سے خدشات اور شبہات رفع ہون گے اور مسائل اختلافیہ کی نہایت ہی عمدہ توضیح وتنقیح ہو جائیگی اور جو امر حق ہے اور راجح ہے عامہ اہلحدیث پر منکشف ہو جائیگا اور اہل تقلید وارباب مذاہب بھی جو منصف مزاج وبے تعصب ہین اوس کے اقبال سے چشم پوشی نفرماوین گے اور کم سے کم اتنا تو ضرور ہوگا کہ اہلحدیث کے مسائل کے دلائل کی تقویت اور ترجیح معلوم ہوگی اور اپنی معترضین ومخالفین کو جواب دینے کے لئے ایک تائید مناسب حاصل ہوگی۔

اگرچہ ابہی تک جو رسائل وکتب تالیف وتصنیف ہوئے ہین اون سے اہل علم اور نیز عامہ اہلحدیث متمسک ومستدل ہوتے ہین لیکن خاکسار کے خیال مین آپ کا طرز بیان وتحریر وتفہیم مطالب سب سے علیحدہ اور اوقع فی النفوس پائی جاتی ہے اس نواح کے بعض احباب اور خاصکر اس خاکسار نے اپنے بہت سے شبہات کا دفعیہ مطالعہ ضمیمہ کے اوپر منحصر رکہا ہے دیکھئے کب یہہ امر ظہور مین آتا ہے۔ خداوند کریم سے التجا ہے کہ جلد تر ضمیمہ شائع ہونے کے اسباب مہیا فرماوے اور موانعات کو دفع کرے۔

مبحث تقلید مین خاکسار اور نیز اکثر میرے احباب کو بہت سے شبہات وخدشات ہین اسلئے ایسے بیان یا برہان ودلائل واضحہ کی سخت ضرورت ہے جس سے یہہ اطمینان قلب حاصل ہو۔

جملہ اون شبہات کے ایک یہہ ہے کہ درحالیکہ بے علمون کو اہل علم سے دریافت
کرکر مسائل و احکام شرعی کی تحقیقات کرنے کا حکم ہے اور اپنے اجتہاد اور فہم
سے کسی مسئلہ پر عمل کرنا اون کو جائز نہین ہے تو ایسی حالت مین ترک تقلید کہان
متصور ہے اور جب زمانہ حال کے موجودہ علما سے عامی کو مسائل دریافت کرلینا
اور اُن کے قول پر عمل کرنا جائز ہے تو ائمہ مجتہدین کی تقلید سے دست کش ہونے
مین کیا فائدہ - حالانکہ وہ نسبت علمائے زمانہ حال کے بدرجہا افضل و اکمل
تھے اور یہہ امر بھی ثابت ہے کہ مجتہدین اربعہ کے مسائل فقہی بھی سب ہی بے دلیل
نہین ہین اور کوئی نہ کوئی اصل اون کے مسائل کی دین مین پائی جاتی ہے اور
وہ اپنے اجتہاد سے اوسکو تحقیق کرچکے ہین تو پہر اس تقلید معین اور غیر معین
مین کیا فرق ہے -

دوسرا یہہ کہ معاینہ بعض کتب سے واضح ہوتا ہے کہ ائمہ مذاہب کے مستند احادیث
وغیرہ دلائل ایسے بھی ہین جن کی تصحیح و تنقید وہ کرچکے ہین اور اون سے تمسک
مسائل شرعیہ مین کرتے ہین جب یہہ بات ثابت ہے تو پہر اہلحدیث کے نزدیک
اون مسائل و دلائل کی بے اعتباری کیون ہے اور اون کے طرز استدلال اور
فقہا کے طرز استدلال مین کیا فرق ہے جس سے یہہ معتبر اور وہ غیر معتبر متصور
ہون - اور جب ایک جانب کی احادیث پر عمل کیا جائے اور دوسرے متروک العمل
ہون تو پہر جملہ احادیث پر عمل کیونکر ممکن ہے ایسا ہی جو احادیث متعارض
ایک دوسرے کی ہین اون مین جمع و توفیق کی کیا صورت ہے اور جن
احادیث کو ایک فریق ضعیف بتلاتا ہے اور دوسرا اُسکو قوی و صحیح تو ایسی
حالت مین دار و مدار صحت و ضعف کا کونسا قاعدہ قرار دیا جائیگا محدثین کا
یا فقہا کا -

ایک خیال یہہ بھی ہوتا ہے کہ احادیث جن مین صاف و صریح احکام موجود ہون اور کسی تاویل یا اجتہاد یا توضیح کی ضرورت نہ واقع ہو بہت ہی تہوڑے ہونگے اور بہت بڑا حصہ احادیث و آیات کا ایسا ہے جن مین ضرورت تاویل و اجتہاد کی واقع ہوتی ہے پس ایسی حالت مین بھی اُسی تاویل یا اجتہاد مجتہدین (عام اس سے کہ مجتہدین سلف ہون یا خلف) کی اتباع ضرور ہوتی ہے خالص احادیث یا آیات کی اتباع کہان ہو سکتی ہے۔ جب یہہ بات مسلم ہے تو اتباع کے احق و مستحق مجتہدین سلف ہی ہو سکتے ہین۔ خاصکر وہ جو مشہور اور مقتداے جماعت کثیر ہین۔

بہرحال ایسے اور بہی خیالات و خدشات ہم جیسے ناواقفون اور بے علمون کے ذہن مین گذرتے ہین جن مین سے بعض بعض کا ازالہ رسالہ اشاعۃ السنۃ اور اوس کے ضمیمہ سے ہو بھی جاتا ہے لیکن تاہم کامل اطمینان اس وجہ سے نہین ہوتا کہ ہمارے اذہان قاصر ہین اور مطلب کی بات کو جلد سمجھ نہین سکتے۔ لہذا گذارش ہے کہ اگر کوئی ایک مضمون رسالہ اشاعۃ السنۃ مین اس مبحث کے متعلق جو عام فہم و تسلی بخش اور حاوی جمیع مراتب متعلقہ پر ہو شائع فرمایا جاوے۔ تو مناسب ہے۔ چنانچہ بعض مقامات رسالہ جلد نہم وغیرہ مین آپنے وعدہ بھی فرمایا ہے۔

ہماری ایسی موٹی سمجھ ہے کہ ہم اپنے دلی شبہات اور معترض کے اعتراضات کو بھی بصراحت اور جیسا کہ اپنے ذہن نشین ہے بذریعہ تحریر ادا نہین کر سکتے اور نہ ہم لوگ کسی اہل علم سے بخوبی پوچھکر اطمینان و ایقان حاصل کر سکتے ہین باین ہمارا یہہ دعوی کہ ہم عامل بالحدیث ہین اور تارک تقلید ایک خیال خام و سوداے محال نظر آتا ہے اور ایسی ہماری حالت کو دیکھکر ہمارے علاتی بھائی

مسلمات اہل اسلام سے ناواقفی پر مبنی ہے لہذا مسلمانون کو اوس سے اتفاق اور ہمدردی نہین ہے اور نہونی چاہئے۔ ملک سودان اگر پاشا مصر یا سلطان ٹرکی کی زیر حکومت نہوتا اور سودانیونکا اُس کشت وخون مین جو سودان مین ہوا۔ یہ دعوی ہوتا کہ ہماری ملک مین بیجا مزاحمت ہوئی تو ہم نے ایک مسلمان کو سپہ سالار بناکر اوسکی مدافعت کی ہے ہمکو امامت یا خلافت کا کوئی دعوی نہین ہے تو اون کا دعوی مسلمات اہل اسلام کے مخالف نہوتا۔ مگر اونہون نے تو بجاے اسکے مہدویت و خلافت کا دعوی کیا ہے اور اوس دعوی کے ساتھ خون کا دریا بہادیا ہے پہر ساتھ ہی اوسکے یہ بہی اقبال کرلیا ہے کہ مہدی فوت ہوگیا ہی اور اُسکا کام خلیفہ عبد اللہ کریگا جو مسلمات اہل اسلام کے بالکل مخالف ہی۔ مسلمانون سے جو لوگ مہدی موعود کو نہین مانتے اور اُسکے ظہور کے منتظر نہین ہین اون کے مسلمات سے اس دعوی کا مخالف ہونا تو ظاہر ہی ہے۔

جو لوگ مہدی کو مانتے اور اُسکے منتظر ہین اونکی مسلمات سے اس دعوی کا مخالف ہونا بھی چندان محتاج ثبوت نہین ہے وہ لوگ بدست آویز احادیث منقولہ حاشیہ (گو منکرین مہدی انکو صحیح نہین سمجھتے)

المهدی منی یملاء الارض قسطاً وعدلاً ویملك سبع سنین (ابو داؤد ص ۲۳۲ ج ۲)

یعمل فی الناس بسنته بینهم ویلقی الاسلام بجرانه الی الارض (ابو داؤد ص ۲۳۳ ج ۲)

مہدی موعود کی نسبت یہ اعتقاد رکہتے ہین کہ وہ سات برس زمین پر حکومت کریگا اور اس عرصہ مین وہ تمام زمین پر قابض و متصرف ہوجائیگا اور وہ تمام دنیا مین عدل اور اسلام کو پہیلائیگا اور اُسکی زندگی مین اسلام آرام سے گردن زمین پر رکہدیگا اور اُسکا کوئی جانشین یا خلیفہ نہوگا جو اُسکا باقیماندہ کام پورا کرے" اور فقرات مذکورہ بالا مین صاف اقبال ہے کہ مہدی فوت ہوگیا ہی اور اُسکا کام اُسکا خلیفہ کریگا۔ اور مشاہدہ بہی شہادت دے رہا ہی کہ مہدی سودانی ایسی حالت مین فوت ہوا ہے کہ تمام دنیا مین کجا خاصکر سودان مین بہی امن و عدل قائم نہوا تھا اور نہ اسلام کا وہان پورا تسلط ہوا تھا۔ پہر وہ لوگ (قائلین و منتظرین مہدی) اس دعوی کو کیونکر مان سکتے اور اوس سے ہمدردی ظاہر کرسکتے ہین۔

[illegible]

حنفیہ کہ خوب موقع اعتراضات جمانے اور ہمارے اعتقاد اتباع سنت کو رفع کر دینے کا ہاتھ آیا ہے چنانچہ میرے چند احباب کو اور ایک بہت پرانے مشہور اہلحدیث و متبع سنت کو بعض حضرات حنفیہ نے چند کتب مناظرہ مثل چراغ ہدایت مطبوعہ بنگلور و فتح المبین و ظفر المبین وغیرہ و نیز کتاب ترجمہ اردو شرح سفر السعادۃ مولفہ مولوی عبدالحی صاحب واعظ بنگلور و فصل الخطاب جناب سید شاہ محی الدین صاحب مرحوم ویلوری صرف مطالعہ کے لئے دیکر اونکو خیال اتباع سنت سے پہیر کر مائل بتقلید کر لیا ہے چنانچہ جو صاحب پہلے اتباع مین مشہور تھے اب وہ تقلید مین مشارالیہ ہو گئے ہین اور چونکہ وہ بظاہر ہیئت امتیاز دنیوی بہی رکہتے ہین لہذا وہ ساعی ہین کہ بہرحال سب لوگ اپنے ہمخیال ہو جائین اسی غرض سے وہ غرباء اہلحدیث بھی جبراً اقرار لیتے ہین کہ خیال عمل بالحدیث سے دست بردار ہو جائین اور عند الاستفسار ظاہر فرماتے ہین کہ اس حکمت عملی سے مقصود یہہ ہے کہ دوسرے لوگ شرک و بدعت سے اجتناب کرین اور موحد و پیرو سنت ہو جائین اس عمل بالحدیث کی وجہ سے جو لوگ شرک و بدعت مین مبتلا ہین وہ راستہ پر نہین آسکتے بہرحال ہمکو انکی نیت و غرض سے کوئی مقصود نہین ہے ہمکو اپنے خیال کی اصلاح و اعتقاد کی درستی مطلوب ہے حسبۃً للہ آپ ان شکوک کا ازالہ فرمائین اور ہماری اس تحریر سے ہی آپ ہمارے بقیہ شبہات کا اندازہ فرما سکتے ہین۔ لہذا ہمارے اظہار و بیان کی بہی حاجت نہین اور نیز وہ اعتراضات رسائل مناظرہ فریقین مین مندرج ہین۔

مجہسے بعض میرے مخلص احباب اور بعض میرے اکابر نے جو مجہکو تقلید کی طرف مایل کرنا چاہتے ہین یہہ فرمایا ہے کہ تیری دلمین جو خدشات اس تقلید کے متعلق ہون اونکو بذریعہ تحریر مفصل لکہکر بہیجدے تو اوسکے جوابات دیئے جائینگے اور تشفی کر دیجائیگی۔ مجہے نہین سوجہتا کہ مین انکو

کیا لکھون اور جتنے خدشات میرے ذہن نشین ہے اونکو تو مینے بالمشافہہ ونیز بذریعہ خطوط ظاہر تحریر کر دیا ہے اونکی یہہ خواہش ہے لہذا حضرت سے گذارش ہے کہ براہ عنایت بزرگانہ ایک فہرست سوالات کی عنایت فرمائی جاوے

شملہ ۶ جولائی نمبر ۴۵۴

اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبی مکرمی۔

سلام علیکم و برکاتہ۔ آپ کا خط مورخہ ہفتم شعبان ۱۳۰۶ ہجری کل مینے پورا پڑھا۔ مسئلہ تقلید مین جو خدشات آپ کے کلام سے مفہوم ہوتے ہین۔ وہ سب اس ایک اجمالی جواب سے رفع ہو سکتے ہین کہ غیر مجتہد مطلق کے لئے تقلید مجتہدین سے فرار و انکار کی گنجایش نہین ہے اسکو کہین نہ کہین مجتہدین و محدثین کی تقلید کرنی پڑتی ہے* (بعض مسائل فرعیہ مین ہو خواہ اصول و قواعد استنباط مین یا

* مسلم الثبوت مین ہے کہ جو مجتہد مطلق نہو گو عالم ہو اسکو اجتہادیات مین جن مین خود قدرت نرکہے مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے۔ اگر اجتہاد کو لایق تجزی مانین۔

غیر المجتہد المطلق ولو عالما یلزمہ التقلید فیما لا یقدر علیہ من الاجتہادیات علی التجزی ومطلقا علی نفیہ وقیل انما یلزم بشرط ان تبین لہ الصحۃ بدلیلہ۔ لنا المجتہدون من الصحابہ وغیرہم کانوا یفتون من غیر ابداء المستند ویتبعون من غیر نکیر شاع وذاع

جو لوگ اجتہاد کو لایق تجزی نہین سمجھتے وہ ہر مسئلہ مین غیر مجتہد کے لئے تقلید مجتہد کو ضروری سمجھتے ہین۔ بعض علما کا یہہ قول ہے کہ یہہ تقلید اس صورت مین لازم ہے کہ مجتہد کے قول کی صحت دلیل سے معلوم ہو۔ ہماری دلیل بلا شرط جواز تقلید پر یہہ ہے کہ

حدیث کے تصحیح و تضعیف مین وعلی ہذا القیاس ۔ یہ بات اشارۃً گذشتہ نمبر ہشتم
بدبشتہ مین بضمن ردیورد اقوال متین بوضاحت بیان ہوچکی ہے ۔ محل اعادہ نہین ۔
صرف اس قدر کی تقلید ہے ایک تقلید مقابل نص ہے کہ بصورت یہ ہے کہ ظاہر آیت یا
حدیث کسی مذہب کے مقلد کو کوئی مسئلہ ثابت ہو تو وہ اس مسئلہ مین پیروی آیت یا حدیث

رسالہ التبوت و مقالہ فاطمہ صفحہ ۴۰	مطلب یہ ہے کہ ذکر سند مین اقتدا خود
انت لا عن غیر جہلہ الخبر کالعلم	فوت دیا کرتے اور لوگ بلا دلیل

انکی پیروی کرتے ۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہین ابن حزم نے جو تقلید کو حرام کہا ہے وہ شخص

انما یتم ای قول ابن حزم التقلید	کے حق مین ہے جو مذہب چہارم کا ہو
حرام فیمن لہ ضرب من الاجتہاد	اگرچہ ایک مسئلہ مین ہو اور اس شخص
ولو فی مسئلۃ واحدۃ وفیمن	کے حق مین جسکو دلائل خاصہ پر معلوم
ظہر علیہ ظہورا بینا ان النبی	ہوچکا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم امر بکذا	نے فلان مسئلہ مین ایسا فرمایا ہے یا
ونہی عن کذا او اباح بمنسوخ اما	کسی امر کی ممانعت کی ہے اور یہ
بان یتتبع الاحادیث واقوال الصحابۃ	بات معلوم ہوچکی ہو کہ وہ حکم بعد میں منسوخ
والموافق فی المسئلۃ فلا یجد لہا	ہوگیا ہے اور اقوال مخالف اور
ناسخا او بان یری جماعۃ غفیرا من	موافق کو وہ تلاش کرکے اس حکم
المتبحرین فی العلم یذہبون الیہ	کا ناسخ حکم نہ پاتا ہو یا ایک جماعت اہل علم کو
ویری المخالف لہ لا یعتد بہ لبقیادہ	مذہب اس حکم کے موافق دیکھتا ہو اور اس حکم
او استنباط ما ذکرنا	کے مخالف لوگ کی کوئی مستند بخبر قیاس نہ پاتا ہو

کی نہ کرے اور اس کے مقابلہ مین تقلید مذہب پر جما رہے۔ اس مین وہ کسی دلیل کا (قوی ہو خواہ ضعیف) اتباع نہ کرے۔ صرف اس خیال پر قایم رہے کہ خدا نے مجھے تقلید مذہب خاص کا حکم دیا ہے۔ اور اتباع قرآن و حدیث مجھپر واجب نہین کیا قسم دوم تقلید شخصی یا تقلید مذہب معین ہے جسکی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص ایک مذہب کی پیروی کو اپنے ذمہ فرض سمجھ لے اور دوسرے مذاہب کے کسی مسئلہ پر عمل کرنے کو جایز نہ جانے خواہ کیسی ہی حالت ضرورت پیش آوے اور اسکے اپنے مذہب مین وہ ضرورت پوری نہو سکے +

ان دو قسم کی تقلید سے اہل حدیث کو انکار کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ ان اقسام کے جواز پر کوئی شرعی دلیل قایم نہین ہے بلکہ اُن کی ممانعت پر اُن دلایل شرعیہ کی شہادت موجود ہے جنمین اتباع ظاہر قرآن و حدیث کا ارشاد ہے اور جملہ اہل علم کی پیروی کی اجازت ہے + آپ سے کوئی ان اقسام کی تقلید تسلیم کرانا چاہے تو اس سے اُنکے جواز کی دلیل پوچھین

لا سبب لمخالفة حديث النبي صلى الله عليه وسلم الا نفاق خفي او حمق جلي وفيمن يكون عاميا ويقلد رجلا من الفقهاء بعينه يرى انه يمتنع من مثله الخطاء وان ما قاله هو الصواب البتة واضمر في قلبه ان لا يترك تقليده وان ظهر الدليل على خلافه + وفيمن لا يجوز ان لا يستفتي الحنفي مثلا فقيها شافعيا وبالعكس ولا يجوز ان يقتدي الحنفي بامام شافعي مثلا فان هذا قد خالف اجماع القرون الاولى وناقض الصحابة والتابعين + حجة البالغة ص ۱۶۰ و ۱۶۱

پہر وہ اس حکم نبوی کا خلاف کرے۔ اور اس شخص کے قول کو نچھوڑے۔ اور اس شخص کے حق مین ہے جو فقہاء سے ایک شخص کو معصوم سمجھ کر اُس کی تقلید کو لازم ٹھیرالے اور حنفی کا شافعی سے فتویٰ لینا اور ایک کا دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا جایز نہ سمجھے۔ ایسا شخص اجماع پہلے زمانونکا مخالف ہے اور صحابہ کا مناقض

زیادہ بحث و سوالات کی کچھ ضرورت نہین ہے۔ اس مجمل جواب سے آپکے جملہ خدشات جو آپ نے ظاہر کئے ہین یا جو آپ کے خیال مین ہین رفع ہو سکتے ہین تاہم بپاس خاطر جناب آپکے بعض سوالات اپنی عبارت مین نقل کرکے اُنکے جوابات تحریر کرتا ہون۔

سوال اول۔ بیعلمون کے لئے اجتہاد ناجایز ہے اور اونپر سوال اہل علم واجب ہے تو پھر انکے لئے ترک تقلید کب متصور ہے۔

جواب۔ عوام اور بیعلمون کے لئے ترک مطلق تقلید کا کوئی قایل نہین بجز حافظ ابن حزم ظاہری جنکا قول جمہور علماے اسلام کے نزدیک مسلم نہین (دیکھو حجۃ اللہ البالغہ)*

* **حضرت** شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین ابن حزم کا قول مذکور کہ تقلید حرام ہے

وليس محله اى قول ابن حزم التقليد حرام الخ فيمن لا يدين الا بقول النبي صلى الله عليه وسلم ولا يعتقد حلالا الا ما احله الله ورسوله ولا حراما الا ما حرمه الله ورسوله لكن لما لم يكن له علم بما قاله النبي صلى الله عليه وسلم ولا بطريق الجمع بين المختلفات من كلامه ولا بطريق الاستنباط من كلامه اتبع عاما ناشدا على انه مصيب فيما يقول ويسمى ظاهرا متبع سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فان خالف ما يظنه اقبح من ساعة من غير جدال ولا

اُس شخص کے حق مین نہین ہے جو آنحضرت ہی کے قول کا مطیع کہلاوے اور اس چیز کو حلال یا حرام سمجھے جسکو خدا و رسول کے حرام ٹھہرایا ہو مگر اسکو کسی مسئلہ مین قول نبوی کا علم نہ ہو یا آنحضرت کے مختلف اقوال کو وہ باہم متفق نہ کرسکے یا اوس قول سے وہ استنباط مسایل نہ کرسکے تو اس وقت کسی مجتہد کی تقلید کرلے اور جب اسکا قول قول آنحضرت کے مخالف معلوم ہو تو اوسکو فوراً چھوڑ دے۔

وعظ مجید حضرت شاہ ولی اللہ و فتوحات مکیہ وغیرہ اور جو اس وقت کے بعض علما نے کہا ہے کہ عوام کالعلماے سے کتاب و سنت کا حکم پوچھکر اسپر عمل کرنا

اصل ہذا کیف ینکر احد ان الاسفار والاتقاء منزل بین المسلمین من عہد الفقہ علم لا فرق بین ان یسمی ہذا اماما او یستفتہ ہذا حینا او ذلک حینا بعد ان یکون مجمعا علی ما ذکرناہ۔ حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۲۷ ج ۱

ایسی تقلید سے کسیکو انکار نہیں۔ ایسی تقلید آنحضرت کے عہد سے متوارث چلی آئی ہے۔ ایسی تقلید ہمیشہ کسے ایک شخص کی ہو یا کبھی کسی کی ہو کبھی کسیکی۔ اسمیں کسی قسم کی نزاع نہیں

اور آپ نے فرمایا ہے منجملہ اسباب تحریف دین ایک یہ معصوم کی تقلید ہے

منہا تقلید غیر المعصوم غیر النبی الذی ثبت عصمتہ وحقیقتہ ان یجتہد واحد من علماء الامۃ فی مسئلۃ فیظن ظنا او غالبا او یروایۃ حدیث ظنیا او صحیحا وہذا التقلید غیر ما اتفق علی جوازہ لجمہورہم فانہم اتفقوا علی جواز التقلید للمجتہدین مع العلم بان المجتہد یخطی ویصیب مع الاستشراف لنص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسئلۃ والعزم علی انہ اذا ظہر حدیث صحیح خلاف ما قلد فیہ ترک التقلید واتبع الحدیث حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۲۷ ج ۱

جسکی صورت یہ ہے کہ ایک مجتہد کسی مسئلہ میں اجتہاد کرے اور اس کے پیرو یہ سمجھکر کہ وہ معصوم ہے جو کہتا ہے یقینی یا غالبا درست کہتا ہے قول مجتہد کی مخالف حدیث کو ترک کرتے یہ تقلید وہ نہیں ہے جس کے جواز پر اتفاق اجماع امت ہو چکا ہے۔ اس جائز تقلید کی یہی صورت ہے کہ مقلد قول مجتہد کو خطا و صواب دونوں کا محتمل سمجھ کر اسکی تقلید کرے اور حدیث و آیہ کا متلاشی رہے اور یہ قصد مصمم رکھے کہ جب اس قول کے مخالف کوئی حدیث معلوم ہو گئی تو اس قول کو چھوڑ دیگا اور اس حدیث پر عمل کریگا۔

تقلید نہین ہے بلکہ اتباع ہے - یہہ ایک اصطلاح یا لفظی نزاع ہے جسکو وہ اتباع کہتے ہین اسی کا دوسرے علماء تقلید نام رکہتے ہین کیونکہ تقلید بے دلیل بات مان لینے کا

اور اپنے ارشاد فرمایا ہے - تقلید کے دو قسم ہین واجب اور حرام -

اعلم ان تقليد المجتهد على وجهين واجب وحرام فاحدهما من اتباع الرواية ولو دلالة تفصيله ان الجاهل بالكتاب والسنة لا يستطيع بنفسه التتبع ولا الاستنباط فكان وظيفته ان يسال فقيها ما حكم رسول الله صلعم في مسئلة كذا وكذا فاذا اخبر اتبعه سواء كان ماخوذا من صريح نص او استنباطا منه او مقيسا على المنصوص فكل ذلك راجع الى الرواية عنه صلى الله عليه وسلم ولو دلالة وهذا قد اتفقت الامة على صحته قرنا بعد قرن بل الامم كلها اتفقت على مثله في شرائعهم وامارة هذا التقليد ان يكون عمله بقول المجتهد كالمشروط بكونه موافقا للسنة فلا يزال متفحصا من السنة بقدر الامكان فمتى ظهر حديث يخالف قوله نبذه واخذ بالحديث ×× والوجه الثاني ان يظن بفقيه انه بلغ الغاية

واجب (جو درحقیقت روایت کی پیروی ہوتی ہے) جسکی یہہ صورت ہے کہ ایک شخص قرآن وحدیث سے بیخبر ہے اپنے آپ قرآن وحدیث سے مسئلہ نکال نہیں سکتا اسکا یہی کام ہے کہ وہ کسی مجتہد سے یہ سوال کرے کہ اس مسئلہ مین خدا و رسول کا کیا حکم ہے جب وہ اسکو حکم بتاوے صریح نص سے معلوم ہو خواہ اس سے استنباط کیا گیا ہو تو وہ اسکی پیروی کرے اس تقلید کا رجوع روایت حضرت رسالت کیطرف ہی اور اس کے صحیح ہونے پر ہر زمانہ کا اتفاق چلا آیا ہے اسکی علامت یہ ہے کہ مجتہد کے قول پر اسکا عمل اس شرط سے مشروط ہو کہ وہ مخالف سنت نہ ہو اور جب اس قول کے مخالف حکم سنت سے ثابت ہو تو اس قول کو وہ چہوڑ دے اور سنت یا حدیث پر عمل کرے

نام ہے اور عامیون کے عمل و اتباع مین یہی امر وقوع مین آتا ہے - عامی کو جو حکم کتاب و سنت کا علماء وقت سے معلوم ہوتا ہے - اسکو وہ یون ہی بیدلیل مان لیتا ہے

القصوی فلا یمکن ان یخطی فمهما بلغه حدیث صحیح صریح یخالف مقالته لم یترک او ظن انه لما قلده کلفه الله بمقالته وکان کاسفه الحجور علیه فان بلغه حدیث واستیقن بصحته لم یقبله لکون ذمته مشغولة بالتقلید فهذا اعتقاد فاسد وقول کاسد لیس له شاهد من النقل و العقل وما کان احد من القرون السابقة یفعل ذلک -

(عقد الجید ص ۸۳ و ۸۵ و معیار ص ۴۲ و ص ۵۲)

حرام تقلید یہہ ہے کہ ایک شخص سے خطا کا ناممکن ہونا ٹھان کر اسکی تقلید کریں اور اس کے مخالف حدیث معلوم ہونے پر بھی اسکی تقلید نہ چھوڑین یا یہہ سمجھ لین کہ جب ہمنے اسکی تقلید کی تو سفیہ ہو گئے جنکا کوئی تصرف نافذ نہین ہوتا - یہہ بد اعتقادی اور کھوٹی بات ہے جسپر عمل و عقل سے کوئی شہادت پائی نہین جاتی - ایسی تقلید پہلے زمانون مین کوئی شخص نکرتا تہا -

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی فتوحات مکیہ کے خاتمہ

وصیة - الذی اوصیک به ان کنت عالما فحرام علیک ان تعمل بخلاف ما اعطاک الله دلیلک و یحرم علیک تقلید غیرک مع تمکنک من حصول الدلیل فان لم تکن فی هذه الدرجة وکنت مقلدا فایاک ان تلتزم مذهبا بعینه

مین فرماتے ہیں - مین تجھے وصیت کرتا ہون کہ اگر تو عالم ہے تو تجھے اس دلیل (آیہ یا حدیث) کے جسکا علم خدا نے تجھے دیا ہے مخالف قول پر عمل کرنا اور اسمین کسیکا مقلد ہو جانا حرام ہے اور اگر تو اس رتبہ مین نہین ہے اور تو مقلد ہے تو پھر ایک مذہب کو لازم پکڑنے یعنے

جو عرفاً تقلید کہلاتی ہے۔ کسی عامی کو کوئی عالم اگر یہ بھی کہہ دے کہ یہ مسئلہ حدیث یا قرآن میں یوں آیا ہے۔ تب بھی وہ اسکے قول کو بے دلیل تسلیم کر لیتا ہے کیونکہ اِس مسئلہ کی دلیل آیہ یا حدیث کا علم اس کو حاصل نہیں ہوتا اور اگر کوئی عالم اسکو

بل اعمل کما امرك الله وهو ان تسأل اهل الذكر ان كنت لا تعلم واهل الذكر هم العلماء بالكتاب والسنة واطلب رفع الحرج فی نازلتك ما استطعت واسئل عن الرخصة فی ذلك حتی تجدها فان الله يقول ما جعل عليكم فی الدين من حرج وان قال لك المفتی هذا احكم الله او حكم رسوله فی مسئلتك فخذ به وان قال لك هذا رای فلا تاخذ به وسئل غيره۔

(قوت القلوب مکیہ و معیا ص ۱۲۵)

فرض ٹھہرا لیجئے سے پوچھو۔ اور کتاب اللہ و حدیث کے جاننے والوں سے یوں سوال کرو کہ فلاں مسئلہ میں قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے پھر مفتی اگر تمہیں جواب میں یہ کہے کہ یہ خدا اور رسول کا حکم ہے تو تو اسپر عمل کر۔ اور اگر وہ کہے کہ یہ میری رائے ہے تو تو اسپر عمل نہ کر اور دوسرے سے کتاب اللہ و سنت کا حکم پوچھ لے

+ حضرت شاہ صاحب اور شیخ محی الدین ابن عربی کے کلام مذکور میں اس بعیم سائل کو جو علماء سے حکم کتاب و سنت پوچھکر اس پر عمل کرے مقلد کہا ہے ایسا ہی عقد الفرید میں طاہر شہ بلالی نے اور شرح تحریر میں ابن امیر الحاج نے اور مفتاح الوصول میں فاضل قندھاری نے علماء کی

حقيقة التقليد العمل بقول من ليس قوله احدى الحجج الاربعة شرعية

طرف رجوع کرنے کو تقلید کہا ہے فاضل قندھاری نے امام الحرمین سے نقل کیا ہے

آیۃ قرآن یا حدیث پڑھکر بھی سناوے یا طوطے کی طرح یاد کرا دے۔ تب بھی وہ آیہ یا حدیث کے معنے اور حدیث کی صحت تسلیم کرنے مین اس عالم کا مقلد کہلاتا ہے کیونکہ وہ کسی دلیل سے یہہ نہین جانتا کہ آیہ یا حدیث کے وہ معنے جو اس عالم نے اسکو بتائے

بلا حجۃ منہا فلیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید (ان کلا منہما حجۃ شرعیۃ الی ان قال نقلا عن الحاوی القدسی لکن یسمی (ای تقلید النبی صلی اللہ علیہ وسلم) تقلیدا عرفیا۔ (عقد الفرید ص۴۶) لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتہد قال امام الحرمین وعلیہ معظم الاصولیین وقال الغزالی والآمدی وابن الحاجب ان سمی الرجوع الی الرسول والاجماع والمفتی والی الشہود تقلیدا فلا مشاحۃ (مغتنم الحصول وسیار ص۳۷)

کہ اکثر اصولی اسی پر ہین اور امام غزالی اور آمدی اور ابن حاجب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع یا مفتی یا گواہون کیطرف رجوع کرنیکا نام تقلید رکہا جائے تو کوئی مضایقہ نہین۔ ان عبارات محدثین و فقہا و اصولیین کو اس وقت کے اہلحدیث جو تقلید کے نام سے چونکتے ہین حوصلہ کے ساتھ ملاحظہ فرماوین اور اس لفظ سے گہبرانا چہوڑ دین جسکو وہ اتباع و پیروی کہتے ہین۔ اسیکو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و شیخ محی الدین وغیرہ علما تقلید کہہ چکے ہین وہ لوگ شوق سے اسکو اتباع کہین۔ مگر کوئی اسکو تقلید کہے تو وہ اس سے کیون ڈرتے اور گہبراتے اور اپنے مخالفون پر ثابت کر رہے ہین کہ علم و قول علماء سے اسکو مس نہین ہے۔ لفظی نزاع اہل علم کی شان نہین ہے اس زمانہ کے اہلحدیث چونکہ اکثر علم سے عاری ہین وہ تقلید کے لفظ مین بہت بحث و نزاع کرتے۔ انہی حضرات کی فہمایش کے لئے یہہ بات جتائی گئی ہے خدا تعالی انکو توفیق فہم عطا کرے۔

خلیفہ عبداللہ کا یہ دعوی کہ مین تمام مسلمانون کا خلیفہ ہون نیز قدیم منتظر یعنی مہدی کی رسالت کے مخالف ہے وہ لوگ حضرت سلطان المعظم کو خلیفۃ المسلمین سمجھ ہی بیٹھین گے اسپر وہ شرعی دلیل کوئی پیش نہین کرسکتے) پھر وہ سلطان المعظم کے مقابلہ مین عبداللہ کو خلیفۃ المسلمین کیونکر تسلیم کرسکتے ہین - ایک وقت مین مسلمانون کے دو خلیفے کبھی نہین ہوسکتے ایک کے بعد دوسرا مدعی خلافت ہو تو اوسکو مسلمان بالاتفاق بحکم حدیث منقول [اذا بویع لخلیفتان فاقتلوا الآخر منہما (مسلم صہ ۱۲۶)] حاشیہ جسکی صحت پر سبکا اتفاق ہے باغی اور واجب القتل سمجھتے ہین الحاصل اس خط اور اس دعوی نے سودانیون کی تمام کارروائی کو مسلمانون کی نظرون مین حقیر و بے اعتبار کردیا اور خاک مین ملادیا - کوئی واقف مسلمان اونکو مخلص سمجھ کر اپنے دل مین اونکی ہمدردی رکھتا بھی تھا تو ان فقرات کو پڑھکر اور اس دعوی کو سنکر اس ہمدردی سے دست بردار ہوگا اور اونکو ظالم و باغی سلطان ہی سمجھیگا -

اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۱۰ مین ۱۸۸۸ء مین ہمنے ایک مضمون بعنوان "مہدی سودان اور مسلمانان ہندوستان" شائع کیا اور اسمین یہ ثابت کیا تھا کہ سوڈانی مہدی نہین ہے وہ سلطان روم کا باغی ہے وغیرہ وغیرہ" تو بعض ناواقف مسلمانون نے ہمپر اعتراض کیا کہ سودانی بیچارے نے مہدی ہونیکا دعوی کب کیا ہے اسنے تو صرف اپنے ملک کی حفاظت اور مزاحمت بیجا کی مدافعت کی ہے - پھر آپکو یہ دعوی ہی کیون ہوا ہے؟ وہ صاحب مہدی کی خلیفہ عبداللہ کے ان فقرات خط اور دعاوی کو انصاف سے پڑھین اور اپنے اعتراض کو واپس لین اور اس کارروائی سودانیونسے اپنے مسلمین کچھ ہمدردی رکھتے ہین تو اسکو کالعدم سمجھین رہی تھم کہ ناواقف مسلمانونکو رفع اشتباہ کے لئے لکھا گیا ہے ایک مقصود اس سے یہ بھی ہے کہ دولت برطانیہ جو ملت مصریہ کی تائید مین سودانیون سے لڑرہی ہے مسلمانان ہند کی طرف سے مطمئن ہو اور انکی مخالفت اخبارون کی بدیون سے اپنے مہدی کی ہمدردی کا گمان کرکے سودانیون کی ایسی خیالات فاسدہ کو نکو ناواقف مسلمان بھی انکی ہمدردی کا دم نہ بھرینگے جیسا کہ باخبر مسلمان پہلے ہی سے انکو باغی و بدخواہ سلطنت سمجھ کر انسے متنفر و بدعقاد ہین اس مضمون کے خاتمہ مین ہم یہ بات کہنی بھی نہین سکتے کہ اس مضمون سے پہلے جلد کے خاتمہ مین ہی لکھ چکے ہین کہ دولت برطانیہ کو سنا ہے کہ معاملہ سودان کو حضرت سلطان المعظم ہی پر کرکے دنیا سے علیحدگی اختیار کرلینے کے بعد خدیو مصر کے مشورہ سے حل کرے - ہم کو معلوم نہین کہ مشہور و معمولی ذہین فاضل و اکابر لارڈ کرومر کی ہی یہ رائے ہے جو اس مضمون مین بیان ہوا ہے عمل کرے -

(۱) اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۶ صفحہ ۳۰۷ نمبر ۱ جلد ۹ صفحہ ۳۰۰ و نمبر ۱۱ جلد ۹ صفحہ ۳۵۱ ملاحظہ ہو -

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ہیں کیونکر صحیح ہین - اور اس حدیث کی صحت کیونکر ثابت ہے لہذا اسکی یہہ تسلیم بلا دلیل تسلیم ہے جو تقلید کہلاتی ہے گو اوسکو کوئی تقلید نہ کہے اتباع نام رکہے امام شوکانی علیہ الرحمہ نے جو فرمایا ہے کہ تقلید کسی کی راے کی پیروی کا نام ہے نہ اسکی روایت کی پیروی کا یہہ ہمارے اس بیان کا مؤید ہے نہ مخالف - کیونکہ جن امور مین عوام علماء کی پیروی کرتے ہین اُن کا اکثر حصہ راے ہے نہ روایت - روایت صرف وہ الفاظ حدیث ہین جو قال قال سے بیان کئے جاتے ہین - ان الفاظ کے معانی دقیق کا بیان کرنا راے سے ہوتا ہے انکی صحت و سقم کا اظہار راے سے جن کا اتباع راے کا اتباع ہے -

ہمارے ریویو رسالہ قول متین میں بصفحہ ۲۱۶ نمبر ۸ جلد ۸ اشاعۃ السنہ مین جو دعوے کیا گیا ہے کہ محدثین کا اتباع ان امور مین جو نقل اور واقعات کے متعلق ہیں تقلید نہین ہے بلکہ اتباع دلیل ہے - وہ بہی اس بیان بابرہان کے مخالف نہین ہے یہہ بیان عوام و جہلا کے حق مین ہے اور وہ دعوی علماء کے حق مین جن کے اوصاف مین بیان ہوا ہے کہ وہ تسلیم معانی لغویہ مین اہل لغت پیروی کرتے ہین فہم معانی شرعیہ مین قواعد اصول فقہ سے استمداد کرتے ہین و علی ہذا القیاس - ان ہی علماء کے حق مین پہلے تقلید کو بنا بر تنزل تسلیم کیا ہے ان ہی کے حق مین مقلد نہ ہونے کا دعوے کیا گیا ہے

سوال دوم - موجودہ علماء کے قول پر اعتماد اور ان کا اتباع جایز ہے تو تقلید مجتہدین سے جو علماء وقت سے افضل ہین دست کشی کیون ہے ؟

الجواب تقلید مجتہدین سے کوئی اس وقت دست کشی نہین کر سکتا - عامی مین تو وہ بواسطہ علماے وقت مجتہدین کی تقلید کر رہے ہیں - علماے وقت کیطرف ان کا رجوع کرنا بعینہ اُن مجتہدین کیطرف رجوع کرنا ہے جن کے پیرو و مقلد وہ علماء ہین

فرق صرف اتنا ہے کہ وہ بلا واسطہ علماء وقت نہ اقوال یا اصول مجتہدین کیطرف رجوع کر سکتے ہین نہ بلا واسطہ مجتہدین کی طرف وہ منسوب ہو سکتے ہین - اسی نظر سے کہا گیا ہے " العامی لا مذہب لہ - انما مذہبہ مذہب مفتیہ "

اب رہے علماے وقت سو بہت سے مسایل فرعیہ و قواعد اصولیہ مین جن کے دلایل وہ نہین جانتے مجتہدین فقہا کے مقلد ہین اور حدیث کی صحت اور ضعف مان لینے مین تو اُن کا مقلد ہونا تو ظاہر ہی ہے

سوال سوم - بہت سا حصہ احادیث کا ایسا ہے جسکا ظاہر معمول بہ نہین اور اسکی

شرح تحریر ابن ہمام مین ابن امیر الحاج نے کہا ہے - کہتے ہین کہ عامی کا کوئی مذہب نہین ہے کیونکہ مذہب تو اسکا ہوتا ہے جس کو مذہب مین نظر و بصیرت حاصل ہو اور کتب مذہب کو پڑھ سکے اور امام کے فتوے کو پہچان لے اور جو ایسا نہ ہو اور یون ہی کہدے کہ میں حنفی المذہب ہون یا شافعی المذہب ہون تو وہ ایسا ہے جیسا کوئی شخص کہدے کہ میں نحوی یا مجتہد ہون ایسا ہی **ابن العابدین** رد المحتار حاشیہ درمختار میں کہا ہے اُن کے قول کا ترجمہ بعینہ وہی ہے جو عبارت شرح تحریر کا ترجمہ کیا گیا ہے

بل قیل لا یصح - للعامی مذہب لان المذہب لا یکون الا لمن لہ نوع نظر و بصیرۃ بالمذہب او لمن قرء کتابا فی فروع المذہب وعرف فتاوی امامہ واقوالہ واما من لم یتاہل لذلک بل قال انا حنفی انا شافعی لم یصر من اہل ذلک المذہب بمجرد ہذا کما لو قال انا فقیہ و نحوی لم یصر فقیہا او نحویا - (شرح تحریر و معیار ص ۸۸)

قلت و ایضا قالوا العامی لا مذہب لہ بل مذہبہ مذہب مفتیہ و علل فی شرح التحریر بان المذہب انما یکون لمن لہ نوع نظر واستدلال و بصر بالمذاہب علی حسبہ او لمن قرء کتابا فی فروع ذلک المذہب و عرف فتاوی امامہ واقوالہ واما غیرہ ممن قال انا حنفی او شافعی لم یصر کذلک بمجرد القول کقولہ انا فقیہ انا نحوی (شرح تحریر ص ۸۸)

تعمیم و استدلال میں تاویل و اجتہاد کو بڑا دخل ہے ان احادیث کے عمل و استدلال کے وقت علما اپنے اجتہاد سے کام لیں مجتہدین سابقین کی طرف رجوع نہ کریں تو اس میں ترجیح مرجوح لازم آتی ہے کیونکہ مجتہدین سابقین بالیقین علم و فہم و دیانت و استقامت میں علمائے وقت سے بڑھا ہوا تھے۔ اور اگر مجتہدین سابقین کی طرف رجوع کریں تو اس سے تقلید مجتہدین ثابت ہوتی ہے جو دعوے ترک تقلید کے مخالف ہے +

الجواب اس قسم کی احادیث پر عمل و استدلال کے وقت مستدل کو (اگر وہ استدلال کا اہل ہے) اختیار ہے کہ اپنے فکر و اجتہاد سے کام لے خواہ مجتہدین سابقین کیطرف رجوع کرے۔ یہ دونوں عمل خیر القرون* میں پائے گئے اور سلف صالحین سے مروی

---

* یہ ملکہ استنباط کہتا ہو۔ اس ملکہ کی شرح اور اس اجتہادی شرائط کی تفصیل جلد ۴ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ میں ہو چکی ہے۔ ظواہر نصوص پر عمل و استدلال اس قسم سے نہیں ہے۔ اسکی شرط ضمیمہ ۱۲ جلد اول میں بیان ہوئی ہے

اس امر کی تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں کی ہے جسکی نقل ہمارے نسخہ مطبوعہ ۱۳۲۳ھ جلد ۱ میں موجود ہے اس مقام میں آپکے چند فقرات عربی نقل کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں اعلم انہ کان من العلماء فی عصر سعید بن المسیب و ابراھیم و الزھری و فی عصر مالک و سفیان و بعد ذلک قوم یکرھون التخیر بالرای و یعابون الفتیا و الاستنباط الا لضرورۃ لا یجدون منہا بدا و کان اکبر ھمھم روایۃ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ×××× ××× کان عندھم انہ اذا وجد فی المسئلۃ قرآن او حدیث فلا یجوز التحول منہ الی غیرہ و اذا کان القرآن محتملا لوجوہ فالسنۃ قاضیۃ علیہ فاذا لم یجد فی کتاب اللہ اخذ بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواء کان مستفیضا

دین حجۃ اللہ البالغہ اور جلد دوم عین ازالۃ الخفا میں اس کی تفصیل موجود ہے ان دونوں سے عمل دوم پر جو عامۃ اہل اسلام ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تقلید مذموم نہیں محمود ہے اور یہ سلف صالحین کا عمل ہے جو خیر القرون میں پایا گیا ہے اور اس تقلید کے ترک کا دعوی اہل حدیث ہونے کو لازم نہیں ہے۔

دایرا ایرید الفقہاء او یکون مختصا باھل بلد او اھل بیت او بطریق ما وسواء عمل بہ الصحابۃ والفقہاء او لم یعمل بہ ومتی کان فی المسئلۃ حدیث فلا یتبع فیھا خلاف اثر من الآثار ولا اجتھاد احد من المجتھدین واذا افرغوا جھدھم فی تتبع الاحادیث ولم یجدوا فی المسئلۃ حدیثا اخذوا باقوال جماعۃ من الصحابۃ والتابعین ولا یتقیدون بقوم دون قوم ولا بلد دون بلد کما کان یفعل من قبلھم فان اتفق جمھور الخلفاء والفقہاء علی شیء فھو الحق وان اختلفوا اخذ واحد بما یشاء علما واورعھم وزعما واکثرھم ضبطا وما اشتھر عنھم فان وجدوا شیئا لیستوی فیہ قولان فی مسئلۃ ذات قولین فان عجزوا عن ذالک ایضا تاملوا فی عمومات الکتاب والسنۃ وایماءاتھما واقتضاءاتھما وحملوا نظیر المسئلۃ علیھا فی الجواب اذا کانت اقرب بین بادی الرای

× × × ×

اور جو اعتراض عمل اول پر وارد کیا گیا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ مجتہدین سابقین کا علم و فہم و دیانت و استقامت میں راجح ہونا مسلم ہے - مگر ان کا علم و فہم دوسری نسل کے لئے (گو علم و فہم میں ان سے کم ہو) شرعی حجت نہیں ہے اور نہ اسکی پابندی اسپر واجب ہے - خدا تعالیٰ نے ہر ایک اہل الرائے پر اسکی فہم کے مطابق عمل کرنا واجب کیا ہے اور جس کو جس قدر دیا ہے اس سے زیادہ کا حراج طلب نہیں کیا لہذا کم فہم مستدل اپنے فہم پر عمل کر سکتا ہے اور اس عمل کے سبب اسپر یہہ گمان نہیں ہو سکتا کہ

اقول قال عبد الله وقال علقمة احب الينا وكان ابن مسعود اذا حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم تربد وجهه وقال هكذا او نحوه هكذا او نحو وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازيز بالقرآن دياً تونكم فيقولون قدم اصحاب محمد قدم اصحاب محمد دياً تونكم فيسألونكم عن الحديث فاقلوا الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شئ اتقى وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج هذه الآثار الدارمي فوقع تدوين الحديث والفقه والمسايل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه لم يكن عندهم من الاحاديث والآثار ما يقدرون به على استنباط الفقه على الاصول التي اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها وانهموا انفسهم في ذلك وكانوا اعتقدوا في ايمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق وكان قلوبهم اميل شئ الى اصحابهم x x x x x x فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذلك ان يحفظ كل احد كتاب من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم نظرا واقواهم التخريج

وہ اپنے فہم کو فہم سابقین پر ترجیح دیتا ہے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ وہ فہم ایسا کہہ رہا ہو کہ مجتہدین سابقین بڑے اُن کا علم و فہم بڑا۔ یہ سا چھوٹا میرا علم ناقص

فيما مل في كل مسئلة وجد الحكم فكل مسئل عن شيء لا احتاج الى شرع راى فيما يحفظه من تصريحات صحابة وان وجد الجواب فيها والا نظر الى عموم كلامهم فاجرا على هذه الصورة او اندرجة ضمنية كلام فاستنبط منها وربما كان لبعض الكلام بناء او اتفاق فيفهم المقصد وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير يحمل منها وربما انقدح في ذهن حكم المصرح به بالتخريج او بالسبر للحذف فادار واحكم على غير المصرح به وربما كان لكلامهم لو اجتمعا على هيئة القياس الاقتراني او الشرطي انتاج جواب المسئلة وربما كان في كلامهم ما هو معلوم بالمثال والضمة غير معلوم بالجد الجامع المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون في تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع لوضع منهم ونمارس مشكلة وربما كان كلامهم محتملا لوجهين فينظرون في ترجيح احد المحتملين وربما يكون ترجيح الدراية خفيا تتبينون ذلك وربما استدل بعض المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم وتحوذ لك فهذا هو التخريج ويقال لهذا القول المخرج لفلان كذا او يقال على مذهب فلان او على اصل فلان او على قول فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال لهؤلاء المجتهدون في المذهب۔" حجۃ اللہ البالغۃ ص ۱۵۲ وغیرہ

ان فقرات کا ترجمہ ہمنے اسلئے نہیں کیا ہے کہ ہمارے ضمیمجات نمبر ۹ و ۱۰ جلد اول مطبوعہ ۱۳۸۵ھ میں پوری عبارت کے ضمن میں ان کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ ناظرین اُن ضمیمہ جات اور ضمیمہ نمبر ۱۱ جلد کا صفحہ ۸۴ و ۸۷ وغیرہ

وفہم کوتاہ مگر مین اپنے فہم پر عمل کرنے کا مامور ہون - سابقین کا فہم عالی اور علم واسع میرے لئے واجب العمل اور حجت شرعیہ نہین ہے -

کو ملاحظہ فرمائیں گے تو پورا حظ اٹھائینگے - ان ضمیمجات کا ملاحظہ ان نیک گمان دوستون کے لئے ازبس ضروری ہے - جو ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر اب تجدید و تبدیل خیالات کا گمان رکھتے ہین اور وہ یہہ نہین جانتے کہ اڈیٹر اشاعۃ السنہ اس سے نو برس پہلے ضمیمہ جات میں یہی خیالات ظاہر کر چکا ہے - نو برس کیا زمانہ تالیف معیار و منح الباری مین اسکے یہی خیالات تھے - ہم انصاف کا خون کرتے ہین کہ بلا مراجعت اسکے تالیفات سابقہ کے اسپر تجدید خیالات کا گمان رکھتے ہین +

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے کلام مین جو بیان ہوا ہے کہ سلف مین ایسے لوگ بہی گذرے ہین جو احادیث (محل اجتہاد کے) نقل و استدلال سے توقف کرتے اور تقلید سابقین اور تخریج اقوال متقدمین مین مصروف رہتے - اس کی تائید کلام فقہاء مذہب حنفی مین بہی پائی جاتی ہے

قال فی مطالب المومنین التقلید انواع ثلثۃ - تقلید واجب و تقلید جائز و تقلید مذموم - اما الواجب فتقلید الانبیاء علیہم السلام ولیس ہذا بتقلید فی الحقیقۃ بل عمل بالدلیل لان قولہم حجۃ وکذا تقلید الائمۃ الماضین فیما اجمعوا علیہ واجب وہو ایضا

چنانچہ مطالب المومنین مین فرمایا ہے تقلید تین قسم ہے تقلید (۱) واجب تقلید جائز - تقلید مذموم تقلید واجب انبیاء علیہم السلام کی تقلید ہے اور یہہ درحقیقت تقلید نہین ہے بلکہ یہہ عمل بدلیل ہے کیونکہ انبیا علیہم السلام کا قول ایک شرعی دلیل ہے ایسی ہی تقلید ائمہ سابقین ان اقوال مین جنپر

جن لوگون نے اہل الراے ہو کر عمل دوم اختیار کیا ہے اور فہم مجتہدین سابقین کا اتباع اختیار کیا ہے اونہون نے بہی اپنے واجب العمل فہم کو محض بے بیکار نہین چھوڑا

لیس بتقلید فی الحقیقة فان اجماعهم حجة وکذا تقلید العامة للعلماء فی فروع الدین واجب عند الفقهاء ولیس بتقلید فی الحقیقة لانهم لا یقولون الا عن دلیل۔

واما التقلید الجائز فتقلید العلماء للفقهاء فی فروع الدین واصوله جائز عند ابو حنیفة ولیس بواجب وعند ابی یوسف ومحمد لا یجوز هذا التقلید لان التقلید انما یجوز بقدر الحاجة ولا حاجة لان العالم یقدر ان یتامل لیقف علی الدلیل فلا حاجة الی التقلید فلا یجوز۔

وجه قول ابی حنیفة هو ان لا یجب التقلید لما انه لا حاجة الیه فانه یقدر علی ان یتامل لیقف علی حکم الحادثة فلا یجب التقلید ولکن یجوز متی تعارضت الادلة فاشتبهت علیه الدلائل فیحتاج الی تقلید غیره

سب کا اتفاق ہے۔ یہ بہی تقلید نہین ہے کیونکہ اتفاق بہی ایک شرعی دلیل ہے ایسی ہی علما کی تقلید عوام کے لئے مسایل فرعیہ مین ہے۔ یہ بھی فقہا کے نزدیک واجب اور وہ درحقیقت تقلید نہین ہے کیونکہ علماء کے اقوال بادلایل ہوتے ہین (گو وہ اسکو ظاہر نہ کرین لہذا یہہ تقلید حقیقۃ ان دلائل کی تقلید ہے) جایز تقلید یہہ ہے کہ علماء وقت مجتہدین کی تقلید کرین یہ تقلید امام ابو حنیفہ کے نزدیک جایز ہے واجب نہین ہے اور امام محمد و ابو یوسف اس کو جایز بہی نہین جانتے انکی دلیل عدم جواز پر یہ ہے کہ تقلید بقدر حاجت و ضرورت جائز ہوتی ہے اور عالم خود دلائل مین فکر و تامل کر سکتا ہے لہذا اسکو تقلید کی حاجت نہین ہے۔ امام ابو حنیفہ اس تقلید کے واجب نہ ہونے پر یہی دلیل پیش کرتے ہین جو صاحبین

اُن کے فہم نے ان کو بھی سکھایا اور بتایا ہے کہ خیر و برکت سابقین ہی کے اتباع میں ہے۔

وکذا اذا لم یشتبہ الدلایل ولم یتعارض یجوز لہ التقلید لانہ لیس بتقلید فی الحقیقۃ ولا ینبغی لعالم ان یقلد عالما بل یتامل فی الدلایل حتی یقف واما التقلید المذموم فھو تقلید الاباء الجہال للجہال وکذا تقلید الانسان غیرہ فی مقابلۃ الادلۃ فھذا التقلید مذموم لان التقلید عند وجود الدلائل اللائحۃ والبراھین الواضحۃ لا یجوز کذا فی کفایۃ الاصول لمجد الائمۃ السرخسی رح

(تنبیہ الوسنان بتنزیہ القرآن مختصراً للشیخ اشرف بن طیب بن تقی الدین حیدر الجرجی)

نے پیش کی ہے اور اس کے جواز پر یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ جب دلایل (آیات واحادیث) مین تعارض ہوتا ہے تو ان مین اشتباہ واقع ہو جاتا ہے لہذا اس اشتباہ کے رفع کرنے کے لئے دوسرے (مجتہد) کی تقلید کرنی پڑتی ہے دلایل مین اشتباہ نہ بہی ہو تو تقلید جایز ہے کیونکہ وہ درحقیقت تقلید نہین ہے ہان ایک عالم کو دوسرے عالم کی (یعنے جو مجتہد نہو) تقلید مناسب نہین اسکو چاہئے کہ خود دلایل مین تامل کرے تقلید مذموم یہہ ہے کہ ایک جاہل دوسرے جاہل کی تقلید کرے یا کوئی اہل علم دلایل کے مقابلہ مین دوسرے اہل علم کی تقلید کرے یہہ تقلید اس لئے بری ہے کہ روشن دلایل اور واضح براہین کے ہوتے تقلید جایز نہین ہے۔ ایسا ہی مجد الائمہ سرخسی کی کی کتاب محیط مین ہے" یہ عبارت مطالب المومنین کی کتاب تنبیہ الوسنان مین ہمنے پائی اور باختصار نقل کی ہے +

سوال چہارم - چارون مجتہدین کے مسایل مذہب یکسان کچھ نہ کچھ اصل رکھتے ہین - بے اصل محض کوئی مسئلہ نہین ہے تو پھر تقلید مذہب معین مین کیا نقصان ہے اور اس مین اور تقلید غیر معین میں کیا فرق ہے ؟

الجواب چارون امامون کے مسائل کا کچھ نہ کچھ اصل رکھنے مین یکسان ہوتا ہی بلا وجہ تعیین مذہب معین سے مانع ہے - اور اسمین نقصان یہہ ہے کہ بعض مواقع مین مقلد اپنے مذہب کے بعض مسایل پر عمل نہین کر سکتا اور وہ اپنے اس التزام کے سبب دوسرے مذاہب کے مسایل پر عمل کرنے پر بھی قادر نہین ہوتا اس وجہ

وکان ابن حزم یقول جمیع ما استنبطه المجتهدون معدود من الشریعة وان خفی دلیله علی العوام ومن انکر ذلك فقد نسب الائمة الی الخطاء وانهم یشرعون مالم یاذن به الله و ذلك ضلال من قائله عن الطریق والحق انه یجب اعتقاد انهم لو راؤا فی ذلك دلیلا ما شرعوا فان اعتقادنا ان سائر الائمة علی هدی من ربهم فی جمیع اقوالهم وما ثم الا قریب من عین الشریعة واقرب وابعد وابعد بحسب طول السند وقصره

میزان شعرانی صفحہ ۳۰ و ۳۱

یہ امر کسیکو مستبعد معلوم ہو تو وہ امام شعرانی کی کتاب المنہج المبین فی بیان ادلۃ مذاہب المجتہدین اور میزان کبرے کو مطالعہ کری امام صاحب میزان مین بصفحہ ۲۰ فرماتے ہین - امام ابن حزم فرمایا کرتے جو مسائل مجتہدون نے استنباط کئے ہین وہ شریعت سے شمار کئے جاتے ہین اگرچہ عوام کو انکے دلیل معلوم نہ ہو جو اس امر کا منکر ہے وہ آئمہ کو خطا وار کہتا ہی اور یہہ کہتا ہی کہ ائمہ نے اپنے طرف سے وہ دین نکالا ہی جسکا خدا نے حکم نہیں دیا ایسا کہنا قایل کی گمراہی ہے اور حق ائمہ کی نسبت یہہ اعتقاد ہی کہ اگر وہ مسائل کی دلیل نہ دیکھتے تو انکو احکام شرع ہرگز نہ ٹہراتے - اور صفحہ ۳۱ مین فرماتے ہین ہمارا اعتقاد یہہ ہی کہ سبھی امام خدا کی طرف سے ہدایت پر ہین کوئی انمین شریعت سے بہت قریب ہی کوئی کم کوئی بہت دور کوئی کم - یہ قرب بعد بلحاظ کوتاہی یا درازی سند ہی -

فرقۂ اہل حدیث اور گورنمنٹ

نمبر۲

اس عنوان کا ایک مضمون پہلے اشاعۃ السنت نمبر۷ جلد ۹ مین شائع ہو چکا ہی جسمین یہ بیان ہوا تہا کہ پنجاب گورنمنٹ نے بمنظوری سپریم گورنمنٹ سرکاری دفاتر سے استعمال لفظ وہابی کو بحق اہل حدیث موقوف کیا ہی اور اپنی چٹہیات اور تحریرات مین اس فرقہ کو بخطاب اہلحدیث (جو انکا پرانا خطاب تسلیم کیا گیا ہی) مخاطب فرمایا اس مضمون مین یہ مژدہ دیا جاتا ہی کہ اس حکم کی پیروی دوسرے لوکل گورنمنٹ ہائے ہندوستان مین بہی ہو گئی ہے اور اس لفظ دل آزار کی استعمال کی ممانعت اب عموماً عمل مین آئی ہے ہے ؛

اس پیروی کی وجہ و کیفیت یہ ہی کہ خادم قوم اہل اسلام اور وکیل فرقۂ اہل حدیث خاکسار اڈیٹر اشاعت السنہ نے مضمون نمبر۸ و جلد ۹ کو (جسمین گورنمنٹ ہند گورنمنٹ پنجاب کی چٹہیات اور پبلک (علما و ایڈیٹرز) کے تحریرات مندرج ہین اور اونسے صاف ثابت ہے کہ گورنمنٹ ہند و پنجاب نے اس دل خراش لفظ کی استعمال کو سرکاری دفاتر سے موقوف کیا تو پبلک نے بڑے جوش کے ساتھ اس حکم سے دلی اتفاق ظاہر کیا اور اس فرقہ کے حق مین خطاب اہل حدیث کو جو انکا پرانا خطاب ہی پسند کیا اور استعمال فرمایا اسپر گورنمنٹ نے بہی اسی خطاب سے اپنی تحریرات و چٹہیات مین اونکو مخاطب کرنا اختیار کیا) انگریزی مین ترجمہ کرا کے چہپوایا اور پمفلٹ کی صورت مین اسکو پبلک مین شائع کیا اور اوسکی ایک ایک کاپی اپنی درخواست کے ذریعہ سے ہر ایک لوکل گورنمنٹ ہندوستان کے حضور مین پیش کی اور ہر ایک گورنمنٹ سے اسپر غور و انصاف کی التجا کی۔ ان گورنمنٹون نے ازراہ عدل پروری و انصاف گستری اس پمفلٹ کو انصاف کی نگاہ سے ملاحظہ فرمایا

سے بعض مسایل شریعت کا عمل بالکل اس سے فوت ہو جاتا ہے اور غیر تقلید غیر معین
میں واقع نہیں ہوتا جب مقلد غیر ملتزم ایک مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل نہیں کر سکتا تو
وہ اس باب میں دوسرے مذہب کے مسئلہ پر عمل کر سکتا ہے اور عمل شریعت بالکل
اس کے ہاتھ سے نہیں جاتا۔ اسی نظر سے امام شعرانی نے میزان کبریٰ میں
بصفحہ ۳۰ کہا ہے لا یکمل للمومن العمل بالشریعۃ کلھا وھو مقلد بمذھب
واحدٍ۔ اس جواب سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص ایک مذہب کی تقلید کسی
وجہ خاص سے کرے مثلاً اس مذہب کے مسایل کے دلایل اور ماخذ کو اپنے نزدیک
(گو دوسرے کے نزدیک نہ ہو) قوی یا محتاط پاوے (اور غالباً محدثین اور
اصولیین وغیرہ ائمہ کا انتساب بمذاہب خاصہ صرف اسی وجہ سے ہوا ہے اور امام
طحاوی۔ مغلطائی۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی۔ امام نووی امام قرطبی شیخ
ابن تیمیہ حنبلی حافظ ابن القیم جیسے ائمہ اکابر نے اسلیئے حنفی شافعی حنبلی مالکی کہلانا یا ہی
یا اپنے مذہب کو اختیار کرنے میں سہولیت مدنظر رکھی یا جملہ کتب و مسایل دیگر مذاہب
سے اطلاع نہ ہو اور اس تخصیص کو بحکم شرعی نہ سمجھے اور بوقت ضرورت دوسرے مذہب
کے احکام پر بھی عمل کر لیا کرے اور جن مسایل میں قوت ماخذ و دلایل جانب مخالف
میں پاوے انہیں اپنے مذہب کے اتباع سے دست بردار ہو جاوے چنانچہ ائمہ مذکورین
میں سے وقوع میں آیا ہے) تو ایسے شخص کے لئے تقلید مذہب معین جایز و مبارک ہے
اور انہیں کوئی نقصان نہیں ہے اور انہیں اور تقلید غیر معین میں کوئی فرق نہیں۔

سوال پنجم۔ ترک بعض احکام شریعت بصورت ترک تقلید اور عمل بالحدیث لازم
آتا ہے جبکہ احادیث مختلفہ سے بعض احادیث پر عمل کیا جاتا ہے اور بعض کا عمل فوت ہوتا ہے

الجواب۔ جن احادیث کو موازنہ و مقابلہ و تحقیق سے چھوڑا جاتا ہے انکو بظن غالب احادیث
نبوی نہیں سمجھا جاتا۔ لہذا ایسے ترک عمل سے ترک عمل بحکام شریعت لازم نہیں آتا اور بلا وجہ

تقلید مذہب خاص مین چونکہ تحقیق و موازنہ نہین کیا جاتا اور نہ مقلد محض کی یہہ شان ہے کہ وہ تحقیق و موازنہ کرے لہذا اس مین بعض مواقع پر بعض احکام کے ترک عمل مین ترک شریعت کا لازم آنا ایک لازمی امر ہے

سوال ششم - جملہ مذاہب مستند بآیات و احادیث ہین تو پہر اہل حدیث کے نزدیک ایمہ اربعہ کے مسایل کیون بے اعتبار ہین +

الجواب جملہ مسایل کسی مذہب* کو کوی اہل علم بے اعتبار نہین کہتا اور جو

* حنفی مذہب کی نسبت کسی نادان کو یہہ گمان ہے تو یہہ محض بہتان ہے حنفی مذہب تو مذاہب اہل سنت سے ایک بڑا وسیع مذہب ہے جسکی پیر کروڑون اہل اسلام چلے آئے ہین جنمین ہزارون علمائے محدثین و فقہا و صدہا اولیا شامل و داخل ہین - ہم اگر کسی چھوٹے مذہب اہل بدعت خارجی معتزلہ وغیرہ کو دیکھتے ہین تو اسکے بہی سبہی مسایل کو مردود و بے اعتبار نہین پاتے +

یہہ مذاہب تو اسلامی کہلاتے ہین ہم اگر غیر اسلامی مذاہب ہنود یہود و نصاری وغیرہ کو بچشم انصاف دیکھتے ہین تو ان مذاہب کے جملہ مسایل کو بے اعتبار نہین ٹہرا سکتے - بہت سے مسایل ان مین ایسے پائے جاتے ہین جو حق ہین اور مسایل اسلام کے مطابق -

کوئی نادان اگر حنفی مذہب کے دس بیس سو دو سو مسایل کو اپنی تحقیق کی رو سے مخالف حدیث پاکر اسکے سبہی مسایل کو بے اصل سمجہے تو یہہ اسکی بڑی بے انصافی اور غفلت ہے - وہ یہہ خیال نہین کرتا کہ ان مسایل مخالف حدیث کے مقابلہ مین مسایل موافق کتاب و سنت کی تعداد کس قدر ہے ؟ یہہ سو ہین تو وہ ہزار بلکہ لاکہہ ہین - اور نہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس مخالفت قلیلہ جزئیہ سے

کہے وہ اہل علم نہین ہے جاہل بے خبر ہے صرف بعض مسایل اور اسکے دو ایک مسایل ہر ایک مذہب کو اس کا مخالف بے اعتبار سمجھنا ہے جیسا کہ بعض مسایل اپنے مذہب کو بھی ناقابل اعتبار خیال کرتا ہے اور اس امر سے کسی مجتہد کے مسایل مذہب کو خصوصیت نہین ہے ۔

سوال ہفتم - احادیث متعارضہ مین تطبیق و توفیق اور احادیث کے تصحیح و تضعیف میں مجتہدین و فقہا کا اختلاف ہو اس مین غیر مقلد حق پر کس کو سمجھے اور کس فریق کا اتباع کرے - اور اس اتباع مین کیا تقلید لازم آئیگی ؟

اور کونسا مذہب حنبلی - مالکی شافعی بخاری وغیرہ خالی دہری ہے ؟

لہذا کوئی وجہ نہین ہے کہ اس جزئی اور قلیل مخالفت کی نظر سے ہم اہل مذہب اور اسکے جملہ مسایل کو مردود کہین اور اکثری اور کلی موافقت کی نظر سے مقبول قرار دین اور نہ اسکی کوئی وجہ ہے کہ اس جزئی اور قلیل مخالفت کی نظر سے صرف اسی ایک مذہب کو مردود قرار دین باقی مذاہب اسلامیہ سنیکو باوجود اس مخالفت جزی کے مقبول تسلیم کرین ۔

ہمارے اس بیان مین کوئی شک ظاہر کرے تو ہم سے اس قسم کی جزئی مخالفت کا دوسری مذاہب کے مسایل مین ثبوت لے - اور جس قدر مسایل مخالفہ کسی مذہب کے وہ پیش کرے اس سے وہ چند (کم از کم) مسایل موافقہ پورے کرلے -

بالفعل ہم اسکی تفصیل کا سلسلہ ملانا نہین چاہتے اور مسایل مذہب امام ابو حنیفہ کی نسبت امام شعرانی کے اقوال ہدیہ ناظرین کرتے ہین امام شعرانی میزان کبریٰ کے صفحہ ۶۸ مین فرماتے ہین

الجواب اِس صورتِ اختلاف مین صاحب بصیرت دلیل کا اتباع کرے اور جس جانب اختلاف کو دلیل کے نظر سے قوی سمجھے اور سکو حق پر اور جانب مخالف کو خطا پر سمجھے۔ سو یہی ظن غالب نہ سبیل قطع یقین کیونکہ ایسے امور اجتہادیہ مین یقین کسی جانب نہین ہوتا اور جو عامی فاقد البصیرت ہو وہ جس فریق سے حسن ظن

فقد بان لك يا اخي مما نقلنا عن الائمة الاربعة وغيرهم ان جميع الائمة المجتهدين دائرون مع الادلة الشرعية حيث دارت وانهم كلهم منزهون عن القول بالراى فى دين الله وان مذاهبهم كلها محررة على الكتاب والسنة كتحرير الذهب والجوهر وان اقوالهم كلها ومذاهبهم كالثوب المنسوج من الكتاب والسنة سداه ولحمة لتقليد منهما وما بقى لك عذر فى ان لاى مذهب شئت من مذاهبهم فانها كلها طرق الى الجنة كما سبق بيانه واخر الفصل قبله وانهم كلهم على هدى من ربهم وانه لا طعن لاحد فى قول من اقوالهم الا الجهلة واما من حيث الدليل واما من حيث

ہمنے جو آئمہ اربعہ وغیرہ سے نقل کیا ہی اِس سے تجھے معلوم ہو گیا ہے کہ سبھی مجتہد دلایل شرعیہ کے ساتھ ساتھ پھرتے ہین اور وہ سبھی دین مین اپنی عقل سے کوئی بات کہنے سے محفوظ ہین اور انکے مذاہب کتاب سنت سے منقوش ہین جیسے کوئی چیز سونے یا جواہر سے مرصع ہوتی ہے اور اِن کے اقوال و مذاہب گویا ایک کپڑا ہے کہ اسکا تانا بانا کتاب اللہ وسنت ہے اب تجھے کسی مذہب کی تقلید کرنے مین کوئی عذر نہ رہا جس مذہب کی چاہے تو تقلید کر سکتا ہی وہ سب کی سب بہشت کی راہین ہین اور وہ سب ہدایت پر ہین اور جس نے کسی امام کے قول پر طعن کیا تو وہ کیا اس قول کی دلیل سے جاہل ہے یا بسبب طعن کرنے کے

رکھتا ہو اس فریق کا اتباع کرے اس مین تقلید لازم آتی ہے تو آئے ایسے شخص کو ترک تقلید کی کب اجازت ہے - اور اس وقت مین مطلق تقلید سے مستغنی کون ہے ایسے امور مین خواص کو تقلید مجتہدین سے چارہ نہین تو عوام کس گنتی مین ہین -

راقم ابوسعید محمد حسین لاہوری

وقته مداركه عليه لاسيما الامام الاعظم ابو حنيفة النعمان بن ثابت رضي الله عنه الذي اجمع السلف والخلف على كثرة علمه وورعه وعبادته ودقة مداركه واستنباطاته كما سيأتي بسطه في هذه الفصول ان شاء الله تعالى وحاشاه رضي الله عنه من القول في دين الله بالراي الذي لا يشهد له ظاهر كتاب ولا سنة ومن نسبه على ذلك فبينه وبينه الموقف الذي يشيب فيه المولود وسمعت سيدي علي الخواص رضي الله عنه مرة يقول يجب على كل مقلد الادب مع ائمة المذاهب كلهم -

وسمع مرة بعض الشافعية يقول وفي هذا الحديث

یا اس لئے کہ اسکا ماخذ (جہان سے وہ لیا گیا ہے) نہایت دقیق ہے خاص کر قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جن کے علم و پرہیزگاری و عبادت کی کثرت اور ان کے دلایل اور استنباطون کے دقیق ہونے پر سلف و خلف کا اتفاق ہے - جناب ممدوح کو خدا تعالی کے دین مین محض عقل اور راے سے جسپر کتاب و سنت کی شہادت نہ ہو بات کہنی بچائے جو شخص انکو اس تہمت سے متہم کرتا ہے اسمین اور امام اعظم مین وہ مقام (محشر) جسمین بچے بوڑہے ہو جائینگے فیصلہ کریگا - مین نے ایک دفعہ اپنے شیخ علی خواص کو یہہ کہتے سنا کہ ہر ایک مقلد پر (خواہ کسی مجتہد یا محدث کا ہو) سبہی آیمہ مذاہب کا ادب واجب ہے،

انہون نے ایک دفعہ بعض شافعیون کو یہہ کہتے سنا

اِس جواب کو تسلیم کرنا اور اس تسلیم کے بعد اپنے تشددات سے باز آنا ہمارے عینی اخوان اہلحدیث کا تو فرض ہی ہے کیونکہ جو کچہہ اس جواب مین بیان ہوا ہے وہ سب اُن کے مسلمات قدیمہ سے ہے اور اُن کے اکابر مذہب سے منقول ہے ہمارے علاتی بھائی مقلدین فقہا بھی اس جواب کو توجہ سے پڑہین اور اسکی تسلیم سے عذر نہ کرین تو اس سے اُن کی انصاف پسندی اور بے تعصبی ظاہر ہو اُن سے ہم یہہ نہین

رد علی ابی حنیفہ فقال قطع اللہ لسانک مثلک یقول ہذہ اللفظ انما الادب ان تقول لم یطلع الامام علی ہذا الحدیث وسمعتہ مرۃ اُخری یقول مدارک الامام ابی حنیفۃ دقیقۃ لا یکاد یطلع علیہا الا اہل الکشف من اکابر الاولیاء (میزان ص ۶۸)

ومما وقع لی ان شخصا دخل علی وانا اکتب فی مناقب الامام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ فنظر فیہا واخرج لی من کمہ کراریس وقال لی انظر فی ہذہ فنظرت فیہا فرایت فیہا الرد علی الامام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ فقلت ومثلک یفہم کلام الامام حتی یرد علیہ فقال انما اخذت

کہ فلان حدیث مین امام ابو حنیفہ کا رد ہے تو وہ بولے خدا تعالے تیری زبان کو کاٹ ڈالے تجہہ سا شخص امام ابو حنیفہ کی جناب مین یہہ لفظ کہسکتا ہے ایک دفعہ مینے انکو کہتے سنا کہ امام ابو حنیفہ کے دلایل مذہب نہایت دقیق اور مخفی ہوتے ہین اُنپر بجز اکابر اولیا اہل کشف کوئی مطلع نہین ہوتا ۔ اور صفحہ ۷۰ میں فرماتے ہیں۔ مجہے یہ اتفاق پیش آیا کہ مین امام ابو حنیفہ کی مناقب مین ایک کتاب لکھ رہا تہا کہ ایک شخص جو عالم کہلاتا میرے پاس آیا اور میری اس تالیف کو اُس نے دیکہا پہر اپنی آستین سے چند اوراق نکالکر کہنے لگا کہ ان اوراق کو تم دیکہو مینے دیکہا تو ان مین امام ابو حنیفہ کی رد کا مضمون پایا پس مینے کہا کہ تجہہ سا آدمی

کہ وہ اپنے مذاہب فقہاء کی (جنکو وہ بدلائل راجح سمجھتے ہین) تقلید چھوڑ کر محدثین کے مقلد ہو جائین اور حنفی شافعی القاب چھوڑ کر غیر مقلد کہلائین بلکہ صرف اس قدر درخواست کرتے ہین کہ وہ اس زمانہ کے عاملین بالحدیث کو (جو درصورت

ذالك من مؤلف للفخر الرازي فقلت لان الفخر الرازي بالنسبة الى الامام ابي حنيفة كطالب العلم او كاحاد الرعية مع السلطان الاعظم او كاحاد النجوم مع الشمس وكما حرم العلماء على الرعية الطعن على امامهم الاعظم الا بدليل واضح كالشمس فكذلك يحرم على المقلدين الاعتراض والطعن على امامهم في الدين الا بنص واضح لا يحتمل التاويل -

امام ابو حنیفہ کے قول کو سمجھ سکتا ہے کہ رد کے درپے ہو - وہ بولا مینے یہہ مضمون امام فخر الدین رازی کی تالیف سے اخذ کیا ہے مینے اسکو کہا کہ امام فخر الدین رازی کی امام ابو حنیفہ سے وہ نسبت ہے جیسے ایک ادنی طالب علم کو ایک فاضل سے یا ایک ادنی رعایا کو بادشاہ سے یا ادنے ستارہ کو سورج سے اور جیسے بادشاہ وقت پر رعایا کا طعن آفتاب جیسی روشن دلیل کے بغیر حلال نہین ہے ویسے ہی دین کے امامون پر مقلدین کا طعن بلا روشن برہان کے جو محتمل تاویل نہو حلال نہین

اور صفحہ ۷۲ مین فرماتے ہین - فصل اس بیان مین کہ جو امام ابو حنیفہ کی نسبت

فصل في بيان ضعف قول من نسب الامام ابا حنيفة الى انه يقدم القياس على حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلم ان هذا الكلام صدر من متعصب على الامام متهور في دينه غير متورع في مقاله غافلا

کہا جاتا ہے کہ وہ قیاس کو حدیث نبوی سے مقدم سمجھتے یہہ ایک ضعیف بات ہے - تو جان لے کہ یہہ کلام ایسے شخص سے سرزد ہوا ہے جو امام کی جناب مین تعصب رکھتا ہے اپنے دین مین بے پرواہی - اپنی گفتگو مین پرہیزگار نہین ہے اور خدا تعالے

اہل علم ہونے کے خود کتاب و سنت سے تمسک کرتے ہیں اور بصورت لاعلمی علماء وقت سے جو قرآن و حدیث کا شغل رکھتے ہیں خدا اور رسول کا حکم پوچھ کر اس پر

من قول الله تعالى ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا ومن قول ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد ومن قوله صلعم لمعاذ هل يكب الناس في النار على وجوههم الا حصائد السنتهم وقد روى الامام ابو جعفر شيزاماري بسنده الى قرية من قرى بلخ بسنده المتصل الى الامام ابي حنيفة انه كان يقول كذب والله وافترى علينا من يقول عنا اننا نقدم القياس على النص وهل يحتاج بعد النص الى قياس وكان رضي الله عنه يقول عن لا نقيس الا عند الضرورة الشديدة وذلك اننا ننظر اولا في دليل تلك المسئلة من الكتاب او السنة او اقضية الصحابة فان لم نجد دليلا فسنا حينئذ مسكونا عنه على منطوق -

کہ ان اقوال سے غافل ہے کہ ان کا کہہ اور دل سے بھی سوال ہوگا کہ تو کوئی اپنے منہ سے بات نکالتا ہے تو اس کے لکھنے کو فرشتہ منتظر و تیار بیٹھا ہوتا ہے" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے غافل ہے کہ لوگوں کو آگ میں منہ کے بل ان کی زبان کی کٹی باتیں ڈالیں گی امام ابو جعفر شیزاماری نے اپنی سند متصل کے ساتھ امام اعظم سے نقل کیا ہے کہ آپ فرمایا کرتے خدا جھوٹ بولا اور پھر افترا کیا ہے جس نے کہا ہے کہ ہم قیاس کو حدیث سے مقدم سمجھتے ہیں کیا حدیث کے بعد بھی قیاس کی ضرورت رہتی ہے؟ (یعنی ہرگز نہیں) اور آپ فرمایا کرتے ہم بجز ضرورت شدیدہ قیاس نہیں کرتے ہم پہلے کسی مسئلہ کی دلیل کتاب و سنت اور صحابہ کے فیصلوں میں ڈھونڈتے ہیں نہیں پاتے تو قیاس کرتے ہیں ایک کے

عمل کرتے ہین اور اپنے آپ کو کسی خاص مذہب یا امام کیطرف
منسوب نہین کرتے اور حنفی یا شافعی نہین کہلاتے و معہذا وہ آئمہ اربعہ اور اُنکے اتباع
علماء و فقہا کی جناب مین کسی قسم کی بدگمانی و گستاخی نہین کرتے اور ان کو نہایت
ادب و تعظیم سے یاد کرتے ہین - اپنے بھائی سمجھتے ہین اور ترک تقلید خاص مذہب کے سبب سے بین
المذہب وغیرہ قرار دین کیونکہ عبارات منقولہ بالا سے جنمین اُن کے مسلمات بھی موجود ہین

بجامع اتحاد العلة بينهما وفي رواية اخرى	کی رو سے آپنے یون فرمایا ہے کہ ہمیے ہم
عن الامام انا ناخذ اولا بالكتاب ثم	قرآن مین دلیل تلاش کرتے ہین پھر حدیث
بالسنة ثم باقضية الصحابة ونعمل بما	مین پھر صحابہ کے فیصلجات مین اور ازانجملہ
يتفقون فان اختلفوا قسنا احكما	جو فیصلجات اتفاقی ہون انپر عمل کرتے ہین انمین
على احكم بجامع العلة بين المسئلتين	اختلاف ہو تو پھر قیاس کرتے ہین ایک روایت
حتى يعم المعنى وفي رواية اخرى	مین آپ سے یہ منقول ہے کہ ہمیے ہم کتاب اللہ
انا نعمل اولا بكتاب الله ثم بسنة	پر عمل کرتے ہین پھر حدیث رسول پھر جو اقوال
رسول الله صلعم ثم باحاديث ابي بكر و عمر	اربعہ پر کہ ایک روایت مین آپ سے منقول ہے کہ جو حدیث
وعثمان و علي رضي الله عنهم وفي رواية اخرى	آنحضرت صلعم سے مروی ثابت ہو وہ چاہے ابوبکر پر
انه كان يقول ما جاءنا عن رسول الله صلعم	اور جو آنحضرت کے اصحاب سے مروی ہو کوہی ہم پسند
فعلى الراس والعين بابي هو وامي ونفس	کرتے ہین اور جو قول یا فعل تابعین سے مروی ہو
لنا مخالفة وما جاءنا عن اصحابه	اُنکا ہم تعاقب کرینگے کیونکہ وہ ایسے لوگ ہین
تخيرنا وما جاءنا غيرهم فهم رجال	جیسے کہ ہم ہین -

* یہ تہمت لگائی گئی ہے کہ جو لوگ مدعیان عمل بالحدیث و ترک تقلید ائمہ کبار خصوصاً امام ابوحنیفہ اور انکے صادق اتباع پر بدگمانی رکھتے ہین اور بُرا کہتے ہین ان کو ہم اور ہمارے اساتذہ کرام مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی و مولانا محمد اسحاق صاحب جس سرہ چھوٹے رافضی جانتے اور کہہ چکے ہین -

صاف ثابت ہے کہ کسی شخص پر کسی ایک مذہب یا امام کی پیروی یا تقلید واجب نہین ہے۔ اور اس تقلید کا تارک فاسق وبیدین کہلانے کا مستحق نہین۔ اور اتباع ظاہر قرآن حدیث بلا تخصیص مذہب سلف کے قول و فعل سے ثابت ہے اور عین سعادت۔ اس سے زیادہ تفصیل شواہد اقوال سلف و خلف اس باب مین کوئی چاہے تو ہمارے ضمیمجات ۸۱ سنہ وغیرہ کو ملاحظہ کرے اس مقام مین ہم چند اقوال علماے مذہب حنفی وغیرہ اور نقل کرتے ہین ۔

تحریر ابن ہمام اور مسلم الثبوت اور انکی شروح مین صاف لکہا ہے کہ واجب

لا واجب الا ما اوجبه الله ولم يوجب على احد ان يتمذهب بمذهب رجل من الائمة (مسلم)

وہی حکم ہے جو خدا رسول نے واجب کیا ہو اور خدا رسول نے کسی شخص پر کسی مذہب کا اتباع واجب نہین کیا۔

شرح عین العلم وغیرہ مین **ملا علی قاری** صاحب نے فرمایا ہے خدا تعالی و تقدس

ان الله سبحانه وتعالى ما كلف احدا ان يكون حنفيا او مالكيا او شافعيا او حنبليا او بل كلفهم ان يعملوا بالسنة ان كانوا علماء او يقلدوا علماء ان كانوا جهلاء + (شرح عين العلم)

نے کسی شخص پر یہہ واجب نہین کیا کہ وہ حنفی یا شافعی بنجاوے یا مالکی یا حنبلی ہوجائے بلکہ علماء ہون تو انپر کتاب و سنت کا اتباع واجب کیا اور عوام بیعلم ہون تو انپر علماء وقت کا اتباع یعنے خواہ کوئی ہو اور کسیقدر ہون

طوالع الانوار مین مولانا عابد سندہی مدنی نے فرمایا ہے وجوب تقلید معین پر کوئی

ووجوب تقليد مجتهد معين لا حجة عليه لا من جهة الشريعة ولا من جهة العقل كما ذكره الشيخ ابن الهمام من الحنفية في فتح القدير وفي كتابه المسمى بتحرير الاصول

دلیل نہین ہے نقلی اور نہ عقلی چنانچہ شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر اور کتاب تحریر مین کہا ہے اور یہی عدم وجوب علماے مالکیہ سے شیخ عز الدین بن عبد السلام نے

اور خاکسار کی درخواست کو قبولیت سے اعزاز بخشا اور اپنے اپنے صوبجات مین پالیسی گورنمنٹ ہند و پنجاب کے مطابق ممانعت استعمال لفظ وہابی کا فرمان نافذ فرمایا۔ اور بجائے اس لقب دل آزار کے خطاب اہل حدیث سے اس فرقہ کو مخاطب کرنیکا حکم صادر کیا ذیل مین اس درخواست اور ان چٹھیات گورنمنٹ کا جو اسکے جوابمین موصول ہوئی ہین ترجمہ نقل کیا جاتا ہے

ترجمہ درخواست

اشاعۃ السنہ افس لاہور
۳ اپریل ۲۶ مئی وغیرہ وغیرہ (۲۹۴ و ۳۰۳ وغیرہ

از جانب ابو سعید محمد حسین لاہوری۔ ایڈیٹر اشاعۃ السنہ و وکیل اہلحدیث ہند
بخدمت صاحب سکرٹری گورنمنٹ (فلان و فلان صوبہ)

صاحبمن

مین آپکی خدمتمین سطور ذیل کو پیش کرنیکی اجازت و معافی کا خواستگار ہون

(۲) ۱۸۸۶ء مین مینے ایک مضمون اپنی ماہواری رسالہ اشاعۃ السنہ مین شائع کیا تہا جسمین اسبات کا اظہار تہا کہ لفظ وہابی جسکے عموماً باغی و نمکحرام کے معنے مین استعمال کیا جاتا ہے لہذا اس لفظ کا استعمال مسلمانان ہندوستان کے اس گروہ کے حق مین جو اہلحدیث کہلاتے ہین۔ اور وہ ہمیشہ سے سرکار کے نمکحلال و خیرخواہ رہے ہین۔ اور یہہ بات بارہا ثابت ہو چکی۔ اور سرکاری خط و کتابت مین تسلیم کیجا چکی ہے۔ مناسب نہین ہے لہذا اس فرقہ کے لوگ اپنے حق مین اس لفظ کے استعمال پر سخت اعتراض کرتے ہین اور کمال ادب و انکسار کے ساتھ گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہین کہ وہ سرکاری خط و کتابت مین اس لفظ کی استعمال سے ان لوگون کو معاف رکہے اور اس لفظ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وبعدم وجوبه صرح الشیخ ابن عبد السلام فی مختصر منتهی الاصول من المالکیة والمحقق عضد الدین من الشافعیة وذکر ابن امیر الحاج فی التحبیر شرح التحریر ان القرون الماضیة من العلماء اجمعوا علی انه لا یحل لحاکم ولا مفت تقلید رجل واحد بحیث لا یحکم ولا یفتی فی شیء من الاحکام الا بقوله - انتهی (طوالع الانوار)

مختصر منتہی الاصول مین اور علمائے شافعیہ سے قاضی عضد نے بتصریح بیان کیا ہے ابن امیر الحاج نے شرح تحریر مین بیان کیا ہے کہ پہلے زمانون کے سبہی علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ کسی حاکم یا مفتی کو ایک شخص کی ایسی تقلید کہ وہ کسی موقع پر بہی بجز اس شخص کے کسی کے قول پر حکم یا فتوے نہ دے حلال نہین ہے

یہہ اقوال علماء حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ اونچی آواز سے پکار رہے ہین کہ ایک مذہب کی تقلید کسی شخص پر واجب نہین اور جو کسی مذہب کا التزام نہ کرے وہ تارک واجب وفاسق وگنہگار نہین کہلاتا +

حضرت امام الائمہ جناب **ابو حنیفہ** علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے جو شخص

وکان الامام ابو حنیفة یقول حرام علی من لم یعرف دلیل ان یفتی کلامی - وکان اذا افتی یقول هذا رای ابی حنیفة - وهو احسن ما قدرنا علیه فمن جاء باحسن منه فهو اولی بالصواب - وکان یقول ایاکم وآراء الرجال ودخل علیه مرة رجل من اهل الکوفة والحدیث یقرء عنده فقال الرجل دعونا عن هذه الاحادیث فزجره الامام زجرا شدیدا وقال له لولا السنة لما فهم

میرے قول کی دلیل نہ جانے اسپر حرام ہے کہ میرے اس قول پر فتوی دے - اور آپ جب کبہی فتوی دیتے صاف فرماتے کہ یہہ جو ہمنے فتوی دیا ہے یہ ہماری راے ہے ہمارے مقدور مین یہی بہتر ہے اور جو اس سے بہتر کہے وہ صواب (درست) کہلانیکا زیادہ مستحق ہے - آپ یہہ بہی فرمایا کرتے "لوگون کی رائے سے بچو" ایک دفعہ آپ کے پاس حدیث پڑہی جاتی تہی ایک کوفی آیا اور بولا کہ حدیثونکو

احدنا القرآن ۔ ۔
(میزان شعرانی ص ۶۳)

چھوڑ دیا رہنے دو آپنے اسے بہت
دانتا اور فرمایا کہ حدیث نہ ہوتی تو ہم میں سے
کوی قرآن کو نہ سمجھتا

ان اقوال رشد اشتمال حضرت امام اعظم سے صاف ثابت ہے کہ جو شخص حدیث پر عمل کر سکے اسپر کسی خاص مذہب یا رائے کی پیروی واجب نہین بلکہ پیروان مذہب خاص پر (اگر وہ صاحب فتوے ہون) واجب ہے کہ وہ حدیث و قرآن کی پیروی کرین اور جب کسی قول مذہب کو قرآن و حدیث کے موافق نہ پاویں اسپر فتوے نہ دین ۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے منہج مین اور میزان مین شعرانی نے نقل کیا

وکان ولدہ عبد اللہ یقول سالت الامام احمد عن الرجل یکون فی بلد لا یجد فیہا الا صاحب الحدیث لا یعرف صحیحہ من سقیمہ وصاحب الرای فمن یسئل منہما عن دینہ فقال یسئل صاحب الحدیث ولا یسئل صاحب الرای وکان کثیرا یقول ضعیف الحدیث احب الینا من راء الرجال ۔ وکذلک نقل عن الامام داؤد وکان رضی اللہ عنہ یقول انظروا فی امر دینکم فان التقلید لغیر المعصوم مذموم وفیہ عمی للبصیرۃ وکان یقول قبیح علی من اعطی شمعۃ یستضیئ بہا ان یطفئہا ویمشی معتمدا علی غیرہ لیشیر واللہ

ہے کہ آپکے بیٹے عبد اللہ نے آپسے پوچھا کہ ایک بستی مین دو شخص رہتے ہین ایک اہلحدیث ہے مگر وہ حدیث کی صحیح یا ضعیف ہونیکی تمیز نہین کر سکتا دوسرا اہل الرائے ہے کوئی آدمی (عامی) مسئلہ پوچھے تو کس سے پوچھے؟ آپنے جواب مین فرمایا کہ اسے اہل حدیث سے پوچھے نہ اہل الرائے سے اور آپ اکثر یہ فرمایا کرتے کہ حدیث ضعیف بہی ہو تو وہ لوگون کی راے سے مجھے بہلی اور بہت پیاری لگتی ہے ۔ ایسا ہی امام داؤد سے منقول ہے اور امام احمد یہ بہی فرمایا کرتے کہ امر دین مین نظر و فکر سے کام لیا کرو کیونکہ غیر معصوم کی تقلید مذموم ہے اور اندہاپن

اعلم الی انه لا ینبغی لمن قدر علی الاجتهاد ان یقلد غیره مع قدرته علی النظر فی الادلة واستخراج ذلك الحکم منها والله اعلم۔ وبلغنا ان شخصاً استشاره فی تقلید احد من علماء العصر فقال لا تقلدنی ولا تقلد مالکاً ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرهم وخذ الاحکام من حیث اخذوا الکتاب والسنة والا فقد صرح العلماء بان التقلید واجب علی العامی لئلا یضل فی دینه والله اعلم (میزان ص۶۳)

قلت وهو محمول علی من له قدرة علی استنباط الاحکام من

اور آپ فرمایا کرتے جس شخص کو خدا تعالے روشنی کے لئے مشعل عطا کرے وہ اسکو بجھا کر دوسرے کی بھروسہ پر چلے تو یہ امر بد ہے (امام شعرانی فرماتے ہین) اسمین یہ اشارہ ہے کہ جس کو خدا تعالے دلائل مین نظر کرنے اور اُن سے احکام نکالنے کی طاقت دے وہ دوسرے کی تقلید نہ کرے ہمکو یہہ بہی روایت امام احمد بن حنبل سے پہنچی ہے۔ کہ آپ سے کسی شخص نے اپنے زمانہ کے بعض علماء کی تقلید کرنیکا مشورہ چاہا تو آپنے فرمایا کہ نہ میری تقلید کر یونہ امام مالک کی نہ امام اوزاعی کی نہ امام نخعی کی اور نہ کسی اور کی اور وہان سے احکام لو جہان سے انہون نے لئے ہے۔ مین (شعرانی) کہتا ہون یہہ قول بھی اس شخص کے حق مین ہے جو کتاب و سنت سے احکام استنباط کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور جو شخص عامی ہو اسپر علما کی تقلید واجب ہے تاکہ وہ اپنے دین مین بہک نہ جائے"۔

امام احمد بن حنبل نے تو ان اقوال مین صاف فیصلہ فرما دیا ہے کہ جس شخص کو حدیث و قرآن مین بصیرت حاصل ہو اُسکے حق مین ترک تقلید نہ صرف جایز بلکہ ضروری ہے اور اپنے مشعل کو چہوڑ کر دوسرے کی روشنی مین چلنا اپنے آپ کو اندہا بنانا ہے۔

امام احمد صاحب نے جو یہہ فرمایا ہے کہ حدیث ضعیف بھی ہو تو

وہ رائے سے عمل میں مقدم ہے و بناءً علیہ مفتی اہلحدیث (گو صحیح و ضعیف میں امتیاز رکھتا ہو) مفتی اہل الرائے سے استفتاء و اقتداء کا زیادہ مستحق ہے۔ اِس سے ہمکو دلی اتفاق ہے اور بیشک حدیث نبوی کا یہی حق و رُتبہ ہے کہ اسکی صحت معلوم نہ بھی ہو تو وُہ اس رائے سے جسکی سند صریح قرآن و حدیث سے نہ ملے اولی بالقبول و اقدم ہے۔

اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حدیث نامعلوم الصحۃ درصورت ثبوت صحت (جسکو وہ محتمل ہی) معصوم کا کلام ہوگا اور رائے درصورت قوت و تحقق شروط صحت (عدم معارضہ نص و تعلیل حکم و عدم تخصیص باصل و غیرہ شروط صحت) غیر معصوم کا ایک خیال ہے جسمیں اس صحت کے بعد بھی یہ احتمال ہے کہ وہ مقصود شارع نہ ہو۔

مضمون سابق میں بصیغہ (۲۹۸) جو اندھا دھند (بلا تحقیق صحت) حدیث پر عمل کرنے والوں پر لے دے ہوئی ہے وہ ہمارے اس خیال و مقال کے مخالف نہیں ہے جو وہاں کہا گیا ہے وہ بے تمیز عاملین بالحدیث کی ان لن ترانیوں پر کیا گیا ہے کہ ہم مقلد نہیں محقق ہیں اور مقلدین فقہا بلا استثنا ایسے ویسے (کافر مشرک تارک عمل بالحدیث وغیرہ) ہیں اور جو یہاں بیان ہوا ہے وہ ان سعادتمند اہل حدیث کے حقمیں ہے جو ایسے فضول اور بیجا دعوے نہیں کرتے اور عمل بالحدیث کے وقت جہانتک ممکن ہو تحقیق سے کام لیتے ہیں تحقیق سے رہ جاتے ہیں تو کسی عالم محدث کی (جیسا میسر آوے) تقلید کر لیتے ہیں اور اِس تقلید کے ساتھ نہ محقق ہونے کا دعوی کرتے ہیں نہ مقلدین فقہا کو

برا کہتے ہین بلکہ اس خیال سے کہ [illegible] مقلد مین ائمہ حدیث ہین جیسا کہ وہ مقلد
ائمہ فقہا ہین انکو اپنے بہائی خیال [illegible] ہین ایسے [illegible] بالحدیث کو گو پوری تحقیق
و تمیز نہ رکہتے ہون) ہم ہدایت [illegible] سمجہتے ہین [illegible] اس عمل بالحدیث کو
تقلید فقہا پر ترجیح دیتے ہین [illegible] مقلد [illegible] تقلید پر [illegible] اور
حدیث صحیح کا جسکی صحت الفاظ و معانی انکو واضح طور پر [illegible] معارضہ نہین کرتے
عمل بالحدیث کو وہ سعادت عظمی سمجہتے ہین [illegible] وہ بوساطت و تقلید فقہا [illegible]
انکی نسبت یہ اعتقاد رکہتے ہین کہ وہ تحقیق و تنقید حدیث مین اُن سے بڑہکر تھی لہذا [illegible]
سنت و عمل بالحدیث ان ہی کی پیروی مین ہے - مگر اس اعتقاد مین وہ اس غلو کو نہین
پہنچے کہ انکو معصوم و مبری از خطا سمجہ لین اور حدیث صحیح و صریح سے مخالفت کیوقت بہی
انکی تقلید سے دست بردار نہ ہون) نیز ہدایت و نجات سے خالی نہین جانتے -

ان دونو فریق کو ہمنے اسلئے ہدایت و نجات پر تسلیم کیا اور بظاہر گویا اجتماع النقیضین کو جایز
رکھا کہ فریقین کے عمل اعتقاد مین کلی تناقض و تخالف نہین فریقین سے ہر ایک فی الجملہ مقلد ہے
اور فی الجملہ تارک تقلید - اور فی الجملہ عامل بالحدیث ہے - اور فی الجملہ تارک عمل بالحدیث - اور
ہر ایک کے عمل و اعتقاد کا اثر قرون ثلاثہ مین پایا جاتا ہے اور ہر ایک کے لئے سلف صالحین
مین امام و مقتدا موجود ہین - فریق عامل بالحدیث کے سلف امام احمد بن حنبل ہین اور فریق
مقلد کے سلف امام شعبی و ابراہیم وغیرہ تابعی ہین چنانچہ حاشیہ صفحہ (۳۲۵) مین حجۃ اللہ البالغہ سے
منقول ہو چکا ہے - ہمارے اس خیال و مقال سے فریقین اتفاق کرین تو امید ہے کہ انکے اکثر
باہمی جہگڑے طے ہو جائین اور روز افزون فسادات مسدود - مگر افسوس صد افسوس کہ
فریقین کے اکثر اشخاص جادۂ اعتدال سے منحرف ہین لہذا وہ بجائے اتفاق ہمارے اس مقال
و خیال سے سخت اختلاف کرینگے اور ہمکو اخبارون اور مجلسون مین برا بہلا کہین گے ولیکن ہم
برملا کہتے ہین کہ ہم فریقین کی خوشی یا ناخوشی کی کچہہ پروا نہین کرتے اور جس امر کو حق سمجہتے ہین

اسکے اظہار مین کسی سے نہین ڈرتے - شروع زمانہ مضامین نویسی سے اسوقت تک ہمارا یہی روش چلی آئی ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ رہیگی - لوگون کی تسلیم و عدم تسلیم کے خیال پر اول تو ہم اس شعر عرب پر عمل کرتے ہین

فقل ما بدا لک الوقت من غیر سامع فی الدھر من یرجی لہ الفوز ظافرا

اور اگر کوئی ہماری بات کو ماننے والا نظر نہ آوے تو اس شعر فارسی پر کاربند ہوتے ہین -

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اصول و مسایل اسلام

پر

شہادت غیر اقوام

الفضل ما شہدت بہ الاعداء

اسلام کے اصول و مسایل اس خوبی پر مبنی ہین کہ اقوام غیر بھی اُن کی تعریف مین طب اللسان ہین - اور اُن اصول و مسایل کی پابندی اس شائستگی و خوش اسلوبی پر منتج ہے کہ اعیان مذاہب دیگر اسکی تعریف مین خطیب البیان اہل اسلام کی ثروت و حشمت ایک مدت سے مفقود ہے - اور اُن کی شوکت و سلطنت کا حصہ دنیا مین موجود - افلاس و ناداری اُن پر غالب ہے اور فقر و فاقہ

+ اگر اہل اسلام کا یہی حال رہا تو عنقریب ہے کہ ہندوستان سے وہ بکلی اٹھ جاوے - اسلئے ہم نے ضرورت سمجھی ہے کہ اسکی اصلاح کی فکر کی جاوے - اسی اعتقاد سے ہم نے ہندوستان مین ہر جا سفر کیا ہے اور ہر مقام پر مسلمین معززین سے ملاقات کی ہے - اور ہر جگہ ہم نے یہی دیکھا ہے کہ مسلمان اپنے مذہب سے بیخبر ہین - اور بے خبری کے سبب سے اپنے مذہب سے بیزار ہین - اور اسی بیزاری کے سبب سے اپنے مذہب کی ہر بات کو بری نظر سے دیکھتے ہین - اور اسی بیخبری کے سبب سے اپنے مذہب کی ہر بات پر اعتراض کرتے ہین جسکی تفصیل ہم ایک مفصل مضمون مین لکھ چکے ہین - اور چھپ چکا ہے - اور اسکا نام ہم نے ہدایۃ المسلمین رکھا ہے - اور اسکی ۵۰۰ کاپی ہم نے چھپوا کر ہندوستان کے ہر حصہ مین بھیجدی ہین - اور ہر جگہ اسکی بہت قدر کی گئی ہے - اور ہر ایک نے اسکو پسند کیا ہے - اور ہر ایک نے اسکو مفید سمجھا ہے - اور ہر ایک نے اسکو مفید سمجھا ہے - اور ہر ایک نے اسکو مفید سمجھ

اونکی متعاقب و طالب اکثر اون مین نان شبینہ کے محتاج ہین اور کہ و مہ کو اقوام سے احتیاج - لہذا وہ کسی غیر کی جو اُن کے مذہب مین داخل ہو دستگیری نہین کر سکتے - اور جب کوئی آسودہ عیسائی یا مرفہ الحال ہندو (مثلاً) مشرف باسلام ہوتا ہے تو وہ اُسکی مداراۃ و مواساۃ سے عاجز ہو جاتے ہین +

وہ محاسن و فضایل اسلام اقوام غیر پر ظاہر کرنا چاہتے ہین تو اس اظہار کے وسایل (ایسی مضمون کی کتابون کا غیر زبانون مین ترجمہ کرانا اور ان کو چھپوا کر تمام ملکون مین پھیلانا) نہین پاتے وہ اعتراضات مخالفین کا جواب دینا چاہتے ہین تو گہر گہر بہیک مانگ کر بہی اسکے مصارف طبع و اشاعت بہم نہین پہونچا سکتے +

انکی مقابلہ مین اقوام غیر کی دولت و حشمت و شوکت و ثروت روز افزون ترقی پر ہے - وہ اس ذریعہ سے اپنے مذاہب کی اشاعت کے وسایل آسانی سے قایم کر رہے ہین - ہر ملک و شہر مین اُنکی مشن و مذہبی سوسائٹیان موجود ہین لاکہون روپئے مذہب کی اشاعت اور اہل مذہب کی مدد کے لئے جمع ہین -

جابجا اون کے مذہبی اسکول قایم ہین - شہر بہ شہر و دہ بدہ اون کے مذہب کی منادی کرنے والے پہر رہے ہین - اُن کے مذہب کتب و اخبارات و رسایل تمام ملکون مین شایع ہوتے ہین اُن کے مذہب مین داخل و شامل ہونے والون کی اسقدر مدارات ہوتی ہے جس سے وہ اپنی پچہلی سوشیل حالت کو بہول جاتے ہین - اور پہر اوسکی طرف رجوع کرنے کی جرأت نہین کر سکتے - ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا + **با این ہمہ تفاوت اہل اسلام کا عدد (نمبر شمار) یوماً فیوماً ترقی پر ہے اور اس ترقی مین انکو غیرون سے پیش قدمی حاصل ہے تو اسکی وجہ بجز اسکے اور کچھ نہین ہے** کہ اس مذہب (اسلام) کے اصول و امہات مسایل اس خوبی و خوش اسلوبی اور عقلی و روحانی شایستگی پر

بنی ہین کہ اسکے مقابلہ مین اہل اسلام کا نمبر بڑہانے والے اہل مذاہب غیر کی ثروت وحشمت و دولت و آسایش کو ہیچ سمجہتے ہین اور اونکے دنیاوی لذایذ وحظوظ کی کچھ پروا نہین کرتے۔

وہ اہل اسلام کے مٹی کے پیالہ کو غیرون کے چاندی سونے کے برتنون سے بہتر سمجہتے ہین اِن کے ٹوٹے پہٹے بوریئے کو اُن کے اطلسی فرش اور زرین میز کرسیون پر ترجیح دیتے ہین۔ اِن کی روکہی پہیکی نان جوی کو اُن کے مرغن نان وکباب وجیلی ومٹن چاپ سے افضل جانتے ہین۔

اِنکی مسکنت و مذلت کو اُنکی دولت وعزت سے زیادہ عزیز رکہتے ہین۔ اور اسلام سے مخاطب ہو کر یہہ کہتے ہین۔ ع "ذل تو عزت است وغمت بہ زشادی است" + اور اقوام غیر کے اوج وعروج دنیاوی کی نسبت یہہ کہتے اور اسپر خوش ہوتے ہین "ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ" (آل عمران ۱۰۶)

اِس بیان مین ہمنے دو دعوے کئے ہین (۱) اہل اسلام کا نمبر شمار دوسری قومون کی نسبت ترقی پر ہے (۲) اِس ترقی کا سبب صرف اصول اسلام کی عمدگی ہے اِن دونو کی صحت ایسی ثابت ومبرہن ہے کہ اعیان اقوام غیر اسکی اعتراف واظہار مین سرگرم ہین۔ وہ اپنے اخوان مذہب کو اسپر رشک دلاتے ہین اور برملا عام مجلسون اور اخبارون مین یہہ سناتے ہین کہ تمہارے حریف اہل اسلام عمدگی اصول مذہب کے سبب ترقی مذہب کے میدان مین تمپر سبقت لے گئے ہین اور تم اپنے روکہی پہیکے خارج از عقل وقیاس اصول مذہب قرار دینے کے سبب اس ترقی کے میدان مین رہ چکے ہو۔ تم اپنے مذہب کے اصول کو اصول مذہب اسلام کے مانند شایستہ وعام پسند بناؤ۔ ورنہ ترقی مذہب کے دعوے سے دست بردار ہو جاؤ۔ وغیرہ وغیرہ۔

اِس امر کی تصدیق کے لئے ہم ذیل مین چار مضامین یوروپ کے عیسائی

فاضلون کے تراجم نقل کرتے ہین - از انجملہ دو مضمون پادری ایزک ٹیلر صاحب کے ہین ان مین سے **مضمون اول** ایک لکچر ہے جسمین اونہون نے اہل اسلام کا اصول مذہب کے سبب ترقی مین سبقت لے جانا بیان کیا ہے اور دوسرا انکا ایک خط ہے جس مین اس بیان کا سرکاری اور مشنری رپورٹون کے دست آویز سے کافی ثبوت دیا ہے - جبکہ یوروپ مین اُن کے پہلے مضمون سے شور و غل مچ گیا تہا +

تیسرا مضمون رسالہ ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو لنڈن کا ایک مضمون ہے جسمین راقم مضمون نے بڑے زور و شور سے اصول اسلام کا عمدہ و قابل فہم ہونا - اور اصول مذہب عیسائی کا ناقابل فہم و قبول ہونا ثابت کیا ہے -

چوتہا مضمون - ہمارے ملک مین مشہور و معروف فاضل ڈاکٹر لائٹنر صاحب کا لکچر ہے جسمین اونہون نے اصول و مسایل اسلام کے عمدگی اور اُن مسایل کے پابند مسلمانون کے شائستگی ظاہر کی ہے اور عیسائیون کو ترغیب دلائی ہے کہ وہ عمدگی اصول اسلام کو تسلیم کرین اور مسلمانون کی تکریم کرین اور اسکو اپنے مذہب کی عزت سمجہین -

پادری ایزک ٹیلر صاحب کا لکچر

۱۷ - اکتوبر کو والوہمپٹن واقع ملک انگلستان کے چرچ کانگرس (یعنے مجلس مذاکرہ مقاصد کلیسیا) مین جسکی دو ہزار پانچسو چہیاسٹہ ممبر تہے کئی ہزار باشندگان انگلستان کے روبرو پادری ایزک ٹیلر نے یہہ تقریر کی - شیوع مذہب کے اعتبار سے دنیا کے ایک بہت بڑے حصے پر اسلام کو

عیسائی مذہب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی (سامعین کے کان کھڑے ہوئے)
عیسائی مذہب کے مقابلہ مین مذہب اسلام کو بت پرستون ہی نے زیادہ قبول نہین کیا
بلکہ بعض ممالک مین خاص عیسائی مذہب فی الواقع اٹھتا اور اوسکے بدلے مذہب اسلام
قایم ہوتا جاتا ہے۔ اور یہہ تو ایک مشہور بات ہے۔ کہ مسلم اقوام کے لئے قابو کرنی
کی جو تدبیرین کی گئین۔ ان سب مین ناکامی حاصل ہوئی ہم بالعوض اسکے کہ فتح پاتے اور
کچھ اور آگے بڑہتے شکست حاصل کرتے اور پیچھے ہٹتے جاتے ہین۔ مذہب اسلام مرقا
(مراکو) سے جاوا اور زنجبار سے چین تک تو پہیل چکا۔ اور اب افریقہ مین نشیب کے
پانی کی طرح پہیلتا جاتا ہے۔ دریاے کونگو اور دریاے زیلیتری کے کنارہ کی تمام آبادی
مسلمان ہوتی جاتی ہے عجبہ کا علاقہ جو ریگستان مین سب سے زیادہ قوی ملک ہے وہان کے
لوگ اب ہماری آنکھون کے سامنے مسلمان ہوگئے۔ ہندوستان مین مغربی تہذیب جو
ہندو مذہب کی جڑہ اکہارتی جاتی ہے وہ صرف مذہب اسلام کے لئے راستہ صاف کر رہی
ہے۔ ہندوستان کے ساڑہے پچیس کروڑ باشندون مین پانچ کروڑ آدمی ابہی سے
مسلمان ہوچکے ہین۔ اور افریقہ کی آبادی مین نصف سے زیادہ مسلمان ہین۔ یہہ ان
مسلمانون کا ذکر کیا گیا ہے جنہون نے کسی مذہب کے اختیار کرنے کی حالت مین پہلے
پہل مذہب اسلام ہی کو قبول کیا۔ اون لوگون کا ذکر نہین جو دوسرے مذاہب کو چہوڑ کر
مسلمان ہوگئے۔ جو شخص مذہب اسلام قبول کرتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے اسی مذہب کا
ہو رہتا ہے۔ اور اسکی گرفت بڑی مستحکم رہتی ہے۔ عیسائی مذہب کی گرفت ایسی مستحکم
نہین ہے۔ افریقہ کے لامذہب صحرائی باشندے جب ایک دفعہ مذہب اسلام قبول کر لیتے
ہین تو وہ پہر نہ اپنی بت پرستی پر عود کرتے ہین۔ اور نہ عیسائی ہوجاتے ہین گو اعلے
درجہ کی اقوام کے لئے یہہ مذہب بالکل ناموزون ہے۔ لیکن صحرائی اقوام کو مہذب
بنانے اور انکو مذہبی عروج پر پہنچانے کے لئے یہہ مذہب انتہا درجہ تک مناسب اور موزون ہے

* یادری صاحب نے بہت اصول اسلام سے پوری واقفیت نہونیکے سبب کہی ہے
ایڈیٹر

استعمال سی ممانعت کا حکم نافذ کرے اور اگر اس فرقہ کو دوسری فرقہ ہا اہل اسلام سی تمیز کرنا ضروری تصور کیا جائی تو انکے پرانے خطاب اہل حدیث سی انکو مخاطب کیا جاے +

(۳) اس مضمون کی ایک کاپی بذریعہ ایک عرضداشت مینے گورنمنٹ پنجاب مین پیش کی اور اسمین یہہ درخواست کی کہ گورنمنٹ اس مضمون کیطرف توجہ فرمائے۔ اور گورنمنٹ ہند کو بھی اسپر توجہ دلائی۔ اور اس فرقہ کے حق مین استعمال لفظ وہابی سرکاری خط و کتابت مین موقوف کیا جائی۔ اس درخواست کی تائید اور اس امر کی تصدیق کے لئے کہ یہہ درخواست کل ممبران اہلحدیث پنجاب و ہندوستان کیطرف سی ہی اور ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ان سب کیطرف سی وکیل ہے۔ مینی چند قطعات محضرنامہ گورنمنٹ پنجاب مین پیش کئی جنپر فرقہ اہلحدیث تمام صوبجات ہندوستان کی دستخط ثبت ہین اور انمین اس درخواست کی تائید بڑے زور سی پائی جاتی ہے +

(۴) انریبل سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر نے جو اس وقت پنجاب کے لفٹنٹ گورنر تہی۔ اس مضمون کیطرف توجہ کی اور گورنمنٹ ہند کو بہی توجہ دلائی۔ اور میری اس درخواست کو باجازت گورنمنٹ ہند منظور فرمایا اور استعمال لفظ وہابی کی ممانعت کا حکم پنجاب مین نافذ کیا۔ اس حکم کے بیان و تفصیل مین ایک اور مضمون اس رسالہ اشاعۃ السنہ مین شائع ہوا ہی۔ جسمین چٹھیات گورنمنٹ ہند و پنجاب کے علاوہ اہل ملک کی تحریرات جنمین اس حکم گورنمنٹ کی نسبت انکی رضا و تسلیم پائی جاتی ہے منقول ہین +

(۵) اب مین ان دونون مضمونون کو بطور ایک پمفلٹ کی چھاپ کر آپکی خدمت مین ارسال کرتا ہون اور وہ محضرنامجات جو مینی گورنمنٹ پنجاب مین پیش کئے تہے اور وہان سے بعد صدور حکم ممانعت استعمال لفظ وہابی وہ مجہے واپس ملے ہین ارسال کرنی کو حاضر ہون (اگر آپ انکی پیش کرنیکی ضرورت سمجہین اور مجہے اسکا حکم دین) اور اس وجہ سی کہ مین ان محضرنامجات کے روسی کل صوبجات کے اہلحدیث کیطرف سی وکیل اور کاروائی

عیسائی مذہب کا بنرحد سے زیادہ چڑھا اور بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ لیکن اسلام نے دنیا کے مہذب بنانے مین عیسائی مذہب سے زیادہ کامیابی (نفرہ تحقیر) ہمارے تمثیل مین بعض علمی نتائج جو انگلش فسٹرون اور سیاحون اور سیاحون اور سیاح

طہارت - سچائی اور پاس آبرو - یہہ تمام باتین بنی جاتی ہین - منہیات کی امتناع اور تہذیب کی اشاعت کے اعتبار سے مذہب اسلام کی ترقیان حیرت انگیز ہین ہمنے کہو کہا اور کر دکھایا - روپیہ اور پیسہ جانین فریقہ مین تلف کرادین اور اسکے سعاوضہ مین بہت کم ایسی باتین ہونگی جنکو ہم پیش کرسکین - تو عیسائیون کا شمار ہزارون مین کیا جاسکتا ہے اور مسلمین کا حساب لاکہون کے ذریعہ سے لگ سکیگا - یہہ بڑے بیڈہب واقعات ہین جنکا جواب دنیا بہت مشکل ہے اور انسے تجاہل کرنا سخت جہالت ہے - پس ہمکو سب کے پہلے یہ امر تسلیم کرلینا لازم ہے کہ اسلام مخالف مذہب عیسائی نہین ہے بلکہ اسلام غیر نصرانیت یعنے ایک ناقص* درجہ کا عیسائی مذہب ہے (العرض حقیر) مذہب اسلام مذاہب حضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام کے تین سوتون کا ایک دریا ہے - مذہب یہود اسمین سے خارج ہے - مذہب اسلام تمام جہان مین پہیلا ہوا ہے - مذہب یہود کی طرح وہ کسی ایک فرقہ پر محدود نہین ہے بلکہ تمام عالم مین پہیلا ہوا ہے - اہل اسلام جو انبیاے عظام کو تسلیم کرتے ہین یعنے حضرت ابراہیم خلیل اللہ - حضرت موسیٰ کلیم اللہ - حضرت عیسیٰ روح اللہ - اور حضرت محمد رسول اللہ (حبیب اللہ) مذہب اسلام مین حضرت عیسیٰ کا مرتبہ سب سے افضل ہے اور گو تعلیمات محمدی اور تعلیم سینٹ پال مین فرق ہے - لیکن تعلیم تمام عیسائی مذہب کے مخالف** نہین ہے مذہب اسلام مذاہب یہود و نصاریٰ کے بین بین ہے - مذہب یہود سے مذہب اسلام افضل ہے کیونکہ اسمین مذہب عیسیٰ کے معجزات اور مسیحائی کی تصدیق کی گئی ہے - یہہ اصلاح یافتہ مذہب یہود جو افریقہ اور ایشیا مین اسقدر پہیل گیا تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ افریقہ اور شام کے علمانے عیسائی کی جگہہ علم مابعد الطبیعۃ کے مصنوعی مسایل قایم کئے - اونہون نے کوشش کی کہ تجرد کے بدلے تاہل کو رواج دین - اوس زمانہ مین تقدس حاصل کرنے کے لئے خلوت نشینی اور ترک دنیا کا رواج تہا - پیرو فقیر لوگ

* یہہ بدعتی جیسے طبار ہے - ** حقیقت مین اسلام اصلی عیسائیت کی تکمیل ہے ۔ *** یعنے اصل مذہب عیسیٰ کی تکمیل کرتا ہے نہ کہ مذہب عیسیٰ کی تسلیم محمدی کے مخالف ہے

خاک نشینی کرتے تھے۔ عام باشندے اور اہل معلوق پرست تھے بیشمار پیرون اور فقیرون اور فرشتون کی پرستش کرتے تھے۔ اسلام نے اس طوفان بے تمیزی اور سست اعتقادی کو نیست و نابود کر دیا۔ زہد و خشک سے یہ ایک سخت مقابلہ تھا اور تجرد کے بدلے تامل و تفکر کو قایم کرنا بہت بڑی قوت کا کام تھا۔ اسلام نے مذہب کا اصل اصول خدا کی وحدانیت اور عظمت قرار دی۔ فقیری اور خانہ نشینی کو اٹھا کر دور پھینکا۔ اس نے جوانمردی قایم کی۔ غلامون کو آزاد کرنے کی بنیاد ڈالی۔ انسان مین باہمی اخوت قایم کی۔ اور فطرت انسانی کی ضرورتون کو تسلیم کیا عیسائی مذہب کے اعلیٰ صفات غیر نفسی صفائی قلب عفو تقدیر اور نفس کشی وغیرہ مذہب اسلام کی نہین ہین؟ عیسائی مذہب کے وہ ایک خیالات ایسے نہین ہین جو دیسی اقوام کی سمجھ مین آسکین۔ مذہب اسلام مین جو اعلیٰ درجہ کی صفتین پائی جاتی ہین اونکو ادنی درجہ کی اقوام سمجھ سکتی ہین۔ مثلاً اعتدال۔ صفائی۔ عفت۔ انصاف۔ حلم۔ بہادری۔ احسان۔ مہمان نوازی۔ راستی وغیرہ۔ ان لوگون کو یہ بہت اچھی طرح سے سکھایا جاسکتا ہے۔ کہ چار ضروری مسئلون کی پابندی کرو اور سات کبیرہ گناہون سے پرہیز کرو۔ عیسائیون مین انسان کی باہمی اخوت کا خیال حد سے زیادہ اعلے درجہ کا ہے لیکن صرف خیال ہی خیال ہے اور اسلام مین عملی طور پر اخوت کا برتاؤ ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ہر صحبت مین یکسان سمجھے جاتے ہین۔ یہ اسلام مین ایک ایسی چاشنی ہے جسکو دیکھکر منہ مین پانی بھر آتا ہے جو شخص مسلمان ہوتا ہے وہ فوراً جماعت مین داخل کر لیا جاتا ہے۔ اور پندرہ کروڑ بھائیون مین ایک بھائی اور بڑھجاتا ہے۔ عیسائیون مین جو شخص نیا داخل ہوتا ہے وہ سوسائٹی حقیقت مین برابر نہین سمجھا جاتا۔ لیکن مسلمان درحقیقت نومسلم کو بھائی سمجھتے ہین ہم لوگ گرجا گھرون مین تو جاکر بیشک ایک دوسرے کے بھائی بنجاتے ہین۔ لیکن روزمرہ کے طرز معاشرت مین اسکا برتاؤ کچھ بھی نہین ہوتا (قبقہہ) قرآن مجید مین بیشک یہ بات وعدہ کیا گیا ہے لیکن مسلمانون کو باہمی اخوت سے دنیا ہی بہشت

سنا ہے۔ مین یہ کہا ہوگا۔ ہندوستان مین ہم دیسیون کا گرجا بھی علیحدہ ہے۔ کہا معلوم ہے کہ یورپ مین گرجا مین ایسی حالت ہوتی ہے یا نہین۔ ایڈیٹر

ہو جاتی ہے۔ یہودی جو دنیا کی تمام اقوام سے زیادہ اعلےٰ مذہبی خیالات سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ وہ دو ہزار برس تک تعلیم پانے کے بعد اس قابل ہوے کہ عیسائی مذہب کی اعلیٰ تعلیمات حاصل کر سکین۔ پس ایسی حالت مین کیا ہم اُمید کر سکتے ہین کہ حبشی اقوام جو بالکل ہی ادنیٰ درجہ کی حالت مین ہین اور مدتون سے وحشیانہ اور خونخوارانہ برتاؤ کرتے آئے ہین وہ یکبارگی عیسائی مذہب کے اعلےٰ درجہ کے اخلاق کو قبول کر سکین گے۔ جسکے لئے تاریخ عبرانی مین کے انبیا اور شجاعان وقت بہی قرار واقعی موزون نہ تہے۔ مذہب اسلام کی تعلیمات ایسی اعلےٰ اور باریک نہین ہین۔ یہ ایک ایسا فرقہ ہے جو اہل افریقہ کو اعلےٰ مذہب کی تعلیم کے لئے تیار کرا سکتا ہے۔ کلیسائی انگلستان اہل افریقہ پر کوئی پایدار اثر پیدا نہ کر سکا۔ مذہب اسلام اپنی بہشت اور مکتی فوج اپنے ڈہول دمامہ (قہقہہ) اور کلیسیائی روم اپنے کالے نشان کو لیکر حبشی اقوام کے نشیبستان مین اُتر سکتا ہے۔ لیکن کلیسیاے انگلستان اپنے اکتالیس احکام کو لیکر افریقہ کے بلاد واقع خط استوا مین کئی پشت تک اپنا گرجا گہر قائم نہین کر سکتا۔ اہل افریقہ کے عیسائی بنانے مین عملی طور کی دو دقتین بہت بہاری ہین۔ ایک کثیر الازواجی اور دوسری بردہ فروشی حضرت محمدؐ نے مثل حضرت موسیٰ ع کے اِن دونو باتون کی قطعی ممانعت نہین کی کیونکہ یہ امر بالکل ناممکن تہا بلکہ اِس امر کی کوشش کی کہ جہانتک ممکن ہو اُن خرابیون کی اصلاح کیجاے۔ علامی فرقہ اسلام کا جزو نہین ہے۔ حضرت محمدؐ نے مثل حضرت موسیٰؑ اور سینٹ پال کے ضروری حد تک اوسکو جایز رکہا۔ اہل اسلام نے اُسمین بہت کمی کر دی۔ امریکہ کی وحشی اقوام مین جسقدر اسکا برتاؤ ہوتا ہے۔ اہل اسلام مین اُس سے کہین کم ہوتا ہے کثیر الازواجی ایک اور بہی دقت طلب مسئلہ ہے۔ حضرت موسےٰ نے اُس کی ممانعت نہین کی۔ حضرت داؤد ع کے وقت مین اُسکا رواج رہا۔ انجیل مقدس مین گو صراحتاً اُسکی امتناع نہین ہے لیکن معناً یہی بات پائی جاتی ہے۔ حضرت محمدؐ نے

اختیار کثیر الازواجی کو محدود کر دیا اور مسلمانون کے مہذب ممالک یعنی ٹرکی واقع یورپ
اور انجیرس اور مصر مین بطور قاعدہ کلیہ اسکی پابندی ہوتی ہے - زیادہ تعلیم یافتہ
مسلمانون کی یہہ رائے ہے کہ اب وہ وقت قریب آگیا ہے کہ اسکے دستور کا تدارک کیا
جائے یا موقوف کر دیا جائے - کیونکہ موجودہ زمانہ کی حالت کے اعتبار سے موزون نہین
ہے - بشپ لاہور نے منجملہ اور اشخاص کے بڑی مردانگی کے ساتھہ اس امر کی مخالفت
کی کہ کثیر الازواج اشخاص عیسائی مذہب مین قبول کئے جاوین - یہہ امر خلاف انصاف
اور باعث ظلم ہے کہ کوئی شخص عیسائی مذہب کے قبول کرنے کے بعد کسی بی بی کو جسکے
ساتھہ اُس نے شرع اسلامیہ کے موجب جایز طور پر شادی کی ہو چھوڑ دے - کیا یہہ بھی لڑکون
کی سوتیلی مائین ہین جو بالکل ذلیل حالت سے چھوڑ دیجائین - جو شخص عیسائی مذہب
کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو - وہ کبھی اس ظالمانہ فعل کو جو بالکل فطرت کے
خلاف ہے قبول نہ کرے گا - کثیر الازواجی مین جہان ہر طرح کے مضار ہین وہان
مفاد بھی ہین - کثیر الازواجی نے دختر کشی کو موقوف کرا دیا - اور ہر ایک عورت کے لئے
ایک قانونی محافظ پیدا کر دیا - مسلمان ملکون مین کثیر الازواجی کی وجہ سے کسب*
بالکل نہین ہوتا ہے اور اس برائی سے عیسائی مذہب کے لئے اُس سے زیادہ باعث
ننگ ہے جو اسلام کے لئے کثیر الازواجی قرار پا سکتی ہے - اسلامیہ ممالک مین محدود درجہ کی
کثیر الازواجی کی خرابیان عورتون کے لئے باعث ندامت اور مردون کے لئے موجب
نقصان اُسقدر ہرگز نہین ہے جسقدر عیسائی شہرون کی علانیہ اوباشی جو اہل اسلام مین
نام کو بھی نہین ستم ڈھاتی ہے - اوباش انگلش مستحق اس امر کے نہین ہین کہ کثیر الازواج
اہل اسلام کی عیب جوئی کر سکین (سنو سنو) اپنے بھائیون کی آنکھہ کانی بنانے کی قبل
ہمکو اپنی اندھی آنکھہ دیکھہ لینی چاہئے (یعنے خود را فضیحت و دیگرانرا نصیحت) ممالک اسلام
کی یہہ چار خرابیان یعنے کثیر الازواجی - غلامی - بیشمار کنیزون کا حرم بنا کر رکھنا اور کثرت

* یعنے بدکاری

طاق - یہ فرد بیان صرف اہل اسلام سے مخصوص نہیں ہیں - اگر فی الحال ہیں تو ہیں لوگوں کی بد اخلاقی میں بیحد تزلزل ہیں ہی شدید حالتوں سے ممالک متحدہ امریکہ میں پائی جاتی ہیں - یہ ملک برائی نام عیسائی اور انگلش قوم سے آباد ہے اگر عیسائی مشنریں افریقہ میں کچھ کارروائی کرنے والے ہیں تو وہ لازم ہے کہ اپنے طریقے بدل دیں واعظین یورپ اہل افریقہ کو کبھی عیسائی نہ کر سکیں گے - اسکی بارہا آزمایش ہوئی اور ہر مرتبہ ناکامی ہوئی - اول تو وہاں کی مہلک آب و ہوا سے بہاری مشکل ہے - دوسرے سخیل اختلاف انتہا درجہ تک بڑھا ہوا ہے - افریقہ کے صحرائی باشندے صرف اسی طریق سے عیسائی کئے جا سکتے ہیں کہ ممالک متحدہ امریکہ کے صحرائی باشندے جو عیسائی ہو گئے ہیں متعدد کثیر تعداد میں طلب کئے جائیں - اہل اسلام کے بارہ میں ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا اسلام پر ہم باہر سے حملہ کیوں کریں اندر ہی سے نہ کریں؟ بالعوض اسکے نہ ہم حملہ تیغ محمد اور اہل اسلام کی مخالفت کریں - ہم اپنی کارروائی کو اس امر کا اظہار کر کے کیوں نہ شروع کریں کہ عیسائی مذہب اور اسلام کے مابین کن کن باتوں کی مطابقت ہے بجائے اسکے کہ مذہب اسلام اور عیسائی مذہب کے مابین کن کن باتوں کا اختلاف ہے - پس ہم کہتے ہیں کہ ہمکو یہ دکھانا چاہئے کہ جن باتوں میں مسلمانوں کا اخلاق ہمارے اخلاق سے بڑھا ہوا ہے - خدا کی مرضی پر شاکر رہنا پرہیزگاری - خیرات - راستی باہمی اخوت ان سب باتوں میں اہل اسلام ایک ایسی نظیر قویم کرتے ہیں جسکی اگر ہم تقلید کریں تو ہمارے لئے بہت بہتر ہو - اسلام نے شراب خوری - قمار بازی - آوارہ کاری - ان تینوں برائیوں کو جنہوں نے عیسائی ملکوں کو بالکل ذلیل و خوار کر رکھا ہے یکقلم موقوف کر دیا جن مشرقی یا جنوبی اقوام پر عیسائی مذہب گرفت حاصل کر سکا - اسلام اُن سے بہت قریب قرابت رکھتا ہے - قبیلوں اور اہل بیسنیا میں بالکل سست اعتقادی پھیلی ہوئی ہے - اور سکے بدلے اسلام کا قایم ہو جانا نہایت ہی افضل بات ہے - بل اسلام کو ناقص

عیسائی سمجھ لینا چاہئے - پس یہ کہنا کہ اوس مذہب کی تکمیل کے لئے ہمکو لازم ہے کہ اوس مذہب کی تکمیل کریں اور کیا عجب ہے کہ ہم اسلام کو عیسائی کر لیں - پس اسی طور سے دیکھتے ہیں کہ خدا کی تجویز کو درجہ انصرام پہنچانے کے لئے حضرت محمد صاحب عیسیٰ کے لئے راستہ نکالنے آئے تھے - (انگریزی سے)

پادری صابی جب کا خط بنام ایڈیٹر اخبار لندن ٹائمس

صاحبمن

مین نے بالتور ہلٹن کے چرچ کانگریس مین جو سپیچ دی تھی اوسپر لوگون مین بڑا جوش وخروش پیدا ہوا ہے اور بڑی گرما گرمی سے مباحثے ہو رہے ہین - تحریرات اور تقریر کے ذریعہ سے مجھپر اسی بات کا بہت زور ڈالا گیا ہے کہ جو امور مین نے اپنی تقریر مین بیان کئے گئے تھے اُنکے قوے دلائل مبنی ہون - کیونکہ اس ملک کے لوگ سنتے ہین کہ میرے بیانات سے عیسائیون کو سخت وحشت ہوی اور وہ سمجھتے ہین کہ مین عیسائی مذہب کی ذلت متصور ہے - چونکہ یہ امر ناممکن ہے کہ مین اِن الاعتقاد مضامین اخبار اور مراسلات کا ایک بیٹھی مین جواب دون - اس لئے مین چاہتا ہون کہ اخبار کے ذریعہ سے اس امر کا اظہار کرون کہ جو امور مین نے اپنے سپیچ مین بیان کئے تھے وہ کس سند اور دلیل پر مبنی ہین -

میرا بھلا بیان جسپر اعتراض کیا گیا ہے یہ تھا کہ بحیثیت اشاعت مذہبی ایشیا اور افریقہ مین اسلام کو عیسائی مذہب کی نسبت زیادہ کامیابی حاصل ہوئی اور لوگون نے مسلمانون کو عیسائی بنانے کی جو کوششین کین اُنمین ناکامی ہوئی -

مین پہلے ہندوستان سے ابتدا کرتا ہون کیونکہ وہان کی آبادی کا حساب بہت صحیح صحیح معلوم ہو سکتا ہے - ہند مین ۱۸۷۱ء سے لیکر ۱۸۸۱ء تک دس برس کے اندر ۹۲ لاکھ ۳۹ ہزار ۶۲ آدمی اہل اسلام کی آبادی کے متعلق زیادہ ہو گئے ہیں

[1] یہ آبادی کی ترقی بہت غیر معمولی تھی اور اسکا سبب یہ تھا کہ اس عرصہ مین ہندوستان مین کوئی وبا نہین پھیلی تھی

معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی میں ۲۰ فیصدی کا اضافہ ہوا لیکن امریکہ کی بہ نسبت والا دلتوں کی زیادتی اور اسی قسم کی بعض دوسری باتوں کا لحاظ کر کے ہمارا مرتبہ بھی اچھا ہے کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں ہر سال ۶ لاکھ عیسائی اور دوسرے مذاہب کے لوگ مسلمان ہوتے ہیں۔ مسلمانوں میں تخواہ دار مشنری نہیں اور نہ مشنریوں کا کوئی خاص انتظام ہے۔ ایسی حالت میں ضرور ہے کہ یا تو اسقدر لوگ خاص خاص لوگوں کی ذاتی کوششوں سے مذہب اسلام قبول کرتے ہیں۔ یا اس مذہب کی خوبیوں کو دیکھکر انکو اسلام کی جانب کشش ہوتی ہے۔

اسلام کی ترقی کی تو یہ کیفیت ہے۔ اب اوسکے مقابلہ میں مذہب عیسائی کی کیفیت دیکھنا چاہئے۔ کہا وصف اس تمام رعب اور طوت کے کہ جو عیسائی مذہب کے لوگوں کی حکمرانی سے متعلق ہے۔ اور لکھو کہا روپیہ مشنریوں کے ذریعہ سے غیر عیسائی آبادی کو عیسائی بنانے کے لئے صرف کیا جاتا ہے۔ جسقدر نئے آدمی مسلمان ہوتے ہیں ان میں سے ہر ایک کے مقابلہ میں ایک آدمی بھی مشکل سے عیسائی ہوتا ہے۔ اور یہ بات بھی خاطر خواہ اس کے ہمسایہ دنیا کے مختلف حصوں میں اضلاع ٹراونکور اور ٹرونیلی میں پائی جاتی ہے۔ جہاں قدیم زمانہ کی وحشی اقوام کی آبادی ہے۔ اور جہاں عیسائی مذہب ایک نہایت ہی قدیم زمانہ سے جمی جمائی چیز ہے۔ لیکن حاجت اسکے کہنے کی نہیں ہے کہ ہندوستان میں جن لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا ان میں ایک چوتھائی کے قریب یورپین یا یورپین نسل کے لوگ ہیں اور احاطہ مدراس میں جہاں عیسائی زیادہ ہیں پانچ عیسائیوں میں چار یورپین کیتھولک ہیں اور احاطہ بمبئی میں قریب قریب نصف عیسائی اس مذہب کے پائے جاتے ہیں۔

یہ حقیقت آگاہی نتیجہ تھا ایسی وجہ سے پیدا ہوا کہ ہر ملک میں بسنے پر تخمیل کے عیسائی مقام گورنمنٹ میں کلیتہ مقیم ہوئے اور زبردست حکومت مشنریوں کے ذریعہ سے ہر مقام میں

* ذاتی کوشش کرنے والے کہاں ہیں؟ یہ جو امر ہے اصول اسلام کی خوبیوں کا ہے۔

جیسا ہندوستان کو زیادہ ترقی ہوئی ہے مگر شمالی مغربی ہندوستان کی کیفیت دیکھی جائے جہاں سلاطین مغلیہ کا جڑ پکڑے ہوئے ہو اور جہاں قریب بیچ کہ ہر سال آدمی مسلمان ہوتے ہیں تو معلوم ہو کہ دراصل ان ممالک میں کوئی بھی عیسائی نہیں ہوتا۔ ہندوستان میں اس وقت جو مشنری جماعتیں ہیں۔ ان کی گذاریوں کی تفصیل میں بڑا طول عمل ہوگا۔ اسلئے ہم صرف چرچ مشن سوسائٹی کا ذکر کرتے ہیں جو سب سے زیادہ زبردست اور سب سے زیادہ کارگذار ہے۔ اس وقت کی آخری رپورٹ کے موافق یہ سوسائٹی شمالی اور وسط ہندوستان مغربی ممالک پنجاب و سندھ و بمبئی و بنگالہ و صوبجات ممالک غربی و شمالی اور ملک متوسط میں بستی ہے جس کی آبادی ۲۰ کروڑ ہے ۸۴ مشنریوں اور دیسی کرسچنوں نے جو ۴۹ ہزار ۲ سو ۹۸ پونڈ سٹرلنگ انیس لاکھ روپیہ کی صرف سے اس سال تک رہے۔ سال میں صرف ۲۰۰ آدمی عیسائی ہوئی۔ اور یہ بھی اس صورت میں کہ جو بالغ اشخاص عیسائی ہوئے۔ گرد و پیش سے بھاگ کر اس مذہب میں آ رہے ہیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد ساڑھے چھ کروڑ ہے۔ اور ۱۸۷۰ء آدمی جو گذشتہ میں عیسائی ہوئے انہیں صرف ۱۰۰ آدمی مسلمان ظاہر کئے گئے ہیں لیکن انہیں سے بھی اکثروں کی نسبت شبہ ہے مثلاً ایک شخص جو عیسائی کیا گیا تھا وہ رپورٹ کی تیاری کے وقت قید خانہ میں تھا دوسرا آدمی قیدی کی زوجہ ہے۔ تیسرا شخص ایک مسلمان عورت تھی جسنے کسی وجہ سے اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کرنا چاہی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ یہ عورت ہمارے ساتھ رہے۔ ہندوستان کے قانون کے موجب عورت کو اپنا مذہب عیسائی قرار دینے سے طلاق مل گئی اور عورت کا سابق میں ہی ایک عیسائی کے ساتھ عقد ہو گیا تھا۔ لیکن اگر انگلستان میں یہ قاعدہ ہوتا تو جو عورتیں اپنے شوہروں سے رضامند نہ ہوتیں انکو صرف غیر مذہب اختیار کر لینے سے طلاق مل جاتا

تو انگلستان کی عدالت طلاق مین بہی اسقدر مقدمات دایر نہوتے۔ پس تعجب کی بات تو یہہ ہے کہ مسلمان عورتین ایسے امر کی ترغیب و تحریص پانے کی حالت مین بہی عیسائی کیون نہین ہو جاتین۔

یہہ ممکن ہے کہ منجملہ ان ۲۷ نو عیسائیون کے جنکو چرچ مشن سوسائٹی نے عیسائی کیا ہے سترہ سے زیادہ مسلمان ہون۔ لیکن رپورٹ مین صرف اسقدر تعداد بیان کی گئی ہے۔ اس لئے ہم ہندوستان کا ذکر چھوڑ کر ان ممالک کا ذکر کرتے ہین جہان صرف مسلمانون ہی کی آبادی پائی جاتی ہے۔ منکرین مذہب اسلام کی آبادی نہین ہے۔ مشنریون کی کارروائیون کے چار بڑے بہاری میدان یہہ ہین یعنے ایران ملک فلسطین ملک عرب اور ملک مصر ان ممالک مین ۱۰۹ مشنری اور دیسی ایجنٹ لاکہہ ڈیڑ لاکہہ روپیہ کے صرف سے مقرر ہین لیکن جو پارسال صرف ایک آدمی بالغ عیسائی ہوا۔ اگر مین نے رپورٹ کا مطلب صحیح سمجہا ہے تو ایک آدمی بھی جو عیسائی ہوا ایک مسلمان لڑکی ہے جو یروشلم کے یتیم خانہ مین رہتی تہی اور اوسکے عیسائی کر لینیکی خاص وجہ یہہ ہے جو رپورٹ مذکورہ بالا مین اس عبارت سے بیان کی گئی ہے "اس لڑکی پر بڑی آسانی سے اثر پڑا اور اوسکے واسطے ضرور ہے کہ آیندہ اس کی بخوبی نگہداشت کیجائے"۔ فلسطین مین جو لوگ عیسائی نہین ہوئے اوسکی وجہ اس امر سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے کہ ہمنے "جو لوگ ابتک عیسائی نہین ہوئے اور منکر یا مسلمان نہین انپر ہمارا کیا اثر پڑتا ہے" اس مد مین ایک یونانی پادری بیبل کے جلسون مین شریک ہوا تہا مین نہین کہہ سکتا کہ یونانی پادری بیبل کے جلسون مین کیون داخل ہوتے ہین۔ لیکن چونکہ اون کو منکر نہ مسلمان خیال کرتے ہین اسوجہ سے وہ اس انوکہی مد مین داخل کیے گئے +

چرچ مشن سوسائٹی کے [illegible] منکرون کو عیسائی بنانے کے لئے بہیجے [illegible]

کرنیکا مجاز ہون مین آپکے صوبہ کے اہلحدیث کی طرف سی نہایت ادب و انکسار کے ساتھ درخواست کرتا ہون کہ آپ براہ مہربانی اپنے صوبہ کے لفٹنٹ گورنر یا (چیف کمشنر) کیخدمت مین یہہ پمفلٹ اور میری درخواست کو پیش کرکے ان مضامین کیطرف انکو توجہ دلاوین - اور اس صوبہ کے اہلحدیث کی حقمین اس لفظ دل آزار کی استعمال سی ممانعت کا حکم نافذ کراوین +

(۶) اور اگر اس باب مین گورنمنٹ ہند سی کچھ استمزاج مناسب معلوم تو براہ مہربانی ایسا انتظام کرین کہ وائسرائے حال کے عہد حکومت مین یہہ استمزاج وقوع مین آوی کیونکہ وہ اس معاملہ مین انٹرسٹ لی چکے اور ایکدفعہ اس مین حکم مناسب دی چکے ہین +

مین ہون آپکا نہایت فرمانبردار خادم

ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ

ترجمہ جوابات منجانب گورنمنٹ مختلف صوبجات

ترجمہ جواب گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی و اودہ

نمبر ۳۷۶ ۱۸۸۸ء

۶-۳۷۰ آئی وی

پولیٹکل ڈپارٹمنٹ

صوبہ ممالک مغربی و شمالی و اودہ

مورخہ نینی تال ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء

یادداشت دفتر

ایک درخواست مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۸ء منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین از لاہور بدین استدعا پڑہی گئی کہ استعمال لفظ وہابی کو صوبجات ہذا کے سرکاری خط و کتابت مین منع کیا جائے +

حکم

حکم ہوا کہ درخواست کنندہ کو اطلاع دیجاوے کہ صاحب لفٹنٹ گورنر و چیف کمشنر نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

لیکن فلسطین یا ان عرب اور مصر مین سنکڑون کے فراوان نہین ہین بلکہ مسلمان اور مشرقی عیسائی ہین - اور چونکہ اسکا کوئی نتیجہ نہ پیدا ہوا تو مین کہہ سکتا ہون کہ دو لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہر سال بیکار برباد کیا جاتا ہے - اگر اوکام مین لگایا جاتا تو زیادہ فائدہ ہوتا +

کل مصر اور عرب مین عیسائی مذہب قبول کرنیوالون دیسی باشندون کی تعداد ۱۹ بیان کی گئی ہے - لیکن اس امر کا اظہار نہین کیا گیا کہ ان ممالک مین جو چار دیسی واعظ مقرر ہین ان کی بل دعیال تو اسمین شامل نہین کرلئے گئے ہین -

مشرقی ممالک مین دوسرے مقامات پر جو شنین روانہ ہوئے ہین - انکے نتائج بھی ایسے نہین پیدا ہوئے ہین جن سے کچھ حوصلہ بڑھے - مثلاً سیلون مین ۱۸۷۴ - ایجنٹون نے جو ایک لاکھ ۲۰ ہزار کے صرف سے مقرر ہین ۲۰۷ - آدمی عیسائی کئے وسط چین مین ۱۷ - ایجنٹون نے ایک لاکھ کے صرف سے ۶۶ - آدمی عیسائی کئے جنوبی چین مین ۱۸۸ ایجنٹون نے اسی ہزار روپیہ صرف کرکے ۲۹۷ - آدمی عیسائی کئے - جاپان اور برٹش علاقجات چین مین البتہ کسیقدر اچھے نتائج پیدا ہوئے اور ٹمنول مین بیشک بہت اچھا نتیجہ ظہور مین آیا -

اس چٹھی مین تو صرف اسی بیان پر اکتفا کرتا ہون - دوسری آئندہ چٹھی مین بیان کرون گا کہ ملک افریقہ مین عیسائی مذہب اور اسلام کو ایک دوسرے کے مقابلہ مین کہانتک کامیابی حاصل ہوئی + (رفیق ہند)

راقم
ایڈیٹر ٹیلر

ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو لنڈن کا مضمون

عیسائیت اور اسلام

نوٹ - وہ چٹھی جو مسمی اخبار مین نہین دیکھی ذرا آپ نے وہ مسمی ہمارے نظر سے نہین گذری +

اس امر کی وجہ معلوم کرنی چنداں مشکل نہین ہے کہ پرستندن مشرکین کی کوشش اہل اسلام کی بہ نسبت کیون کم کامیاب ہوتی ہے۔ قطع نظر ہمارے مشرکین کے طرز وعظ اور اور امور اتفاقیہ کے یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ اسکی وجہ زیادہ تر خود اصول مذہب ہین۔ گو اسبات کے کہنے کے لئے جرأت درکار ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم صرف اسوجہ سے ناکامیاب ہوتے ہین کہ ہم ایک ایسا دکھا پھیکا اور خشک مذہب پیش کرتے ہین کہ جو نہ تو کچھ خیالی لطف پیدا کرسکتا ہے اور نہ عقل مین اسکتا ہے ٹھیک برعکس اسکے جو امور عالم مین ظہور مین آتے ہین وحشی قومین انکو ایک معمولی اور طبعی امر سمجھتی ہین مگر یہ امور کہ جنکو مثلاً فساد اور مزاحمت۔ کراک اور بجلی۔ ہیبت اور ہر قسم کی آفتون کو وہ ایک غیبی قوت سے منسوب کرتی ہین جو مافوق الطبیعت ہین مثلاً ارواح خبیثہ اور شیاطین۔ چنانچہ سب سے پہلے پرستش کے جس طریق نے دنیا مین رواج پایا وہ یہی تھا کہ ان قوتون کا خوش کرنا ہے اور نہ از سف سے اسکی یہ صورت پیدا ہوئی ہے کہ لوگ یہی رغبت و رغبت سے ایسے پرندون کی نذر کرتے ہین جو اون لوگون کے نزدیک نہایت مرغوب اور پسندیدہ ہین اور یہ وہ اس امید سے کرتے ہین کہ وہ قوتین اس طرح پر خوش ہوجائینگی تو باقی چیزین اونہی کے پاس رہنے دینگے اور یہی کا نام قربانی ہے جو یکایک ایسی ہی عبادت سے مذہبون مین جاری ہے اور جس سے آج کے دن تک بھی ہم اپنا پیچھا نہین چھوڑا سکے۔ لیکن اس مین کچھ شک نہین ہے کہ اون غیر مرئی قوتون کے خوش کرنیکا یہ طریقہ سب سے زیادہ مبتذل قسم پرستش کی ہے مگر جب لوگ زیادہ مہذب ہوجاتے ہین تو یہ خیال کرنے لگتے ہین کہ امور خیر کے وقوع اور ظہور کا باعث بھی کچھ اعلےٰ قوتین ہین۔ پس وہ عالی رتبہ اور نیک دیوتاؤن کی پرستش کرنے لگتے ہین اور بدون سے ڈرتے رہنے کو بھی ترک نہین کرتے۔ ہمکو معلوم ہے کہ زیادہ قومون نے انواع و اقسام دیوتاؤنکی پرستش

ف سلسلہ ہین جو قربانی کا جاری ہے وہ اس اصول پر مبنی نہین ہے جس پر کہ ہمارے ملک مین کوئی مذہب قربانی کا مذہب ہے۔

قایم کی تہی اور اوس کی نسبت طرح طرح کے مذہبی افسانے بنائے تہے جو نسل انسانی کی بہت سی شاخون مین مختلف صورتون مین مروج رہی ہے اور بہت ترقی پاگئی ہے اور ایسی نہین ہے کہ لوگ اوسکی جانب راغب نہون - لیکن جسقدر انسان عقل اور علم مین ترقی کرتا ہے اوسیقدر ان چیزون کی عجوبگی اوسکی نظر مین نہین جچتی چنانچہ جون جون لوگون کے خیالات ترقی پاتے گئے وون وون اہل روما اور اہل ہند وغیرہ قومون کا اعتقاد جو وہ اپنے دیوتاؤن کی نسبت رکہتے تہے چپ چاپ زوال پکڑتا گیا - کم ترقی یافتہ قومین اگر اپنے اولڈ فیشن کے اعتقادات کو خود ہی نہین چہوڑ دیتین تو یہہ تو اُن کے لئے سخت مشکل ہے کہ اپنے ان اعتقادات کو غیر مذہبون کے سرگرم واعظون کے حملون سے بچا سکین - نیا مذہب قایم کرنے کی بہ نسبت پرانے مذہبون مین رخنہ ڈالدینا بہت آسان ہے - رومن کیتہلک لوگون نے پرانے ایرین دیوتاؤن کے مجموعہ کو بناسنوار کر اور بدی کے دیوتاؤن کو نیکی کے دیوتاؤن سے بدلکر ایک نئے انداز پر مرتب کیا اور اوسپر ایسا گہرا رنگ چڑہا دیا جسکو ہم اصل عیسائیت کہہ سکتے ہین اور وہ راہبون اور پادریون اور پوپ وغیرہ کے ایک عجیب و غریب سلسلہ کی مدد سے ایک ایسا مذہب پیش کرتے ہین جو ایسا نہین ہے کہ اون لوگون کو جو ترقی کی ایک متوسط حد سے آگے نہین بڑہے اپنی جانب مائل نہ کرسکے اور جو فی الجملہ آسانی سے ایسے مذہب کو قبول کرلیتے ہین جو بہت کچھ اونہین کے عقیدون کی ایک اصلاح یافتہ صورت ہے اور اس مین کچھ شک نہین کہ عیسائیت بحیثیت پشت پناہ ہونے رومن کیتہلک طریقہ کے اُسکو متوہمانہ مذہب سے مقابلہ کرنے کی ایک بڑی طاقت دیتی ہے - مگر برخلاف اسکے اسلام اُن لوگون کے لئے جو توہمات کے چہوڑنے پر آمادہ ہون ایک ایسا عقیدہ پیش کرتا ہے جو عقل کے نہایت موافق ہے - چنانچہ اس عالم کون و فساد کے ایک ہی طور کے قانون کے تابع ہونے سے مذہب اسلام وحدانیت ذات باری اور اوسکے

تنہا حکم حاکمین ہونے کو ظاہر کرتا ہے اور اون سب قسم کی پرستشون کے معدوم کر دینے سے جو رسانی مشتہیات وجذبات کی مناسبت سے ایک ایک دیوتا تجویز کیا گیا ہے اُسکے اپنی صفات ومنسوبات مین سب سے برتر ہونے کو اعتراف کیا گیا ہے اور صرف مورتون اور تصویرون کا ہی امتناع کیا گیا ہے۔ باجا گانے بجانے اور راہبون اور پادریون کے سلسلہ کو بھی لپیٹ کر دیا گیا ہے اور بجز ایک سیدھی سادی معقول پرستش کے جو ایک سیدھے سادے مکان کے اندر یا باہر عمل مین آسکتی ہے اور کچھ باقی نہین رکھا گیا ہے۔ پاکبازی کا حکم دیا گیا ہے۔ شراب کا امتناع ہے۔ تمام انسانون کے برابر ہونے کا وعظ ایک پسندیدہ صورت مین کیا گیا ہے اور دنیا مین نیک عمل کرنے کے اجر کا وعدہ عالم آخرت مین ایک قابل فہم بہشت کے ساتھ دیا گیا ہے۔ پس ایک ایسا مذہب ایسے لوگون سے جو کوئی مذہب نہین رکھتے بہت جلد مقبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ مگر جب ہم پرنسٹنٹ طریقہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اس مین کوئی ایسی بات نہین پاتے جو لوگون کے دلون کو اپنی طرف کھینچے۔ ہمنے اپنے پرانے مذہب کی ایسی باتون کی جو بظاہر خوش نما معلوم ہوتی تھین اصلاح تو کی لیکن ایسے درجہ تک نہین کی جو اسکو اصل عیسائیت کی ایسی حد تک پہونچا دیتی جو عقل کے موافق ہو کیونکہ ہمارے مذہب کے موجودہ اصول سمجھ اور ناقابل فہم ہین بلکہ شاید اس مین بہ نسبت رومن کیتھلک طریقہ کے عیسائیت بھی کم ہے کیونکہ جس قدر اسمین اعمال حسنہ کے بجالانے اور اپنے لئے عالم آخرت مین اپنی ذاتی کوشش سے بہتری کا سامان مہیا کرنے پر زور دیا گیا ہے اس مین اُسقدر نہین ہے بلکہ زیادہ تر مسیح کی قربانی اور کفارہ ہی کو وزیعہ نجات قرار دیا گیا ہے۔ اور اس امر پر یقین رکھنے کی تلقین کی گئی ہے کہ خواہ ہم نیک عمل کرین خواہ بدحالت مین گنہگار اور تقصیروار رہین اور یہ کہ ہماری نجات صرف مسیح کے خون سے دھوئے جانے پر منحصر ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ میرا یہ کہنا کچھ خلاف حقیقت نہوگا کہ مسیح کے

خون سے نجات پانے کا مسئلہ تمام پروٹسٹنٹ فرقون کے مذہب کی اصل و بنیاد ہے
ہو۔ اور یہہ کہ اسی مسئلہ پر تمام فرقے بطور اپنے اصول دین کے زور دیتے ہین لیکن ہمکو
اب ذرا یہہ دیکھنا چاہئے۔ جب یہہ عقیدہ غیر مذہب والون کے سامنے پیش کیا جاتا ہی
تو کیا نتیجہ پیدا کرتا ہے (یہہ نتیجہ پیدا کرتا ہے) کہ سب پہلے ہمارا مسئلہ تثلیث۔ وحدانیت
الٰہی کے معقول مسئلہ کو بالکل مٹا دیتا ہے۔ اور تعجب یہہ ہے کہ خدا کی وحدانیت
کے اقرار کے ساتھہ ہم ایک بالکل ناقابل فہم مسئلہ تین مساوی خداؤن کا بہی
قرار دیتے ہین جو حقیقت مین دیکہو تو آریا قوم کا وہی پرانا ترگنون کا مسئلہ ہے جو
کسیطرح بہی اس لایق نہین ہے کہ ہمارے مذہب مین کہپ سکے۔ اس تثلیث کے تین
خداؤن مین سے ایک خدا کی نسبت ہمنے قابل فہم طور پر کچھہ بہی قرار نہین دیا
کہ اوسکا نام کیا ہے۔ پس ہم یہہ امید نہین کر سکتے کہ ایک اس قسم کا مسئلہ اپنے
لئے اون لوگون کی قبولیت حاصل کر سکے جن سے ہم یہہ خواہش کرتے ہین کہ وہ اپنے
بہت سے خداؤن کے وجود کے تو ہم کو چہوڑ کر ہمارا مذہب قبول کر لین اور ہم اسپر
بہی بس نہین کرتے بلکہ اون لوگون سے یہہ بہی منوانا چاہتے ہین کہ وہ مسیح جسکا دنیا
مین پیدا ہونا ایک صحیح تاریخی واقع ہے نہ صرف نبی اور خدا کا پیغمبر تہا بلکہ خود خداوند
عالم تہا اور ہم زور دیتے ہین کہ جو لوگ ہمارے مذہب مین آئین ضرور ہو کہ وہ اس
مسیح کی پرستش اوسکو خاص خداوند تعالی سمجہکر کرین جو ایک نہایت ہی حیرت انگیز
مسئلہ ہے۔ کچھہ شک نہین ہے کہ آریا قوم کے لوگ ایسی عجیب و غریب باتون کے
عادی ہین جیسے دوم درجہ کے خداؤن کا انسانون کی بہلائی کے لئے اوتار بنکر
دنیا مین آنا۔ مگر جس حد کو ہم پہونچے ہین اوسکو وہ بہی نہین پہونچے پس ہمارے
اس مسئلہ کے قبول کرنے کے لئے ایک بہت ہی بڑا ایمان* درکار ہے۔

ہمارا اس سے بہی مشکل تر مسئلہ انسان کے کسی حالت مین بہی گناہ سے نہ بچ سکنے

* یعنی ایسا وسیع جسکو عقل و فہم سے کوئی تعلق نہو +

اور قربانی کے ذریعہ سے اُسکے کنارہ کئے ہوئے کا ہے اور قبل اسکے کہ ہم اُسکی نسبت کچھ کہیں ہمکو یہہ یاد رکھنا ضرور ہے۔ قربانی کا خیال بالکل دہی پرانی اور وحشیانہ ہیٹ پوجا ہی جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین اور جسکا مدعا اُن مافوق الطبیعت شریر قوتون کا خوش کرنا تہا جو دنیا مین آفتین اور مصیبتین پیدا کرتی ہین اور یہہ قطعاً ناممکن ہے کہ ہیٹ پوجا کے اس خیال کو اُس خدا وند تعالی کی جو ہمیشہ رحمان ہے کسی قسم کی قابل فہم پرستش کے ساتھ مطابق کیا جاوے اور اس بنا پر یہہ کل مسئلہ ایک بیحد درجہ کا مبہم اور ایسا ہی چیستانی ہو آپ ہی کرتا ہے۔ اور سچا لیکن بعض انسان ایسے ہین کہ بغیر کسی کفارہ کی ضرورت نہین مثلاً شیر خوار بچے اسلئے کہا جا سکتا ہے کہ ہمنے ایک نہایت ہی عجیب افسانہ انسان کے ہر حالت مین محتاج کفارہ ہونیکا اور نہایت ہی دقیق مسئلہ پہلے انسان سے گناہ سرزد ہونے اور اُس کی وجہ سے کل نسل انسانی کے مستوجب سزا ہونے کا ایجاد کیا ہے۔ اگر ہم مسیح کی طرز زندگی کی بطور ایک حسن نمونہ کے تعریف و توصیف کرین تو بجا اور درست ہے مگر ہم تو بجاے اُسکی زندگی کے اسکی صلیبی موت کو اپنے مذہب کا اصل اصول ٹہیرائے ہوئے ہین۔ خاص لفظ "صلیبی" ہی گویا ہمارا اعتقاد نامہ ہو جو یہہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے مذہب کا لب لباب صرف صلیب کو باعث نجات اعتقاد ظاہر کرنا ہے اور صرف قربانی اور مسیح کے خون کا بہنا اور اسکی موت ہی ایک بات ہے کہ جس پہ نہایت زور دیکر ہم لوگون سے یہہ منوانا چاہتے ہین کہ صرف یہی ایک ذریعہ نجات کا ہے۔ ہمکو مسیح سے محبت رکھنا اس وجہ سے واجب نہین ہے کہ اُسنے اپنی زندگی ہماری بہتری مین صرف کی بلکہ اس لئے واجب ہے کہ ہمارے لئے اپنی جان قربان کر ڈالی۔

علاوہ ان اعتراضون کے جو ہر ایک ایسی تعلیم کی رو سے جو کسی قسم کی معقولیت کا دعوی کرتی ہو اس خونی قربانی کی نسبت جو ایک جبار اور مہربان خدا کے لئے عمل مین آئے

ہوتے ہین خود اس قربانی کے خیال مین اُسکی ایک ایسی تردید موجود ہے کہ جس کو رفع کرنا ناممکن ہے کیونکہ انسان کو زندگی بہت پیاری ہے اور خواہ اسکو کیسا ہی قوی اعتقاد معاد کی نسبت کیون نہو تو بھی بنی نوع انسان کے کسی بہلائی کے کام مین اپنی جان قربان کردینا ہمیشہ ایک نہایت ہی قابل اعتراض امر سمجھا گیا ہے اور بیشک ایسا ہی سمجھا جانے کے لایق ہے پس اگر مسیح نے الحقیقت خدا تھا اور وہ اس بات کو جانتا تھا جو اُس نے ہمکو سکھائی ہے تو اسکا اپنی جان دیدینا مرگز قربانی نہین کہا جاسکتا بلکہ صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہہ ایک تکلیف دہ کام کا انجام بخیر تھا اور ایک سی آسمانی حالت کیطرف بازگشت تھی جس سے اُسنے نزول کیا تھا۔

الغرض پروٹسٹنٹ لوگون نے گو اپنے مذہب کے زیادہ دلچسپ توہمات کی اصلاح کی مگر اُن عجیب وغریب اور ناقابل فہم بلکہ ناقابل قبول مذہبی مسئلون کو باقی رکھا جو انجیز زمانہ کے یونانیون کے مخراب شدہ باریک ذہنون کا ایجاد ہین۔ ہم چاہے ہین کہ وہ لوگ جو ہمارے مذہب مین آئین اس عجیب وغریب مسئلہ کو نہ صرف عیسائیت کا جسمیہ سمجھکر بلکہ خاص اسیکو عیسائیت سمجھین اور ہم ان مسایل کو لوگون کے سامنے ایسے سرگرم واعظون کی زبان کے ذریعہ سے پیش کرتے ہین جو اُن مسکینانہ نکتہ چینون پر عمل کرتے ہون جن کی کتاب مقدس تعلیم کرتی ہے اور غریبون اور مظلومون کو تسلی دیتے ہون بلکہ ایسے مشنریون کے وسیلہ سے پیش کرتے ہین جنکو ہر طرح کا ارام حاصل ہے اور عمدہ تنخواہین پاتے اور لوگون سے اس امر کے خوشہمند ہوتے ہین کہ وہ ہمارے حال کی اچھی سوسیٹی مین داخل ہون جس مین ذات کا امتیاز نہایت ہی ہے اور انسان کا اعزاز واقتدار صرف اوسکی دولتمندی پر منحصر ہے پس کیا یہہ کچھ عجب کی بات ہے کہ اس قسم کی تعلیم سے یہ سادہ اور مفلس اور تعلیم یافتہ لوگون کو کم مرغوب ہو اور تعلیم یافتہ ہندو اوسکو بالکل قبول نکرے۔ رسوم وتوہمات کے معاملہ مین یہی

ہم مسلمانون سے اب تک بہت پیچھے ہین - جو لوگون مین ایک روز افزون میلان بت پرستی
و زیبائشی پرستش اور گانے بجانے اور رنگین کپڑے کیون (گرجا کی کپڑیان مراد ہین)
وغیرہ اور ایسی رسوم کی طرف ہے جو خداوند تعالی کے اُس اعلے درجہ کے تصور سے جسکا
اظہار مسلمان اپنی سادہ طرز عبادت مین کرتے ہین موافقت نہین رکھتا - ہم انسان کی
مرغوبات رشوت کے طور پر دیگر لوگون کو اپنے عبادت خانون مین بلانے کی کوشش کرتے
ہین اور اسمین فی الجملہ کامیابی بھی ہوتی ہے لیکن اگر ہم اسکو بتعمق نظر دیکھین تو
یہہ طریقہ ایک معقول طور کی پرستش الہی کے کسیطرح موافق نہین ہے - حق یہہ ہے
کہ اگر ہم اور لوگون کو عیسائی بنانا اور اُنکی اصلاح کرنا چاہتے ہین تو ہمکو پہلے خود اپنی
اصلاح کرنی چاہئے اور یہہ اصلاح کا کام اُس حد سے بہت زیادہ بڑھکر کرنا چاہئے
جہان کہ اس وقت ہوا تھا جسکو "ریفارمیشن" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - اوّل
ہمکو اپنے بشپون - پادریون - مشنریون اور عام عیسائی لوگون کو عیسائیت سکھانی
چاہئے پھر البتہ ہم کافرون کو عیسائی بنانے کی امید کر سکتے ہین - اسبات کے کہنے کی
کچھ ضرورت نہین ہے کہ جن مسایل مذہبی کی نسبت ہمکو اعتراض ہے اون مین سے
کسی ایک مسئلہ کو بھی سیدھا سادھا آدمی مسیح کی زندگی کے ان حالات سے جو اناجیل اربعہ
مین مذکور ہین نہین سیکھ سکتا کیونکہ ان مین اسکو یہہ بتایا جاتا ہے کہ "صرف ایک
ہی خدا ہے جو رحیم اور رحمان ہے اور جسکا حکم دینے کے لئے یہہ ہے کہ انسان محبت و
بہی خواہی کے مسئلہ پر عمل کرے جو کل مسایل کا اصل اصول ہے اور یہہ کہ اپنی بڑی
خواہشون کو روکے اور اپنے بنی نوع سے مہربانی سے پیش آئے" اور انسان کا
مذہب حق یہی ہے - باوجود ان تمام خوبیون کے جو اسلام نے عیسائیت سے اخذ
کرلی ہین ہمارا عیسائی مذہب اوس صورت مین کہ جس کی تلقین اُسکے شروع مین
کی گئی تھی اب بھی اپنے عجز و فروتنی اور ملائمت اور بہی خواہی اور خیر اندیشی

مین سلوک سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور خود مسیح ایک محبوب ترین انسان خوبیون کا ہے اور ان معنون کے لحاظ سے مسیح سے محبت کرنا بیشک ایک پسندیدہ اور ایسا خیال ہے جو انسان کے لئے موجب شرف ہے اور جبکہ ہم "مسیح کی محبت" کے مسئلہ پر بڑا زور دیتے ہین تو اگر اُس محبت سے صرف یہی مراد ہوتی جو ہمنے بیان کی ہے تو بہت ہی خوب ہوتا مگر غضب تو یہ ہے کہ اُس سے یہ مراد سمجھی جاتی ہے کہ ہمکو اُس سے اِس لئے محبت کرنی چاہئے کہ اُسنے ہماری خاطر اپنی جان قربان کر ڈالی +

مسیح کا سچا مذہب ایک ایسے زمانہ مین اُتارا گیا جو طرح طرح کے مذہبون اور فلسفون سے معمور رہتا اور جو نہین اسکا مالک دنیا سے سدھارا ہر قسم کی موہومات اور مزخرفات سے اسکو منڈھا گیا اور وہ نو بیتین روز بروز یہانتک بڑھتی چلی گئین کہ اسکا بالکل ستیاناس ہو گیا۔ جب انہا ناس اس نے ایری نیس پر فتح پائی تو بہت سی باطل پرستیون اور توہمات سب اطراف و جوانب سے مذہب کے ساتھ چمٹا دئے گئے یہانتک کہ عیسائیت ایک ایسا ذلیل قوہم بنگئی کہ اگر اُس کو اُسکا بانی دیکھتا تو پہچان نہ سکتا۔ اسلام اصلاح یافتہ عیسائیت کی شکل مین اور اُسکی خرابیون کی نسبت اعتراض اور ایک زیادہ پاک مذہب کی صورت مین جو پرانے پاک فنونون پر مبنی تھا اور جو قدیمی اصول حقہ کی طرف بازگشت تھی دنیا مین آیا۔ اگرچہ یہودا اُس عیسائیت کی طرف جیسکو وہ اپنے مین تھی ایک کامل بازگشت نہ تھی کیونکہ اوس نے مسیح کی فروتنی صلح پسندی اور عجز و انکسار کو پورا پورا اختیار نہین کیا اور وہ شاید اس وجہ سے ہماری ناقص فطرت کے لئے زیادہ موثر اور مستحسن و رغبت ہوا لیکن جیسا کہ ہمنے پہلے ہی بیان کیا ہے اسلام مین بمقدار اُس زمانہ کے سخت توہمات کی پوری پوری معقولیت موجود تھی اسلئے اوسکو ایک بڑی کامیابی کا حاصل ہونا کچھ تعجب کی بات نہین ہے اور جن لوگون نے اسکو قبول کیا وہ مسیح سے پہلے ہی ایک قسم کی حد سے گذرے ہوئے پروٹسٹنٹ عیسائی تھے۔

+ یہ تمام مضمون ہمنے انجیل متون سے اور حضرت کے حالات زندگی سے مستعار لیا ہے +

مثلاً بعض ایشیائی فرقے اور بسنیا کے رہنیوالے اہل یورپ اور گو اب ہم اس امر کا اعتراف
نکرین مگر ہے یون ہی کہ اسلام نے اس زمانہ کے تقریباً کل مہذب کرسچن دنیا اور کل عیسائی
ایشیا و افریقہ کو نگل گیا اور اپنے مین جذب کر لیا اور وہ خراب شدہ مذہب جسکو غلطی سے
عیسائیت کہا جاتا تہا یونانیون اور رومیون کے اُس گئے گذرے بقیہ کے علاوہ جو قسطنطنیہ
اور روما مین موجود تہا صرف یورپ کے وحشیون یعنی قوم گاتیہ اور روسیون وغیرہ کے
پاس رہگیا جو اپنی کم عقلی کی وجہ سے اس قابل تہے کہ متوہمانہ اعمال و افعال بجالائین
اور اپنی قوم کے سردارون کے کہنے سے ایک لخت غول کے غول عیسائی ہو جائین جب
مسلمانون نے سلطنت متحدہ یونان و روم کے مہذب ملکون پر قبضہ کیا تو وہ اس سلطنت
کی تہذیب و شائستگی اور علوم و فنون کے بہی وارث ہو گئے اور یہی وجہ تہی کہ اونہون
نے دنیا کو نہ صرف ایک بہتر مذہب ہی عطا کیا بلکہ اُس کے ساتہ قوانین اور علوم اور
لٹریچر سے بہی اوسکو بہرہ ور کیا حالانکہ ہمارے بزرگ اوسوقت تک بالکل وحشی تہے
اور اس طرح پر اسلام کے دنیا مین قایم ہونیکے بعد ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ
تک ہر بات مسلمانون کی مسلسل ترقی کا باعث ہی اور وہ اب بہی دنیا کے کم تہذیب یافتہ
حصون خصوصاً افریقہ مین ترقی کر رہے ہین۔ یہہ ٹہیک ٹہیک کہنا بہت مشکل ہے کہ
اسلام کیا ہی کیونکہ وہ ہمارے مذہب کی طرح جو تمامہ اناجیل ثلاثہ مین منحصر ہے صاف
اور واضح طور پر ایک مختصر دایرہ کے اندر محدود نہین اس لئے غیر مذاہب کے لوگ
اسکا اندازہ صرف اوسکے نتیجون سے کر سکتی ہین چنانچہ اس کی عام حالت تو
بیان ہو چکی ہے اور کچہہ شک نہین ہے کہ وہ لوگون کی طرز زندگی اور اون کے
چال چلن کے ظاہرا شایستہ اور معزز بنانے مین بہت موثر معلوم ہوتا ہے اور ایک
بہت بڑی خوبی اُسمین یہہ ہے کہ اوسمین نہ تو کچہہ مشکل مسئلے ہین اور نہ وہ شروع ہی

واسطے موقوفی استعمال لفظ وہابی کے سرکاری خط وکتابت مین ہدایات جاری فرماوی

بین دستخط

ایل - ایچ - بی - ایبی

انڈر سکرٹری گورنمنٹ

ممالک مغربی وشمالی واودہ

ترجمہ جواب گورنمنٹ ممالک متوسط ناگپور وغیرہ

نمبر ۴۸۵ / ۲۰۷

مورخہ ۱۴ جولای ۱۸۸۸ء

بنام مولوی ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

راقم کو ہدایت ہوئی - کہ مولوی ابوسعید محمد حسین کو بجواب انکی چٹھی نمبری ۳۰۳ مورخہ ۳۱ مئی ۱۸۸۸ء مطلع کرے کہ ان صوبجات مین ہدایات جاری ہوگئی ہین کہ استعمال لفظ وہابی کا جسپر اعتراض ہے سرکاری خط وکتابت مین ترک کیا جاوے +

(۲) چھپی ہوئی کاغذات جو انکی چٹھی ہمراہ کے ساتھ آئے تھے وہ واپس کئے جاتے ہین +

دستخط

جے - آر انڈرو

قائمقام سکرٹری چیف کمشنر صوبجات وسطی

ترجمہ جواب گورنمنٹ مدراس

۱۵ - اگست ۱۸۸۸ء نمبر ۱۷۲۷ جوڈیشل

سے لوگون کو ایسے اعتقادات پر مجبور کرتا ہے جو عقل اور ہر ایک انسان کی معمولی سمجھ کے برخلاف ہون اور اسی وجہ سے مسلمانون مین اپنے مذہب سے پھر جانے کا میلان بہت ہی کم ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مذہب اسلام کے پیرو اُسکی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرنے مین کچھ شرم نہین کرتے (یعنے اوس مین کوئی ایسی بات نہین ہے جو اُنکے لئے موجب شرم ہو) بلکہ مردا وسپر دیسا ہی علانیہ طور سے اعتقاد رکھتے ہین جیسکہ ہماری عورتین عیسائیت کی نسبت پختہ اعتقاد رکھتے ہین - جو اخلاق اسلام نے تعلیم کئے ہین وہ عمدہ ہین اور جو لوگ اسلام قبول کرتے ہین انکا دس برتاؤ کی بہ نسبت جو ہم عیسائی ہونے والون کے ساتھ کرتے ہین بہت بڑھکر برادرانہ اور مساوی طور پر خیر مقدم کیا جاتا ہے - کہا جاتا ہے کہ اسلام مین عیسائیت کی سی فروتنی اور عجز و انکسار نہین ہے لیکن یہہ خیال کرنا ایک بہت ہی بڑی غلطی ہے کہ وہ لوگون کو مسلمان بنانے والے مذہب کے اعتبار سے ایک جابر اور ایذا رسان مذہب ہے بلکہ برخلاف اسکے عیسائیون کی بہ نسبت مسلمانون نے ہمیشہ بہت زیادہ تحمل اور بردباری سے کام لیا ہے کیونکہ انہون نے نہ تو لوگون کو ستا ستا کر اُن سے اپنا مذہب قبلوایا ہے اور نہ اون لوگون کو جو مذہب کے اعتبار سے اُن سے مختلف ہون زندہ آگ سے جلا ڈالا ہے * اور باوجودیکہ عیسائی سلطنتون نے اپنی کل رعایا کو انکا مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا اور ہمیشہ جبر متحمد مذہب والی قومین بنا لین مگر مسلمان ہمیشہ اپنی رعایا کو آزادانہ اپنے مذہب پر قایم رہنے کی اجازت دیتے رہے بلکہ حال کے زمانہ مین جن ترکون اور مغلون نے کم ہمتی سے اپنے درمیان غیر مسلم آبادی کو قایم رکھا ہے +

عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمانون کے بظاہر زیادہ شایستہ ہونیکا سبب غالبًا شراب کی ممانعت ہے حالانکہ ہمارے عیسائی آبادیون کی کم درجہ کی قومون کے اسقدر بڑے حصہ کی خرابی اور ذلت کا سبب شراب ہی ہے اور ہمارے نان شراب کا صرف

* ایک عدالت نے جسکی تصدیق بعد مین ہائی کورٹ اور پریوی کونسل نے بھی کی ہے حکم دیا ہے کہ جو شخص عورت کو ڈائن قرار دیکر قتل کرے اُسکو پھانسی دی جائیگی - قتل کئے گئے ہیں کہ وہ اس جرم کے باوجود کہ وہ اون کیلئے مذہب کے پابند تھے یا مذہب پرست یہودی یا مسلمان تھے - مترجم +

ممانعت کا نہونا ہی نہین بلکہ ہم اوسکو اپنے سکریمنٹ (عشاء ربانی) مین استعمال کرکے ایک طرح سے متبرک بہی بناتے ہین اور شراب کو مسیح کا خون سمجہکر استعمال کرنا (جسکو ہم ایک غیر معمولی رُوحانی نکوئی قرار دیتے ہین) نہ صرف ایک بہت ذلیل قسم کا توہم ہے بلکہ استعمال شراب کے مسئلہ کی نسبت کچھ کہنے کی دقت کو بہت زیادہ بڑہا دیتا ہے۔ یہہ نہین کہا جاسکتا کہ مسلمان شراب نہین پیتے مگر وہ فی الحقیقت شاذ و نادر ہی اِس کا استعمال کرتے ہین اور یہہ بہی نہین کہا جاسکتا کہ اونمین ایسے بدکار لوگ نہین ہین جو بہت سی برائیون مین مبتلا ہین خصوصًا وحشی خصال نیم مسلم قومون مین لیکن حیثیت مجموعی کے لحاظ سے مہذب مسلمان ملکون کے لوگ بمقابلہ عیسائیون کی آبادی کے ظاہرا زیادہ تر معقولیت اور شائستگی اور عمدہ چال چلن رکہتے ہین۔ مسلمانون مین جو بُرائیان ہین وہ زیادہ تر اِن زمانون کی برائیان ہین جنمین اسلام نے پختگی پکڑی اور ہماری جو خوبیان ہین وہ بہ نسبت ہمارے مذہب کے ہمارے زمانہ کی خوبیان ہین۔ اِسلام کی نسبت جو عمومًا ایک برا خیال پہیلا ہوا ہے وہ غالبًا زیادہ تر اِس خیال کی وجہ سے ہے کہ وہ تعدد ازدواج کا جواب دِہ ہے مگر اسبات کو کہانتک بار بار کہا جائے کہ نہ تو تعداد ازواج خصوصیت کے ساتہہ ایک اسلامی قاعدہ ہے اور نہ ایک جورو پر قناعت کرنا بالتخصیص ایک عیسائی قانون ہے بلکہ بلکہ یہہ دونون رسمین ان مذہبون سے بہت پُرانی ہین۔ ازدواج کا معاملہ قدیم سے دو طریقون مین پر منحصر رہا ہے یعنے ایک تو معاہدہ کے طور پر جو مابین شوہر اور زوجہ کے ہوتا ہے شادی کا ہونا دوسرا۔ صرف چند رسوم مذہبی کے ساتہہ شادی کا عمل مین آنا اور اوسکا ناقابل الافتراق سمجہا جانا۔ پس اگر کوئی شخص اپنی جورو سے کسی حالت مین بہی قطع تعلق کا مجاز نہو تو وہ دوسری عورت کو ساتہہ شادی کرنے پر عمومًا کم مائل ہوتا ہے اور مذکورہ بالا طریقون مین سے مذہبی رسوم کے ساتہہ ازدواج کا

عمل مین آنا ایک نہایت پرانا آریا قوم کے لوگون کا طریقہ ہے اور ہم نہین جانتے کہ
اس کی ابتدا کب سے ہے - یہہ طریقہ تمام قدیم آریا ملکون مین جاری تہا اور ہندؤن
مین تو موت بہی اسکو قطع نہین کر سکتی (یعنے بیوہ ازدواج ثانی کی مجاز نہین) اور معاہدہ
کے طور پر ازدواج کا ہونا جیسیکہ ہمکو معلوم ہے کل بنی سام یعنی یہودیون اور عربون
وغیرہ مین مروج تہا اور یہہ ظاہر ہے کہ جو امر کسی معاہدہ کے ساتہہ قرار پاتا ہے وہ کسی
دوسرے معاہدہ کے ساتہہ زائل بہی ہو سکتا ہے پس معاہدہ کے ساتہہ جو ازدواج
عمل مین آتا ہے اُسمین طلاق کے لئے بہت بڑی سہولتین ہوتی ہین اور ہر ایک
شخص کو اختیار ہوتا ہے کہ اپنی پہلی جورؤن کو چہوڑ کر نئی بیویان کرے اور ایشیائی
ملکون مین مرد کو ایک ہی وقت مین معاہدہ کی شادی کے طور پر کئی بیویان کر لینے کا
اختیار رہا ہے گو یہہ معاملہ شاذ و نادر وقوع مین آتا ہے - مہذب ممالک اسلامیہ مین
جو یہہ طریقہ جاری ہے کہ زوجہ مہر کی ایک معقول رقم کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہی
اور نیز یہہ کہ کتخدا عورتون کی جائداد شرعاً شوہر سے علیحدہ خود عورت کی ملکیت تصور
کیجاتی ہے اس نے مسلمانون کے لئے طلاق کی سہولتون کو بہت کچھ کم کر دیا ہی
کہ معلوم ہے کہ اخیر زمانہ کے رومیون مین معاہدہ کے طور پر ازدواج کا طریقہ مذہبی
رسوم کے ساتہہ شادی کے طریقہ پر غالب تہا بلکہ ازدواج کا رومن لا (یعنے رومیون کا
مختص القوم قانون ازدواج) بہی ہو گیا تہا اور طلاق کے لئے اسقدر آسانی تہی کہ وہ عملاً
ایشیائی طریقہ تعدد ازدواج کے برابر ہی سا تہا محمدن لا (یعنے اسلامی قانون ازدواج)
بہت کچھ وہی "رومن لا" ہے اور چونکہ عربون کے قدیم اور اونکی بہ نسبت رومیون کی
کسیقدر قریب العہد قانون دونون بالاتفاق ازدواج کو صرف ایک معاہدہ قرار دیتے
تہے اس لئے یہہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ یہہ طریقہ ممالک اسلامیہ مین جاری ہو گیا
مگر حقیقتاً مذہب سے اسکو کچھ تعلق نہین ہے بلکہ فی الواقع "رومن لا" بہت سے عیسائی

ملکون مین بھی دخل پاگیا ہے چنانچہ زمانہ حال مین امریکہ اور انگلستان مین طلاق کے معاملہ مین آسانی ہونے کے لئے زور دے رہے ہین جو قدیم مذہبی طور پر شادی کے طریقہ بالکل برخلاف ہے۔ ہم یہان اس بحث مین پڑنا نہین چاہتے کہ فی الحقیقت مسیح نے مذہبی طور پر شادی کے طریقہ کو واجب قرار دیا ہے یا نہین لیکن اس مین شک نہین کہ کیتھلک چرچ نے کسی وجہ سے ہمیشہ اس طریقہ کو مخفیا کیا ہے۔ یہ کہنا ایک اپنی اپنی رائے ہے کہ یہہ طریقہ اچھا ہے مگر جیسا کہ مین نے ابھی بیان کیا ہے زمانہ حال کے عیسائی ملکون مین اس طریقہ پر قایم رہنا مشکل ثابت ہوا ہے جہان تک کہ صرف ایک عورت سے شادی کا کرنا اور طلاق کی ممانعت ایک عمدہ بات کہی جاسکتی ہے بیشک اسلام فخر قدیم عیسائیون یعنے کیتھلک چرچ کو جاہل ہے لیکن یہہ طریقہ اچھا ہوا مگر اتنی بات ضرور ہے کہ عیسائی چرچون کا ازدواج کا منتخب قاعدہ مشنریون کی ترقی کا موید نہین ہے کیونکہ معاہدہ کے طور پر بیاہ کا طریقہ بہت سی ایسی قومون کی عادت اور مذاق کے موافق ہے جو ایرین نہین ہین اور وہ ایک ایسے مذہب کو جو اوس قسم کے طریقہ کو باقاعدہ بناکر اوسکو قانونی لباس پہنادے بہ نسبت ایک ایسے مذہب کے زیادہ پسند کرتے ہین جو اونکو ایک ہی جورو پر مقید رکھے اور نہایت سخت طور سے پکڑ رکھے۔

تہذیب و شائستگی اور حکومت اور اختیار کے تحفظ جو تفوق مسلمانون کو بہت سی صدیون تک حاصل رہا ہے وہ اب اونکے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور وہ اب بالکل عیسائی قومون کا حصہ ہے اور ہندوستان اور ملکون کے نقشون سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانون کی تعداد مین اب اونکے ابتدای زمانہ کی اسی سرعت کے ساتھ ترقی رک گئی ہے مگر باوجود اس ہر قسم کی فوقیت کے جو پروٹسٹنٹ عیسائیون کو بلحاظ ایک فرمان روا قوم ہونے کے حاصل ہے وہ یہہ بھی کچھ نہین کرسکتے۔

ہندؤن کا عظیم الشان گروہ ابتک اپنے پرانے دستورات پر قایم ہے اور اون مین سے
جن لوگون نے تعلیم پاکر اپنے پرانے اعتقادات کو چہوڑ دیا ہے وہ مسلمانون اور
عیسائیون دونون کے مذہب کی طرف ملتفت نہین ہوئے۔ پس عیسائیت اور اسلام
کی ترقی کا اگر کچھ مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو صرف اُنہین سیدہی سادہی قومون کے
معاملہ مین ممکن ہے جو اپنے اعتقادات مین زیادہ استحکام نہین رکہتین اور اونمین
اگر دیکہائے تو بے شبہ غلبہ مسلمانون ہی کو حاصل ہے۔ افریقہ کی قومون کی عادات
وخیالات مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو خصوصیت کے ساتھ اسلام کے مؤید ہو بلکہ
اس کے برخلاف وہ پرجوش طبیعت کے لوگ ہین اور جب کوئی قوم ایک بار اس
مسئلہ کو کامل طور پر مان لے تو مسیح مصلوب کی محبت اور کفارہ کے مسئلہ مین ایک ایسی
خاص بات ہے جو اونکے معتقدون کے دلمین ایک خاص طور کی تاثیر پیدا کرتی
ہے چنانچہ اس قسم کی طبیعت والے عیسائیون مین امریکہ کے حبشی سب سے بڑہکر ہین
وہ لوگ خانگی غلامی سے نکلکر مذہبی غلامی مین پڑنا اور رومن کیتہلک مذہب
سے کسی قسم کا تعلق رکہنا نہین چاہتے۔ وہ مذہب مین بہت کچھ ظاہری آزادی کا
اظہار کرتے ہین اور اپنے خانگی تعلقات مین ابتک بہی بہت بے قیدی ظاہر کرتے
ہین۔ ہم یہہ نہین کہہ سکتے کہ اگر اُن کو مسلمان بنایا جاتا تو اونکی کیا حالت ہوتی
مگر عیسائی ہوکر تو جیسا کہ ہم دیکہتے ہین اپنے عقیدون مین وہ نہایت ہی پکے اور
دلی یقین رکہنے والے ہین۔ یہہ بات تسلیم شدہ معلوم ہوتی ہے کہ افریقہ مین
مسلمانون کو بہت زیادہ اور ہمکو بہت کم کامیابی حاصل ہے اور باوجودیکہ
مسلمان واعظون کو کہین سے کسی قسم کی مدد نہین پہونچتی وہ افریقہ کے مشرقی
اور درمیانی حصون مین لوگون کو غول کے غول مسلمان بناتے ہین اور ہم سے
وہان کچھ بہی نہین بن پڑتا اور جنوبی افریقہ مین بہی باآنکہ وہان ہمکو حکومت حاصل

ہونے کی وجہ سے بطرح کی فوقیت حاصل ہے اور فوج دلی کے ساتھ شہریوں کے وظیفہ سے بڑی بڑی کوششین کی جاتی ہین اور ہماری ترقی کی رفتار سست اور خستہ ہے۔ الغرض ہم اس مضمون کو جیسا کہ ہمنے شروع مین کہا ہے اس قول پر ختم کرتے ہین کہ عیسائی اسوقت تک کافرون کو عیسائی نہین بنا سکتے جبتک خود اپنے کو عیسائی نہ بنا لین۔ اگر ہم سیدھے طور پر عیسائیت کی طرف رجوع کرین تو مسیح نے سچ کہا تھا کہ اسلام کو کامیابی کا کوئی موقع نہین رہیگا مگر جبتک ہم اپنے ان مخصوص مسایل والے مذہب کا جو کسی انسان کی سمجھ مین نہین آسکتے وعظ کرتے رہینگے اوسوقت تک میدان مسابقت مین ہمکو سبقت کی امید بالکل رکھنی نہین چاہیے

(جاری ہوگا)

ڈاکٹر لائیشر صاحب کا لکچر جو مذہب اسلام پر ۹ نومبر ۱۸۸۹ء کو تواریخ کرزدو پیر کے پیچے ہوا تھا پلیس چیپل فٹبری سکوئر مین بزبان انگریزی انہونے دیا تھا۔ اور وہ رسالہ ڈپلومیٹک فلائی شیس مین ۲۲ جنوری ۱۸۹۰ء مین شائع ہوا۔

(اس ترجمہ مین جا بجا یہ تصرف ہوا ہے کہ لکچرار نے آنحضرت صلعم کا نام محمد لیا تھا جنکی بجائے نام لفظ آنحضرت صلعم لکھدیا ہے)

لکچرار نے بیان کیا کہ میرے تجارب مذہب اسلام کی نسبت ۱۸۳۲ء مین شروع ہوئے۔ قسطنطنیہ مین ایک مسجد کے کتب خانہ مین عربی زبان پڑھی۔ جہان پر مینے قرآن مجید کی بڑی بڑی سورتین حفظ کین مین نے سنہ نوے مین اسلامی اور کیا شیعہ اور کیا اہلحدیث

[illegible] اسلام [illegible] ہوگی کما قال صلعم [illegible] ہم مختلف مین بعض صلحی [illegible]

ہندوستان مین اور دیگر مقامات مین دیکہا - اور کوشش کی کہ انکی مقدس علم ادب کو حاصل کرون - عربی جاننے بغیر ناممکن ہے کہ کوئی شخص مسلمانون کے دلون مین اپنی عزت کا سکہ جما دے لیکن علم عربی سے بہتر کچھ اور چیز ہے اور وہ مواسات ہی بڑے بڑے فاضلون اور عالمون کی نظیرین موجود ہین جو عدم مواسات کے باعث اس مذہب پر اپنی اپنی راے قایم کرنے مین بہٹک گئے - مجھے امید ہے کہ مین اس مواساۃ یعنے بنی نوع کی ہمدردی کو جو مختلف مذاہب کے اندر ہونی چاہیے ترقی اور تقویت دونگا ہربرٹ سپنسر کا مقولہ ہے کہ جسقدر ہم صداقت کو زیادہ محبوب جانینگے اور ظفر کو کم اوسیقدر ہم اس بات کے جاننے کے زیادہ شایق ہونگے کہ ہمارے مخالفین کے جو خیالات ہین اونکا سبب کیا ہے" اس مقولہ سے بڑہکر پر مضمون تبتی لامہ کی یہ راے ہے کہ کہنا تو بجاے خود اس بات کا خیال بہی نکرنا چاہیے* کہ ہمارا اپنا مذہب اور لوگون کے مذاہب سے بہتر اور افضل ہے -

یہہ مذہب محمدؐ کا اختراع نہین ہے

مذہب محمدی کوئی ایسا مذہب نہین ہے جسے آنحضرت صلعم نے اپنے دل سے گہڑ لیا ہو کیونکہ آنحضرت صلعم کا مقولہ تہا کہ مین اپنے سے پہلے انبیاء کے دین کی تبلیغ کرتا ہون - احکام الٰہی کے موافق عمل کرنا - اوس طمانیت اور سکون کو جو تمام دانائی سے فایق اور سابق ہو حاصل کرنیکی غرض سے اپنی روزمرہ کی زیست مین اللہ کو حاضر اور اپنے ساتہہ جاننا - رضا الٰہی کے لئے سر تسلیم جہکانا - یہی مذہب محمدی - یا اگر نہایت ہی درست اور صحیح لفظ بولین تو اسلام ہے - ایک امر مین تو یہہ دین یہودیت اور عیسائیت دونو کے موافق ہے اور ایک امر مین ناموافق - احکام الٰہی کے

* یہہ کہنا اس معنے کر صحیح ہے کہ کوئی شخص اپنے ذاتی عمل و اعتقاد کو بہتر نہ سمجہے نہ اس معنے کر کہ اپنے مذہب کے اصول و ہدایات کو بہتر نہ جانے - یہی معنے قایل کے مراد ہین تو اہل اسلام کو اس سے اتفاق نہین +

موافق عمل کرنا تو وہی ہے جسکی تعلیم پچھلے مذاہب کے نبیون نے کی اور اس باب مین وہ سب کے سب محمدی تہے۔ لیکن وہ طریقہ جنکی بنیاد آنحضرت صلعم نے ڈالی کچھ تو (مذاہب اولی) کے عمدہ عمدہ باتون کا انتخاب ہے۔ اور کچھ بلا واسطہ منبع خیر کل کی طرف سے وحی ہے اگر ہم وحی کو تسلیم کرین۔ یہودی مذہب جو آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا وہ خصوصًا روائیتی زبانی طریق تہا جو یونانی اور بدہ مذہب کے طریقون سے ایک تہا۔ آنحضرت نے یہہ سمجہا کہ یہہ یہود مجہے اپنا مسیحا مان لین گے۔ لیکن یہودیون کے اس اعتقاد نے کہ "ہم ہی برگزیدہ و پسندیدہ خدا ہین" اون کو اسلام قبول کرنے سے روک لیا۔ آنحضرت صلعم کا یہہ عندیہ نہین تہا کہ اپنے مذہب کے فواید کو اپنے ہی لوگون مین محدود رکہین بلکہ یہہ تہا کہ تمام جہان مین اون فواید کو پہیلائین۔ جس دین کی آپ نے تعلیم کی وہ دین یہودیت تو تہا مگر اسمین اپنے یہہ زیادتی کی تہی کہ غیر قومون کو بہی اون دین مین شامل کر لیا تہا۔ نیز وہ دین عیسائیت تہا۔ لیکن فرق یہہ تہا کہ تعلیمات پولوس اسمین سے نکال دیگئی تہین ۔

عملی مذہب

جس بات کی ہم منادی کرتے ہین وہ مسلمان عملی طور پر کر رہے ہین۔ مثلاً اگر اوس وعظ کا عمل جو مسیح نے پہاڑی پر کیا تہا دیکہا جاوے تو وہ ایک معمولی عیسائی کی نسبت ایک مسلمان مین زیادہ نظر آتا ہے۔ جمہور مسلمان سُنی فرقہ کے ہین جنکا رہنما ایک ایسے امیر ہو سکتا ہے جو رضاء عام سے منتخب کیا ہوا ہو بعض وقت اونکے واعظین اور پیشی اختیار کر لیتے ہین لیکن بعض لوگ ایسے بہی ہین کہ بطور پیشہ خدام دین بنجاتے ہین۔ انمین اس بات کا وجود بہی نہین کہ پوپ بہی کوئی چیز ہوا کرتا ہے۔ ایک عام مسلمان بخوشی کہدیتا ہے کہ مرضی مولی پر توکل کرکے مین خود اوس دین کا وکیل ہون جسکے وکیل آنحضرت صلعم ہین۔

شیعی وکٹ رسول خدا صلعم نے کہ ہی شیعون کی نسبت موروثی اصل بیان کرتے اور نہین معصوم سمجھتے ہین - آنحضرت صلعم نے خود کوئی ایسا دعوے نہین کیا کیونکہ ایک دفعہ آپ کو وحی سے عتاب ہوا تھا اسلئے کہ آپ نے ایک فقیر سے روگردانی کرکے ایک نامی گرامی آدمی کی طرف توجہ کرلی تھی اور آپ نے اوس وحی کو لوگون مین شائع کیا (الفرقہ تحسین مرحبا!) ڈاکٹر لائیلنر نے پہرا می گرامی شیخ الاسلام روم کے اوس خط کو جو اوس نے ایک نونسلم شو مین کی طرف لکھا تھا اور جو رسالہ پولیمیٹک فلائی سیشس مورخہ ۱۶ - اکتوبر ۱۸۷۶ء مین شائع ہوچکا ہے پڑھا اور اوسکی نہایت ہی اعتراف کرکے کہا کہ یہہ ایسی حقایق کا خزینہ ہے جو بہت ہی کم مشہور بلکہ نامعلوم ہین اوس خط مین بالکل متفق الرائے ہون مگر اس فقرہ سے کہ جبدن سے تمنے اسلام قبول کیا اوسیدن سے تمہارے گناہ معصوف کئے گئے اس فقرہ کو لفظی یا ظاہری معنی نہین سمجھے جاسکتے کیونکہ مذہب اسلام کے رو سے کبیرہ گناہ معصوف ہوتے ہین - یہہ ایک مسلم مقولہ کہ ایک عالم کا عذر یا اعتراض ہزار جاہل کے تسلیم و رضا سے بہتر ہے - تاہم ایکو عالم ظاہر نہین کرتا مگر جواز دی ہر مسلمان کو کسی کی رائے سے خلاف کرنے کی حاصل ہے اور اس آزادی کی نظر سے مین عرض کرتا ہون کہ یہہ فقرہ بظاہر معنی صحیح نہین اور اس قول خداوندی کے گناہ ہی بجا اور سچے تئین راستی کی طرف لگاؤ" مخالف ہے شاید اسمین مترجم خطا سے غلطی ہوگئی ہو +

محمدی طریقے - یا شعار

اونکی دینی کتابون مین طہارت کی ہدایات لکھی ہین اور نماز اسطرح بیان کرتے ہین "طہارت ایمان سے دوسرے درجہ پر ہے" پہلے ہی مسلمان سے تم جو ہین سیکھ سکتے ہو - یہہ ایک ایسی بات ہے کہ ہر ایک عیسائی کی نسبت نہین کہی جاسکتی اونکی زکوۃ جو صرف مالی عبادت ہے یہہ ہے کہ غریبون کے واسطے - غلامون کی آزادی کے لئے اور کئی ایک اور ایسے ہی امور کے لئے

اپنے تمام مال کے ۱/۴۰ (چالیسوین) حصہ سے کم نہ دینا انکو صرف وہی مال دینے کا اذن ہے جو اونکے ملک مین بوجہ حلال آیا ہو۔ اسکا کچھ اجر نہین ملتے کا کہ حرام کما کر زکوۃ وغیرہ دیجاوے۔ (دل ڈہا کر جو کعبہ بنایا تو کیا ہوا) (نعرہ تحسین) حج مکہ رشتہ اتحاد کے لئے بڑا ضروری ہے اور نیز اسلئے کہ تمام حجاج کی اوس پاک زبان یعنے عربی کے ذریعہ سے عموماً تہذیب کی اشاعت کے لئے تحریک ہو اور اوس زبان کی ویسی قدر و منزلت ہے جیسی کہ لاطینی زبان کی اوسوقت تہی جبکہ تمام یورپ مین علما کی یہہ زبان تہی۔ روزہ بیشک زہد ہے فرائض پاکیزگی و طہارت کے بجالانیسے وہ تمام ضروریات بہی پوری ہو جاتی ہین جو حفظان صحت کے لئے ضروری ہین۔ یہہ فرایض حقیقت مین مومنون کو کوئی ایسی تکلیف کے لئے مقرر نہین کئے گئے جو اونکی طاقت سے باہر ہو۔

(انمین) غنی آدمی ایسا سمجہا جاتا ہے کہ گویا وہ غریبون کا بالطبع محافظ اور نگہبان ہے۔ اور مسکین لوگ امیرون کے دسترخوان پر بیٹہکر کہاتے ہین۔ روٹی کا لقمہ حاجتمند کو دیا جاتا ہے۔ اور سخاے اہل اسلام بلا واسطہ ہوتی ہے۔ پوٹر ہاسپٹم جیسی بیچ در بیچ ذریعہ سے نہین ہوتی۔ اگر اس قسم کے طریقے اور جگہون مین مرعی رکہے جاتے تو کوئی فرقہ مثل نہلسٹ و سوشلسٹ پیدا نہوتا۔ ہر ایک مشرقی مذہبی پہلو سے اگر دیکہا جاوے تو یہہ دینے والے کا فرض ہوتا ہے کہ لینے والے کا ممنون بنے کیونکہ اوسیکے وجہ سے دینے والا فیاضی کو عمل مین لاسکتا ہے۔ (نعرہ تحسین) نوکرون کا وہی کہانا جو اونکے آقاؤن کا ہوتا ہے مسجد کے اندر نمازیون کے درمیان کامل مساوات ہوتی ہے۔ وہان عیسائی گرجون کی طرح حفظ مراتب مقامات کا نام و نشان تک نہین پایا جاتا۔

نکاح

عقد نکاح مین دو گواہون کی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ خاوند اپنی بیوی

+ یعنے غریبون کے انتظام کا قانون +

گورنمنٹ مدراس

جوڈیشل ڈیپارٹمنٹ

مندرجہ ذیل کاغذ پڑھا گیا۔

چٹھی منجانب انڈر سکرٹری گورنمنٹ ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ (جوڈیشل)

مورخہ شملہ ۲۸ جولائی ۱۸۸۸ء نمبر ۱۲۳۷

حکم مورخہ ۱۵ اگست ۱۸۸۸ء نمبر ۱۷۲۷ جوڈیشل

ہز ایکسلنسی گورنر باجلاس کونسل ہدایت فرماتے ہین کہ استعمال لفظ وہابی آئندہ کے لئے سرکاری تحریرات مین موقوف کیا جاوے اور بموجب خواہش اظہار کردہ کے فرقہ مسلمانون کا بلقب اہلحدیث ملقب کیا جائے +

(صحیح انتخاب)

دستخط بی ایف پرائس
قائمقام چیف سکرٹری

بنام جملہ محکمجات سکریٹ
وبنام ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

ترجمہ جواب گورنمنٹ بمبئی

نمبر ۵۷۲۲ سنہ ۱۸۸۸ء

پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ
بمبئی کیسل ۲۴ ستمبر ۱۸۸۸ء

منجانب ڈبلیو وانرصاحب بہادر سکرٹری گورنمنٹ بمبئی پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ
بخدمت مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ لاہور

صاحبمن - مجھکو ہدایت کی گئی ہے کہ آپکی چٹھی نمبری ۲۹۴ مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۸ء کی

سے سن معاشرت کرسکیں دوسرے ملک مین اپنے ساتھ لیجانے کے لئے اوسکو مجبور نہین کرسکتا مگر اس دوسری حالتمین اوسپر فرض ہے کہ اوسکا نان ونفقہ بہم پہونچاتا رہے۔ جب میان بی بی مین کوئی جھگڑا پڑے تو اوسوقت حکم ثالث منتخب کئے جاسکتے ہین اور اگر میان بیوی مین بجز عورت عناد اور کسی طرح پر موافقت نہ ہوسکے تو اوسوقت طلاق دیجاسکتی ہے۔ طلاق آسانی سے نہین ہوسکتی جیسا کہ جنہون نے سمجھ رکھا ہے۔ نکاح کے وقت کسیقدر مہر معین کیا جاتا ہے جو بوقت طلاق بیوی کو دیدیا جاتا ہے۔ نکاح کی نسبت عیسائیون اور ہندؤن کا خیال کہ بہت روحانی ہوتا ہے مسلمانون کے خیال نکاح سے عمدا تو اعلےٰ ہے لیکن عملاً مسلمانون کی زیست خانہ داری مین علی العموم کمال درجہ کی محبت۔ پاکیزگی اور امن ہے نکاح کو عقد سمجھا جاتا ہے دو روحانیت کا تار وہی ہے جو بہت حالتون مین پایدار ہوتا ہے اور یہی اتحاد عہد ترین ہے [illegible] اگر اوسوقت جسے ابھی بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے مینو مسلمانون کے ساتھ ہمراہ انکی نسبت یوروپ والون مین بدرجہا بڑھکر مقدمات طلاق سننے مین بہت سے مسلمانون کی زندگی ہمین نمونہ دیتی ہے (جسکی اقتدا ہمین کرنی چاہیے) بہت سے مسلمان صرف ایک بیوی رکھتے ہین اور ہماری طرح اوسے وہ کافی سمجھتے ہین۔ آنحضرت صلعم ایسے لوگون کے درمیان آئے جہان کثیر الازدواجی کی کوئی حد نہین تھی اور جہان لڑکیان اکثر جان سے ماردی جاتی تھین آپ نے اوس (رسم بد) کے موقوف کرنیکی کوشش کی۔ آپنے ہدایت کی کہ ایک سے زیادہ بیوین نکرو پر اس شرط پر کہ ان سب بیوی سے ساتھ عدل اور مساوی محبت کے ساتھ برتاؤ کرو۔ اس طرح آپنے اوس حالت کی جسمین آپ زندگی بسر کرتے تھے بڑی اصلاح کی +

(۱) دیکھو شاہ الاسلام نمبر ۸ جلد ۱۰ + دیکھو خاتمۃ الاسلام نمبر ۵ جلد (۱)

کیا آپ عیاش تہی

قریبًا تمام یوروپین مصنفین نے عنوان بالا کا ذکر کیا ہے اور مین (لکچرار) اس کا امتحان کرتا ہون۔ حقیقت یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے باوجودیکہ بہت سے ترغیبات* و رغایب موجود تہین پرلے درجہ کی عصمت کو ملحوظ و مرعی رکہا اور یہہ آپ کے لئے بڑے فخر کی بات ہے۔ مشرکین عرب کے درمیان رہکر آپ نے ۲۵ برس کی عمر مین (جو پورے شباب کا زمانہ ہوتا ہے اور جسمین بیحد ترغیبات نفسانی اور رغایت شہوانی چارون طرف سے گہیرے رہتی ہین) ایک چالیس سال کی عورت سے (جو یوروپ مین ۵۰ سالہ عورت کے برابر ہوتی ہے) شادی کی۔ آپ نے اس عورت سے شادی اسلئے کی کہ وہ نہایت ہی اپکی محسن تہی اور یہہ پہلی عورت تہی جو آپ پر ایمان لائی۔ اس نکاح کے تمام عرصہ مین جو ۲۰ سال ہی آپ نے کوئی دوسری بیوی نہین کی۔ جب آپ کی عمر پچپن ۵۵ سال ہوئی تو آپ نے بیوی پر بیوی کی۔ ایسے شخص کی نسبت جو اتنی بڑی عمر (۵۵ سال) تک خود ضبطی دکہا چکا ہو اوسکے بہت سے نکاحون کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی ایسے سبب* ہونے چاہئین جو اون اسباب کے مغایر ہون جو آپ کی نسبت بیان کئے جاتے ہین۔ جن عورتون سے آپ نے

* رسم و رواج ملک و قوم۔ شرف خاندان۔ شباب۔ بعد فتح ممالک زر و دولت وغیرہ وغیرہ +

* ان اسباب کے تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر (۱۱) جلد (۱۰) مین موجود ہی جسکا اجمال غریب بیوہ پروری مواساۃ اصدقا مداراۃ اعدا وغیرہ وغیرہ +

شادی کی اور جو اکثر آپکے آزار رسیدہ اور مصیبت زدہ متبعین کی ہمدرد تھیں وہ ہلاک ہو جاتیں۔ اگر پیغمبر صاحب انہیں اپنے کفایت شعار گھرانے مین داخل کر لیتے تو کچھ ارسے اس خیال کی کہ پیغمبر خدا صلعم کا ان نکاحون سے شہوت رانی کا منشا تھا نہایت ہی تردید کی اور کہا کہ اگر عیسائی سچی مواسات اور خیر خواہی مین ترقی کرتے تو اور مذاہب کی نسبت اونکی کچھ اور ہی رائے ہوتی اور نیز انہون نے اسبات کی کوشش کی ہوتی کہ اون مذاہب کو اونکے اصلی ماخذون سے سیکھتے ؛

محمدی سوسائیٹی اور کمالات

مجرد رہنا مسلمانون مین شاذ ہے۔ زناکاری کے لئے مرد اور عورت دونو کو برابر سزا ملتی ہے۔ مجرم۔ ناکو علے الاعلان تازیانے لگائے جاتے ہین۔ اُن شہرون یا گاؤن مین جہان نرے مسلمان ہوتے ہین کوئی شراب خانہ نہین ہوتا اور نہ ہی کوئی قمار خانہ یا بدمعاشی خانہ ہوتا ہے۔ اور خراون کا یہ خیال ہوتا ہے کہ گنجفیون کے پیشہ کو جائز رکھین۔ مختصر یون ہے کہ بعض ایسی جسمانی اور اخلاقی برائیان ہین کہ جنکا مسلمانون کو علم ہی نہین۔ مین نے مدرسہ یا کالج مین نوجوان مسلمانون کو دیکھا ہے اونکی گفتگو بہت سے انگریز نوجوان کی گفتگو سے بدرجہا پاکیزہ ہوتی ویسی منکوحہ عورت انگریزی منکوحہ عورت کی نسبت بہتر حالت مین ہوتی ہے پھر کیون یہ عورتین (عیسائی سین لیڈیان) مسلمان عورتون کو عیسائی بنانے کی کوشش کرتی ہین ؟ آزادی۔ عدل اور مساوات جنہین ترجیح دی ہوئی ہو۔ یہ ایسی باتین ہین کہ جنکی اونکے ہان بڑی قدر ہوتی ہے۔ قرآن (مجید) کے ترجمہ کرنین بڑی وسعت ہے جو تمام ممالک اور تمام زمانون کو مناسب ہے۔ اسکے ترجمہ کے لئے ایک قانون مقرر کیا گیا تھا کہ جملہ شرطیہ کو دوسرے جملہ

جو غیر شرطیہ ہو ترجیح دیجاوے - آنحضرت صلعم نے مومنان کو سچی پرستش کرنیوالون مین شامل کیا ہے کیونکہ فرمایا ہے وہ لوگ جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہین اُنکو نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غم کہائین گے - نیز اونکے مذہبی جنگون یعنے جہاد کا منشا جسے لوگون نے بہت ہی اُلٹا سمجہا ہے یہہ ہے کہ مساجد اور صوامع اور بیعہ (گرجے) محفوظ رہین - جہاد صرف اپنے بچاؤ کے لئے کیا جاتا ہے - کیا یہہ جہاد اوس حالت سے جسمین ہم صدہا سال کے بعد پہونچے ہین عمدہ تر حالت نہین ہے - بہت سے مسلمان گرجون کے لئے چندہ دیتے ہین لیکن کتنے عیسائی ہین جو مسجدون چندہ دیتے ہین ؟ مذہب یہودی عیسائی اور محمدی مذاہب آپسمین بہینین ہین جن سب کا اصل ایک ہے - اور ایک دن ایسا آئے گا کہ عیسائی آنحضرت صلعم کی بہی تعظیم و تکریم کرینگے وجہ سے مسیح کی اور بہی زیادہ عزت کرینگے - (بہت ہی تحسین کے لغوی لغوی اور برابر دیر تک رہے) ان مضامین اربعہ سے ہمارے بیان کی پوری تصدیق ہوئی - اور یہہ بات پایہ ثبوت کو پہنچے کہ اہل اسلام کا نمبر شمار اقوام غیر کی نسبت ترقی پر ہے - اور اس ترقی کا سبب صرف اصول اسلام کی خوبی اور ہدایات و تعلیمات اسلام کی خوش اسلوبی ہے - اور اسیکا اثبات اس مضمون مین مقصود تہا -

اب ہم اس مضمون کے نتائج کی طرف اہل اسلام کو توجہ دلاتے ہین جو اس مضمون کی تحریر سے پیش نظر ہین +

ناظرین پر مخفی نہین ہے کہ اہل اسلام دو قسم ہین - عوام - خواص - پہر خواص کے لحاظ نتائج تین نوع ہین (۱) رؤساء جو ظاہری دولت دنیاوی سے ممتاز ہین (۲) علماء جنکو دولت علم سے اعزاز و امتیاز حاصل ہے (۳) طلباء جو تحصیل وسائل دولت دنیاوی یا اخروی مین سرگرم ہین - مگر یہہ دولت

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

سر دست ہاتھ مین نہین رکھتے یعنے اصول و مسایل اسلام پوری واقف نہین ہین
عوام اور طلباء کو (خصوصًا وہ طلباء جو تحصیل علوم دنیاوی مین مصروف ہین۔
علی الخصوص وہ جو شن سکولون مین پڑہتے ہین) اس مضمون یا اسکے مقصود سے
یہہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ اصول و مسایل اسلام پر انکا جمالی ایمان و تقلیدی استسلام
صحیح ہے۔ اور بعض مسایل اسلام پر مخالفین (خصوصًا پادریون) کی نکتہ چینی غلط
ہے اور حسد و ناواقفی یا عناد و خود غرضی پر مبنی ہے اور اسلام اُن کی نکتہ چینی کا
محل ہرگز نہین ہو سکتا۔ وہ اس کا محل ہوتا تو اقوام غیر کے اعیان سے (جو حسد و
عناد و خود غرضی و فساد سے مبرا ہین) آپنے اسقدر تعریف و ثنا اور اپنے اصول
و مسایل پر شہادت و توافق آرا کیونکر حاصل کرتا۔

علمائے والا تبار اس مضمون کو انصاف و توجہ سے پڑہین گے تو امید ہے اس
سے یہہ نتیجہ نکالین گے کہ اصول و مسایل اسلام کی خوبیون کا اظہار اور اقوام غیر
مین اُن کا اشتہار۔ اُن کی باہمی اختلافی فروعی مسایل مین بحث و تکرار
سے ہزار درجہ بہتر ہے (اگر اس تکرار سے کوئی فساد پیدا نہ ہو صرف ہدایت کا
نتیجہ نکلے) کیونکہ اس تکرار سے ہدایت ہوئی تو صرف بعض فروعی مسایل مین ہوگی اور
اس ہدایت کے برابر ہرگز نہین ہو سکتی جو اصول اسلام کے محاسن کے اظہار سے
متوقع ہے۔ یہہ اسلئے کہ ایک شخص کا کفر سے اسلام مین آنا ہزار مسلمان کے کسی
اختلافی فروعی مسئلہ کے کسی جانب اختلاف کی طرف ہدایت پانے سے بہتر ہے
اور اگر اس باہمی تکرار سے ہدایت پیدا نہوئی (چنانچہ اکثر وقوع مین آتا ہے اور
رات دن مشاہدہ کیا جاتا ہے) تو بہتری اسی اظہار محاسن اسلام مین منحصر ہے
اور باہمی تکرار اس سے خالی ہے۔ کیونکہ اس اظہار محاسن اسلام سے ہزارون اشخاص
مذاہب غیر کا داخل اسلام ہوا متوقع ہے اور اس تکرار سے پہلے کے ہوئے ہوائے مانے مسائے

مسلمانون کے خارج از اسلام ہونے کا اندیشہ ہے اُس اظہار سے غیرون سے رابطہ اتحاد قائم ہونیکی امید ہے۔ اس تکرار سے اپنون سے جدائی و عناد پیدا ہونے اور ایک سے دوسرے کے تکفیر و تضلیل و تفسیق مین آنیکا خوف ہے۔ و لہذا مناسب ہے کہ ہم آپسمین خانہ جنگی کو چھوڑ دین اور اپنے رسالون اور توپخانون کو اصول و مسائل اسلام کے حمایت و صیانت کے کام مین لاوین۔ روسائے ذوالاقتدار سے ہمکو اس نتیجہ کی امید ہے کہ وہ اس مضمون کو پڑہکر اسلام کی سلف طیب (یعنے اپنی مدد آپ کرنا روسائی مدد سے کام نہ لینا) دیکھکر اپنی خداداد دولت و مال سے اسلام کی معاونت کو اپنا فرض سمجھین گے اور یہہ خیال فرماوین گے کہ اسلام نے باوجود ہماری بے اعتنائی کی مدد اپنی ذاتی حسن و دلربا سے اقوام غیر کو اپنا شیدا و فدائی بنا لیا ہے۔ ہم اس شاہد رعنا کو زیب و زینت سے جلوہ آرا سے آفاق کرین گے تو وہ کس کثرت سے اپنے عشاق پیدا کریگا اور دنیا مین اسکا کس کثرت سے شیوع ہوگا اور اس کا کسقدر ثواب ہمارے خسارت مین متحقق ہوگا۔

رسید کا اظہار کردن جسمین اس گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہو کہ وہ سرکاری خط و کتابت مین لفظ وہابی کا استعمال گروہ اہلحدیث کی نسبت موقوف کئے جانے کا حکم صادر کرے جیسا کہ پنجاب گورنمنٹ نے کیا ہے۔

(۲) جواب مین۔ مین آپکو اطلاع دیتا ہون کہ صاحب گورنر بہادر باجلاس کونسل خوشی سے آپکی درخواست منظور کرتے ہین تمام دفاتر کے سر دفترون کے نام ہدایات جاری ہو گئی ہین۔ کہ لفظ وہابی سرکاری خط و کتابت اور رپوٹ لون مین ترک کیا جاوے۔ اور اس فرقہ کو لفظ اہلحدیث کے ساتھ ملقب کیا جاوے +

مجھے اسی طرح آپکا نہایت فرمانبردار خادم ہونیکی عزت حاصل ہے
ڈبلیو لی وارنر
سکرٹری گورنمنٹ بمبئی

اِن چھٹیات کے ورود اعزاز و اکرام آمود پر وکیل اہل حدیث ایڈیٹر اشاعت السنت نے کل صوبجات ہندوستان کی اہلحدیث کیطرف سے ان صوبجات کی لوکل گورنمنٹون کا شکریہ بذریعہ اپنے حاجز یانہ چٹھیات کے ادا کیا۔ اور بار کوئیس آوف ڈفرن کے سپریم گورنمنٹ کا شکریہ ایک ایسی ایڈریس کے ذریعہ سے ادا کیا جسپر کل صوبجات ہندوستان کی نامی پیشواؤن اور وعظون اور رئیسون کے دستخط اُنکی درخواست و اجازت سے ثبت کی گئی تھی اور اوس ایڈریس کو لارڈ ڈفرن کے حضور مین پیش کرنیوالے پنجاب کی اہلحدیث تھے۔ جنکے ساتھ دوسرے اسلامی فرقون کے معزز لیڈر اور رئیس بھی ازلا مہدردی اسلامی و بے تعصبی شامل ہو گئے تھے +

ذیل مین اس ایڈریس کو جو فارسی عبارت مین ہے بالفاظہ اور اُسکے جواب کو جو لارڈ ڈفرن کے حضور سے عطا ہوا ہے بترجمہ نقل کیا جاتا ہے +

بسرو قیمت رصول ہمراہ ن وحساب ستہ ب ارسال کریں۔

یہہ درخواست خصوصیت کر ساتہہ ان احباب سے ہے جو ہمارے پرانے معاون اور دلی دوست ہین اور وہ ہمیشہ ہیشگل قیمت ارسال کیا کرتے تہے پر شہ ہین اونہون نے روش رسالہ کی موافقت اختیار کرلی ہے انکی خدمت ہین رسالہ کیطرف سے یہ مصرعہ عرض کیا جاتا ہے ع ہرسن سنگہ برکرم خویش نگر۔

خریداران اشاعۃ السنۃ کو اطلاع

یاد دہانی ارسال قیمت کے لیے آیندہ وقتاً فوقتاً رسالہ مین ایک فہرست شائع ہوا کریگی اس فہرست مین ہر ایک خریدار کے نمبر اجس سے اسکو بذریعہ خط ایک دفعہ اطلاع دیجائیگی) کے مقابلہ مین جو رقم واجب الادا درج ہوگی خریداران اس نمبر کو اپنا نام سمجھین اور اسکے مقابلہ مین جو رقم ہو اسکو اپنے ذمہ خیال کرکے حساب دوستان دردل کو عمل مین لاوین۔

جو صاحب اس فہرست کی طرف متوجہ نہونگے اور اشارہ کو کافی نہ سمجھینگے دوسری دفعہ ان کی موضع سکونت (جو) درج فہرست ہوگی اسی پر بی ملفت نہ ہوئی تو ان کے نام نامی خط سے کیے جاوین گے۔

مشاورت خیر

وزیر آباد ضلع گجرانوالہ پنجاب مین عرصہ سے ایک قرآن حدیث کا مدرسہ جاری ہے جسمین حافظ عبدالمنان صاحب مدرس ہین جو اسوقت تک بہت طلبا کو حدیث کی کتابین پڑہا چکے ہین پچھلے سیزجہوری کا دورہ ہوا ہے معاونت کی طرف دل نہین سکتا۔ لہذا ابو سعت الحدیث کا فرض ہے کہ اس مدرسہ کی معاونت کرین حافظ صاحب آنکہہ سے معذور ہین وہ کوئی ذریعہ سوائے بجز شغل درس تدریس نہین رکہتے۔ **مژدہ**

فتح الباری شرح صحیح بخاری کا تیسرا اور چوتھا پارہ ابہی دہلی مطبع انصاری مین چہپکر شائع ہوگیا ہے جسکی قیمت ایک ایک روپیہ ہے شائقین مہتمم مطبع مولوی عبدالمجید صاحب سے درخواست کرین

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

نقل ایڈرس

سپاسنامہ اہلحدیث پنجاب و ہندوستان و ارکان دیگر فرقہائے مسلمانان بحضور ہز ایکسیلنسی دی رایٹ اونریبل سر فریڈرک ٹمپل ہملٹن ٹمپل بلیک وڈ مارکوئس اوف ڈفرن ارل اوف آوہ کے۔ پی۔ جی ایم اس آئی۔ جی سی بی۔ جی سی ایم جی۔ پی سی۔ ڈی او ایل وائسرائے اینڈ گورنر جنرل اوف انڈیا۔

حضور والا

ما چند کسان از ارکان فرقہ اہل حدیث و دیگر فرقہائی اہل اسلام پنجاب و ہندوستان از طرف خود اصالتاً و از جانب جملہ اشخاص ہم مشربان خویش وکالتاً بغرض تادیہ شکر احسانات آن والا درجات و اظہار اندوہ مفارقت آن ذات ستودہ صفات حاضر آمدہ ایم۔ و بکمال عجز و انکسار کہ کیش خیر اندیشان جان نثار است اجازت عرض مدعا میخواہیم۔

(۲) احسانات و برکات عہد سعادت مہد آن کرم گستر و عدل پرور کہ چون باران رحمت عمیم البرکت بر کافہ انام و جملہ اقوام این دیار اطاعت شعار باریدہ (ہمچو قیام امن در مملکت و وسعت و استحکام حدود سلطنت و تقرر پبلک سروس کمیشن و تجویز لیڈی ڈفرن فنڈ و امثال آن) مسلمانان ہندوستان ہمرنگ و ہمسنگ دیگر اقوام از انہا بہرہ وافی و حصہ کافی برداشتہ اند۔ و بعض مزایا و عطای حضور پرنور چنان جلوہ ظہور پذیرفتہ کہ در تمتع از ان اہل اسلام عموماً و اہل حدیث خصوصاً از غیر خود گوی سبقت ربودہ اند و بنوعی خصوصیت پیدا نمودہ۔

(۳) احسان بزرگ و انعام سترگ کہ کافہ اہل اسلام را بآن مخصوص نمودہ اند اینست کہ جناب والا خطاب حسب درخواست انجمن اسلامیہ عمومیہ کلکتہ این فرمان نافذ فرمودند۔ کہ در سالانہ واجب# الغرض ہر یک صوبہ از ممالک ہندوستان یکحصہ# برائے عرض حالات و تعلیمی کیفیات اہل اسلام

یعنی رپورٹ # یعنی کالم۔

مخصوص شود - و از ملازمت سرکار عالی در حق ایشان نسبت بدیگران مساوات مرعی داشته آید

(۴) الطاف عظیم و احسان فخیم که خاصۃً بر فرقۂ اہلحدیث مبذول داشته اند اینست که در حق ایشان استعمال لفظ وہابی را که دل آزای ایشان می نمود - و جان نثاری و وفاداری آنہا را که در اوقات نازک بپایۂ ثبوت رسیده نزد سرکار والا مسلم بود - در نظر ناواقفان می ربود از دفاتر سرکاری مسدود فرمودند و بدگمانیہای بے خبران را محو نمودند - ہمین فرمان واجب الاذعان حضور معلی را فرمان روایان مختلف صوبجات ہندوستان واجب العمل پنداشته در حق این طائفه استعمال این لفظ دلخراش را موقوف فرمودند و ایشان را بخطاب اہلحدیث که خطاب قدیم آنہاست مخاطب و معزز نمودند و بر طبق آن احکام نافذ فرمودند -

(۵) نظر برین احسانات عامه و خاصه اہل اسلام عموماً و اہل حدیث خصوصاً بہزار زبان شکر احسان آن والا دودمان از ته دل بجا می آرند و بر مفارقت آن مظہر جود و احسان که پیش از وقت بوقوع آمده اشک حسرت می بارند و اندوه نہانی را بدین تمنا آشکارا می کنند که کاش سایۂ ہما پایۂ تا میعاد مقرره بر سر ایشان مبسوط بودی و کاج این میعاد حکومت مضاعف گشتی - تا ہمچنین فواید و عواید نصیب اسلامیان شده بار منت و احسان بر دوش ایشان نہادی

(۶) بالاخر برین ناگزیر مفارقت حضور موفور السرور آن بیچارگان مہجور دست بدامن صبر و شکیبائی زده اند و باین دعای خیر تسکین و تسلیه خود میکنند که خداوند عالم ذات مکرمت صفات را بامن و عافیت بوطن مالوف برساند و ہمدر انجا بروز افزون ترقی اقبال فایز نموده مصدر سود و بہبود اہل اسلام کند و تاج و تخت برطانیه را که جناب والا شرف نیابت آن دارند قیام و استحکام ہر چه تمامتر ارزانی فرموده موجب امن و برکت ملک و حفظ و حمایت اسلامیان کند -

مائیم وفادار و جان نثار رعایائے حضور

مولوی سید محمد نذیر حسین دہلوی مولوی محمد یونس خان رئیس دتاولی ضلع علیگده

نواب نوازش علیخان کے سی آئی ای
(۱) نواب عبدالمجید خان سی ایس آئی
(۲) سردار محمد حیات خان سی ایس آئی
(۳) خان بہادر محمد برکت علیخان سکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور
(۴) نواب غلام محبوب سبحانی رئیس لاہور
خان بہادر قادر بخش خان انریری اسسٹنٹ کمشنر
شیخ نانک بخش پلیڈر رئیس لاہور
(۵) ابو سعید محمد حسین وکیل اہلحدیث ہند
(۶) مولوی احمد اللہ واعظ مینونسپل کمشنر امرتسر
مولوی محمد حسن رئیس لودہانہ
مولوی قطب الدین پیشوای اہلحدیث روپڑ
مولوی برکت علی پلیڈر لاہور
(۷) خلیفہ حمید الدین قاضی لاہور و پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور
(۸) مولوی محمد غضنفر اسسٹنٹ مصاحب ایچسن کالج
مولوی فضل الٰہی پلیڈر بٹالہ
نواب سید احمد شفیع رئیس قصبہ فرید آباد معہ
بست و ہفت دیگر کسان از فرید آباد
مولوی غلام حسن ہیڈ ماسٹر سکول پشاور
سید جمال الدین صاحب ڈاکٹر ٹاکر فرخ آباد مقیم جبہرہ
فیض محمد خان مہتمم شفاخانہ جات نابہ ریاست

مولوی محمد یٰس جیل پور
مولوی سید زین العابدین جیل پور
مولوی حافظ عبداللہ غازی پور
مولوی محمد سعید بنارس
مولوی عبداللہ بمبئی
مولوی محمد ابراہیم آرہ
حاجی شیخ احمد اللہ رئیس رحیم آباد ڈویزن تاجپور ضلع دربھنگہ
مولوی الٰہی بخش پلیڈر لاہور
سید محمد شاہ پلیڈر لاہور
مولوی عبدالحکیم پروفیسر یونیورسٹی کالج لاہور
شیخ ایزد بخش مثلخوان چیف کورٹ لاہور
حکیم دلاور خان ناگپور
محمد عثمان مالک اخبار ترجمان ناگپور
منشی احمد حسن نصیر آباد ضلع اجمیر معہ یکصد
و ہفتاد و چار کسان دیگر از سکنای نصیر آباد
(۹) منشی شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور
(۱۰) خان بہادر سید عالم شاہ پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لاہور
مولوی سید نظام الدین پیشوای اہلحدیث مدراس
سید فخر الدین مدراس
وغیرہ وغیرہ جنکے دستخط اصل ایڈریس پر ثبت ہیں
اور اونکی نقل نہیں لی گئی۔

ان ممبران مختلف فرق اہل اسلام سے وہ لوگ جنکے نام پر نمبر لگائے گئے ہین ڈیپوٹیشن مین شریک تھے۔ بقیہ حضرات نے بذریعہ مراسلات دستخط کرنے کی اجازت دی تھی وہ بذات خود حاضر شریک نہین ہوسکے۔ اور بعض ممبران غیر سرکاری ڈیپوٹیشن ایسے بھی تھے جو دوسری ڈیپوٹیشنون مین سے اہلحدیث کی ڈیپوٹیشن مین شامل ہوگئے تھے۔ انکے دستخط اس ایڈریس پر اسوقت ثبت نہین ہوسکے۔ الغرض ڈیپوٹیشن بوم دام کا تھا اور مختلف فرق اہل اسلام کا مجموعہ اور دوسرے تین ڈیپوٹیشنون کا ہمرنگ وہم سنگ جو اسوقت وائسرائے کے حضور مین پیش ہوئی تھی۔

ترجمہ جواب ایڈریس منجانب وائسرائے گورنر جنرل

اہلحدیث کے ایڈریس کا جواب

صاحبان! مین اس ایدریس کے لئے جو ابھی آپنے مجھے دیا ہے آپکا شکریہ ادا کرتا ہون اور آپکے خیر خواہانہ اظہارات عقیدت نسبت برٹش گورنمنٹ کو سنکر خوش ہوتا ہون۔

(۲) آپنے مہربانی کرکے بعض ان بڑی تجاویز کا جو مین اپنے عہد حکومت مین عمل مین لایا ہون پسندیدگی الفاظ مین تذکرہ کیا ہے۔ مین یہ خیال کرتا ہون کہ یہ بہت بڑی شکر گذاری کا مقام ہے کہ امن قایم رہا۔ اور مین خلوص دل سے امید کرتا ہون کہ شمال مغربی سرحد کو حکم دینے کی وجہ سے آجمین آپ مین سے اکثر بوجہ اسکی کہ سرحدی صوبہ کے باشندے مین خاص دلچسپی رکھتے ہین) جو امن اسوقت ہمین حاصل ہے قایم رہیگا۔

(۳) پبلک سروس کمیشن نے سرکاری ملازمت کی صورتون کی نسبت جو مختلف سرکاری محکمجات مین پائی جاتی ہین نہایت جستجو کے ساتھ تحقیقات کی ہے اور جو سفارشین اب ہمنے اسکی رپورٹ کے رو سے منجانب سکرٹری آف اسٹیٹ کی خاصتمین کی ہین اگر منظور کیگئین جیسے کہ مجھے امید ہو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک صوبہ کے باشندون کے لئے زیادہ اعلی استخدامی

* ڈیپوٹیشن ممبر وہابیون کا ہے ** اہلحدیث ڈیپوٹیشن انجمن کا تھا جو کہ ۱۲ ممبر تھے۔ دوسرے انجمن اسلامیہ لاہور کے ممبر تھے

عہدہ کھل جائینگے اور انکو واسطے ایک ایسی سبیل کھل آئیگی جس سے مین امید کرتا ہون کہ انکی خواہشین پوری ہو جائینگی۔

(۴) آپنے میرا نام لیڈی ڈفرن فنڈ کے اجرا کی ساتھ متعلق کر دیا ہو لیکن میرا اس امر سے انکار کرنا مناسب ہی کہ اس تجویز کے شروع کرنے کے لئے مین کسی تعریف کا مستحق ہون یہ تعریف بالکل اور سراسر لیڈی ڈفرن کا ہی حصہ ہی تاہم اسوقت کہ مین ہندوستان چھوڑنے کو ہون میرے لئے یہ امر بہت خوشی کا ہی کہ فنڈ مذکور ایسی مضبوط اور یقینی حالت مین ہی اور یہ کہ میری بیوی نے مستورات ہند کی حالت کو سدھارنے کے لئے جو کوششین کی تہین اسکی فرقہ اسلام قدر کرتا ہی۔

(۵) آپ اس تحقیقات کا ذکر کرتے ہین جو میرے ہندوستان پہونچنے کے تھوڑا ہی عرصہ بعد میری ہدایت سی مسلمانون کی تعلیمی حالت کی نسبت کی گئی تہی جیسا کہ آپکو یاد ہے اس تحقیقات کے نتیجہ سے یہ ظاہر ہوا تہا۔ کہ مسلمان ابہی تک اپنے ہی طریقہ تعلیم کے اصرار کے ساتھ پیرو رہی ہین اور سرکار نے جو طریقہ تعلیم بہم پہونچایا ہی اسکی طرف توجہ نہین کرتے ہین مین نے مسلمانون پر اس امر کا ظاہر کر دینا اپنا فرض سمجہا کہ انکو جو بعض صوبجات مین سرکاری ملازمت مین تعداد کی موافق عہدے نہین ملتے جو انکی فرقہ کو اپنی تعداد کے لحاظ سی ملنے چاہئین وہ (عہدے نہ ملنا) زیادہ تر اسی وجہ (سرکاری تعلیم نہ پانا) سے ہی۔ اور انکو یہ تاکید کی تہی کہ انہین اس تعلیم سی جو سرکار نے بشمولیت دوسری اقوام کے انکے لئے بہم پہونچائی ہے زیادہ تر فایدہ اٹہانا چاہئے۔ مین بڑی خوشی سی کہتا ہون کہ انہون نے میری نصیحت کو بخوبی قبول کیا اور تازہ ترین تعلیمی نقشجات مین ایک قابل اطمینان زیادتی مسلمان طلباء کی تعداد مین ظاہر ہوتی ہی جو مین امید کرتا ہون کہ آئندہ اور بہی زیادہ ہوگی +

(۶) مین یہ سنکر خوش ہون کہ سر چارلس ایچیسن صاحب کی درخواست پر جو سرکاری خطوط کتابت مین لفظ وہابی کا استعمال مسلمانون کی اس فرقہ کی نسبت جس سی آپکا تعلق ہے متروک

کیا گیا اسکو آپ پسند کرتے ہین - آپ دعا کرتے ہین کہ ہمارا سفر ہندوستان بخیر و عافیت طے ہو - مین اسکے لئے آپکا شکریہ ادا کرتا ہون اور آپکو یقین دلاتا ہون کہ بعد اسکے کہ اس ملک سے چلا جاؤنگا یہان کے مسلمانون کی ترقی کو ہمیشہ بڑی دلچسپی کی نگاہ سے دیکھونگا ؛

گورنمنٹ بنگال اور چیف کمشنر صوبہ برار سے بہی بارسال پمفلٹ مذکور اس امر کی درخواست کی گئی ہی کہ وہ بہی اپنے اپنے پراونسز صوبجات مین حکم ممانعت استعمال لفظ وہابی جاری کرین مگر اونکی طرف سی ہنوز اوس درخواست کا جواب موصول سررشتہ اشاعۃ السنہ نہین ہوا و ازانجا کہ دوسرے لوکل گورنمنٹون اور سپریم گورنمنٹ سے باتفاق اوس درخواست کے منظوری ہو چکی ہے لہذا ان گورنمنٹون سے بہی بجز منظوری درخواست کوئی امر متوقع نہین ہے اور خدا تعالی سے امید ہی کہ بہت جلد ہم اس عنوان کے مضمون نمبر ۳ مین اوس درخواست کی منظوری سی اپنی ناظرین کو مژدہ دینگے - اور ان گورنمنٹون کے دلی پرجوش شکریہ سی رطب اللسان ہونگے ؛

اب ہم اہلحدیث ممالک مغرب و شمال و اودہ و ممالک متوسط و مدراس و بمبئی کی خدمات مین یہہ ناصحانہ التماس کرتے ہین کہ جیسا اس درخواست کی منظوری پر صوبہ پنجاب کے فرقہ اہلحدیث و معززین دیگر فرقہ ہاے اہل اسلام نے گورنمنٹ پنجاب اور سپریم گورنمنٹ شکریہ بذریعہ ڈیپوٹیشن کے ادا کیا ہی - ویسا ہی ان صوبجات کی اہلحدیث اپنی اپنے لوکل گورنمنٹونکا شکریہ بذریعہ ڈیپوٹیشن معززاعیان فرقہ اہل حدیث اور دیگر فرقہ ہای اہل اسلام ادا کرین اور اپنی نبی برحق کی ہدایات و ارشادات ذیل کو عمل مین لاوین - آپ کا ارشاد ہے کہ

قال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صنع الیکم معروفا فکافئوہ فان لم تجدوا ما تکافئونہ فادعوا لہ بردا ان قد کافئتموہ

جو شخص تمپر احسان کرے تم اوسکو احسان کا بدلا دو - اگر تمہارے پاس ایسی چیز نہو جس سے تم اوس احسان کا بدلہ دے سکو تو تم شخص کے لئے اسقدر دعا کرو جسکو تم احسان کے برابر سمجہو ؛

اور آپ نے فرمایا ہے جس شخص کو کسی سے کچہہ ملے - اوسکو توفیق ہو تو وہ اوسکی بدلی اوسے

من اعطی عطاءً فوجد فلیجز بہ ومن لم یجد فلیثن فان من اثنی فقد شکر ومن کتم فقد کفر ۔
(مشکوٰۃ ص ۲۵۳)

کچھ ہی اگر اوسکے پاس کچھ نہو تو اسکی تعریف کرے" جسنے تعریف کی وہ شکر گزار ہوا۔ جسنو اسکے احسان کو چھپایا یعنے ثنا خوان نہوا وہ کافر (ناشکر گذار) بنا"

من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ
(مشکوٰۃ ص ۲۰۳)

اور آپ نے فرمایا ہے - جو لوگون کا شکر نہین کرتا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہین ہوتا -

ملکہ معظمہ کیطرف سے اہلحدیث کو خطاب

اس مضمون کے ذیل مین ہم اس مژدہ کو سنا سوا سی ہی رہ نہین سکتے کہ ہماری مہربان ملکہ معظمہ انگلینڈ و قیصر ہند نے اہلحدیث کی ایڈریس ہو قوجوبلی کو کمال مسرت کے ساتھ قبول فرمایا ہے اور از راہ عنایت خسروانہ گروہ اہلحدیث کا شکریہ ادا کیا۔ اوس شکریہ مین اس گروہ کو اسوا اہلحدیث خطاب اہلحدیث، سے مخاطب کیا گیا ہے جو انکی کمال امتیاز و اعزاز کا موجب ہے۔ اس اعزاز شاہانہ و اکرام خسروانہ ملکہ معظمہ قیصر ہند پر اہل حدیث ہند کمال ادب و انکسار کے ساتھ اپنی مہربان ایمپریس کا شکریہ ادا کرتے ہین اور اونکی درازی عمر و ترقی توفیق و اقبال کے لئے دست بدعا ہین +

ذیل مین انجمنیات سکرٹری گورنمنٹ ہند اور ڈپٹی کمشنر لاہور کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے جنکے ذریعہ سے قیصر ہند کے خطاب کا اعزاز اہلحدیث کو حاصل ہوا ہے

از طرف ڈبلیو - او - کلارک صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور

بنام اہلحدیث پنجاب

نمبر ۲۹۹۶ - ۲۱ - جولائی ۱۸۸۸ء مقام لاہور

صاحبان شرفا ! بموجب اُن ہدایات کے جو صاحب کمشنر و سپرنٹنڈنٹ قسمت لاہور سے انکی

چٹھی نمبری ۳۲۰ مورخہ ۳۰ ماہ گذشتہ مین موصول ہوئی تہین اصل چٹھی نمبری ۱۴۶۷ مورخہ ۱۱ جون ۱۸۸۷ء پنجاب انڈر سکرٹری گورنمنٹ ہوم پارنمنٹ) اسی آپ صاحبان کے ارسال کرتا ہون۔ اسمین ہز میجسٹی ملکہ معظمہ قیصر ہند کی قبولیت اوس ایڈرس کی شامل ہی جو آپ صاحبان نے ہز میجسٹی کے جوبلی کے موقعہ پر پیش کیا تہا۔ اور اسکی رسید کی درخواست کرتا ہون۔

مین ہون آپکا آخ
ڈبلیو۔ او کلارک
ڈپٹی کمشنر

نمبر ۱۴۶۷۔ ہوم ڈپارٹمنٹ (پبلک)

از طرف جے۔ پی۔ ہیوٹ صاحب۔ انڈر سکرٹری گورنمنٹ ہند
بنام ممبران اہل حدیث پنجاب
مقام شملہ ۱۱ جون ۱۸۸۷ء

صاحبان شرفا۔ مجھے یہہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ صاحب کرٹری اف اسٹیٹ فر انڈیا کو اطلاع دی ہی کہ ہز میجسٹی ملکہ معظمہ قیصر ہند نے باطاف خسروانہ اوس ایڈرس وغیرہ کو قبول فرمایا ہی جو آپ صاحبان نے ہز میجسٹی کی خدمت مین جوبلی کے موقعہ پر پیش کیا تہا اور ارشاد فرمایا ہی کہ ہز میجسٹی کا خاص شکریہ آپ لوگون کو اس خیر خواہانہ نذراد کے لئے پہونچایا جائے۔

مجھے اسی صاحبان آپکا نہایت فرمانبردار آ لازم ہونیکی عزت حاصل ہے
جے۔ پی۔ ہیوٹ
انڈر سکرٹری گورنمنٹ ہند۔

عجیب مراسلت اور اسکا جواب

(لایق توجہ ناظرین و معتقدین شحنہ ہند)

ہرکس از دست غیر نالہ کند - سعدی از دست خویشتن فریاد

پرچہ شحنہ ہند مطبوعہ ۲۴ - اگست ۸۸ء کے صفحہ (۳) مین ایک مراسلت بعنوان گذارش چھپی ہے - جسکی راقم فرضی طور پر مولوی نوازش علی صاحب ساکن کاہندلہ بنائے گئے ہین - اور اسمین ہمارے مضمون ملازمت پر سات سوال جمائے گئے - کمیٹی سائلین نے (بزعم خود) ان سوالات کو باہمی خانہ جنگی کے لئے میگزین بنایا اور اپنے تنگ دلون مین یہ خیال جمایا تہا کہ ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ضرور درپئے جواب ہوگا تو اس سے شحنہ ہند و اشاعۃ السنہ مین خوب مقابلہ چہیڑ جائیگا - جس سے یارون کو لطف حاصل ہوگا - اور تنگ دلی و کوتہ اندیشی سے یہ خیال نفرمایا کہ ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ایک مصالحت خواہ شخص ہے وہ باہمی جنگ آوری کو کبہی پسند نہین کرتا - اور باہمی مصالحت اور پرائیویٹ مکالمت کو جنگ و مبارزت سے مقدم سمجہتا ہے جسمین وہ قرآن کی اس ہدایت کا کہ "تم آپسمین مت جہگڑو پہر نامرد ہوجاؤگی اور تمہاری ہوا جاتی رہیگی" پابند ہے

ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم - نقل ۶

لہذا وہ ان سوالات کے جواب مین مخاصمانہ و مبارزانہ طور پر قلم نہ اٹہائیگا اور اونکا تصفیہ وہ اپنی روش کے مطابق پرائیویٹ طور پر کریگا اور ہمارے مدعا دلی کو حاصل نہونے دیگا - ایڈیٹر اشاعۃ السنہ انکے اس تنگ و تاریک خیال کو تاڑ گیا اور اُسنے اپنی روش کو اختیار کیا اور مولوی صاحب ساکن کاہندلہ کے نام مراسلہ منقول ذیل جاری کیا -

نقل مراسلہ ایڈیٹر اشاعۃ السنہ بنام مولوی نوازش علی صاحب

۶۹۱

لاہور ۷ اگست ۸۸ء

محبی مولوی نوازش علی صاحب السلام علیکم

آپکے سوالات مندرجہ شحنہ ہند ۲۴ اگست ۸۸ء کا جواب دینے کو مین خوشی کے ساتھ مستعد ہون

مگر اس شرط سے کہ اس سوال و جواب مین شحنہ ہند کو آپ واسطہ نہ بنائین۔ شحنہ ہند کو واسطہ قرار دینے سے بغرض شہرت مباحثہ قایم کرنا مقصود معلوم ہوتا ہے اور حق اور مجھے اس امر سے نہایت نفرت ہے +

آپکو مناسب تہا کہ مجھے بلا واسطۂ غیر بسبیل ڈاک جو چاہتے پوچھتے اور جب میرے جوابات ختم ہو جاتے تب آپ انکو حق و لائق قبول پاتے تو بنظر شہادت حق کسی اخبار کے ذریعہ سے انکی اشاعت کرتے۔ اور اگر انمین خطا پاتے اور اس وجہ سے اصل مضمون ملازمت کو خلاف حق قبول ہونیکا یقین کر لیتے تب بہی بنظر ہدایت و نصیحت خلق کسی اخبار کے ذریعہ اس خطا کی تشہیر فرماتے پہلے ہی سے شحنہ ہند جیسے اخبار کو الہارہ بنانا خالی از علت نہین ہے اب بہی (اگر آپ مجھسے جواب لینا چاہتے ہین) تو آپ اسی شحنہ ہند مین اپنی اس کارروائی کی خطا کے معترف ہون۔ اور آئندہ کے لئے وعدہ دین کہ ہم اس گفتگو (سوال و جواب) مین شحنہ ہند کو واسطہ نہ بنائینگے تو مین ان سوالات کا جواب بذریعہ خطوط دونگا۔ اور اگر آپ چاہین گے تو اشاعۃ السنہ مین درج کر دونگا۔ اور میری طرف سے آپکے سوالات کا یہی جواب ہے کہ مین ان سوالات کا کچہہ جواب نہین دیتا اور مین شحنہ کو اپنی گفتگو کا ذریعہ بنانا نہین چاہتا +

خط بیرنگ اسلئے روانہ ہوا ہے کہ یقینًا آپ کو ملے یا میرے پاس واپس آئے۔ اس خط کا محصول ایک آنہ مین ارسال کرونگا۔ جب آپکی طرف سے اسکی رسید پاؤنگا +

اس اسلت کے جواب مین جو بمجبت نادر مولوی نوازش علی صاحب نے ارسال فرمایا ہے۔ اور وہ ہمکو انکے خسر شریف شیخ امین الدین صاحب تاجر کتب ساکن محلہ حال تعمیر انارکلی لاہور کی معرفت ملا وہ ذیل مین نقل کیا جاتا ہے۔

نقل جواب منجانب مولوی نوازش علی صاحب

مجیبی مولوی محمد حسین صاحب

بعد سلام مسنون آنکہ عرصہ ہوا ایک خط بصیغہ بیرنگ بسلسلہ جناب خاکسار کے نام شرف صدور

بقیہ مضمون

"مضمون اقسام ملازمت پر موافق و مخالف شہادت"

مخفی نہین ہے کیونکہ ان لوگون پر ان مفتریات کا عمدہ اثر (جسپر ہمنے خدا کا اور اپنے مفتریون کا شکریہ ادا کیا ہے) ظاہر ہو چکا ہے تاہم اون مسلمان اخوان کے افہام کی غرض سے جو ملا صاحب اور اون معاونون کو اہل علم و دیندار جانتے ہین وبناءً علیہ ان کے رسالہ کو پڑہکر اسکے مضامین خلاف واقع کو راست سمجہہ بیٹھے ہین

بقیہ حاشیہ بر حاشیہ صفحہ ۳۸۰

اس مکنت کے باوجود اسقدر وسعت کے (جو یہان بیان ہوی ہے) یہہ شرح و تفسیر (ہمارے علم مین) کہین نہین ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو شریعت یعقوبی پر عمل و فیصلا کا بادشاہ نے اختیار دیدیا تہا اور اُسوقت بادشاہ اسلام (دین یعقوبی) اختیار کر چکا تہا جس سے شریعت یعقوبی پر عمل کرنا داخل مکنت ہو سکے۔ یہ اختیار حضرت یوسف علیہ السلام کو حاصل ہوا تہا تو پیچھے کو ہوا تہا۔ جب بادشاہ اسلام مین داخل ہوا یا وہ فوت ہو گیا اور آئین مصری کا عمل موقوف ہوا اور حضرت یوسفؑ کے حق مین "مکنا لیوسف فی الارض" کا مضمون پورا پورا صادق آیا جیسا کہ ذوالقرنین کے حق مین انا مکنا لہ فی الارض کا مضمون صادق آیا تہا۔

اسیوقت انکو سلطنت مصری مین استقلال حاصل ہوا تہا جسکا شکریہ انہون نے "رب قد آتیتنی من الملک" بالفاظ منقولہ حاشیہ ادا کیا بہائی کو قید مین لینے کے وقت تو وہ مستقل بادشاہ نہوئے تہے صرف نائب السلطنت تہے جسکے اختیارات کا آئین سلطنت مین محدود ہونا ایک لازمی امر ہے اور نیابت کا عین مقتضا۔ اس امر پر یہ قول خداوندی کہ "یوسف علیہ السلام بادشاہ کی آئین کے روسے اپنے بہائی کو نہ لے سکتا تہا"

لایا تہا مگر چونکہ ترددات دنیاوی نے مجہکو فرصت نہین دی تہی اس واسطے تحریر جواب سے
مقصر رہا جناب من - حاشا وکلا بندہ شحنۂ ہند کو مطلق نہین جانتا صرف آپکی تحریر دیکہکر
لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک صاحب مطبع اخبار ہے اور نہ مینے آجتک آپکی
(یعنی شحنہ ہند) کی خدمت مین کوئی خط روانہ کیا اور نہ سوال کرنیکی مجہہ مین لیاقت
ہے اور نہ جواب دینے کی استعداد مین تو ایک آزاد فقیر شخص گوشہ گیر ہون مجہکو ان تنازعات
سے علاقہ نہین ہے - اور نہ مجہکو کچہ علم سے بہرہ ہے صرف لوگ اپنی نیک نیتی سے مجہکو
بلفظ مولوی معروف کرتے ہین - اگرچہ آپ کے اخبار و تشہیر حالات اظہر من الشمس ہے
الا مینے آجتک آپکو کبہی ایسی تکلیف لانیے دینے کا قصد نہین کیا اور نہ مین ہدف تیر بلا
بنایا جاؤنگا - انشاء اللہ تعالی میری رائے مین یہ آتا ہے شاید یہ سوالات مولوی
حمایت اللہ اور حافظ عبد الغفار ساکن دہلی مسجد مالیواڑہ نے آپکے پاس ارسال کر کے
میرا نام لکہدیا ہوگا کیونکہ پیشتر گذشتہ ماہ صفر مین جب بندہ دہلی گیا ہوا تہا اور اسی
مسجد مین مقیم رہا تہا ایک خط آپکے پاس نصیحتاً انہون نے سید نذیر حسین صاحب کی
طرف سے ارسال کیا تہا - میری رائے یہہ ہے کہ اب آپ ان جہگڑونکو چہوڑ کر گوشہ گیری
اختیار کرین اور اوقات مستعار بیادگاری رب العباد صرف کرین اور انوار تجلیات
ربانی جو تمام زمین و آسمان مین چہائے ہوئے ہین نور بصیرت سے انکا ملاحظہ کرین -
والسلام +

اس جواب سے بہت سے نتائج نکل سکتے ہین - اور اس سے ہم اپنے دعوی صفحہ ۷ نمبر ۱
جلد ۱۰ - اشاعۃ السنہ کا کامل ثبوت بہم پہونچا سکتے ہین - مگر ہم سوتے فتنہ کو جگانا اور
مستون کو سرود یاد دلانا نہین چاہتے - لہذا صرف ایک نتیجہ کے استنباط پر اکتفا کرتے
ہین کہ ان سوالات کا جواب ہمارے ذمہ ضروری نہین رہا کیونکہ اسکے ظاہری و فرضی راقم
نے سائل ہونے اور ان سوالات کے متعلق بحث کرنیسے اعراض کیا ہے + اب اگر

اسکے حقیقی اور مخفی راقم میان عبدالغفار صاحب ہین اور وہ جواب کے طالب ہین تو وہ علانیہ مولوی نوازش علی نہین۔ اور ہمارے جوابی خط اسی مولوی نوازش علی پر عمل کرین۔ یعنیوان سوالات کا پرائیویٹ طور پر جواب لین اور پھر جو پوچھنا چاہین پرائیویٹ طور پر پوچھین اور بعد اختتام مکالمہ اصل سوالات وجوابات یا اسکے نتیجہ کو جس اخبار مین چاہین چھپوائین۔ بالفعل شحنہ ہند اپنا مورچہ اُٹھا لین۔

اور اگر اسکے حقیقی راقم کوئی اور مولوی نوازش علی صاحب ہین تو انکو وکیل شحنہ ہند انکی ولدیت اور جائے سکونت سے ہمکو مفصل اطلاع دین تاکہ ہم ان سے خط وکتابت کرین کا ہند اضلع مظفر نگر مین تو اس نام کے کسی اور مولوی کا پتہ نہین لگتا۔ اور نہ کوئی اور کاہند الجغرافیہ ہندوستان مین دکھائی دیتا ہے۔ اور یہ تو کہا نہین جاسکتا کہ یہ سوالات درحقیقت شحنہ ہند کے اپنے سوالات ہین اور مولوی نوازش علی انکا دوسرا نام ہے۔ بالجملہ ان سوالات کا جواب ہم تب دینگے جب کوئی مولوی نوازش علی صاحب اسکے راقم بنین گے۔ اور وہ ہمسے پرائیویٹلی گفتگو کرنا چاہینگے۔ اکھاڑہ قائم کرنیکا ہم شوق نہین رکھتے لہذا معذور سمجھے جانے اور جواب سوالات سے معاف رکھے جانیکے مستحق ہین ٭

ایسی ہی ایک اور مراسلت

کس نیاموخت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

اسی قسم کی اور ایسی ہی بعض احباب واصحاب کی طرف سے ایک اور مراسلت ہماری پاس پہنچی ہے جسمین ہمکو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ہم اون کی خدمت مین حاضر ہون اور اون سے یہ تعلیم پائین کہ "موجودہ توریت وانجیل مسلمانون کے لئے ویسی ہی

واجب العمل ہے جیسا کہ قرآن مجید - اور مسلمانون کی اس قید کو کہ عمل صرف قرآن و حدیث وغیرہ اسلامی کتب پر چاہئے توڑ کر ترک تقلید و اجتہاد کو ایسی وسعت دین کہ اسمین قرآن و حدیث کی پابندی نرہے -

اس مراسلت مین راقم مہربان نے یہ اقرار کیا ہے کہ انھون نے ناکسار سے کچھ پڑہا ہے - و معہذا ناکسار کو ان الفاظ و خطابات سے مخاطب فرمایا ہے جنسے کوئی مہذب و شریف اپنے ہم رتبہ و مساوی درجہ کو مخاطب نہین کرسکتا - چہ جا کہ اپنے محسن استاد کو مخاطب کرسکے -

ہمنے اس خیال سے کہ اپنے احباب و اصحاب سے بڑا مناقشہ اب ہمارے حصہ مین آگیا ہے قبر زن سے چھوٹ گئے ہین - ہمکو بڑا کہنا اُن کا مذہبی فرض بن گیا ہے اس مراسلت کی بد تہذیبی کا کچھ لحاظ نہ کیا اور اسکا جواب باصواب لکھکر ارسال خدمت مین بھیجدیا ہے -

اس مراسلت اور اوسکے جواب کو بعینہ اپنے رسالہ مین شائع کرنا دو وجہ سے مناسب نہین سمجھا -

اول یہ کہ اوس مین ایک شخص خاص سے مباحثہ قائم ہوتا تھا اور شخص مباحثہ سے ہمکو سخت نفرت ہے -

وجہ دوم یہ کہ ایک شاگرد کو اپنا خصم بنانا اور اوسکو مخاصمانہ گفتگو کا موقعہ دینا مناسب و پسندیدہ امر نہین ہے بلکہ بجاے اسکے ایک مستقل مضمون درج رسالہ کیا جاتا ہے - جسمین اس مراسلت اور اوس کے جواب کا اصل مطلب تفصیل و دلیل کے ساتھ بیان ہوگا - اور شخص مباحثہ بھی قایم نہوگا -

اس مقام مین ہم اسقدر بیان کرنے سے رہا نہین جاتا کہ اس قسم کے اجتہاد و خیالات نئے قید دار اوجو اس مراسلت مین ظاہر کئے گئے ہین اوس

ترک تقلید کا نتیجہ ہے جو باوجود بے علمی و نافہمی کے وقوع مین آتی ہے - اور بے علمون یا نہایت کم علمون مصداق " نیم ملا خطرۂ ایمان " سے سرزد ہوتی ہے -

ترک تقلید کا مسئلہ صحیح ہے اور سلف و خلف کی تالیفات مین اوسکی ترغیب بکثرت پائی جاتی ہے جنکا اقتباس ہماری تالیفات رسالہ اشاعۃ السنۃ وغیرہ مین بھی موجود ہے - مگر اِس مسئلہ کے محل صدق وہی لوگ ہین جو بصیرت رکھتے ہون انہی لوگون کے لئے خاص اون ہی مسائل مین جنمین انکو بصیرت حاصل ہو ترک تقلید جائز بلکہ ضروری ہے - ولیکن جو لوگ قران و حدیث سے خبر نرکھتے ہون علوم عربیہ ادبیہ (جو خادم قران و حدیث ہین) سے محض ناآشنا ہون صرف اردو فارسی تراجم پڑھکر یا لوگون سے سُنکر یا ٹوٹی پھوٹی عربی جانکر مجتہد اور ہر بات مین تارک التقلید بن بیٹھین اونکے حق مین ترک تقلید سے بجز ضلالت کسی ثمرہ کی توقع نہین ہوسکتی -

پچیس ۲۵ برس کے تجربہ سے ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہین وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہین - اون مین سے بعض عیسائی ہو جاتے ہین اور بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہین رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو اِس آزادی کا ادنی نتیجہ ہے - اِن فاسقون مین بعض تو کھلم کھلی جمعہ جماعت نماز روزہ چھوڑ بیٹھتے ہین سود و شراب سے پرہیز نہین کرتے - اور بعض جو کسی مصلحت دنیاوی سے فسق ظاہری سے بچتے ہین وہ فسق مخفی مین سرگرم رہتے ہین - ناجائز طور پر عورتون کو نکاح مین پھنسا لیتے ہین - ناجائز حیلون سے لوگون کے اور خدا کے مال و حقوق دبا رکھتے ہین -

کفر و ارتداد و فسق کے اسباب دنیا مین اور بھی بکثرت موجود ہین - مگر دیندارونکے

بیدین ہو جانیکے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔

گروہ اہلحدیث مین جو بعلم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہین وہ ان نتائج سے ڈرین اور جن مسایل مین وہ قران وحدیث سے کچھ علم وخبر نہ رکھتے ہون اون مین اجتہاد نہ کیا کرین۔ بے علمی کا علاج سوال اور اہل علم کی پیروی ہے انکے لئے آزادی وخود اجتہادی ہرگز جایز نہین ہے۔ یہ بات اس گروہ کے اہل علم اپنی تصانیف مین بارہا لکھ چکے ہین مگر افسوس صد افسوس کہ پھر بھی اس گروہ کے عوام آزاد وخود مختار ہوتے جاتے ہین اور یہ امر اس فرقہ کی مذہبی ترقی کے لئے سخت مضرت رسان وسدراہ ہے۔

بذا از انجملہ اس فرقہ کے پیشوا ورہنما حضرت شیخ الکل مولانا **سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی** ہین جو اپنی آخری تصنیف ثبوت الحق والتحقیق کے خاتمہ مین فرماتے ہین:۔

واضح ہو کہ جاہل وغیر عالم پر بمقتضاے آیت کریمہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون وغیرھا من الایات مسائل کا پوچھنا اور سیکھنا فرض و واجب ہے شرعاً یعنے ہر جاہل وقت لاعلمی کے کسی عالم اہل ذکر سے خواہ وہ عالم فاضل ہو خواہ وہ مفضول ہو کیونکہ اہل الذکر عند التحقیق عام ہے۔ مسئلہ کو دریافت کر لیا کرے۔ خواہ ایک عالم اہل الذکر سے پوچھ لے یا دو سے۔ فی الجملہ جس سے تسلی اور دلجمعی ہو مسئلہ مین۔ پھر جب ایک یا دو سے دریافت کر لیا بعد قابلیت کے بہر ہو گیا اور بہر صورت مذکورہ شرعاً ناجا۔ اور اسی پر اجماع ہو چکا قطعاً۔"

اس مضمون کو ہم یہین تک ختم کرنا مناسب سمجھتے ہین اور ذیل مین مضمون موعود کو درج کرتے ہین :-

تعمیل احکام توریت و انجیل کی نسبت

اسلامی اعتقاد

زمانۂ نبوت سے اسوقت تک موجودہ توریت و انجیل وغیرہ کتب سابقہ کی نسبت اہل اسلام کا یہ اعتقاد و متوارث چلا آیا ہے کہ ان کتب کے جو احکام منجانب اللہ ہین اور وہ منسوخ یا امم سابقہ سے مخصوص نہین وہ امت محمدیہ کے لئے واجب العمل ہین - ان احکام پر مسلمانون کا عمل احکام قرآن پر عمل کے ضمن مین پایا جاتا ہے کیونکہ قرآن مجید جملہ احکام واجب العمل کتب سابقہ کا جامع ہے اور ان سب متنون کی گویا ایک شرح - لہذا احکام قرآن کی تعمیل بعینہ ان کتب کے احکام واجب التعمیل کی تعمیل ہے -

یہ اعتقاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب اور ان سے پچھلے مسلمانون مین سے کسی سے منقول نہین کہ موجودہ توریت و انجیل سے بلا واسطہ قرآن اخذ احکام

* حدیث صحیح بھی قرآن کے حکم مین ہے گو اسمین قطعیت و ظنیت کا فرق ہے لہذا جو حکم حدیث صحیح مین وارد ہے اُسکو بھی مسلمان حکم قرآنی سمجھتے ہین اور قرآن کی مثل واجب العمل جانتے - گو مفید یقین و اعتقاد نہین سمجھتے جبتک کہ وہ حد تواتر کو نہ پہنچے - بنا علیہ جو حکم شرائع سابقہ حدیث مین بلا انکار منقول ہے وہ بھی گویا قرآن مین ہے *

واجب ہے۔ اور قرآن کی مانند ان کتب سے تمسک کرنا مسلمانون کا فرض ہے۔ اور غریہ عمل اسنے مردی ہے کہ اونہون نے بلا واسطہ قرآن ان کتب پر اعتماد کیا ہو۔ اور واقعات و حوادث روزمرہ مین ان کتابون سے فتوی لیا ہو۔

اس زمانہ مین بعض مسلمانون کو یہ غلط پیدا ہوگیا ہے کہ موجودہ توریت و انجیل بلا واسطہ قرآن واجب العمل ہے اور ان کتب مین اور قرآن مجید مین بلحاظ عمل و تمسک کوئی فرق نہین ہے۔

اون کا یہ مقولہ ہے کہ "مسلمان ان کتابون کو ویسا ہی پڑھین جیسا کہ قرآن مجید کو پڑھتے ہین اور ان واقعات و حوادث مین جو اون کو روزمرہ پیش آتے ہین ان کتابون سے فتوی لین اور اخذ احکام کرین جیسا کہ قرآن سے اخذ احکام کرتے ہین خصوصاً اون مسائل مین جو قرآن مین نہین ہین اور ان کتب مین موجود ہین"۔

بعضے حضرات قرآن پر یہ مہربانی کرتے ہین کہ ان کتابون کے رتبہ کو رتبۂ قرآن سے کمتر سمجھتے ہین مگر رتبہ حدیث سے بڑھکر یا اوس کے برابر خیال کرتے ہین۔ اون کا یہ مقولہ ہے کہ جو حکم قرآن سے نہ ملے وہ ان کتب سے اخذ کیا جائے۔ ان کتب مین وہ حکم نہ ملے تب کتب حدیث سے لیا جاوے اور کم سے کم یہ کہ ان کتب کو کتب حدیث کے برابر سمجھا جاوے۔

اس مضمون مین ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ یہ دونون خیال و مقال کتاب و سنت و تعامل و توارث سلف امت کے مخالف ہین اور اعتقاد حق تعمیل حکام کتب سابقہ کی نسبت وہی ہے جو صدر مضمون مین بیان ہوا اور موجودہ توریت و انجیل کے احکام بلا واسطہ قرآن واجب الاخذ نہین اور ان کتب کا رتبہ بلحاظ عمل صحیح حدیث کے برابر بھی نہین۔ چہ جائیکہ رتبہ قرآن مجید کے برابر ہو۔

پس واضح ہو کہ احکام توریت و انجیل وغیرہ کتب سابقہ بلحاظ عمل تین قسم ہین

قسم اوّل - وہ احکام ہین جنکا واجب العمل ہونا بشہادت قران ثابت ہے - اس قسم کے دو نوع ہین -

نوع اوّل وہ احکام جو احکام قران کے مطابق ہین یا یون کہین کہ وہی احکام بعینہا احکام قران ہین (جیسے احکام متعلق توحید و صفات و اصول اعتقادیات و بعض عملی فروعات ناقابل تبدیلات) نوع دوم وہ احکام یا افعال و آثار ہین جنکو کتب و انبیاء سابقین سے قران نے نقل کیا ہے اور اون کی تعمیل سے منع نہین کیا اور نہ خاصکر اونکی تعمیل کا حکم دیا ہے بلکہ عام طور پر اوس قسم کے احکام کی پیروی کو ہمارے لئے شروع کیا ہے (جیسے حضرت داود کا سجدہ توبہ جسکا سورہ ص مین ذکر ہے اور اوسکی پیروی کا حکم سورہ انعام کے اس عام حکم سے کہ "تم

وظن داود انما فتناہ فاستغفر ربہ و خر راکعاً و اناب سورہ ص ۲۶

اولئک الذین ھدی اللہ فبھدیھم (سورہ انعام ۱۰۶)

انبیاء سابقین کی پیروی کرو" مستنبط ہو سکتا ہے -

اس قسم کے دو نوع مسلمانون مین واجب العمل سمجھے جاتے اور عمل مین آتے ہین -

نوع اوّل کا عمل مین آنا تو صاف ظاہر ہے کیونکہ مسلمان احکام قران کی تعمیل کرتے ہین اور یہ بعینہ ان احکام توریت و انجیل کی تعمیل ہے جو قران کے مطابق بلکہ عین احکام قران ہین - ایسا ہی نوع دوم کا مسلمانون کے عمل مین آنا ظاہر ہے مسلمان گو اس نوع احکام کی تعمیل مین بیان و نقل قران کی تعمیل کرتے ہین پیروی توریت و انجیل کا قصد نہین رکھتے مگر اس مین پیروی احکام توریت

خود بخود ہو جاتی ہے۔

ان دونوں نوع کی تعمیل کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اتباع کے افعال واقوال ذیل میں پایا جاتا ہے۔

صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل منقول ہے کہ آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے موافق سجدہ کیا۔ سنن نسائی میں آنحضرت صلعم کا یہ قول منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ نے توبۃً سجدہ کیا تھا ہم اسکے شکریہ میں سجدہ کرتے ہیں۔

عن ابن عباسؓ قال ص لیس من عزائم السجود وقد رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسجد فیھا۔ (بخاری ص ۱۴۶)

عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجد فی ص وقال سجدھا داود توبۃً ونحن نسجدھا شکراً (نسائی ص ۱۶۱)

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ کیا سورۃ ص میں سجدہ ہے؟ آپ نے فرمایا بیشک اوسمیں سجدہ ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے نبیوں کے فعل کی پیروی سے مامور تھے۔

عن مجاھد قلت لابن عباس اسجد فی ص فقرء من ذریتہ داؤد وسلیمن حتی اتی نبیکم امر ان یقتدی بھم۔ (بخاری ص ۴۸۶ و ص ۴۶۶ وغیرہ)

ان ہی افعال واقوال سے علمائے اسلام نے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ جو فعل یا حکم انبیائے سابقین سے قرآن میں منقول ہو اور کوئی حکم اس کا مخالف یعنے ناسخ ہماری شریعت میں وارد نہو وہ حکم اہل اسلام کے لئے لائق وتاویز ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ خدا یتعالی کے اس قول میں کہ "ان لوگوں نے ہدایت کی ہے تم

لاشبهة فی ان قوله اولئك الذین هدی الله هم الذین تقدم ذکرهم من الانبیاء وکذلك لاشك فی ان قوله فبهداهم اقتده امر لمحمد علیه الصلوة والسلام وانما الکلام فی تعیین الشئ الذی امر الله محمداً ان یقتدی فیه بهم فمن الناس من قال المراد انه یقتدی بهم فی الامر الذی اجمعوا علیه وهو القول بالتوحید والتنزیه عن کل ما لا یلیق به فی الذات والصفات والافعال وسائر العقلیات وقال آخرون المراد الاقتداء بهم فی جمیع الاخلاق الحمیدة والصفات الرفیعة الکاملة من الصبر علی اذی الاعداء والعفو عنهم وقال آخرون المراد الاقتداء بهم فی شرائعهم الا ما خصه الدلیل وبعد التقدیر کانت هذه الآیة دلیلاً علی ان شرع من قبلنا یلزمنا۔

(تفسیر کبیر ص ۱۲۶ ج ۴)

اون کی ہدایت کی پیروی کرو" ہدایت یافتہ لوگون سے انبیاء مراد ہین اور اون کی پیروی کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا ہے۔ آن امور کی تعیین مین علماء کا اختلاف ہو جنمین پیروی کا حکم ہوا ہے۔ **بعض** کہتے ہین ان امور سے وہ امور مراد ہین جنمین سب انبیاء کا اتفاق ہے (جیسے توحید خدا کا قائل ہونا اور خدا کی ذات و صفات و افعال کو ہر نامناسب اعتقاد و خیال سے پاک سمجھنا) **بعض لوگون** کا یہ قول ہے ان امور سے جملہ اخلاق حمیدہ اور صفات کاملہ مراد ہین جیسے صبر عفو وغیرہ۔ **بعض** کا یہ قول ہے کہ اُن کے سبھی احکام شریعت مراد ہین بجز ان احکام کے جنکو مستثنیٰ و مخصوص کیا گیا ہے اِس قول سوم کے رو سے پہلی شریعتین ہمارے لئے واجب العمل ٹھہرتی ہین۔

ایسا ہی تفسیر **فتح البیان** مین لکھا ہے۔ اور قول سوم کی تائید مین اِن احادیث سے استدلال کیا ہے جو **بخاری** اور **نسائی** سے منقول ہو چکی ہین۔

اور وہ ہمارے مضمون "اقسام ملازمت" کو نہین دیکھہ سکے ان مفتریات کا کذب ہونا
تفصیل ثابت کرینگے جب ہم مقام بیان شہادت مخالفین پر پہنچین گے - بالفعل ہم
بیان شہادت موافقین کی طرف متوجہ ہوتے ہین -

* سردست اسقدر کہنے سے ہم رک نہین سکتے کہ ان باتون مین سے ہمارے ذمہ
لگائی گئی ہین ہمنے ایک بھی نہین کہی - نہ یہ کہا ہے کہ سود حلال ہے نہ یہ
کہ جس نوکری مین احکام اسلام کا خلاف کیا جاوے وہ جائز ہے نہ یہ کہ نوع
اول قسم سوم ملازمت جس مین احکام شریعت کا خلاف ہی کرنا پڑے مشتبہ ہے -
نہ یہ کہ مشتبہات سے (جنسے بچنے کا شریعت مین حکم ہے) فرشتون کے سوا کوئی
مومن - ولی - متقی - نبی بچ نہین سکتا - نہ یہ کہ عالمون کی مجالس مین جو دن
رات تعلیم دین مین مصروف ہین لوگ نہ جائین بلکہ پادریون - نیچریون -
کرانیون کے مدارس مین جائین نہ یہ کہ جن نوکریون مین احکام شریعت کا خلاف
کرنا پڑتا ہے وہ ان حزنون اور پیشون پر ترجیح رکھتے ہین جنکی شرع مین
اجازت ہے اور وہ فعل انبیا سے ثابت ہین نہ یہ کہ تین سال گذر جانے کے بعد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸۰

صاف اور صریح دلیل ہے اسوقت وہ مستقل بادشاہ نہ ہوتے یا بادشاہ مصر
اوسوقت اسلام مین داخل ہوکر اپنی جگہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہ
مصر مقرر کرکے خود معزول ہو بیٹھتا اور آئین مصری منسوخ و موقوف ہوکر شریعت
یعقوبی پر سلطنت کا عملدرآمد ہوتا تو خدا تعالے نہ آئین مصری کا نام لیتا
نہ اس آئین کے روسے یوسف علیہ السلام کے بہائی کو لینے پر قادر نہونے کا
ذکر فرماتا - یہہ بات اہل اعتراض کی پوری توجہ کے لایق ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

صاحب فتح البیان نے کتاب حصول المامول مین اس قول سوم کو (جو حصول المامول مین دوم ہے) اکثر حنفیہ و شافعیہ اور مالکیہ اور ایک جماعت اہل کلام اور امام محمد بن حسن اور ابن حاجب کا قول قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ بعض علمانے اس مین یہ تفصیل کی اور شرط لگائی ہے کہ شریعت سابقین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے معلوم ہو اور دلیل سابقہ سے مخصوص یا منسوخ نہو اور کہا ہے کہ اس تفصیل کو امام قرطبی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور یہ تفصیل اس قول کے ساتھ ضروری ہے کیونکہ کتب سابقہ مین تحریف و تبدیل کا واقع ہونا معلوم ہو چکا ہے لہذا جس شخص نے ان کتب کے احکام کو واجب العمل کہا ہے اس کی کلام مین یہ قید ملحوظ و ماخوذ ہے جس سے کوئی شخص

الثالث انه کان متعبدا بشرع من قبله الا ما نسخ منه وبه قال اکثر الشافعیة والحنفیة وطائفة من المتکلمین واختاره محمد بن الحسن وابن الحاجب وذهب الیه معظم المالکیة الثالث الوقف وفصل بعضهم فقال اذا بلغنا شرع من قبلنا علی لسان الرسول اوسمعناه من اسلم کعبد الله بن سلام وکعب الاحبار ولم یکن منسوخا ولا مخصوصا فانه شرع لنا وممن ذکر هذا القرطبی ولا بد من هذا التفصیل علی قول القائلین بالتبعید لما هو معلوم من وقوع التحریف والتبدیل فاحفظ هذا القید ولا تظن احداً منهم یاباه۔

(حصول المامول ص۹۶)

انکار نہین کر سکتا"۔

* نقل عبد السلام بن سلام وامثاله من مصلی اهل الکتاب لا یجدی نفعاً انما کان اصل الکتاب محرفاً فهو کذلک وان کانوا صادقین فی النقل فانما ینقلون من اهل محرف فقول من اعتبر نقلهم انما صدر من قلة تدبر فلذا لم نتعرض بترجمة هذا المتن (ایڈیٹر)

کتاب توضیح مین ہے "پہلی شریعتین بعض علما کے نزدیک اہل اسلام کے حقین واجب العمل ہین جب تک کہ ازانجملہ کسی حکم کے منسوخ ہونے پر کوئی دلیل قایم نہو - اسپر وہ قول خداوندی دلیل پیش کرتے ہین - "اے رسول تو اون انبیاء علیہم السلام کی ہدایت کی پیروی کر" اور یہ قول کہ "قرآن اگلی کتابون کی تصدیق کرتا ہے"

بعض علما کا یہ قول ہے کہ ہمارے لئے ان شریعتون کی پیروی واجب نہین ہے کیونکہ خدا تعالے نے فرمادیا ہے کہ "ہمنے تم مین سے ہر ایک کے لئے ایک ایک شریعت بنادی ہے" اور یہ بھی اسکی وجہ ہے کہ پہلی شریعتین خاص خاص اوقات اور مکانون کے لئے مخصوص رہی ہے اور اون اقوال خداوندی مین جنسے پیروی کا لزوم ثابت کیا جاتا ہے اصول اعتقادی (توحید وغیرہ) مراد ہین نہ فروعات عملی - بعض علما کا یہ قول ہے کہ وہ شریعتین ہمارے لئے واجب العمل ہین مگر اس اعتقاد سے کہ وہ پہلون کی شریعتین ہین بلکہ اس اعتقاد سے کہ وہ اب ہمارے لئے شریعتین بن گئی ہین - کیونکہ

فصل فی شرائع من قبلنا وھی تلزمنا حتی یقوم الدلیل علی النسخ عند البعض بقولہ تعالیٰ فبھدیھم اقتدہ وقولہ تعالیٰ مصدقا لما بین یدیہ وعند البعض لا بقولہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا ولان الاصل فی الشرائع الماضیۃ الخصوص لا البدلیل کما فی مکان وما ذکروا وھو قولہ تعالیٰ فبھدھم اقتدہ وقولہ تعالیٰ مصدقا لما بین یدیہ فذلک فی اصول الدین وعند البعض تلزمنا علی انہ شریعۃ لنا بقولہ تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا الایہ والارث یصیر ملکا للوارث مخصوصا بہ فنعمل بہ علی انہ شریعۃ لنبینا محمد صلی اللہ علیہ السلام بقولہ علیہ السلام لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی وما ذکروا غیر مختص بالاصول بل فی الجمیع علی ان النسخ لیس تغییرا بل ھو بیان لمدۃ الحکم والمذھب عندنا ھذا لکن لا یلیق الاعتماد علی کتبھم لتحریف شرطنا ان یقص اللہ علینا

سن غیر انکار ۔	خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ "پھر ہنے کتاب کا وارث
(توضیح ص ۲۳۶)	اون لوگون کو بنایا جنکو چن لیا" (یعنے مسلمان

کیا) اور جو چیز کسی کی وراثت مین آتی ہے وہ اُسکے ملک ہو جاتی ہے (یعنے سورث کے ملک نہین رہتی - لہذا ہم ان شریعتون پر اس اعتقاد سے عمل کرینگے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت ہے - یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ "اگر اسوقت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے پیرو ہوتے" اور جو اُنہون نے کہا ہے کہ پہلی شریعتین ہماری شریعت ہے وہ صرف اصول دین سے مخصوص نہین ہے بلکہ بہی احکام کو شامل کیا ہے جسمین فروعات بھی داخل ہین - ازانجملہ بعض احکام منسوخ ہوگئے ہین تو اس سے شریعت بدل نہین گئی بلکہ اُن احکام کی مدت تعمیل بیان ہوئی ہے - ہمارے نزدیک مذہب حق یہی (قول سوم) ہے لیکن اس مین یہ شرط ضروری ہے کہ ان شریعتون کا علم ہمکو خدا تعالیٰ کے بیان سے (قران مین یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر) ہو - یہود و نصاریٰ کی موجودہ کتب سے ان شریعتون کا علم و یقین حاصل نہین ہوسکتا - کیونکہ ان کتابون مین تبدیل و تحریف ہو چکی ہے - لہذا ان کتابون کی نقل و بیان پر اعتماد نہین رہا" - ان عبارات محصول الماموں اور توضیح مین جو تحریف کا ذکر ہوا ہے اوسکا تفصیلی ثبوت عنقریب دیا جائیگا -

ان **اقوال** و آثار سے **بخوبی ثابت** ہے کہ احکام قسم اول کے دونو نوع کی اہل اسلام بخوبی تعمیل کرتے ہین مگر تعمیل احکام قران کے ضمن مین یا قران کی نقل و شہادت سے اس تعمیل مین وہ موجودہ توریت و انجیل سے بلا واسطہ تمسک نہین کرتے اور نہ اُن کو اس لائق سمجھتے ہین -

اس امر کی تائید مین ہم **امام رازی** کا ایک اور بھی قول نقل کرنا مناسب محل خیال کرتے ہین - امام رازی اپنی کتاب **محصول** مین فرماتے ہین - اس دعوی پر

الحجة الثانية انه عليه السلام لو كان
متعبدا بشرع من قبله لوجب على علماء
الاعصار ان يرجعوا في الوقائع الى من
قبله ضرورة ان التاسي به واجب حيث
لم يفعلوا ذلك علمنا بطلان ذلك الحجة
الثالثة لو كانت تلك الكتب حجة علينا
لكان حفظها من فروض الكفايات
كما في القران والاخبار ولرجعوا اليها في
مواقع اختلافهم حين اشكل عليهم كمسئلة
العول وميراث الجدة والمفوضة
وبيع ام الولد وحد الشرب والزنا في غير
النسبة ودية الخنثى والرد بالعيب بعد
الوطي والتقاء الختانين وغير ذلك من
الاحكام ولما لم ينقل عن واحد منهم مع طول
اعمارهم وكثرة وقائعهم واختلافاتهم
مراجعة التوراة لاسيما وقد اسلم من
احبارهم من يقوم الحجة بقولهم كعبد الله بن
سلام وكعب ووهب وغيرهم ولا يجوز القياس
الا بعد الياس من الكتاب وكيف يحصل الياس
قبل التعلم فدل على انه ليس بحجة الحجة الرابعة
انه عليه السلام صوب معاذا على حكمه

کہ پہلی کتابون کا اتباع ہمپر واجب نہین
دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان شریعتون کی
(یعنے جو ان کتابون مین پائی جاتی ہے)
پیروی کرتے تو علماء ہر زمانہ پر یہ امر واجب
قرار پاتا کہ وہ اپنے واقعات اور حوادث
پیش آمدہ مین ان کتابون کی طرف
مراجعت کرین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے فعل کی پیروی اُنپر واجب
ہے اور جب اونہون نے یقیناً ایسا
نہین کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ امر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی
وقوع مین نہین آیا - اس سے ان کتابون کا
واجب العمل ہونا باطل ہوا -
تیسری دلیل - اگر وہ کتابین ہمارے
لئے لایق دستاویز ہوتین تو ان کتابونکو
یاد کرنا ہمارے لئے فرض کفایہ ہوتا جیسا کہ
قران وحدیث کا یاد کرنا فرض کفایہ ہے
اور نیز علماء باہمی اختلاف کے موقعون پر
ان کتابون کی طرف رجوع کرتے جب انکو
بعض مسائل مین اشتباہ ہوا تھا جیسے فرائض کا

باجتهاد نفسه اذا عدم حکم الحادثة فی الکتاب والسنة وکان متعبدا بحکم التوراة کما تعبد بحکم الکتاب لم یکن له العمل باجتهاد نفسه حتی ینظر فی التوریة والانجیل فان قلت انّ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لم یصوب معاذا فی العمل بالاجتهاد اذا عدم فی الکتاب والتوریة کتاب ولانه لم یذکر التوریة لان فی القرآن آیات دالة علی الرجوع الیها کما انه لم یذکر الاجماع لهذا السبب قلت الجواب عن الاول من وجهین الاول انه لا یفهم من اطلاق الکتاب الا القرآن فلا یحمل علی غیره الا بدلالة الثانی انه لم یعهد من معاذ فط تعلم التوراة والانجیل الی الغایة بتمییز المحرف منها عن غیره کما عهد منه تعلم القرآن وبه ظهر الجواب عن الثانی

(محصول رازی)

مسئلہ عمل (اور جدہ زن متوفیہ کی میراث اور ام ولد کی) بیع اور شراب کی حد۔ اور مخنث کی دیت۔ اور زید کبیر کا عبد اور کاہم بستری کے بعد واپس کرنا اور مباشرت بلا انزال سے غسل کا واجب ہونا وغیرہ وغیرہ

اور یہ امر کسی ایک سے بھی منقول نہیں کہ اونہون نے اپنی تمام عمر مین باوجود کثرت وقائع اور باہمی اختلافات کے توریت کی طرف رجوع کیا ہو خاصکر اُن حالتون جبکہ یہودیون کے علما مسلمان ہوگئے تھے (جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب احبار اور وہب بن منبہ جنکے اقوال بیان احکام توریت مین بالاتفاق سند ہین) یعنی انکی ذریعہ سے یہ رجوع آسان تھا۔ پھر نہوا اور آن مسائل مین اونہون نے اپنی ہی قیاس کی طرف رجوع کیا۔ جو حکم

کتاب اللہ کو جو دسترس سے مایوسی کے بعد جائز ہوتا ہے اور مایوسی کتاب اللہ کو سیکھنے کے پہلے ہو نہین سکتی جب اونہون نے ان کتابون کو نہین سیکھا اور نہ اون کا حکم پوچھا تو اس سے معلوم ہوا کہ اونہون نے ان کتابون کو لائق دستاویز نہین سمجھا

ہ دعورت جبکہ بروقت وضع حمل شوہر نے قتل انہم بسری وفات پائی ہو۔

چوتھی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ کے اس قول کو کہ "مین کتاب اللہ اور سنت مین کوئی حکم نہ پاؤنگا تو اپنے اجتہاد سے فتویٰ دونگا" پسند کیا۔ اور اگر انکو توریت کی پیروی کا حکم ہوتا تو اون کا اپنے اجتہاد پر عمل کرنا جائز نہوتا جب تک کہ توریت وانجیل کو دیکھ نہ لیتے۔ اس دلیل پر اگر یہ **اعتراض** ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ کو تب ہی اجتہاد کی اجازت دی ہے جب کتاب اللہ مین کوئی حکم نہ ملے اور توریت بھی تو کتاب اللہ ہے **دوسرا اعتراض** توریت کا صاف نام اونہون نے اسلئے نہین لیا تھا کہ توریت کی طرف رجوع کرنے کا حکم قران مین آچکا ہے۔ لہذا قران کی طرف رجوع کرنا خود توریت کی طرف رجوع دلالت ہے تو **پہلے اعتراض** کا جواب دو وجہ سے ہے وجہ اول یہ کہ (مسلمانون مین) لفظ کتاب اللہ بے قید بولا جاتا ہے تو اس سے قران مراد ہوتا ہے۔ لہذا اس سے توریت وانجیل بلا دلیل مراد نہین ہوسکتی۔ وجہ دوم یہ ہے کہ حضرت معاذ بن جبل سے کہین ثابت نہین ہوا کہ اونہون نے توریت و انجیل کو سیکھا۔ یا اون کے غیر محرف احکام سے محرف احکام کی تمیز کی ہو جیسا کہ قران کا پڑھنا اور سیکھنا اُن سے بخوبی ثابت ہے۔ اس وجہ سے **دوسرے اعتراض کا جواب** بھی اوہو گیا کہ موجودہ توریت وانجیل کی طرف ہرگز مین رجوع کرنے کا قران مین حکم ہوتا تو حضرت معاذ ان کتابون کو پڑھتے اور سیکھتے اور ان کی طرف کبھی رجوع کرتے"

اس عبارت سے ہماری بیان کی پوری تائید ہوتی اور یہ بات بخوبی صاف ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانون کا عمل جو قسم اوّل کے دونوع پر پایا جاتا ہے وہ بضمن احکام قران یا بواسطہ نقل وبیان قران پایا جاتا ہے۔ یہ کتابین بلا واسطہ مسلمانون مین لائق عمل وتمسک نہین بھی گئین۔

قسم دوم۔ وہ احکام ہین جو احکام قران کے صریح مخالف ہین۔ یہ احکام بھی

دو نوع ہین۔

نوع اول - وہ احکام جن کو کتب یا انبیاء سابقین سے قرآن مجید نے نقل کیا ہے۔

نوع دوم - وہ احکام جو توریت و انجیل مین موجود ہین۔

اس قسم کی نوع اول کی نسبت مسلمانون کا یہہ اعتقاد ہے کہ ان احکام کو احکام قرآن نے منسوخ کر دیا ہے اور اب ان کی تعمیل کا وقت نہین رہا۔

تجویز نسخ پر جو عیسائی لوگ اعتراضات کرتے ہین وہ جداگانہ ہین جن کا جواب اہل اسلام ان کو دے چکے ہین اس تجویز سے مسلمانون سے ترک عمل کا الزام تو دور

---

* تجویز نسخ پر عیسائی ایک یہ عقلی اعتراض کرتے ہین کہ احکام سلطنت کسی حکم کو تب ہی منسوخ کرتے ہین جبکہ ہو سکین کوئی نقصان مشاہدہ کرتے ہین جبکہ وہ بوقت تجویز حکم علم نہین رکھتے اور یہ امر خدائے تعالی کی شان مقدس کے مخالف ہے۔

دوسرا یہ عقلی اعتراض کہ احکام توریت کی نسبت انجیل متی باب ۵ - آیت ۱۸ مین صاف کہا گیا ہے - "یہ خیال مت کرو کہ مین توریت یا نبیون کی کتاب منسوخ کرنیکو آیا ہون منسوخ کرنیکو نہین بلکہ پورا کرنیکو آیا ہون (۱۸) کیونکہ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ جبتک کہ آسمان زمین ٹل نجائین توریت کا ایک نقطہ یا شوشہ نہ ٹلیگا" پھر کیونکر ممکن ہے کہ احکام توریت احکام قرآن سے منسوخ ہون۔

اہل اسلام اعتراض اول کا یہ جواب دیتے ہین کہ خدا تعالی کا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرنا احکام سلطنت کے نسخ کی مانند نہین ہے جبکہ اپنے قانون کی تاثیر کا علم پہلے سے نہین ہوتا - بلکہ وہ نسخ اون ظاہری تبدیلات حکیم حاذق کی مانند ہے جسکو اپنی تجویزات اور ادویہ کی تاثیر کا پورا علم ہوتا ہے پر وہ تبدلات مزاج مریض

ہوا۔ کیونکہ کسی عمل کا تارک وہی شخص کہلاتا ہے جو اس عمل کا مجاز و مامور ہو۔ اور جو شخص کسی عمل سے اپنے آپکو ممنوع (روکا گیا) خیال کرے وہ اسکی ترک سے تارک نہیں کہلا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان قرآن کے تارک العمل نہیں کہلاتے ہیں۔ باوجودیکہ بعض احکام قرآن کو منسوخ سمجھکر وہ عمل میں نہیں لاتے۔

اور اس قسم کے نوع دوم کی نسبت اول تو مسلمانوں کو یہ شک ہے کہ شاید اس نوع میں یہود و نصاریٰ کی تحریف و تبدیل کا دخل ہو۔ لہذا وہ اس نوع کی نسبت ہی اعتقاد رکھتے ہیں جو قسم سوم کی نسبت بیان ہوگا اور بفرض تسلیم اس امر کے کہ وہ احکام منجانب اللہ ہیں یہود و نصاریٰ کی تحریف کا انمیں دخل نہیں ہے ان احکام

کی رعایت سے اُن تجویزات (ادویہ) میں بظاہر تبدیلیاں کرتا ہے (جو صرف مریض کی نظر میں تبدیلات دکھائی دیتی ہیں۔ حکیم کے علم و قرارداد میں تبدیلات نہیں ہوتیں) مثلاً جب حکیم حاذق ایک بیمار کو صفراوی بخار میں مبتلا دیکھتا ہے تو اوسکے حق میں یکبارگی یہ تجویز نہیں ٹھہرالیتا ہے کہ پہلے اسکو مبرد استعمال کراوینگا۔ پھر منضج پلاوینگا اسکے بعد مسہل دینگا۔ اسکے بعد کونین وغیرہ کہلاوینگا ان تجویزات کے مطابق پہلے وہ اسکو سکنجبین وغیرہ پلاتا ہے پھر اسکو منسوخ کرکے بنفشہ وغیرہ کا نفوع دیتا ہے پھر اسکو منسوخ کرکے ناد غیرہ کا سفوف دیتا ہے پھر اسکو منسوخ کرکے کونین کہلا دیتا ہے۔ اسکے بعد شربت لیمون وغیرہ پلا دیتا ہے۔ اس معالجہ میں گو مریض کی نظر میں حکیم نے چند تبدیلیاں کی ہیں مگر اوسکے علم و قرارداد میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ یہ ظاہری تبدیلات پہلے سے اوس کے علم میں مقرر تھیں اور اون کا ظہور تبدلات مزاج مریض کے مطابق اور مناسب حال ہوا ہے ان تبدیلات کے سبب سے اوس حکیم کو

کی نسبت بھی وہ فسخ کا اعتقاد رکھتے ہین جیسا کہ نوع اول کی نسبت رکھتے ہین اور اسوجہ سے وہ اس نوع کے احکام کے بھی تارک نہین کہلا سکتے۔

قسم سوم ان کتابون کے وہ احکام ہین جنکی تصدیق یا مخالفت سے قران اور صاحب قرآن آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ساکت ہین۔ ان احکام کی نہ قران یا حدیث مین تائید و موافقت پائی جاتی ہے نہ رد و مخالفت اس قسم کی **نسبت** مسلمان یہ شرطی و اجمالی **اعتقاد** رکھتے ہین کہ اگر وہ احکام منجانب اللہ ہین تو ہمنے اون کو مانا اور انکے موقعہ پر اون کا واجب العمل ہونا تسلیم کیا۔

اس **اعتقاد** کی **ہدایت** اُنکو **آنحضرت** صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کی ہی

عن ابی ھریرۃ قال کان اھل الکتاب یقرؤن التورٰۃ بالعبرانیۃ و یفسرونھا بالعربیۃ لاھل الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم وقولوا امنا باللہ وما انزل اٰیتہ (بخاری ص ۶۴۴ - ۱۰۹۴ - ۱۱۲۵)

چنانچہ صحیح بخاری مین یہ حدیث مروی ہی کہ یہودی مسلمانون کو عبرانی مین توریت پڑہکر سُناتے اور عربی مین اوس کا ترجمہ کرکے اوس کا مطلب سمجہاتے تھے۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! تم نہ اہل کتاب کی تصدیق

کوی نہین کہہ سکتا کہ اوسنے اپنے پہلے نسخہ مین کوئی نقصان دیکھا تب اوسکو بدلا۔ پہلے سے اوسکو اس نقصان کا علم نہ تھا۔ ہوتا تو وہ پہلے سے وہ نسخہ تجویز کرتا جو اخیر تجویز کیا۔

دوسرے اعتراض کا جواب اہل اسلام یہہ دیتے ہین کہ بعض احکام توریت کو (جیسے سبت کی تحریم و ختنہ وغیرہ وغیرہ) انجیل والون نے خود بدل دیا ہے۔ دیکھو (پیدایش باب ۲ - آیت ۳ و باب ۹ - آیت ۱۲ - ۱۷ آیت ۱۰ و خروج باب ۲۰

کرو اور نہ تکذیب - اور یہ کہو کہ ہم اسپر ایمان لائے - جو خدا تعالی کی طرف سے اُتارا گیا ہے -

امام احمد و بزار وغیرہ کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توریت

واحمد و ابزار و اللفظ له من حدیث جابر قال نسخ عمر کتابا من التورته بالعربیة فجاء به الی النبی صلے الله علیه وسلم فجعل یقرء و وجه النبی صلی الله علیه وآله وسلم یتغیر فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تسالوا اهل الکتاب عن شیٔ فانهم لن یهدوکم وقد ضلوا وانکم اما ان تکذبوا بحق او تصدقوا ببا طل والله لو کان موسی بین اظهرکم ما حل له الا اتباعی (قسطلانی شرح بخاری صفحہ ۵۳ جزو ۱۰)

کا عربی ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پڑھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک (غصہ سے) متغیر ہوگیا اور آپ نے فرمایا تم اہل کتاب سے کچھ پوچھا نکرو وہ خود گمراہ ہو گئے ہین تمکو کبھی ہدایت نہ کرین گے - (اُن سے تم پوچھوگے تو) حق کی تکذیب کروگے (یعنے اگر حق بات کو نہ مانا) یا ناحق کی تصدیق کروگے (یعنے اگر سہی باتون کو مان لیا)"-

آیت ۱۱ و احبار باب ۱۲ - آیت ۳ جن مین سبت و ختنہ کے احکام ہین - اور اعمال ۱۵ - آیت ۱۹ سے ۳۰ - اور گلیسیون باب ۲ - آیت ۱۴ جن مین ان احکام کو منسوخ کیا گیا ہے پس جو اس تبدیلی کا جواب انجیل کی طرف سے ہے وہی قرآن کی طرف سے ہے - بعض عیسائی اسکا یہہ جواب دیتے ہین کہ ان تبدیلات مین انجیل نے احکام توریت کی تکمیل کی ہے نہ محض تبدیل یہی جواب قرآن کی طرف سے دیا جا سکتا ہے کہ قرآنی تبدیلات مین احکام سابقہ کی تکمیل ہوئی ہے -

شہادت موافقین کا بیان

مضمون "اقسام ملازمت" مین جو کچہہ ہمنی کہا ہے اس مین کوئی ایک بات بھی ایسی نہین ہے

حق دار کا حق باطل کرنا جائز ہے یہ سب ہمپر افترا ہین جسپر ہم دردِ دل سے کہتے ہین کہ جو ان باتون کا قائل ہے خداوند تعالی اُسپر ہزار لعنت کرے - اور جو کسی پر ناحق افترا باندھے اوسپر بحکم لعنت اللہ علے الکاذبین ہزار نہ سہی پانسو ہی لعنت ہو - ملا صاحب سچے ہین تو اسپر آمین کہین - اور اگر کچہہ غیرت و حمیت رکہتے ہین تو ان باتون کو ہمارے کلام سے اور خاصکر ان فقرات (صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۶) سے جسکو وہ نقل کرتے ہین نکال دین اور معقول انعام پائین جسکی ذریعہ سے وہ ناجائز اموال مسلمین سے بچ جائین ٭

ہم قسم کے ساتھ اُن کو وعدہ دیتے ہین کہ اگر وہ ان باتون کو ہماری کلام سے صریح طور پر نکالدین تو ہم ایک ایک بات پر سو سو روپیہ انعام دین گے اور اگر وہ کوئی بات ہماری کلام کے مفہوم سے ثابت کر دین جسکو تین منصف مسلم الطرفین جو علوم عقلیہ و نقلیہ مین دخل رکہتے ہون تسلیم کرلین تو ہم ہر ایک بات پر ۵۰ انعام دینگے - ملا صاحب اس امر پر مستعد ہون تو ہم منصفون کے نام لین جنسے وہ تین شخصون کو انتخاب کرلین اور روپیہ بہی جہان وہ چاہین بطور امانت رکہوالین - یہہ نہو سکے تو خدای جبار - قہار سے ڈرین اور ان مفتریات سے توبہ کا اشتہار دین اور یہ بہی وہ غور کرین کہ کس باپ کے بیٹے ہین ان کو ایسے مفتریات پر جرأت و اصرار کب زیبا ہے ٭

اِس ارشاد ہدایت بنیاد کی وجہ یہ ہے چنانچہ مجمع البحار وغیرہ مین لکہا ہے کہ اُن کی کتابون مین تحریف وتبدیل واقع ہو چکی ہے - لہذا جن باتون کی قران یا حدیث مین تصدیق یا مخالفت پائی نہین جاتی - ان کی نہ تصدیق مناسب ہے کیونکہ شاید وہ انکی بناوٹی اور محرف باتین ہون اور نہ انکی تکذیب مناسب ہی کیونکہ شاید وہ منجانب اللہ اور غیر محرف ہون ان باتونکی نسبت یہی شرعی و اجمالی ایمان تسلیم مناسب ہے

وح لا تصدقوا اهل الكتاب فلعله مما هو محرف ولا تكذبوهم فلعله حق بل قولوا امنا بجميع ما انزل فان كان حقا يدخل فيه والا لا -

(مجمع البحار ج ۲ ص ۲۳۹)

کہ اگر وہ باتین منجانب اللہ ہین تو ہمارا اُن پر ایمان ہے نہین تو نہین - ان کتابون مین تحریف کے وقوع اور وجود سے قران مجید نے خود خبر دی ہے - ایک آیت مین ارشاد ہوا ہے "(مسلمانو!) کیا تمہین یہ امید ہے کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) تمہاری تصدیق کرین گے - اون مین تو ایسے لوگ ہین جو خدا کا کلام سنتے تہے پہر جان بوجھکر اوسکو بدل ڈالتے تھے"-

افتطمعون ان يؤمنوا لكم وقد كان فريق منهم يسمعون كلام الله ثم يحرفونه من بعد ما عقلوه وهم يعلمون -

(بقرہ رکوع ۹)

تصرف تبدیل -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹

جس مہربان دوست کی پاسخاطر سے یہ مضمون لکہا گیا ہے وہ اِس امر کا قایل ہی کہ بعض احکام توریت احکام قران سے منسوخ ہو گئے ہین - اِسوجہ سے ہم اِس بحث مین زیادہ تفصیل ضروری نہین سمجہتے - اور حضرات عیسائیون کی تسلی تو ہمسے پہلے مولفین کتب مناظرہ اہل کتاب بخوبی کر چکے ہین - لہذا انکی خاطر سے

ایک اور آیت مین ارشاد ہے اون کے لئے خرابی ہے جو اپنے ہاتھون سے کتاب (آیات و الفاظ کتاب) لکھتے ہین پھر یہہ کہتے ہین کہ یہ خدا کی طرف سے ہین تاکہ اُسپر تھوڑا (دنیاوی) مول لین۔

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا۔
(بقرہ رکوع ۹)

ایک اور آیت مین ارشاد ہے۔ "یہودیون مین ایسے لوگ ہین جو خدا کے بول (یعنے آیات و کلمات) کو اپنے ٹھکانے سے بدلدیتے ہین اور مُنھ سے کہتے ہین ہمنے سُنا اور دل سے کہتے ہین ہمنے نہین مانا"۔

من الذین ھادا یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا۔
(نساء ع ۷)

ایک اور آیت مین ارشاد ہے۔ "یہودیون کی عہدشکنی کے سبب ہمنے اونکو پھٹکارا اور اون کے دلون کو سخت کردیا ہے وہ خدا کے بول اپنے ٹہکانے سے بدلتے ہین اور نصیحت سے فایدہ لینا بھول گئے ہین تو ہمیشہ اون کی خیانت (یعنے کتاب مین اول بدل) دیکھتا رہے گا۔ بجز تھوڑے لوگون کے ان مین سے"۔

فبما نقضھم میثاقھم لعنھم وجعلنا قلوبھم قسیہ یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا بہ ولا تزال تطلع علی خائنۃ منھم الا قلیلا منھم۔
(مائدہ ۳ رکوع ۶)

ایک اور آیت مین ارشاد ہے یہودیون مین بعض جاسوسی کرتے ہین

بھی یہ تفصیل ضروری نہین وہ ان کتابون کو ملاحظہ فرمائین اور انکی دلائل کا جواب دین اگر کچھ عذر رکھتے ہین۔

ومن الذین ھادا اسمعون للکذب سمعون لقوم اخرین لم یاتوک یحرفون الکلم من بعد مواضعہ (مائدہ - رکوع ۶)	جھوٹ بولنے کو - وہ جاسوس ہین دوسرون کے جو تیرے پاس نہین آے - وہ خدا کے بول بدل ڈالتے ہین اوس کی جگہ مقرر ہونے کے بعد"۔

اِس تحریف کے باب مین اکثر **علماء اسلام** کا یہی **قول** ہے کہ اس سے تحریف **لفظی و معنوی** دونو مراد ہین - اہل کتاب نے اپنی کتابون کے بعض الفاظ کو بھی بدل دیا ہے جیسا کہ اون کے معانی مین باطل تاویلین کی ہین بعض علماء کا یہ قول ہے کہ ان کتابون مین **صرف معنوی** تاویلین ہوی ہین یعنی اہل کتاب نے توریت و انجیل کے معانی و مراد کو تاویل باطل سے بدل دیا ہے - اُنکے الفاظ مین تصرف نہین کیا۔

اِس **قول دوم** کے **قائل ایک** امام بخاری ہین جو اپنی کتاب صحیح کے خاتمہ مین حضرت ابن عباس سے ایک اور لفظ ("رقیب") کی تفسیر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہین کہ "یحرفون" بمعنے "یزیلون" ہے جسکا مطلب یہ ہی کہ اہل کتاب اپنی کتابون سے کچھ نکالڈالتے یا ملادیتے

قال ابن عباس یکتب الخیر والشر - یحرفون یزیلون ولیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب اللہ ولکنہم یحرفونہ یتاولونہ علی غیر تاویلہ۔ (بخاری ص ۱۱۲۷)	

اُسکے بعد آپ فرماتے ہین کتاب اللہ کے الفاظ کو کوی شخص کتاب سے نکال نہین سکتا - اونکی ازالہ سے یہی مراد ہے کہ وہ لوگ اُسمین ایسی تاویل کرتے جو درحقیقت اُسکی تاویل و مراد نہوتی"۔

دوسرا **قایل** اِس قول دوم کا حضرت ابن عباس کو بنایا گیا ہے - اور امام بخاری کا یہ قول اخیر حضرت ابن عباس کا قول ٹھرایا گیا ہے - اور حقیقت مین یہ

صرف اشتباہ یا مغالطہ ہے یہ قول بخاری کا اپنا قول ہے - اسباب مین ابن عباس کا قول ہے تو صرف اس سے پہلا قول ہے کہ "یحرفون" یعنے یزیلون" ہے جس سے بلا تکلف تحریف لفظی مراد ہو سکتی ہے اور اسکی تفسیر صریح وصحیح یہ بن سکتی ہے کہ اہل کتاب الفاظ توریت کو توریت سے نکالدیتے تھے اور انکی جگہ اور الفاظ اپنی طرف سے رکھ دیتے - اسپر ایک روشن دلیل یہ ہے کہ یہ بات حضرت ابن عباس نے صاف اور صریح کہدی ہے - چنانچہ اسی صحیح بخاری کی کتاب التوحید وکتاب الاعتصام وکتاب الشہادت وغیرہ مین حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اونہون نے مسلمانون سے مخاطب ہوکر فرمایا ہے تم اہل کتاب سے کیونکر کچھ پوچھتے ہو - حالانکہ تمہارے نبی پر نازل ہوی ہے خدا کی طرف سے وہ تازہ کر بانئی آئی ہے - وہ خالص ہے - اسمین کچھ ملونی نہین ہوی اور اہل کتاب کی نسبت خدا نے تمکو یہ خبر دی ہے کہ اُنہون نے اپنی کتابونکو بدل دیا ہے - اپنے ہاتھون سے کچھ لکھا اور کہدیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اسکے بدلے تھوڑا مول لین سکیا جو تمکو خدا نے علم دیا ہے وہ اہل کتاب کے استفسار سے تمکو مانع نہین ہے ؟ بخدا اُن مین کوئی ایسا نہین ہے جو تمہارے دین کی بات تم سے پوچھتا ہو (یعنے پھر تم اُن کے دین کی بات اُن سے کیون پوچھتے ہو)

ان ابن عباس قال یا معشر المسلمین کیف تسئلون اھل الکتاب عن شئی وکتابکم الذی انزل علی نبیکم احدث الاخبار باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ ان اھل الکتاب بدلوا کتاب اللہ وغیرہ وکتبوا بایدیھم الکتب وقالوا ھو من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا الا ینھکم ما جاءکم من العلم عن مسئلتھم لا واللہ ما راینا منھم رجلا یسئلکم عن الذی انزل علیکم -
(بخاری ص ۳۶۹-۱۰۹۴-۱۱۱۲)

اِس قول مین حضرت ابن عباس سے صاف ثابت ہے کہ خالص اور ملونی

صرف قران مجید ہے - اور پہلی کتابون مین اہل کتاب کے اول بدل کی بھی ملونی ہے -
جس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ وہ قول امام بخاری کا اپنا قول ہے حضرت ابن عباس
کا وہ قول ہرگز نہین ہو سکتا - اور اِس قول کی دستاویز سے ابن عباس کو قایل تحریف
معنوی بنانا اشتباہ و مغالطہ ہے وبس -

تیسرا قایل قول دوم کا امام رازی کو بنایا گیا ہے جسکا منشا یہ ہے کہ امام رازی نے
بعض آیات قران مین (جن مین تحریف اہل کتاب کا بیان ہے) تحریف معنوی کا
مراد ہونا بیان کیا اور اسکو اصح کہا ہے - اس سے بعض لوگون نے یہ سمجھ لیا کہ امام
صرف تحریف معنوی کے قایل ہین اور ایسا سمجھنے مین اُنہون نے دھوکا کھایا اور یہ
خیال نکیا کہ اور آیات کی تفسیر مین امام نے کیا فرمایا ہے - بیشک امام نے بعض
آیات قرآن کی تفسیر مین (جن مین تحریف معنوی کی طرف اشارہ ہے) تحریف
معنوی کا مراد ہونا بیان کیا اور اُسکو اصح کہا ہے - مگر جن آیات مین اہل کتاب
کی تحریف لفظی کیطرف اشارہ پایا جاتا ہے اونکی تفسیر مین تحریف لفظی کا بخوبی
اثبات کیا اور اُسکو بہتر قرار دیا ہے

الغرض جس آیت سے جو مفہوم ہوا اُسکی تفسیر مین اسکا اثبات کیا - جن لوگون
نے امام کی ایک کلام مثبت تحریف معنوی کو دیکھ کر اونکو صرف تحریف معنوی کا
قایل قرار دیا ہے اُنہون نے سخت دھوکا کھایا ہے اور اس مصرعہ کا مصداق
بنکر دکھادیا ع حفظت شیئا و غابت عنک اشیاء

ہم اسمقام مین امام رازی کے وہ اقوال نقل کرتے ہین جن مین اُنہون نے
تحریف لفظی کا اثبات کیا اور اُسکو بہتر قرار دیا ہے -

آیت سورہ بقرہ کی تفسیر مین **آپ نے فرمایا ہے** کہ یہ تحریف لفظ مین
ہے یا معنی مین ولیکن لفظی تحریف کی تجویز معنوی تحریف کی تجویز سے بہتر ہے

قال القاضی ان التحریف اما ان یکون فی اللفظ او فی المعنی وحمل التحریف علی تغییر اللفظ اولی من حملہ علی تغییر المعنی لان کلام اللہ تعالی اذا کان باقیا علی صحتہ وغیروا تاویلہ فانما یکونون مغیرین لمعناہ لا لنفس الکلام المسموع فان امکن ان یحمل علی ذلک کما روی عن ابن عباس "من انہم زادوا فیہ ونقصوا" فھو اولی وان لم یمکن ذلک فیجب ان یحمل علی تغییر تاویلہ وان کان التنزیل ثابتاً۔

(تفسیر کبیر صہ ۵۰۷ ج ۱)

کیونکہ اگر کلام الٰہی اپنی اصلی صورت پر باقی رہے اور صرف اُسکے معنی مین تاویل ہو تو اس صورت مین وہ لوگ کلام الٰہی کو بدلنے والے نہین کہلاتے صرف اُسکی معنی کے محرف بنتے ہین (حالانکہ وہ کلام الٰہی کے بدلنے والے قرار دیئے گئے ہین) اس تحریف سے یہ معنی (تحریف لفظی کے) مراد لئے جاسکین - جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ "اہل کتاب نے ان کتابون مین کمی وبیشی کی ہے" تو ان معنی کی تجویز بہتر ہے - یہ معنی نہو سکین تب تحریف معنوی مراد لینا واجب ہے"۔

امام رازی کو قایل تحریف معنوی بنانے والے انصاف کی عینک لگاکر ان الفاظ کو پڑھین -

اور آیت سورۃ نسا کی تفسیر مین آپ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسمقام (سورۃ نسا) مین لفظ "عن مواضعہ" فرمایا ہے - اور سورۃ مائدہ مین

ذکر اللہ تعالی ھھنا عن مواضعہ وفی المائدۃ من بعد مواضعہ والفرق انا اذا فسرنا التحریف بالتاویلات الباطلۃ فھھنا قولہ یحرفون الکلم عن مواضعہ معناہ انھم یذکرون التاویلات

"من بعد مواضعہ" ان دونون الفاظ مین فرق یہ ہے کہ سورۃ نسا کے لفظ مین تاویل باطل مراد ہے اور اُس آیت کے یہ معنی ہین کہ وہ لوگ آیات توریت وغیرہ کی باطل تاویلین کرتے -

الفاسدة تلك النصوص وليس فيه بيان انهم يخرجون تلك اللفظة من الكتاب واما الاية المذكورة في سورة المائدة فهي دالة على انهم جمعوا بين الامرين فكانوا يذكرون التاويلات الفاسدة وكانوا يخرجون اللفظ ايضا من الكتاب فقوله يحرفون الكلم اشارة الى التاويل الباطل وقوله من بعد مواضعه اشارة الى اخراجه عن الكتاب -

(تفسیر کبیر ص ۳۳۰ ج ۳)

اسمین یہ بیان نہین ہے کہ وہ اِن الفاظ کو کتاب اللہ سے نکال دیتے اور جو لفظ سورۂ مائدہ مین فرمایا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونو تحریفین عمل مین لاتے تاویل باطل بھی کرتے اور الفاظ بدل بھی ڈالتے - اس آیت کے لفظ "یحرفون الکلم" مین تاویل باطل کی طرف اشارہ ہے اور لفظ "من بعد مواضعہ" مین الفاظ کو کتاب مین سے نکال ڈالنے کی طرف اشارہ ہے - **اِس قول کو بھی آنکھ کھولکر دیکھنا چاہئے -**

ان اقوال سے صاف ثابت ہے کہ امام رازی پہلی کتابون مین تحریف لفظی و معنوی دونون کے وجود کو مانتے ہین اور اُن کو صرف تحریف معنوی کا قایل ٹھہرانا سخت غلطی اور مغالطہ ہے -

صرف تحریف معنوی کا قایل ان تین اکابر کو بتایا گیا تھا جن مین اخیر دو کا قایل تحریف لفظی ہونا ہمنے ثابت کر دیا -

اب رہے تیسرے بزرگ (امام بخاری) سو **اُن کا قول** اسباب مین **قابل احتجاج و استناد نہین ہے** - حدیث کے تصحیح یا تضعیف اور رجال کے جرح و تعدیل مین اون کا قول اَوروں سے مُقدم و مستند ہے مگر فنون حدیثیہ کے علاوہ مسایل فقہیہ و کلامیہ مین وہ اَوروں سے مقدم نہین ہے کہ وہ اکیلے جمہور علماء کا مقابلہ کر سکین خصوصاً اُس حالت مین کہ اپنے قول کے بجز ظن و تخمین

کوئی سند نہ رکھتے ہوں۔

ہمارا یہ خیال* ہے کہ امام بخاری نے اصل کتاب توریت و انجیل کو کبھی نہ دیکھا ہوگا کیونکہ اُن کے وقت میں اِن کتابوں کا عربی یا فارسی زبانوں میں (جن سے امام بخاری واقف تھے) ترجمہ نہ ہوا تھا۔ اور اُن کا عبرانی۔ یونانی۔ سریانی وغیرہ جاننا بھی ثابت نہیں ہوا اور نہ بجز روایت و تحقیق حدیث و تنقید رجال اور کوئی اِس قسم کا شغل اُن سے منقول ہوا ہے لہذا اُنہوں نے صرف ظن و تخمین سے یہ فرما دیا ہے کہ "کتاب اللہ کے الفاظ کو کون تکال یا بدل سکتا ہے" اور اُن کو یہ علم نہ ہوا کہ اس کتاب میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو خدا کے الفاظ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اور نہ اونکو یہ خیال آیا کہ ظالموں نے خدا کی کتاب کو جلا دیا۔ خدا کے نبیوں کو ترتیغ کیا بعض الفاظ کتاب کا بدلا دینا تو اس سے ہلکا اور آسان امر ہے۔

علماء اسلام نے امام بخاری کے اس قول کا جو معارضہ و مقابلہ کیا ہے۔ اور اُنکی اس ظنی دلیل کا کافی جواب دیا ہے اور واقعات تاریخی سے ثابت کیا ہے کہ اِن کتابوں میں لفظی تحریف موجود ہے۔ ذیل میں ہم اُن علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ اِن اقوال سے ہمارا یہ دعوی بھی ثابت ہوگا کہ اکثر علماء اسلام ان کتب میں وجود تحریف

* اس خیال کو کوئی تعجب کی نگاہ سے نہ دیکھے سلف میں بہت لوگ ایسے گذرے ہیں جو ایک فن کے امام تھے دوسرے فنون سے بالکل ناآشنا تھے۔ ذہبی نے طبقات حفاظ میں کہا ہے فکون امام فی فن مقصور من غیرہ کسیبویہ ضلا امام فی النحو لا یدانی فی الحدیث و وکیع امام فی الحدیث کالاعمش الفقہ و کابی فوس س فی الشعر و ابی عبید و عبد الرحمان بن مھدی امام فی الحدیث لا یدری ما الطب فقط و محمد بن الحسن لیس فی فقہ و لا یدری القرآء و لکن فضیل امام فی القرآء لیس فی الحدیث شیء و لا یدری من الفقہ شیئا۔ (مقدمہ طبقات حفاظ ذہبی)

ہیں کہ ایک امام جو ایک فن میں مقصور ہو غیر فن میں بمنزلہ دوسرے ہے سیبویہ ضلا نحو میں امام ہے حدیث میں نہیں وکیع حدیث میں امام ہے جیسا کہ اعمش فقہ میں اور کسائی شعر میں امام ہے اور ابو عبید اور عبد الرحمان بن مہدی حدیث میں امام ہیں طب نہیں جانتے اور محمد بن حسن فقہ میں امام ہے قرآن نہیں جانتا اور فضیل قرآن میں امام ہے حدیث میں کچھ نہیں جانتا اور فقہ میں سے کچھ نہیں جانتا۔

لفظی کے قایل ہین۔

وقد صرح کثیر بان الیہود والنصاری بدلوا الفاظاً کثیرۃً من التوراۃ والانجیل واتوا بغیرھا من عند انفسہم وحرفوا ایضاً کثیرا من المعانی بتاویلہا علی غیر الوجہ ومنہم من قال بدلوھما کلہما ومن ثم قیل بامتہانہما وفیہ نظر اذ الایات والاخبار کثیرۃ فی انہ بقی منہما اشیاء کثیرۃ لم تبدل منہا ایت الذین یتبعون الرسول النبی الامی وقصۃ رجم الیہودیین وقیل التبدیل وقع فی الیسیر منہما وقیل وقع فی المعانی دون الالفاظ وھو الذی ذکرہ ھہنا وفیہ نظر فقد وجد فی کتابین ما لا یجوز ان یکون بھذہ الالفاظ۔ من عند اللہ اصلاً وقد نقل بعضہم الاجماع علی انہ لا یجوز الاشتغال بالتوراۃ والانجیل ولا کتابتہما ولا نظرہما × × × والاولی فی ھذہ المسئلۃ التفرقۃ بین من لم یتمکن ویضر من الراسخین فی الایمان فلا یجوز لہ

قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین امام بخاری کے اس قول کے مقابلہ مین فرمایا ہے بہت سے علماء اسلام نے بتصریح کہا کہ یہود و نصاریٰ نے بہت سے الفاظ توریت و انجیل کو بدل دیا ہے بعض کا قول ہی کہ انہون نے ان کتابون کو بالکل ہی بدلا یا ہے اس خیال سے وہ ان کتابون کی بے ادبی کرنیکو جائز سمجھتے ہین مگر یہ قول محل اعتراض ہے۔ بہت سی آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کتابون کی بہت سی چیزین اپنے اصل پر ہین جیسے رجم وغیرہ۔ بعض کا قول ہے کہ تھوڑے الفاظ مین تبدیلی ہوی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ صرف معانی مین تبدیل ہوئی ہے نہ الفاظ مین چنانچہ بخاری نے ذکر کیا ہے مگر یہ قول بھی محل اعتراض ہے ان کتابون مین ایسے الفاظ موجود ہین جو خدا کی طرف سے ہرگز نہین ہو سکتے بعض علماء نے اسپر اجماع نقل کیا ہے کہ ان کتابون کا شغل رکھنا اور انکو لکھنا دیکھنا جائز نہین ہے

النظر فی شئی من ذلك بخلاف الناسخ فیه ولا سیما عند الاحتیاج الی الرد علی مخالف ویدل للنقل الکامل قدیما وحدیثا من التوراة والزامهم التصدیق بمحمد صلی الله علیه وآله وسلم بما یتعرضون من کتابهم۔

(قسطلانی ج ۱۰ ص ۳۱۵)

اسکے بعد قسطلانی نے اُس حدیث احمد و بزار کو نقل کیا ہے جو ص ۶۹ مین نقل ہوچکی ہے اسکے بعد کہا ہے اس (ان کتابون کے شغل و مطالعے) باب مین بہتر قول یہ ہے کہ جو شخص صاحب تمیز و بصیرت نہوا سکو ان کتابون کا شغل جائز نہین اور جو صاحب تمیز ہو اور علم و دین مین مضبوط ہو اسکے لئے جائز ہے خصوصاً اُس حالت مین جبکہ مخالفین اسلام کو ان کتابون کی مدد سے جواب دینا پڑے اسپر دلیل یہ ہے کہ علماے قدیم سے ابتک توریت سے ایسی باتین نکالتے آئے ہین اور اُن سے منکرین نبوت محمدیہ کو الزام دیتے رہے ہین۔

حافظ امام بن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری مین بذیل اس قول بخاری کے "کتاب اللہ کے لفظ کو کوی نکال یا ٹال نہین سکتا" فرمایا ہے

قال شیخنا ابن الملقن فی شرحه هذا الذی قاله احد القولین فی تفسیر هذه الآیة وهو مختاره (ای البخاری) وقد صرح کثیر من اصحابنا بان الیهود والنصاری بدلوا التوریة والانجیل وفرعوا علی ذلك امتهان اوراقهما وهو خلاف ما قاله البخاری ههنا انتهی وهو کالتصریح فی ان قوله ولیس احد الخ من کلام البخاری ذیل به تفسیر ابن عباس وهو یحتمل ان یکون بقیة کلام ابن

ہمارے شیخ ابن ملقن نے کہا ہے کہ یہ جو بخاری نے کہا ہے یہ تفسیر آیۃ "یحرفون" مین ایک قول ہے۔ جسکو امام بخاری نے پسند کیا ہے مگر ہمارے اکثر علماء نے تصریح کہا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے الفاظ توریت و انجیل کو بدل ڈالا ہے اور اسپر انہون نے یہ مسئلہ متفرع کیا ہے۔ کہ ان کتابون کی بے ادبی کرنی جائز ہے کہ یہ

جس سے ہمکو تفرد ہو اور علماے متاخرین یا متقدمین فقہا و اصولیین کو اوس سے اتفاق نہو۔ بعض باتون کی تائید مین جو ہمنے اقوال علماء کو پیش نہین کیا تو اسکا سبب یہہ ہے کہ اشاعۃ السنۃ کے اکثر مضامین ادہر اُدہر (خاکسار) کی قلم سے نکلتے ہین اُدہر کاپی کئے جاتے اور طبع مین آتے ہین۔ اس روا روی مین جو کچہہ بادی النظر سے نگاہ مین آتا ہے حوالہ قلم کیا جاتا ہے۔ اسقدر وقت میسر نہین آتا کہ جملہ شواہد و موافقات کا پورا تتبع کیا جائے اور اون کی تفصیل قلم مین آئے۔

علاوہ ہمکو اپنے خواص فرقہ پر جو علماء کہلاتے ہین یہہ بہی نیک گمان تہا کہ وہ ان مسائل اصول و فروع سے جو ہمارے رسالہ مین مندرج ہوتے ہین واقف ہونگے۔ ایسے محض ناآشنا و بیخبر نہونگے کہ ان مسایل سے انکار کرینگے یا ان کی تصدیق و تائید مین متردد و متوقف ہونگے۔

مضمون ملازمت کے شایع ہونے اور ان پڑہ مجتہدون کی اسپر نکتہ چینی کرنی پر ہمنے اپنے گروہ کے علماء سے اس مضمون کی نسبت استصواب و استفسار راے کیا تو بعض علما نے بڑے زور و شور کے ساتہہ اپنا توافق راے ظاہر فرمایا اور بعض نے مخالف یا موافق رائے کے دینے سے توقف و سکوت اختیار کیا جس سے معلوم ہوا کہ ہمارے گروہ مین جو علماء کہلاتے ہین ان مین ایسے لوگ بہی موجود ہین جو صرف اردو و فارسی یا لوٹی پہوٹی عربی جانتے ہین قران و حدیث کا ترجمہ پڑہ کر مفتی یا واعظ بنے ہوئے ہین۔ علم سے وہ تعلق نہین رکہتے۔

ان حضرات کی افہام و اطلاع کے لئے ہم اپنے اقوال کے مؤیدات و شواہد اس مقام مین نقل کرتے ہین۔

واضح ہو کہ ہمارے مضمون "اقسام ملازمت" کے بعض مطالب کا ایک شاہد و مؤید علماء دہلی کا فتوی ہے۔ جسکے راقم شیخنا فی العلوم العقلیہ مفتی صاحب مرحوم و مغفور

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

عباس فی تفسیر الایۃ - وقال بعض الشراح المتاخرین اختلف فی ھذہ المسئلۃ علی اقوال احدھا انھا بدلت کلھا وھو مقتضی القول المحکی بجواز الامتھان وھی افراط وینبغی حمل اطلاق من اطلق علی الاکثر والا فھی مکابرۃ فالایات والاخبار کثیرۃ فی ان بقی منھا اشیاء کثیرۃ لم تتبدل من ذلک قولہ تعالی الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوریۃ الایۃ ومن ذلک قصۃ رجم الیھودیین وفیہ وجود ایۃ الرجم ویویدہ قولہ تعالی فاتوا بالتوریۃ فاتلوھا ان کنتم صدقین - ثانیھا ان التبدیل وقع لکن فی معظمھا وادلتہ کثیرۃ وینبغی حمل الاول علیہ ثالثھا وقع فی الیسیر منھا ومعظمھا باقٍ علی حالہ رابعھا انما

بات قول بخاری کے مخالف ہے - ابن تلقن کا قول تمام ہوا اسمین گویا صاف کہا گیا ہے کہ یہ قول بخاری کا اپنا قول ہے جسکو انہون نے ابن عباس کی تفسیر لفظ "یحرفون" کے ذیل مین بیان کیا ہے اس مین یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ابن عباس کا قول ہو۔ بعض پچھلے شارحین بخاری نے کہا ہے کہ اس مسئلہ تحریف مین کئی قول ہین ایک یہ کہ توریت و انجیل سب کی سب بدلی گئی ہے - ان کتابون کی بے ادبی کا جواز اسی قول کا مقتضا ہے - مگر یہ زیادتی ہے - اور اس قول کی یہ تاویل ضروری ہے کہ تحریف کل سے اکثر حصہ کی تحریف مراد ہے - ورنہ یہ بیفائدہ جھگڑا ہوگا - کیونکہ بہت سی آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ ان کتابون مین بہت سی چیزین اپنے اصل پر ہین جن مین تبدیلی نہین ہوئی - ایک آیت مین ارشاد ہے - وہ جو رسول کی پیروی

* اسی خیال و احتمال سے لوگون نے دھوکا کھایا ہے اور اس قول سے حضرت ابن عباس کو قابل تحریف معنوی بنا دیا -

وقع التبديل والتغيير في المعاني لا في الالفاظ وهو المذكور هنا وقد سئل ابن تيمية عن هذه المسئلة مجروة فاجاب في فتاواه ان للعلماء في هذا القولين احدهما وقوع التبديل في الالفاظ ايضاً ثانيهما لا تبديل الا في المعاني واجتمع للثاني من اوجه كثيرة منها قوله تعالى لا تبديل لكلماته وهو معارض بقوله تعالى فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه ولا يتعين بجمع بما ذكر من الحمل على اللفظ في النفي و على المعنى في الاثبات لجواز الحمل في النفي على الحكم وفي الاثبات على ما هو اعم من اللفظ والمعنى ومنها ان نسخ التوراة في المشرق والغرب والجنوب والشمال لا تختلف و من المحال ان يقع التبديل فتتوارد النسخ بذلك على منهاج واحد وهذا استدلال عجيب لانه اذا جاز وقوع التبديل جاز اعدام المبدل والنسخ الموجودة الان هي التي استقر عليها الامر عند هم عند التبديل ولا مسار بذلك طائفة

کرتے ہین جسکو وہ اپنے پاس توریت مین لکھا ہوا پاتے ہین - واذا اجمل حدیث قصہ رجم ہی جس مین مذکور ہے کہ توریت مین حکم رجم موجود ہے - اس امر کا موید خدا کا یہ قول ہے - توریت لاؤ - اور اوس کو پڑھو اگر تم سچے ہو - دوسرا قول یہ ہے کہ تحریف ان کتابون کے اکثر حصہ مین ہوی ہے - اس قول کی دلیل (یعنے شواہد اور ان کتابون مین اس کی امثال) بکثرت موجود ہین - اور پہلے قول کو اسی قول کے معنی مین لینا واجب ہے + تیسرا قول یہ ہے کہ اکثر حصہ ان کتابون کا محفوظ ہے تھوڑے حصہ مین تبدیل ہوی ہے -

چوتھا قول یہ ہے کہ تبدیل صرف معنی مین ہوی ہے الفاظ سبھی محفوظ ہین - صحیح بخاری کے اس مقام مین ہی قول بیان ہوا ہے - شیخ ابن تیمیہ سے اس مسئلہ کا سوال ہوا - تو انہون نے اس کے جواب مین ایک فتوی لکھا - جس مین کہا ہے کہ اس باب مین علماء کے دو قول ہین -

اما فیما یتعلق بالتورٰیۃ فلان بخت نصر
لما غزا بیت المقدس واھلک بنی اسرائیل
ومن فیھم بین قتیل واسیر اعدم
کتبھم حتی جاء عزیر فاملا علیھم واما
فیما یتعلق بالانجیل فان الروم لما دخلوا
فی النصرانیۃ جمع ملکھم اکابرھم علی
ما فی الانجیل الذی بایدیھم وتحریفھم
المعانی لا ینکر بل ھو موجود عندھم
بکثرۃ وانما النزاع ھل حرفت الالفاظ
اولا وقد وجد فی الکتابین ما لا یجوز
ان یکون بھذہ الالفاظ من اللہ عز وجل
اصلا وقد سرد ابن حزم فی الفصل فی
الملل والنحل اشیاء کثیرۃ من ھذا
الجنس منھا ان انتی لوط بعد ھلاک
قومہ ضاجعت کل منھما اباھا بعد ان
سقتہ الخمر فوطی کلا منھما فحملتا منہ الی غیر
ذلک من الامور المنکرۃ وقال فی موضع
اٰخر وبلغنا عن قوم من المسلمین انھم ینکرون

ایک یہہ کہ الفاظ مین بہی تبدیلی
ہوئی ہے دوسرا یہہ کہ صرف معانی
مین ہوئی ہے - اس دوسرے
قول کے ابن تیمیہ نے بہت سے
دلائل پیش کئے ہین از انجملہ ایک
یہہ ہے کہ خدا تعالے نے فرمایا
ہے " خدا کی باتون کے لئے
تبدیلی نہین ہے " اس کے
مقابلہ مین یہہ قول خداوندی پیش
کیا گیا ہے - کہ " جو شخص خدا
کی بات کو (جو وصیت کے باب
مین ہے) بدل دے* وہ گناہگار
ہوگا " جس سے ثابت ہوتا
ہے کہ اُس کو بدل دینا ممکن
ہے - ان دونون آیتون مین
جو اونہون نے یہ وجہ موافقت
بیان کی ہے کہ پہلی آیت مین جو
تبدیلی کی نفی ہوئی ہے

* یہ آیت " فمن بدلہ بعد ما سمعہ " کے ایک معنی ہین دوسری معنی جو مشہور ہین یہ ہین کہ جو شخص
وصیت کنندہ کی بات کو بدل دیگا وہ گناہگار ہوگا ۔

ان التورية والانجيل اللتين بايدي اليهود محرفان وقد اشتمل القرآن والسنة على انهم يحرفون الكلم عن مواضعه و يقولون على الله الكذب وهم يعلمون ويقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ويلبسون الحق بالباطل ويكتمون الحق وهم يعلمون ويقال لهؤلاء المنكرين قد قال الله في صفة الصحابة وذلك مثلهم في التورية ومثلهم في الانجيل كزرع اخرج شطاءه الى اخر السورة وليس بايدي اليهود والنصارى عن هذا شئ ويقال لمن ادعى ان نقلهم نقل متواتر قد نفوا على ان لا ذكر لمحمد صلى الله عليه وآله وسلم في الكتابين فان صدقتموهم فيما يديهم لكونه نقل نقل التواتر فصدقوهم بما زعموه ان لا ذكر لمحمد المصطفى صلى الله عليه وآله وسلم ولا اصحابه رضي الله عنهم ولا فلا يجوز تصديق بعض و تكذيب بعض مع مجيئها مجيئا واحداً

(فتح الباری شرح صحیح البخاری)

اوس سے لفظ کی تبدیلی مراد ہے اور دوسری آیت مین جو اوس کا اثبات ہوا ہے اوس سے معنوی تبدیلی مراد ہے یہہ واجب التسلیم نہین ہے کیون جائز نہین کہ آیت نفی مین یہہ حکم مراد ہو کہ کلمات خدا مین تبدیلی نہ کرو۔ اور آیت اثبات تحریف لفظی و معنوی دونون کو شامل ہو۔

دوسری دلیل یہہ بیان کی جاتی ہے کہ توریت و انجیل کے نسخے مشرق و مغرب جنوب و شمال مین ایک سے ہین۔ اور یہ بات محال ہے کہ سب کے سب ایک لفظ سے بدلائے گئے ہون۔ مگر یہ استدلال عجیب ہے۔ جب تبدیلی کا ہو جانا جائز ہے تو اصل لفظ کا سب نسخون سے معدوم ہو جانا کیا مشکل ہے۔

اور یہ نسخے جو اُن کے پاس اسوقت موجود ہین وہ سب کے سب اُس وقت سے بعد کے ہین جبکہ اُن مین تبدیلی ہو چکی تھی - اِس امر کی مصدق خبرین بکثرت موجود ہین -

توریت کے متعلق یہ خبر ہے کہ بخت نصر نے جب بیت المقدس پر چڑہائی کی اور بنی اسرائیل کو قتل کر دیا تو اُن کی تمام کتب کو معدوم کر دیا - پہر عزیر آئے تو اُنہون نے صرف یاد سے اُنکو لکھا - انجیل کی نسبت یہ خبر* ہے کہ جب رومی مذہب عیسائی مین داخل ہوئے تو اُن کے بادشاہ نے موجودہ انجیل پر سب کو متفق کیا - تحریف معنوی سے تو کسیکو انکار نہین ہے - نزاع تو اس مین ہے کہ معنوی کے ساتھ لفظی تحریف بھی ہوی ہے یا نہین سو اِن کتابون مین ایسے الفاظ موجود ہین جو کلام الٰہی ہرگز نہین ہو سکتے -

حافظ بن حزم کی کتاب ملل وص مین اِس قسم کے بہت سے الفاظ بیان کئے ہین - از انجملہ توریت کے یہ الفاظ ہین لوط کی بیٹیون نے اپنے باپ لوط کو شراب پلائی اور اُن سے بدفعلی کرا کے حاملہ ہوئین - ایسا ہی اور بُری باتین اسمین موجود ہین -

حافظ ابن حزم نے ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ بعض مسلمانون سے ہمکو یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ توریت و انجیل مین لفظی تحریف واقع ہونے سے منکر ہین - اور قرآن و حدیث مین آچکا ہے کہ "یہود و نصاریٰ خدا کے کلام کو بدل ڈالتے ہین - اور خدا پر دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہین اور وہ کہتے ہین کہ یہ بات خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہین ہوتی اور وہ حق بات کو چھپاتے ہین

* اس خبر کی تفصیل مین یہ پایا جاتا ہے کہ بہت سے نسخون کو اسوقت نکالا گیا ہے -

دیکھو اعجاز عیسوی ص ۲۰ تا ۲۲ جسکی اصل عبارت اس رسالہ مین بحث تحریف لفظی کی تائید مین منقول ہوگی -

اور وہ جانتے ہین کہ وہ حق ہے " منکرین تحریف کو یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خدا تعالی نے قران مجید مین اصحاب نبوی کے حق مین کہا ہے کہ اُن کا حال وصفت توریت و انجیل مین یون موجود ہے " کہ وہ ایک کھیتی کی مانند ہین جسنے نکالا اپنا پٹھا تا آخر " اور اب توریت وانجیل مین اصحاب کی یہ صفت مذکور نہین ہے - ان منکرین تحریف سے جو یہ کہتا ہے کہ توریت بہ نقل متواتر منقول ہے پھر اس مین تحریف کیونکر ممکن ہے - اسکے جواب مین کہا جاتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اسبات پر متفق ہین کہ توریت وانجیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا ذکر موجود نہین ہے - اب اگر تم انکی اس کتاب کی (جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کا ذکر نہین) تصدیق کروگے تو تمکو اس امر کی بھی تصدیق کرنی پڑیگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کا ذکر توریت وانجیل مین نہین ہے (جس سے تصدیق قران فوت ہوگی) اور اگر اس امر کی تصدیق نکروگے تو پھر کوئی وجہ نہین کہ باقی سب کتاب کی تصدیق کرو اور اُسکو تحریف سے محفوظ مان لو کیونکہ وہ سب یکسان ہے"۔

حافظ ابن القیم حنبلی نے کتاب **اغاثۃ اللہفان** مین فرمایا ہے موجودہ توریت مین تحریف لفظی کے وقوع وعدم مین تین قول ہین - ایک فرقہ اسلام کا یہ قول ہے کہ وہ سب کی سب یا اکثر بدلائی گئی ہے - اس مین بعض نے زیادتی کی ہے اور کہدیا ہے کہ اس کتاب کے اوراق سے استنجا کرنا جائز ہے - ایک فرقہ اہلحدیث* وفقہ وکلام کا یہ قول ہے کہ تبدیلی صرف تاویل مین ہوی ہے نہ الفاظ مین - بخاری نے اپنی کتاب مین کہا ہے " یحرفون " بمعنی " یزیلون " ہے -

* اہلحدیث سے شاید امام بخاری مراد ہین اور اہل فقہ وکلام سے امام رازی جنکو لفظی سے صرف تحریف معنوی کا قایل بتایا گیا ہے -

فصل وقد اختلف فی التوراۃ التی بایدیھم
ھل ھی مبدلۃ ام التبدیل وقع فی التاویل
دون التنزیل علی ثلثۃ اقوال قالت
طائفۃ کلھا او اکثرھا مبدلۃ و غلا
بعضھم حتی قال یجوز الاستجمار بھا و
قالت طائفۃ من ائمۃ الحدیث و الفقہ
والکلام انما وقع التبدیل فی التاویل
قال البخاری فی صحیحہ یحرفون یزیلون
ولیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب
اللہ ولکنھم یتاولونہ علی غیر تاویلہ وھو
اختیار الرازی ایضاً و سمعت شیخنا
یقول وقع النزاع بین الفضلاء انما

اور کوئی شخص کتاب اللہ کے لفظ کو بدل
نہیں سکتا ولیکن وہ لوگ اسکی تاویل
ایسی کرتے تھے جو اسکی تاویل نہ تھی -
یہی قول امام رازی نے اختیار کیا ہے
اور مینے اپنے استاد ابن تیمیہ کو یہہ
کہتے سنا ہے کہ اس باب مین فضلاء
اہل اسلام کا اختلاف ہے - پہر انہون نے
اس مذہب کو جائز رکھا اور اس کے خلاف
کو ضعیف کہا - کسی نے اپر انکار کیا تو
انہون نے اپر بندرہ دلائل قائم کئے
از انجملہ ایک یہ دلیل کہ توریت کے نسخے
مشرق و مغرب جنوب و شمال مین پھیل

* عبارت اغاشین نے اس اختلاف کو ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے اور نہ یہ بیان کیا ہے کہ اس
اختلاف کی کس جانب کو ابنون نے جائز کیا یعنے پسند کیا - اور کس مذہب کو ضعیف کیا - قرینہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف کے اقوال ثلثہ مین ہونگے جو ابن القیم نے بیان کئے ہین اور مذہب
جائز اور پسندیدہ ابن تیمیہ سے قول سوم مراد ہے کیونکہ اسی قول سوم کو ابن تیمیہ نے الجواب صحیح
لمن بدل دین المسیح مین پسند فرمایا ہے - اور جس مذہب کو ضعیف کہا ہے اوس سے
قول اول مراد ہے جس مین یہ دعوے کیا گیا ہے کہ یہہ کتابین سب کی سب بدلائی
گئی ہین تب ہی ابن تیمیہ نے اسکو رد کیا اور ثابت کیا ہے کہ وہ سب کی سب نہین
بدلائی گئین *

هذا المذهب ووهّى غيره فانكر عليه
فاظهر خمسة عشر نقلا به ومن حجة هؤلاء
ان التوراة قد طبقت مشارق الارض
ومغاربها وانتشرت جنوبا وشمالا ولا
يعلم عدد نسخها الا الله فيمتنع التواطي على
التبديل والتغيير في جميع تلك النسخ حتى
لا يبقى في الارض نسخة الا مبدلة وهذا
مما يحيله العقل قالوا وقد قال الله لنبيه
قل فاتوا بالتورية فاتلوها ان كنتم صدقين
قالوا وقد اتفقوا على ترك فريضة
الرجم ولم يمكنهم تغييرها من التورية
ولذا لما قرءوها على النبي صلى الله عليه
وآله وسلم وضع القاري يده على آية
الرجم فقال له عبد الله بن سلام ارفع
يدك فرفعها فاذا هي تلوح تحتها و
توسطت طائفة فقالوا قد زيد
فيها وغير اشياء يسيرة جدا واختاره

گئے ہین اسکے نسخون کا شمار بجز خدا کسیکو معلوم
نہین ان سب نسخون کی یکسان تبدیلی کا وقوع
عقلاً محال ہے۔ دوسری دلیل خدا تعالےٰ
نے فرمایا ہے کہ توریت لاؤ۔ اور سچے ہو
تو اسکو پڑھو۔ تیسری دلیل اونہون نے یہ
بیان کی ہے یہودیون نے خدا کے اس
حکم کو کہ زانی کو سنگسار کیا جاے بالاتفاق
ترک کر رکھا تھا مگر وہ اسکو توریت سے
بدل نسکے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے سامنے اُن کے قاری نے توریت کو
پڑھا تو آیت رجم پر ہاتھ رکھدیا عبد اللہ
بن سلام نے اوسکا ہاتھ اُٹھوایا تو نیچے سی
آیت رجم ظاہر ہوئی۔ اس باب مین متوسط
ومعتدل یہ تیسرا قول ہے کہ اس مین کسیقدر
تغیر و تبدل ہوا ہے ہمارے استاد ابن تیمیہ
نے اپنی تالیف "الجواب الصحیح لمن بدل دین
المسیح" مین اسی قول کو پسند فرمایا اور اسکی

* ایسی ہی بقیہ دلایل ہونگی جنکو اغاثۃ اللہفان مین نقل نہین کیا۔ ان دلایل سے اس
مذہب کا ضعف ثابت ہوتا ہے کہ توریت سب کی سب بدلای گئی ہے نہ اس مذہب (قول
سوم) کا جسکو ابن تیمیہ نے خود پسند کیا ہے۔

شیخنا فی الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح
قال وهذا کما فی التوریة عندهم
ان الله سبحانه قال لابراهیم اذبح ابنك
بکرك اووحیدك اسحاق قلت والزیادة
باطلة من وجوه عشرة الاول ان بکره
ووحیده اسمعیل باتفاق الملل الثلاث
الثانی انه سبحنه امر ابراهیم ان ینقل
هاجر وابنها اسمعیل من سارة ویسکنها
فی بریة مکة لئلا تغار سارة فامره بابعاد
السریة وولدها منها فکیف یامر بعد هذا
بذبح ابن سارة وابقاء ابن السریة
هذا مما لا یقتضیه الحکمة والثالث
ان قصة الذبح کانت بمکة قطعا ولذا
جعل الله سبحنه ذبح الهدایا والقربان
بمکة تذکیراً للامة بما کان من ابراهیم
مع ولده هنالك الرابع ان الله بشر هاجر
ام اسمعیل باسحق ومن وراءه یعقوب
فبشرها بما فکیف یامر بعد ذلك بذبح
اسحق وقد بشر ابویه بولده الخامس
ان الله لما ذکر قصة الذبح وتسلیم نفسه
لله واقدام ابراهیم علی ذبحه وفرغ من

تمثیل مین بیان کیا ہے کہ اُنکی موجودہ
توریت مین مذکور ہے کہ خدا تعالےٰ
نے ابرہیم کو یہ حکم دیا تھا کہ اپنے پلوٹھے یا
اکلوتے بیٹے اسحٰق کو ذبح کرین - مین
(ابن القیم) کہتا ہون کہ لفظ اسحاق
از خود بڑہایا گیا ہے اور یہ دس وجہ سے
غلط و باطل ہے - وجہ اول یہ کہ حضرت
ابرہیم کے پلوٹھے اور اکلوتے بیٹے
باتفاق اہل اسلام و یہود و نصاریٰ
حضرت اسمعیل تھے نہ اسحٰق -
وجہ دوم یہ کہ خدا تعالےٰ نے حضرت ابرہیم
علیہ السلام کو اُنکی بی بی سارہ کی پاخاطر
سے بی بی ہاجرہ اور اُس کے بیٹے اسمعیلؑ
کو اپنے سے جدا کرنے اور مکہ کے میدان
مین پہنچا دینے کا حکم دیا تا کہ اُس کو پاس
رکھنے سے سارہ کو غیرت پیدا نہو پھر کیونکر
ممکن تھا کہ خدا تعالےٰ اسی سارہ کے
بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیتا -
وجہ سوم - یہ کہ ذبح کا واقعہ مکہ مین ہوا
ہے - اسی بیٹے اسمعیل علیہ السلام کے
ساتھ جو مکہ مین تھا - یہی وجہ ہے کہ خدا نے

قصته قال بعدها وبشرنه باسحق نبيا
من الصلحين فشكر الله له استسلامه
وبذل ولده له وجعل من اياته على ذلك
ان اتاه اسحق فنجى اسمعيل من الذبح
وزاد عليه اسحاق السادس ان
ابراهيم عليه السلام سال ربه الولد
فاجاب دعاءه وبشره به فلما بلغ
معه السعي امره بذبحه قال الله تعالى
وقال انى ذاهب الى ربي سيهدين ه رب
هب لى من الصلحين فبشرنه بغلم حليم
فهذا دليل على ان هذا الولد انما
بشر به بعد دعائه وسواله ربه ان
يهب له ولداً وهذا المبشر به هو المامور
بذبحه قطعا بنص القران واما اسحق
فانه بشر به من غير دعوة منه بل
على كبر السن وكون مثله لا يولد وانما
كانت البشارة به لامراته سارة ولذا
تعجب من حصول الولد منها وانظر
تفاوت سياق البشارتين فانه
فى الاولى - قال انى ذاهب الى ربي
سيهدين رب هب لى من الصلحين

مکہ مین اُن کی یادگار کو قایم رکھا - اور
وہان قربانیان کرنے کا حکم دیا -
وجہ چہارم - یہ کہ خدا تعالےٰ نے سارہ کو
تولد اسحق کی بشارت دی - اس کے
بعد یعنے اسی کی پشت سے تولد یعقوب
کی بشارت دیدی - پھر کیونکر ممکن تھا کہ
وہ اُس کے ذبح کرنے کا حکم دیتا -
وجہ پنجم - یہ کہ خدا تعالےٰ نے قصہ ذبح کو
نقل کرنے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے اس حکم کی تعمیل سے فارغ ہو جانے کے
بعد فرمایا ہے کہ ہمنے ابراہیم علیہ السلام کو
اسحق کی بشارت دی - اور وہ اسی تعمیل
حکم کی جزا تھی -
وجہ ششم - یہ کہ جس بیٹے کے ذبح کرنے کا
خدا نے حکم دیا تھا وہ حضرت ابراہیمؑ
کی دعا سے پیدا ہوا تھا - خدا نے اُس
دعا کو قبول کیا اور لڑکا دیا - جب وہ
چلنے پھرنے لگا تب اُسکے ذبح کا حکم دیا
اور حضرت اسحق علیہ السلام تو حضرت ابراہیمؑ
کے بڑھاپے مین دعا کے بغیر پیدا ہوے
تھے اور اُنکی بشارت حضرت سارہ کو دیگئی

محمد صدر الدین خان صدر الصدور ہین - اور ان کی موید و مصدق شیخنا و شیخ الکل مولانا سید **محمد نذیر حسین** صاحب محدث دہلوی و مفتی **رحمت علی** صاحب و حضرت شاہ **احمد سعید** صاحب مجددی - و نواب **قطب الدین** خان صاحب دہلوی - و مولانا **احمد علی** صاحب محدث سہارنپوری - و مولانا **امراؤ علی** صاحب و مولانا **نوازش علی** خان صاحب (رحمہم اللہ اجمعین) ہین - یہہ فتوی عندسے پنتیر دہلی مین شایع و مشتہر ہوچکا ہے - ہمکو ان دنون میان فقیر اللہ صاحب تاجر کتب لاہور سے وصول ہوا ہے ان کو اپنے بہائی و شریک تجارت احمد جامی مرحوم سے ملا تہا انکو دہلی سے دستیاب ہوا تہا اس فتوی کو ہم ذیل مین درج کرتے ہین اسکی عربی عبارتون کا ترجمہ جو حاشیہ زیرین صفحہ مین ہے ہمنے کیا ہے اور اس مین ان عبارتون کا پتہ اصل کتب سے (جو ہمکو مطبوع میسر آئین) بقید نمبر جلد و نمبر صفحہ بتا دیا ہے تاکہ وہ لوگ جو اس فتوی اور اسکے راقم و مصدقین پر اعتماد نہ رکہتے ہون - ان عبارت کو اصل کتب مین دیکہہ لین اس ترجمہ مین جو بریکیٹ (خطوط ہلالی) مین الفاظ ہین وہ بہی بطور تفسیر ہماری طرف سے ہین ٭

سوال

کیا فرماتے ہین علماء شریعت اس باب مین کہ حکم کفر یا ظلم یا فسق قطعی کا باستدلال ان آیات ثلثہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون الظالمون الفاسقون کی اون لوگون پر کہ جنہون نے عہدہ منصفی کا جاب نصاری سے

ترجمہ جو لوگ خدا کے اوتارے حکم پر فیصلہ نہ کرین وہ کافر ہین - ظالم ہین - فاسق ہین ٭

فبشرنه بغلم حليم وفي الثانية ولقد
جاءت رسلنا ابراهيم بالبشرى قالوا
سلما قال سلم فما لبث ان جاء بعجل
حنيذ فلما راى ايديهم لا تصل اليه
نكرهم واوجس منهم خيفة قالوا
لا تخف انا ارسلنا الى قوم لوط ٥ وامرأته
قائمة فضحكت فبشرنها باسحاق
ومن وراء اسحاق يعقوب قالت
يويلتى ءالد وانا عجوز وهذا بعلي شيخا
ان هذا لشئ عجيب ٥ قالوا اتعجبين
من امر الله وكون مخرج احدى البشارتين
غير مخرج الاخرى والبشارة
الاولى كانت له والثانية
كانت لها والبشارة الاولى
هي التي يامر فيها بذبح
من بشر به فيها دون الثانية السابع
ان ابراهيم لم يقدم باسحاق الى مكة
البتة ولم يفرق بينه وبين امه وكيف
يامره الله ان يذهب بابن امرأته فيذبحه
بموضع اخرتها وفي بلدها ويدع ابن ضرتها
الثامن ان الله لما اتخذ ابراهيم خليلا

تھی نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔
وجہ ہفتم۔ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
حضرت اسحٰق کو کبھی مکہ مین نہین لیگئے
اور نہ اُن کی والدہ سارہ سے ان کو جدا
کیا ہے۔ حالانکہ ذبح فرزند مکہ معظمہ مین
ہوا تھا۔ یہ بھی کیونکر ممکن تھا کہ اُن کے
فرزند کو سوت کی جگہ لیجاتے۔ اور
وہان جاکر اُسکو ذبح کرتے اور سوت کے
فرزند کو بچا لیتے۔
وجہ ہشتم۔ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
خدایتعالےٰ نے رتبۂ خلت عطا فرمایا تھا اور
خلت الٰہی اُس محبت کا نام ہے جو خلال قلب مین ہو اور بجز
خدا اُسکا تعلق کسی سے نہو اسپر اُنہون نے بیٹے کے
لئے دعا کی۔ تو خدا نے اُن کا دلی تعلق
بیٹے کی طرف سے قطع کرنے کے لئے
ان کو اُس بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیا۔
جب وہ اُس بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ
ہوگئے تو اُن کے خلت کا پورا امتحان
ہوا اور ثابت ہوگیا کہ اُن کا دلی تعلق
خدا ہی سے ہے بیٹے سے وہ تعلق نہین
رہا۔ لہذا وہ حکم منسوخ ہوا۔ یہ امتحان

والخلة تقتضي ان يكون قلبه كله متعلقا به ليس فيه سعة لغيره فلما سال الولد وهب له اسمعيل فتعلق به شعبة من قلبه فاراد ان تخلص تلك الشعبة له فامتحنه بذبح ولده فلما امتثل خلصت تلك الخلة لله فنسخ الامر بذبحه لحصول الغرض وهو العزم على التوطين النفس على الامتثال ومن المعلوم ان هذا يكون في اول الاولاد لا في الآخر فلما حصل هذا المقصود مع الولد الاول لم يحتج الى مثله مع الولد الآخر فاذا نوزعت محبة الوالد الآخر الخلة لامر بذبحه فلو كان المامور بذبحه هو الولد الآخر لكان قد اقره في الاول على مزاحمة الخلة به مدة طويلة ثم امره بما يزيل المزاحم بعد ذلك وهو خلاف مقتضى الحكمة فليتامل التاسع ان ابراهيم انما رزق اسحق على الكبر واسمعيل رزقه في عنفوان شبابه والعادة ان القلب اعلق

سی فرزند کے ذبح کے حکم سے ہونا چاہئے تھا سو ہوا - یہ بات حکمت کے خلاف ہے کہ تعلق اور محبت تو پہلے فرزند سے ہوا اور اُس تعلق کو قطع کرنے کے لئے دوسرے فرزند کو ذبح کرنے کا حکم دیا جاے - اور یہ بھی مخالف حکمت ہے کہ تعلق محبت ابتداء جوانی میں ہو اور اُسکے قطع کا حکم آخری عمر میں دیا جاے اور اثناء عرصہ وہ تعلق باقی رہے -

وجہ نہم - یہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام بڑھاپے میں حضرت ابراہیم کو مرحمت ہوے - اور اسمٰعیل ابتداے جوانی میں اور عادت یہی ہے کہ پہلے فرزند سے ولی تعلق ہوتا ہے - پس اسی سے قطع کرنا مصلحت تھا -

وجہ دہم - یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخریہ طور پر فرمایا کرتے تھے کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں یعنے اپنے باپ عبداللہ اور جد اسمٰعیل کا ان دلایل سے ثابت ہے کہ لفظ اسحٰق توریت میں یہودیوں نے

الاول العاشر ان النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کان یفتخر بانہ ابن الذبیحین
یعنی اباہ عبد اللہ وجدہ اسماعیل
والمقصود ان ھذہ اللفظۃ تمازادوہ
فی التوریۃ والسبب فی ذلک ان
موسی علیہ السلام صان التوریۃ
عن بنی اسرائیل خوفا من افترائھم
بعدہ فی تاویلھا وتفرقھم احزابا
وافاد دفعھا الی ائمۃ بنی لاوی الاثنی
واحدۃ اشتملت علی ذم طوائفھم
وانھم سیخالفون شریعۃ التوریۃ
وان السخط یاتیھم بعد ذلک لتکون
شاھدۃ علیھم ولم یکن حفظ التوریۃ
فرضا علیھم ولا سنۃ بل کان الوجہ
یحفظ فصلا منھا والاخر یحفظ
فصلا اٰخر فلما قتل بخت نصر الملک
من یحفظ اکثر التوریۃ من الائمۃ
الھارونیین واحرق ھیاکلھم
جمع عزیر من محفوظاتہ ما اجتمعت
منہ ھذہ التوریۃ التی بایدیھم
واملاّ ذلک علیہا علیھم ولذا بالغو

بڑا دیا ہے توریت کی تحریف لفظی کا یہ
سبب ہوا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے
توریت کو عامہ بنی اسرائیل سے بچا کر
رکھا تھا - اس خوف سے کہ وہ آپکے
بعد اسکی تاویل مین مختلف الرائے نہو
جائین - اور فرقہ فرقہ نہو پڑین - وہ
کتاب صرف بنی لیوی کے پیشواؤن
کے سپرد کر دی تھی - بجز ایک سورۃ کے
جس مین بنی اسرائیل کی طبیعتون کی
برائی کا بیان تھا اور یہ کہ وہ شریعت
توریت کے مخالف ہو جائین گے اور
اُن پر خدا کا غضب نازل ہوگا تاکہ وہ
سورۃ اُن پر گواہ ہو - توریت کو زبانی
یاد کرنا اُن پر فرض نہ تھا اور نہ سنون
بلکہ اُن مین کوی ایک باب کو یاد کر
لیتا - کوی دوسرے کو - جب بخت نصر
نے بنی ہارون کے سرداروں کو جنکو
اکثر حصہ توریت کا یاد تھا - قتل کر
دیا اور اُن کے معبد کو گرا دیا تو عزیر
نے اپنی یادداشت سے اِس قدر
توریت لکھدی جس سے موجودہ

فی تعظیمہ حتی غلوا فیہ فھذہ التورۃ الموجودۃ عندھم من املاء عزیر فیھا کثیر من التورۃ التی اولھا امۃ قد مرت فلحقھا اللہ فلحقھا امور ثلثۃ الاول بعض الزیادۃ والنقصان الثانی اختلاف الترجمۃ الثالث اختلاف التاویل ویذکر من ذلک امثلۃ۔ (یعنی الشیطان بقذف بہا غائۃ اللفاظ ۱۲)

توریت مسخ ہوئی۔ پھر وہ توریت اُن لوگون کے حوالہ ہوئی جو فرقہ فرقہ ہوگئے اور اُس کے متن مین تین خرابیان پیدا ہوگئین۔ ایک کمی بیشی الفاظ مین۔ دوسرا اختلاف اُسکے ترجمہ مین تیسرا اختلاف اُس کی تاویل مین۔ تحریف معنوی کی کئی مثالین ذکر کیجاتی ہین"۔

ان تمثیلات کو ہمنے اسلئے نقل نہین کیا کہ تحریف معنوی محل نزاع نہین۔ محل نزاع تحریف لفظی ہے جسکی ایک مثال ابن القیم کی عبارت منقولہ بالا مین مذکور ہوئی ہے۔ **ایک اور مثال** اس تحریف لفظی کی ابن القیم کی اس کلام مین مذکور ہے جو عبارت منقولہ سے پہلے اُنہون نے فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہین اس (قصہ لوط کے بیٹون) سے عجیب تر یہ قصہ توریت مین موجود ہے کہ یعقوب کے بیٹے

واعجب من ذلک ان فی التوراۃ اسلتے یہود ان یھوذا ابن یعقوب زوج ولدہ الاکبر بامرۃ یقال لھا تاما وکان یاتیھا مستدبراً فغضب اللہ من فعلہ فاھلکہ فزوج بھا ولدہ الاخر فکان یعزل عنھا فلما منہ بان اول مولود ینسب الی اخیہ فکرہ اللہ منہ ذلک فاماتہ فامرھا یہود ا بالتحاق الی بیت ابیھا حتی یکبر

یہودا نے اپنے بڑے بیٹے کا ایک عورت (تاما) سے نکاح کردیا وہ اُس سے فعل بر خلاف وضع فطرت کیا کرتا اسپر خدا کا غصہ ہوا اور خدا نے اُسکو ہلاک کیا۔ پھر اُسنے اُس عورت کو چھوٹے بیٹے سے بیاہ دیا وہ اُس سے عزل (خارج مین انزال) کرتا رہا اس خیال سے کہ جو لڑکا پہلے پیدا ہو وہ بڑے بھائی کا کہلاوے۔ اس سے بھی

ولا صغره ويتم بقلة حذر آمن ان يصيبه ما اصاب اخويه فاقامت في بيت ابيها وصعد يوماً الى منزل له فبلث زوجة ابنه زنى الزواني و تعرضت له فزنا وذهبا وهن عندها عصاه وخاتمه باجرتها - فدخل بها فعلقت منه فلما اخبر يهود ان زوجة ابنه علقت من الزنا اذن باخراجها - فبعثت اليه بخاتمه وعصاه فاعتذر بانه لم يعرفها ولم يستحل معاودتها قالوا ومن ولدها من ذلك الزنا داؤد نبي عليه السلام (تبيد الشيطان بتقريب اعانة الله سبحانه ص ۶۳۶)

ندانا خوش ہوا - اور اُسکو مار دیا - پھر اپنی بہو کو یہودا نے حکم دیا کہ وہ اپنے باپ کے گھر میں جا رہے اتنے مین اُسکا چھوٹا بیٹا بڑا ہو کر عقلمند ہو جائے اُس سے اُسکا نکاح ہو تو وہ ایسے کام نہ کرے - ایکدن یہودا اپنی بہو پر چڑھا تو اپنی بہو کو دیکھا کہ وہ بدکار عورتون کا لباس پہنے ہوئے راہ میں بیٹھی ہے اور وہ اُس سے مخاطب فعل بد ہوا اور اُس کی اُجرت مین اپنی لاٹھی اور انگوٹھی رہن رکھدی - اور مرتکب فعل بد ہوا جس سے وہ حمل ہوا - جب یہودا کو لوگون نے خبر دی کہ تیری بہو زنا سے حاملہ ہوئی ہے تو اُسنے اُسکو جلانے کا حکم دیا - تب اُس نے اُسکی لاٹھی اور انگوٹھی اُس کے پاس بھیجدی جسپر اُسنے عذر کیا اور کہا کہ مینے اُس کو نہین پہچانا تھا اور مینے اُس سے بجز ایک دفعہ کے پھر فعل بد نہین کیا - یہودی کہتے ہین کہ اُسی زنا کی نسل سے حضرت داود نبی پیدا ہوئے ہین -

امام رازی تفسیر مین فرماتے ہین - اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ جس کتاب کے الفاظ و حروف فان قيل كيف يمكن هذا في الكتاب الذي بلغت آحاده وحروفه وكلماته مبلغ التواتر المشهور في الشرق والغرب قلنا لعله يقال القوم كانوا قليلين والعلما بالكتاب كانوا في غاية

کی شہرت حد تواتر کو پہنچ گئی ہو اوس کے الفاظ مین تبدیل کیونکر ممکن ہے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ جسوقت اُسکی تبدیلی ہوئی تھی اُس وقت شاید اُس قوم مین قلت ہوا اور توریت کے جاننے والے علما اور بھی

القلة فقدروا على هذا التحريف، (تفسیر کبیر ص۳۳۱ ج ۳)	کم ہوں۔ اسلئے وہ اس تبدیلی پر قادر ہوئے۔۔

ناقل کہتا ہے کہ اس احتمال قلت کی مصداق و موید حالات توریت کی ابتدائی حالت ہے جسکا حافظ ابن القیم کے اس قول میں ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت توریت عام بنی اسرائیل کے حوالہ ہی نہیں ہوئی اور نہ سبھی حفظ کی گئی۔ پھر وہ حالت جب کہ بخت نصر کے ہاتھوں سے بنی اسرائیل کی تباہی ہوئی۔ پھر وہ حالت جب عہد انیوکس میں انکی بربادی ہوئی۔ ان حالات میں توریت کے محافظوں کی قلت محل انکار نہیں اور ان حالات میں تحریف لفظی کا واقع ہونا مشکل تھا۔ (ان حالات کی تفصیل عنقریب ہوگی)

عبارت منقولہ بالا میں صرف تحریف لفظی توریت کی مثالیں بیان ہوئی ہیں نہ تحریفات لفظی انجیل کی۔ اور نیز وہ علماء اسلام کی عبارات میں جو ان مسلمانوں کو ہدایت و ملامت بخش ہیں جو علماء اسلام کو ہدایت پر جانتے ہیں اور ان کی نقل و بیان پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اُن ہی لوگوں کی صیانت و استقامت کی غرض سے وہ عبارات منقول ہوئی ہیں تاکہ ان عبارات کو دیکھکر وہ لوگ اسوقت کے خبط و ضلالت سے بچے رہیں اور تعمیل توریت و انجیل کی نسبت وہی اعتقاد رکھیں جو اس وقت تک اہل اسلام میں متوارث چلا آیا ہے اور آجکل کے مجتہدین بے علم کی باتیں منکر انکے دھوکا میں نہ آجاویں۔

اب وہ رہے حضرات مجتہدین بلا علم جو اس وقت تک کے مسلمانوں کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور اپنے نئے اعتقاد کو ہدایت سمجھ کر لوگوں کو اُس کی طرف دعوت کرتے ہیں۔ وہ ان عبارات سے نفع نہ اٹھائیں گے بلکہ اون کے جواب میں صاف فرمائیں گے کہ امام رازی ابن حجر و ابن قیمہ وغیرہ خود گمراہ تھے (معاذ اللہ) ہم ان عبارات کو کیا جانتے ہیں اور انکی نقل و بیان کو کب مانتے ہیں۔

ان حضرات کی ہدایت و نصیحت کی غرض سے ہم عبارت مذکورہ کی تائید مین اصل کتب توریت و انجیل کی عبارات نقل کرتے اور ان کتابون کے حامیون اور عیسائی مذہب کے منصفون کے اقوال اُن کو سناتے ہین شاید وہ تعصب ونفسانیت کو کام مین نہ لائین تو اس سے نفع اُٹھاوین اور راہ راست پر آجاوین - ان اقوال مین لفظی تحریف انجیل کی مثالین بھی مندرج ہین جو پہلی عبارات مین مذکور نہین ہوئین -

پس واضح ہو کہ حافظ ابن حجر کی کلام مین جو ذکر ہوا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیون نے اپنے باپ کو شراب پلائی اور اُن سے بدفعلی کرائی یہ قصہ توریت کی کتاب پیدائش باب ۱۹ مین بالفاظ ذیل مرقوم ہے -

۳۰ - اور لوط صغر سے اپنی دونون بیٹیون سمیت نکلکر پہاڑ پر جا رہا - کیونکہ صغر مین رہنے سے اُسے دہشت ہوی - اور وہ اور اُسکی دونون بیٹیان ایک غار مین رہنے لگین - تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہین جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس آندر آوے - آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلاوین اور اُس سے ہم بستر ہوین - تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین - سو اُنہون نے اُسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوی پھر اُسنے اُس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا اور دوسرے روز ایسا ہوا کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات مین اپنے باپ سے ہم بستر ہوی - اور آج رات بھی اُسکو مے پلاوین اور تو بھی جا کر اُس سے ہم بستر ہو کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین - سو اُس رات کو بھی اُنہون نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی اُٹھکر اوس سے ہم بستر ہوی اور اُسنے اوس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا - سو لوط کی دونون بیٹیان اپنے باپ سے حاملہ ہوئین اور بڑی ایک بیٹا

جنی اور اسکا نام موآب رکھا وہ موآبیون کا جو ابتک ہین باپ ہوا اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام بن عمی رکھا وہ بنی عمون کا جو اب تک ہین باپ ہوا" (توریت مطبوعہ ۱۸۷۰ء در مطبع ارفن سکول مرزاپور ص ۲۱)

اس قصہ کے جعلی اور محرف ہونے پر بہت سی دلایل شاہد ہین۔ ازانجملہ ایک یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نبی تھے۔ جنکی نبوت کو قران نے ثابت کیا ہے اور اہل انجیل نے بھی اُن کو راستباز تسلیم کیا ہوا ہے چنانچہ پطرس حواری نے اپنے خط کے باب ۲۔ آیت ۸ مین کہا ہے کہ وہ (یعنے لوط علیہ السلام) راستباز اُن کی بے شرع باتون کو دیکھ کر ہر روز اپنے سچے دل کو شکنجہ مین کھینچتا تھا" پھر کیونکر ممکن تھا کہ خدا تعالے شیطان کو اونپر مسلط کرتا اور ایسی قدرت دیتا کہ وہ اُنکو شراب پلائے اور ان سے بیٹیون کے ساتھ زنا کرائے۔

عیسائی اس امر کو جایز رکھتے ہین اُن کو اختیار ہے۔ ہمکو اس مقام مین اُنسے بحث نہین قران مین خدا نے صاف فرما دیا ہے کہ شیطان نے کہا اے میرے خدا تو نے جو مجھے بہکایا ہے مین اُس کے بدلے بنی آدم کو زمین مین زیبائش دکھا کر گمراہ کرون گا بجز تیرے مخلص بندون کے۔ خدا نے فرمایا یہی راہ سیدہی میرے ذمہ ہے۔ میرے بندون پر تیرا تسلط نہوگا۔ بجز ان گمراہون کے جو تیری پیروی کرین گے"

قال رب بما اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولاغوینھم اجمعین الا عبادك منھم المخلصین قال ھذا صراط علی مستقیم ان عبادی لیس لك علیھم سلطان الا من اتبعك من الغوین۔ (الحجر رکوع ۳)

اور فرمایا شیطان کا اُن لوگون پر تسلط نہوگا جو مومن ہین اور اپنے رب پر بہروسہ

انہ لیس لہ سلطان علی الذین اٰمنوا وعلی ربھم یتوکلون انما

سلطنہ علی الذین یتولونہ والذین ھم بہ مشرکون (النحل رکوع ۱۳)	رکھتے ہین اسکا تسلط ان ہی لوگون پر ہے جو اس کے دوست ہین اور اُس کو خدا کا شریک بناتے ہین"۔

اس قصہ کو اگر صحیح مانا جاوے تو اس سے ان ارشاد خداوندی کے برخلاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیطان نے حضرت لوط علیہ السلام پر پورا تسلط کیا اُن کو شراب پلا کر اُنسے بیٹیون کے ساتھ زنا کرایا جسکا کوئی عاقل قائل نہین ہو سکتا۔ چہ جاے کہ مسلم بھی ہو۔

انبیاء علیہم السلام سے خطا یا زلت کا سرزد ہو جانا بعض مسلمانون کے نزدیک جائز ہے مگر ایسی بے حیائی اور دنائت (کمینگی) کا صدور انبیاء علیہم السلام سے محقق اہل اسلام تجویز نہین کرتے لہذا وہ اس قصہ کو صحیح نہین کہہ سکتے گو عیسائی اُسکو صحیح جانین

* حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فقہ اکبر مین فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کفر وغیرہ کبائر و فواحش سے منزہ ہین"۔ فقہ اکبر کی شرح مین ملا علی قاری صاحب نے لکھا ہے کہ وہ ایسے صغائر سے بھی منزہ ہین جن مین خست و دنائت پائی جاتی ہو جیسے لقمہ کی چوری وغیرہ"۔ ایسا ہی شرح مواقف مین فرمایا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر جلد اول مین بصفحہ (۴۵۸) انبیاء علیہم السلام کا کبائر و صغائر سے معصوم ہونا آیات قرآن سے ثابت کیا ہے اور جن دلائل سے اس کا خلاف مفہوم ہوتا ہے اسکا کافی جواب دیا ہے۔ ان دلائل کو دیکھ کر کوئی مسلمان نہین کہہ سکتا کہ ایک نبی شراب پی کر بیٹیون کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوا۔

* عیسائیون کو نشہ کی حالت مین لوط کا زنا تسلیم کرنا کیا مشکل ہے جبکہ وہ انبیاء علیہ السلام سے ہوش و حواس کی سلامتی مین زنا کا واقع ہونا مانتے ہین۔ اور اپنی

پر بجز مسیح علیہ السلام کسی نبی کو معصوم نہیں جانتے)

دوسری دلیل یہ کہ اس قصہ میں جو حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیوں کا قول منقول ہے کہ "زمین پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آوے" یہ واقعہ کے خلاف ہے اور محض دروغ ہے۔ اُسوقت خاصکر سدوم وغیرہ بستیوں کے لوگ ہلاک ہوئے تھے نہ تمام دنیا کے لوگ جس سے تحط الرجال ہو جاتا۔ اُن ہی بستیوں کے پاس قریہ صغر موجود تھا اور حضرت لوط علیہ السلام کی دعا سے عذاب الٰہی سے بچ رہا۔ چنانچہ اون آیات کے پہلی آیات وغیرہ میں صاف بیان ہے ۱۸۔ اور لوط نے اُن سے کہا کہ اے میرے خداوند ایسا نہو۔ ۱۹۔ کہ آپ دیکھ تو نے اپنے بندہ پر رحم کی نظر کی اور تو نے مجھ پر ایسا بڑا فضل کیا کہ میری جان بچائی

مقدس کتاب میں ایسے واقعات زنا کو صدق و اعتقاد کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

(۲) سموئیل کے باب ۱۱ میں ہے ۲۔ اور ایکدن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اُٹھا اور شاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور وہاں سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہایت ہی حسین اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے اُس عورت کا حال دریافت کیا کہ آدمی بھیجے۔ اونہوں نے کہا العام کی بیٹی بت سبع حتی اوریا کی جورو نہیں؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کے اوس عورت کو بلا لیا۔ چنانچہ وہ اوس پاس آئی۔ اور وہ اُس سے ہمبستر ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی اور وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہوئی۔ سو اوس نے داؤد پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں (مجموعہ توریت طبع مذکور صفحہ ۴۱۳)

اسکے بعد اسمیں یہ بیان ہے کہ داؤد نے اوریا کو ایک لڑائی میں بھیجکر قتل کرایا اور اسکی عورت کو اپنی جورو بنایا۔ اور سلیمان نبی اسی کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں نعوذ باللہ من اکاذیبہم وافترائہم علی الانبیاء الصالحین۔